

عظمتِ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

اور

خلافۃ اللہ

مہدی

موعود آخرالزمان

سید یوسف......بنگلور

syedyusufsam92@gmail.com
9242653492

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ الانبیاء 107

"اے محمدؐ، ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے"

عظمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور

خلافۃ اللہ مہدیؑ موعود آخرالزماں

سید یوسف....... بنگلور

syedyusufsam92@gmail.com

9242653492

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ابتدائیہ

حاضر خدمت ہے ''عظمت محمدﷺ اور خلافت مہدی موعودؑ آخر الزماں!''۔ انسان ایک مرتبہ جس راہ پر چل نکلتا ہے پھر وہ اسی راستہ کو اپنانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ قومی جرائد میں مضامین لکھنا ایک الگ بات ہے' اور کتاب لکھنا الگ۔ چونکہ مختصر قوم مہدویہ کے مجبور اور بےبس جرائد کا حال تو سبھی کو معلوم ہے اور ان کی مالی پریشانیاں 'اس پر سے موروثی وارثتوں کا دبدبہ اور مخالفت کا اندیشہ جس نے قوم مہدویہ کی علمی مذہبی عقایدی معاشرت پر بڑے منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ اس لئے اب کتاب لکھنے میں جو سکون اور آزادی کا احساس ہوتا ہے وہ کسی روحانی تسکین سے کم نہیں۔ آج دینی و مذہبی اعتبار سے بہت لوگ بہت کچھ کہنا لکھنا چاہتے ہیں' یا تو انہیں وقت نہیں ملتا یا حوصلہ نہیں ہوتا' ایسے میں قومی شعایر میں اخلاقی و مذہبی تنزل صاف دیکھنے کو ملتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ قومی احساس ذمہ داری سے لوگ عاری ہیں' وہ چاہتے ہیں کہ کوئی کہیں سے روشنی کی کرن پھوٹے تو وہ بھی فیضیاب ہوں۔ قوم میں حقیقی محسن لوگ ہیں تو سہی یا تو وہ سامنے آنا نہیں چاہتے یا پھر اپنی ذمہ داری سے دامن بچا رہے ہیں۔ کسی بھی معاشرے اور قوم میں اچھے اور برے لوگوں کا ہونا انسانی فطرت کا حصہ ہے' کبھی بھی اچھے لوگوں کا تناسب ہمیشہ کم ہی ہوا کرتا ہے' زیادہ شور وغوغا شہرت اور نام ونمود کے دلدادہ لوگوں کا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ علمی عملی معاشرتی اور تہذیبی اقدار سے بالکل واقف نہیں ہوتے مگر ہر محفل مجلس میں وہ اپنا مقام ومرتبہ کا ڈھنڈورا پیٹنا اپنا پیدائشی حق خیال کرتے ہوئے داخل ہوجاتے ہیں کچھ لوگ اسی کی ذریعہ اپنی سیاست کی دکان چمکاتے پھرتے ہیں کچھ قوم کے اخلاق اور دولت کو لوٹنے کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔

دین انسانوں میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں پیدا ہوجاتی ہیں ان کی اصلاح کے لئے ہوتا' مگر لوگوں میں ایک تاثر ہوتا ہے کہ اچھی باتیں کہیں لکھیں' مگر ہماری غلطیاں اور کوتاہیاں بیان نہ کریں' غلطی کرنا ہمارا حق ہے' ہم وہ کرتے رہیں گے۔ معاشرے میں پھیلی برائی کو بیان کرنے پر لوگ خاموش رہتے ہیں' مگر جو برائی پھیل رہی ہے کس کی وجہ سے کس وجہ سے اس کا ذمہ دار کون اس پر بات کرنے سے لوگ بھڑک اُٹھتے ہیں' جبکہ انہیں خود معلوم ہے کہ وہ حق ہے مگر کون ہے جو حق قبول کرتا ہے؟' حق کو قبول کرنے کے لئے ایمان کی ضرورت ہوتی ہے اور آج وہی نہیں ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ سماجی برائیاں دور ہوں مگر نہیں چاہتے کہ اس پر بولا جائے'' کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس پر

بولنے پر سماج میں برائی پھیلانے والے عناصر کے ساتھ خاموش تماشائی بنے ذمہ داروں کی ذمہ داری بھی طے ہوتی ہے‘اور لوگ یہی نہیں چاہتے کہ انہیں ان کی ذمہ داری بتائی جائے۔کسی کی ذاتی زندگی کے بارے میں بات کرنا بد اخلاقی ہے‘مگر معاشرے میں پھیلی برائی پر بات کرنا ذمہ داری ہے۔

اُصولوں پر اگر آنچ آئے تو ٹکرانا ضروری ہے اگر زندہ ہو تو زندہ نظر آنا ضروری ہے وسیم بریلوی

دین عمل کرنے کے لئے ہوتا ہے بحث مباحثہ کرنے کے لئے نہیں‘اور عمل کرنے کی حقیقی تعلیم مہدی موعودؑ نے بتائی ہے فرایض ولایت میں۔اور مذہب میں بحث صرف اس لئے ہوتی ہے کہ دینی معاملات اعمال احوال کو اچھی طرح سمجھ کر عمل کیا جائے‘اور اس میں مثبت بحث ہونی چاہیے منفی نہیں۔اور بحث میں مختصر بیان بے چینی اور خلجان پیدا کرتا ہے‘اس لئے مذہبی مباحث مدلل اور موثر ہونے چاہیے‘اور قرآن کی بنیاد پر‘حقیقی اسلام علم تحقیق سوجھ بوجھ میں ہے‘واعظ تقریر مباحثہ میں شہرت پہچان نام نمود کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔اور واعظ تقریر کا تاثر وقتیہ ہوتا ہے لوگ ان باتوں کو سن کر بھلا دیتے ہیں‘جبکہ علم مطالع کتاب ہمیشہ کے لئے حافظے میں محفوظ ہو جاتے ہیں‘واعظ اور تقریر صرف مذہب کو جاننے کے طریقے ہیں‘علم اور مطالع سے دین کی حقیقت واضح ہوتی ہے مگر عمل سے اللہ کی اطاعت اور بندگی حاصل ہوتی ہے جو دین و مذہب کا حاصل ہے‘اگر عمل نہیں تو تمام علم مطالع سوجھ بوجھ جانکاری تقریر واعظ بیان سب بے معنی اور بیکار محض ہیں۔واعظ تقریر و بیان کی مجالس میں کچھ لوگ ہوتے ہیں بلا سمجھے سوچے واہ واہ کر دیتے ہیں محض عقیدت کی وجہ سے‘مگر لکھنے کے بعد لوگ کمیاں نکالنے کے لئے دوات قلم لے کر بیٹھ جاتے ہیں‘اس لئے اس میں مدلل بحث ہونا چاہیے۔لکھنے کے لئے حقیقت اور دلایل سامنے ہونے چاہیے جبکہ واعظ و بیان میں کچھ بھی بیان کر کے پتلی گلی سے نکلا جا سکتا ہے۔

لوگ وہی بتاتے ہیں جو وہ خود نہیں ہوتے ہیں‘مگر کامیاب لوگوں کی زندگی کو دیکھیں اُنہوں نے وہی بتایا جو وہ خود ہیں‘کامیابی کے لئے عارضی بناوٹ کی ضرورت نہیں انسان کے اندر کی خوبی خود بخود ظاہر ہو کر رہتی ہے۔لوگ سچائی کو مانتے یا نہ مانتے ہوں مگر پسند ضرور کرتے ہیں۔اور یہ حقیقت ہے کہ ہر کامیاب انسان کو پہلے بیوقوف ہی سمجھا گیا‘مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر بیوقوف کامیاب ہوتا ہے۔کامیابی یقین اور محنت سے حاصل ہوتی ہے‘اور ضروری نہیں کہ ہر محنت کرنے والا پر یقین ہوتا ہے‘اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جس میں یقین ہو وہ محنت بھی کرے گا‘ کچھ لوگ صرف یقین کے ذریعہ کامیاب ہونا چاہتے ہیں‘ کیونکہ کامیابی ایثار قربانی مشقت محنت سے ہی

حاصل ہوتی ہے۔شاٹ کٹ کامیابی زندگی کی وہ کڑواہٹ ہے جو حاصل بھی ہو جائے تو دیرپا اور قایم نہیں رہتی۔امام حسینؓ جب یزید سے مقابلے کے لئے چلے تھے تو یہ گھمنڈ نہیں تھا کہ میں نواسہ رسولؐ ہوں' بلکہ یہ یقین تھا کہ مجھے انانیت۔آمریت۔اور شخصیت پرستی سے مقابلہ کرنا ہے جس کا انجام برا بھی ہوسکتا ہے' شہادت تو ہوگی مگر قیامت تک باقی رہ گئے ایمان والوں کے دلوں میں' یہ الگ بات ہے کہ ان کے خاندان کے نام پر لوگوں نے اپنی دنیا بسائی ہے۔

بزرگوں اور باکردار لوگوں کا احترام کیا جانا ضروری ہے' خصوصاً مخلص اور قوم کے ہمدرد عالموں اور لوگوں کا۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر کوئی جو ظاہری دکھاوے اور جھول جھال کو دین بنا کر پیش کرے ایسے لوگوں کو خوامخواہ محترم بنا دینے سے دین و مذہب کا نقصان تو ہوتا ہی ہے معاشرہ بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ظاہری اسباب کا سہارا وہی لیتے ہیں جن کے پاس کہنے سننے اور کرنے کی قابلیت نہیں ہوتی' انسان کے پاس کتنا ہی علم اور معلومات کا ذخیرہ ہو' اگر عمل نہیں تقوی پرہیز گاری نہیں تو انسان اُس گدھے کی طرح ہے جس پر بہت ساری بیش قیمتی کتابیں تو لدی ہوں مگر وہ ان کی قدر و قیمت نہیں جانتا صرف ایک بوجھ کی طرح اُٹھائے پھرتا ہے۔ہر دور میں مخلص اور باعمل لوگوں کا تناسب کم ہوتا ہے' شور و غوغا شہرت نام و نمود کے طالبوں کا ہوتا ہے' جو ہر حال اپنا حلوہ مانڈہ محفوظ کرنے کی فکر میں ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ اور راغب کرنے کے لئے نئے نئے طریقے اور ہتھکنڈے آزماتے دکھائی دیتے ہیں' باعمل اور مخلص لوگوں کو دکھاوا اور شہرت کی ضرورت نہیں ہوتی۔اور آج زمانہ کاپی کیاٹ لوگوں کا ہے جو دوسروں کی کتابوں کو تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ اپنا بنا کر پیش کر دیتے ہیں یا پھر اپنی جھوٹی باتوں کا پرچار تو کرتے ہیں دوسرے کی حق بات کو بھی قبول نہیں کرتے مگر نقل کر کے انہیں کی باتوں کو اپنے نام سے پیش کر دیتے ہیں۔عملی طور پر دین جن کے اندر ہوتا ہے وہ اپنا دکھاوا اور خودنمائی نہیں کرتے' ان کے دین اور عمل کی مہک لوگوں کو بلا امتیاز مقام و مرتبہ ہر کس و ناکس کو ان کے پاس لے جاتی ہے۔حضورﷺ نے اپنی امانت داری اور شرافت نفس کا اظہار نہیں کیا مگر لوگ انہیں صادق و امین مانتے اور جانتے تھے۔مہدی موعودؑ جب ہجرت پر روانہ ہوئے سوائے اپنے اہل خانہ کے کوئی ساتھ نہیں تھا لیکن جیسے ہی جونپور کے بعد دانا پور پہنچے اس کے بعد کالپی چندیری میں لوگ آپؑ کے ساتھ ہو لئے' اور محسوس کیا کہ کچھ ایسی بات ہے جو آپؑ کی صحبت سے دین و ایمان کی تازگی محسوس ہوتی تھی' حج کے دعوی مکہ کے بعد لوگوں کا اژدھام ساتھ ہو لیا' لوگ اپنا مال و اسباب لٹا کر ترک دنیا کر کے ساتھ ہو لئے' روایات بتاتی ہیں کہ تاج خاں سالار کے دعوی کے بعد ہزاروں نفوس آپ کے ہمراہ ہجرت میں مع زن و بچہ شامل ہو گئے' دنیا کی آسایشوں کو چھوڑ کر فقر و فاقہ کو اپنا لیا اور آخر دم تک

ساتھ رہے باوجود علمائے سُو کی مخالفت اور ایذا رسانیوں کے واپس ہند میں مہدی سے اپنی عقیدت کو بچایا اور اس کی تبلیغ بھی کی ۔پچھلے سو سوا سو برسوں میں لوگ مہدویت کی طرف راغب ہونے کے بجائے بدعقیدہ جماعتوں اور گروہوں سے متاثر ہونے لگے'اس کی وجہ اور اسباب کو ٹٹولتے محسوس کرتے اور تحقیق کریں تو وہ تمام کھوکھلا پن اور نمایش کے اسباب ظاہر ہوجاتے ہیں'جس سے تعلیمات مہدی کو غیر معروف اور بے مقصد ثابت کرنے میں اہم کردار ادا کیا گیا 'وہی روش آج بھی جاری ہے' لیکن فرق یہ ہے کہ پہلے ان کمزوریوں کو دبایا چھپایا جاتا تھا' مگر آج دوسری جماعتوں فرقوں اور تحریکوں کی نشر و اشاعت میں عام لوگ بھی تجزیہ کرنے تمیز کرنے لگے ہیں۔لوگوں میں اور قوم میں ایک خاموش سوال ہے جس کا جواب دینے کی قابلیت بہت کم میں ہے۔ دوسروں کی نقل ان کے اعمال کو اپنانے سے ہمارا اثاثہ دین معدوم ہوتا چلا جاتا ہے' ہمیں اپنی خوبیوں کے اعمال کو اپنے مذہب وعقیدہ کے بہتر مثالوں اور طریقوں میں ہی اپنی فلاح اور بقا کے اسباب تلاش کرنے ہونگے ۔یوروپ خصوصاً بوسنیا ہرز گوینا' چچنیا اور چین کے کچھ علاقوں میں لوگوں نے ترک اور مسلم فوجوں کے اخلاص اور اعمال صالحہ کو دیکھ کر اسلام کو اپنایا تھا' وہاں محدث مفسر اور برائے نام مبلغ و مصلح نہیں گئے تھے ۔اسی طرح دایروں کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر لوگ مہدوی بنے تھے نہ کہ واعظ تقریر جلسہ جلوس دیکھ کر 'خلوص سادگی سچائی اور حق پرستی میں جو جاذبیت و کشش ہوتی ہے وہ بناوٹ دکھاوا شور و غوغا میں نہیں۔

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی　　　قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

ہمارے والد مرحوم چن پٹن سے تھے تقریباً ۱۹۳۳ میں اپنی گریجویشن یل یوبم یس کے لئے میسور گئے کیونکہ اُن دنوں ریاست کرناٹک کا پایہ تخت ہونے کے لحاظ سے میسور اہم شہر تھا وہاں سے بنگلور منتقل ہوگئے پھر دوبارہ ۱۹۴۲ میں نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد سے طبیب مستند کی سند لی۔ ہمارا تعلق چن پٹن سے شروع میں جزوی رہا بعد میں دینی وعقایدی لحاظ سے بڑھ گیا مگر مہدویت کے متعلق ہمیں چن پٹن سے کوئی خاص معلومات نہیں ملیں' ہمیں اپنے مذہب اور عقایدی بنیادوں کو جاننے کے لئے علمی و قلمی مواد کا ہی سہارا لینا پڑا' ظاہر ہے وہ نہ ہونے کے برابر تھا' اس لئے تقابلی ادیان کے سہارے ہم نے مہدویت کو جاننے سمجھنے کی کوشش کی جس میں تقریباً تین دہے تک تلاش کرنا پڑا ۔پہلے اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی پھر مہدویت کا جایزہ لیا اور ساتھ میں دیگر مسلم جماعتوں فرقوں اور طایفوں کو جاننا ضروری تھا کہ واقعتاً مہدویت کا بنیادی پیغام کیا ہے؟۔اس طرح مذہب وعقیدہ سے دلچسپی بنی رہی ۔حقیقتاً آج کا شہر چن پٹن کسی زمانے میں وجے نگر حکومت کا حصہ ہوا کرتا تھا جو میسور کے واڈیار خاندان کے زیر اثر تھا جو وجے نگر کے

باج گزار تھے وجے نگر کی حکومت تقریبًا تمام دکن میں تھی 'حیدرعلی ۱۷۲۲۔۱۷۸۲ نے واڈیار کے سالار کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا بعد میں خود اپنی سلطنت قایم کی' جب سرحدی معرکوں میں حیدرعلی کو بہمنی حکومت تک جانا پڑا جو زوال کے قریب تھی تو وہاں پر مہدویہ سپاہیوں کا ایک بڑا طبقہ تھا حیدرعلی نے انہیں اپنی سلطنت خداداد میں آنے کو کہا اور بہت سارے مہدوی سپاہی تو چلے آے ان کے ساتھ تاجر اور دوسرے طبقے کے مہدوی بھی سری رنگا پٹنم چلے آے' جو حیدر علی کا پایہ تخت تھا اور مہدویہ فوجیوں کی ٹکڑیاں کچھ سری رنگا پٹنم کچھ آس پاس کے علاقوں میں رکھی گیئں کچھ آج کے تمل ناڈو کے علاقوں میں جہاں تک سلطنت میسور کا علاقہ تھا' حیدرعلی کو مہدویوں پر اس قدر اعتماد تھا کہ جب برٹش حکومت سے مقابلہ آرائ شروع ہوئ تو حیدرعلی اور ٹیپو نے اس وقت کی فرانسیسی حکومت سے تعلق قایم کر کے ان کی مدد سے راکٹ نما ہتیار بنایا جو بارود سے چلتا تھا جو آج کے میزایل کی طرح تھا اور وہاں پر مہدوئ فوجیوں کا ایک مخصوص دستہ تعینات تھا اُس جگہ کو فرنچ راکس French Rocks کہاجاتا تھا معنی فرانسیسیوں کا ٹیلہ جو سری رنگا پٹنم کے قریب تھا 'آج یہ فرنچ راکس کیمپ کے نام سے مشہور ہے۔ اس طرح تقریبًا سلطنت خداداد میں مہدوی پچاس ساٹھ برس تک اعلی عہدوں پر قایم رہے ان کے وفاداری مثالی تھی جو میر صادق اور دوسرے غدار وزیروں کو کھٹکتی تھی حیدرعلی کی وفات کے بعد ٹیپو سلطان کو ان لوگوں نے مذہبی طور پر ورغلا کر مہدویوں کا سنہ ۱۷۹۴ میں اخراج کرایا اس طرح مہدوئ ٹیپو اور انگریز فوج کے درمیان میں تین جنگوں تک ڈھال بنے رہے اور اپنی وفاداری اور بہادری کا ثبوت دیا' برٹش ناکام رہے' آخری جنگ سے پہلے مہدویوں کے اخراج کے بعد میر صادق اور نوایتوں کی سازش کی وجہ سے ٹیپو کو جنگ ہارنا پڑا' کچھ مہدوی سپاہی آس پاس میں آباد ہو گئے' کچھ چن پٹن چلے آے' اور یہاں قیام کیا اس طرح مہدویوں کی یہاں آبادی اور قیام کو تقریبًا ۲۳۰ برس کا عرصہ ہوا' یہاں پر مہدویوں نے زراعت تجارت کے علاوہ کھلونوں کی کاری گری میں مہارت حاصل کی اور یہ شہر کھلونوں اور ریشم کی کاشت اور تجارت کے لے مشہور ہوتا چلا گیا۔ حالانکہ مہدویوں کا سازشیوں نے اخراج تو کرادیا مگر وہ مہدویوں کی وفاداری اور سپاہ گری کی طاقت سے واقف تھے اس لۓ انہوں نے مہدویوں سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا' یہی وجہ ہے سری رنگا پٹنم سے اتنے قریب کرگاول اور بنور میں مہدویوں کا دایرہ بسانے میں وہ مزاہم نہ ہو سکے' اور تو اور موجودہ چن پٹن میں جب کچھ مہدوی چلے آے' اور تالاب کے کنارے بستی بسائ تو ٹیپو فوج کے مہدوی سالار غازی میاں نے آج کے موجودہ چن پٹن کے دایرے کی زمین جوان کے پاس پٹے میں تھے اپنے مرشد کے حوالے کر دی اور کہا کہ یہاں آباد ہو جایئں جو غالبًا آج کے چھ گیٹ کا علاقہ

ہے۔ بعد میں دوسرے دایرے آس پاس آباد ہو گئے۔ مہدویوں کا دایروں کے وجہ سے آپسی اتحاد منکرین مہدویہ کو زمانہ دراز سے کھٹکتا رہا ہے وہ اس اتحاد کو توڑنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے ہیں کبھی جھوٹے فتوے دے کر کبھی دل شکنی کرکے، مگر آج انہوں نے مہدویوں کے اندر ہی اپنے سازشی ٹولے پیدا کردیے ہیں اس میں پہیل وہابیوں نے کی اپنے ٹراول ایجنٹ بنائے اس کے بعد تبلیغیوں نے ان کے بعد اب اہل حدیث نے چند شریروں کی مالی اور عہدوں کی مدد سے کچھ خانوادوں کو اپنا بنالیا ہے وہ آے دن دایروں میں مہدویہ کی دل آزاری کے بیان اور طوفان لانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں اپنے آقاؤں کو جواب دینا پڑتا ہے، بے دین زرخرید ہر زمانے میں رہے ہیں۔ کچھ مورخ کہتے ہیں کہ چن پٹن عرصہ دراز سے سونے کے زیورات کے کاریگروں جنہیں آچاری کہا جاتا تھا یہ ان کا مرکز ہوا کرتا تھا اس لحاظ سے اسے چناپٹنا Chinna patana کہا گیا کنڑ زبان میں سونے کا گاؤں، زیورات بنوانے کے لئے دور سے لوگ یہاں آتے تھے اور حکمرانوں کے علاوہ مال دار طبقے کے لوگوں میں زیورات بنانے کے لئے یہ جانا جاتا تھا، یہ تھا تو ایک قصبہ، بہر حال چن پٹن کے تعلق سے کئی کہاوتیں واقعات ہیں۔ یہاں بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جو مہدویت کی ہجرت کا سفر جونپور سے تقریباً ۱۴۸۲ء سے شروع ہوا اُس کی آبادی کا ایک مقام چن پٹن تقریباً ۳۰۰ تین سو برس بعد ۱۷۹۴ میں آباد ہوا۔ اگر دیکھا جائے تو گجرات، احمد نگر اور خاندیس، بیجاپور، حیدر آباد کے بعد کی آبادیوں میں چن پٹن ہے اس کے بعد پالگھاٹ، بنگوڑی، ترچی، ایروڈ، پلی پالیم، بھوانی ترونل ویلی کی مہدویہ آبادیاں ہیں۔

مہدویہ آبادیوں میں پہلے گجرات کو اہمیت حاصل رہی بعد میں احمد نگر کو اس کے بعد بیجاپور اور حیدر آباد کو اس کے بعد چن پٹن، کڈپہ اور بنگوڑی کو یہاں پر دایرے بھی بسے اور یہاں کے مسند نشینوں میں خصوصاً کڈپہ اور بنگوڑی کے مہدویوں میں اپنے مذہب سے بڑی عقیدت اس لئے رہی کہ یہاں کے مرشدوں میں علم اور عمل دونوں تھے اور دور دراز کے مہدویوں سے ان کا رابطہ بالواسطہ رہا اس زمانے کی مصیبتوں صعبتوں پریشانیوں کے اپنے معتقدین سے جاکر برابر تربیت اور تعلیم کیا کرتے اور ان کی نگہداشت کرتے۔ خصوصاً بنگوڑی والوں کا تعلق کڈپہ کے مرشدین کرام سے بہت رہا اور وہ تھے بھی بڑے قابل قدر ان کی بڑی قدر و منزلت بھی تھی، کیونکہ وہ خداترس اور حقیقی تارک الدنیا تھے اور مذہبی علوم میں یکتا بھی، ان کے اعمال خاص اور خداترسی کا یہ عالم تھا کہ ان کے چہرے دیکھتے ہی خدا کے ہو جانے کو دل چاہتا۔ راقم نے ایک دو ایسی بزرگ ہستیوں کو اپنے بچپن میں دیکھا ہے ان کے چہرے کی تابانی آج بھی آنکھوں میں بسی ہے، بنگوڑی ہمارا ننہال تھا وہاں آنا جانا رہا ہے، اس کے بعد آج تک ایسے چہرے نہیں دیکھے

حالانکہ آج لوگ گورے چٹے ہیں مگر وہ کشش اور خدا ترسی نہیں دکھائی دیتی۔ایک بار تیں چالیس برس پہلے بندگی شاہ نعمت کے روضہ پر ایک ترک دنیا فقیر کو دیکھا تو وہ بہت یاد آتے ہیں اس کے بعد ایسی کسی شخصیت سے ملنے کی خواہش ہی رہ گئی ۔جس طرح چن پٹن کی آبادی سری رنگا پٹنم سے ہے اسی طرح پالگھاٹ ۔ پنگوڑی ۔تر ونل ویلی۔ترچناپلی۔ایروڈ ۔پلی پالیم ۔بھوانی۔ترپاتور ۔پالکوڈ کی مہدویہ آبادیاں کچھ سری رنگا پٹنم سے کچھ تنجاور کے مہدویوں اور کچھ آرکاٹ کے مہدویوں کی بسائی ہوئی ہیں۔کیونکہ تنجاور کے راجہ کی حکومت میں مہدوی بڑے اہم منصب پر فائز تھے ان میں ایک میاں سید عبدالحی روشن منور (مدفن لوکل پلی) ہیں جو دستے کے سالار تھے جو اپنے پیرو مرشد سید عالم ترچناپلی سے ملنے گئے جو آپ کے دادا بھی تھے دادا حضرت نے ناراضگی جتائی اور خوب سخت وسست کہا کہ خاندانی سلسلہ ارادت کو چھوڑ کر راجہ کی نوکری کرتے ہو اور متاع دنیا کے لئے خاندان کو خدا کے حضور رسوا کرتے ہو تو میاں سید عبدالحی روشن منور نے نوکری شان شوکت چھوڑی معافی مانگی اور ترک دنیا کرکے دادا حضرت کے دایرے میں فقر و فاقہ کو اپنا لیا۔اس طرح پنگوڑی اور آس پاس کے علاقوں کی آبادی انہیں تنجاور اور سری رنگا پٹنم کڈپہ کے مہدویوں سے آباد ہوئی اور بہت سارے ان لوگوں کا حلقہ ارادت زیادہ تر کڈپہ سے رہا۔

چن پٹن سے قریب ہونے کے باعث جب برٹش حکومت میں بنگلور آباد ہوا اور ترقی کرنے لگا تو یہاں مہدوی چن پٹن سے آکر آباد ہونے لگے ان کے بعد کچھ کرگاول سے پالکوڈ سے اور مختلف تمل ناڈو کے علاقوں سے مہدی آکر آباد ہوئے۔پہلے شروع شروع میں مہدویوں یا چن پٹن والوں کو بنگلور کی اہمیت نہیں تھی وہ منگلور کو اہم سمجھتے تھے جسے اس زمانے میں کوڑیال کہا جاتا تھا آج بھی منگلور کے پرانے علاقے میں ایک محلّہ کوڑیال بیل کے نام سے مشہور ہے۔اور مہدوی اپنی تجارت اور دوسرے اغراض و مقاصد کوڑیال یا آج کے منگلور سے پورے کرتے تھے مگر اخراج سے پہلے جب برٹش حکومت کی ایک ٹکڑی کے ساتھ ٹیپو کی فوج کا مقابلہ آج کے مقام بڈدی Bidadi میں ہوا تو حکومت سری رنگا پٹن نے بنگلور کا راستہ بنایا اور اور انگریزوں نے بھی اسی راستے کو اپنایا۔وجے نگر حکومت میں بڈدی سے آگے کنگیری Kengeri ایک ایسا مقام تھا جہاں سے آج کے رام نگر، نیل منگلہ، کنکپور اور ماگڈی علاقے ماتحت تھے۔بعد میں یل ہنکا کے ماتحت ہوگئے لیکن ٹیپو کے دور میں یہ دوبارہ سری رنگا پٹنم کے ماتحت ہوگئے۔اور بنگلور کی اہمت بڑھ گئی اور خوشگوار موسم کی وجہ سے یہاں ٹیپو نے اپنا چھوٹا محل بنوایا تاکہ گرمیوں میں دن گزارے اور ساتھ میں ایک قلعہ بھی بنوایا اور لال باغ بھی۔جو بعد میں واڈیار حکومت نے اسے مزید ترقی کی کیونکہ ان کا راست تعلق

انگریزوں سے ہوگیا تھا جو مدراس پرسیڈنسی سے تھا' پہلے سری رنگا پٹنم سے کولیگال اس کے بعد ڈنڈگل سے ہوتے ہوئے میسور ور سے مدراس جایا کرتے تھے جو جنگلی جانوروں سے بھرا تا ستہ تھا بنگلور کا راستہ بنانے کے بعد سفر میں آسانی اور سہولت بھی ہوگئ اور جنگل سے نہیں گزرنا پڑتا تھا اور سنہ ۱۸۸۲ میں انگریزوں کی مدد سے ریل گاڑی کا انتظام بھی ہوگیا اور ۱۹۰۵ میں **ہندوستان** کا پہلا بجلی کا بلب بنگلور کے' کے آر مارکیٹ میں جلایا گیا بنگلور کی اہمیت انگریزوں کے پاس کیا تھی یہ جاننے کے لئے دیکھا جائے تو انہوں نے شیوسمدر جو میسور کے بالکل قریب تھا وہاں بجلی پہنچانے کے بجائے پہلے بنگلور میں بجلی پہنچانا ضروری سمجھا۔ اس سے پہلے کیروسین یا چمنی کے تیل کے چراغوں سے بنگلور کے راستوں کو رات میں روشن رکھا جاتا' اور اس طرح روز بروز بنگلور کی اہمیت بڑھتی چلی گئ' اور انگریزوں نے بھی بنگلور میں ایک مضبوط فوجی چھاونی بنالی اور یہاں مرہٹوں کی بھی بڑی آبادی تھی جو مرہٹہ راج کے زمانے سے یہاں آباد تھے۔مگر مہدویہ کے خاندانی وموروثی نظام کی رسہ کشی نے مہدویہ تعلیم نشر واشاعت میں بڑا منفی کردار ادا کیا اور کاسبوں کا مذہبی اُمور پر بات کرنا اور لکھنا جرم نہیں بلکہ گناہ بتایا گیا' اور خود مذہب کے ذریعہ سیاسی جماعتوں اور میسور حکومت میں عہدوں کے طلبگار رہے' جس کی وجہ سے ان کا غیر مہدویہ سے تعلق بڑھا اور ان کے مدرسوں اور تعلیم اور عقاید کو لوگوں کی زندگی میں داخل کردیا۔آج چن پٹن میں مذہبی وموروثی سیاست کا جو مثلث تکون Triangle کی رسہ کشی ہے وہ اسی ذہنیت کی مرہون منت ہے' جس پر میاں مہدی کے فرزندوں کے تنازعہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے' ہر فریق نے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی ھوڑ میں مہدویت کا کباڑہ کردیا' اور آج نہ علم ہے نہ عمل مہدویہ ہے' سب کچھ نام نمود شہرت کے لئے ہے' اب مہدویت برائے نام ہے۔راقم کو کئ مرتبہ ترپاتور تمل ناڈ جانا پڑا وہاں ایک مہدویہ مسجد تھی کچھ مہدوی بھی آباد تھے مگر وہاں کسی رہبر رہنما یا مرشد اس لئے نہیں جاتے تھے کہ وہاں جانا کوئ فایدے کی بات نہیں تھی ایک صاحب گئے بھی تو شادی شدہ ہونے کے وہاں شادی رچائ جب چن پٹن واپس آئے تو پہلی بیوی بچوں کے ڈر سے ان صاحبہ کو چھوڑ دیا اس سے بدظن ہوکر بھی لوگ مہدویوں سے متنفر ہوگئے ۔یہ ہیں ہمارے رہبر۔وہاں اب شاید مہدوی ہیں بھی یا نہیں ہمیں نہیں معلوم۔پہلے کے مرشدین اگر ایک دو معتقد بھی ہوتے تو ان کی مزاج پرسی کو جایا کرتے تھے۔اس خودغرضی اور اخلاقی تنزل نے بڑی تباہی مچائ' یہی حال مہاراشٹر کے کچھ علاقوں میں دیکھا۔کچھ عرصہ سے یہ نظریہ بنالیا گیا کہ پیاسے کو کنویں کے پاس آنے چاہیے کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا' اب حال یہ ہے کہ وہ کنویں بھی دینی پیاس بجھانے کے لایق نہیں رہ گئے سوکھ کر بنجر ہوگئے ہیں۔بات کڑوی ہے مگر خدارا کوئ بتائے کہ

کون اپنے لوگوں کی تعلیم اورتربیت میں مصروف ہے کسی کوغرض ہی نہیں ہے صرف انہیں گنتی چاہے کہ اتنے ہیں ہماری کفالت کے لئے۔

اگر مہدویت کا غور سے جایزہ لیں تو جو کچھ تعلیمی موادشروع شروع کا ہے وہ علاقہ گجرات کے مہدویہ اسلاف کی دین ہے چونکہ حکومت حیدرآباد میں مہدویہ مشاہیر کی موجودگی کی وجہ سے یہاں کچھ عالموں نے ان اسلاف کی کوششوں کو اپنی مالی مدد اوراثر ورسوخ سے کچھ قلمی کوششیں کیں اور بڑی حدتک اشاعت وطباعت کے لئے استعمال کیا کیونکہ حیدرآباد میں علمی ہل چل تھی جس سے مہدوی بھی متاثر ہوتے نظرآتے ہیں اس طرح حیدرآباد میں مہدویہ مذہبی وتاریخی مواد کو جمع کیا گیا۔ چن پٹن میں جولوگ سلطنت خداداد میں منتقل ہوئے تھے بمبئی اوراحمد نگر سے وہ یاتو سپاہی تھے یا تاجر اسی لئے یہاں علمی سرگرمیاں کم دکھائی دیتی ہیں۔ اوراس پرستم یہ کہ یہاں کے خانوادوں نے خود کودوسرے مہدویہ آبادیوں سے الگ تھلگ کرلیا اوراپنی ایک الگ اکائی بنالی جس کی وجہ سے آپسی رسہ کشی بڑھتی چلی گی کہ جس سے مہدویوں کو بڑی خجالت کا سامنا کرنا پڑا اورحیدرآباد کے خانوادے خودکومعزز اورمعتبر بنا کر پیش کرتے رہے اس سے بھی دوریاں بڑھتی گئیں۔ حالانکہ دھرم کوٹہ گرگاول بنور بنگوڑی پالکوڑ کے مہدوی چن پٹن کے عالموں کی طرف ایک عرصہ تک دیکھتے رہے جبکہ یہاں سے کوئی تحریک اور ہلچل ہوتی نہیں دکھائی دی تو ایک طرح سے مایوں ہوگئے پھر انہوں نے اپنا تعلق حیدرآباد سے بنانا بہتر سمجھا۔ جیسے کہا چن پٹن کے مذہبی سیاست کے مثلث یا تکون نے مہدویوں کو علمی عقایدی مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے ایک طرح سے مفلوج کردیا۔ شروع شروع میں جب میں نے نورحیات نورولایت اورفضیلت میں ہلکے پھلکے اشارے دینے شروع کئے تو مجھ پر بھی دباؤ بنانے کی بھرپور کوشش کی گی بلکہ کچھ ایسے لوگوں کو خیرخواہ بنا کر خاموشی اختیار کرنے کو بھی کہا گیا جب بات نہیں بنی تو لال آنکھ دکھانے کوشش کی گی جب وہاں بھی بات نہیں بنی تو نظرانداز کرنے کی کوشش کی اس کے بعد جریدے میں اپنا نمایندہ بٹھا دیا تا کہ میرا کوئی مضمون نہ چھپے لیکن کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کی خواہش نے مجھے ''مقطعات قرآن مجید اور شاہد بینہ لکھنے پر مجبور کیا'' اوراس میں اللہ کی طرف سے مددیہ ہوئی کہ آج کے دورابلاغ جیسے یوٹیوب اور واٹس ایپ نے میرا کام آسان کردیا اس طرح کچھ لوگوں کی مخالفت کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑگئے۔ آج ہم صرف لکھ رہے ہیں مگر دن بہ دن دوسری جماعتوں کی شرارتوں کی وجہ سے لوگوں کا مزاج بگڑتا جارہا ہے کہ لوگ ادب ولحاظ کا دامن چھوڑ کرسرعام تو تو میں میں اور مخالفت پر اترآئیں گے جب تک دیرہو چکی ہوگی جب لوگوں کا ایسا مزاج بن گیا تو پھر اسے بدلا نہیں جاسکتا اس لئے بہتر ہے کہ

ناسمجھ لوگوں کومن گھڑت واقعات نکات اور باتیں کہنے سے روکا جائے منبر ومجالس سے' اور اس کا ایک ہی حل ہے وہ ہے عمل بہ اخلاص۔ کچھ نہیں تو کم از کم اتنا کرلیا جائے کہ نوبت کے ذریعہ ذکر دوام کا اہتمام اپنے دایروں میں کرلیا تو اس ناعاقبت اندیشی کوروکا جاسکتا ہے کیونکہ انسان کتنا ہی جاہل وفاسق کیوں نہ ہو اعمال صالحہ کے آگے وہ دب ہی جاتا ہے' اگر ان باتوں کو اپنی انا ء کا مسلہ بنا کر کوتاہی کی گئی تو وہ دن دور نہیں جب انتشار گھروں اور گریبانوں تک پہنچ جائے گا' اور بقیہ اُدھڑ نے کے بعد اگر سی بھی لیا جائے تو عیب باقی رہ جاتا ہے۔

قدر یوسف کی زمانے کو بتائی ہم نے تم تو بیچ آئے اُسے مصر کے بازاروں میں امبرین امبرؔ

یہاں درج مہدویہ حالات کو میں نے کچھ میسور گزیٹ سے کچھ غیر مسلم مورخوں کی کتابوں سے لئے ہیں اور حالات مہدویہ کا جو تسلسل ہے وہ بہت عرصہ پہلے میں نے بنگلور سنٹرل لایبریری میں پڑھا تھا کچھ حد تک سنا تھا ان کو یکجا کر کے مرتب کیا ہے۔ جس میں کچھ حقیقت ہے' اندازہ اور قیاس کم ہے۔

ہم نے پہلے قومی جراید میں مضامین لکھے جب' وہاں نام نہاد قومی پہرہ داروں نے ان جراید کو یرغمال بنالیا۔ تو کتابیں لکھنے لکھانے لگے جس سے کے مہدویہ قومی تعلیمات اور حقایق کو پیش کریں تا کہ لوگوں کی معلومات میں اضافہ بھی ہو اور اصلاح کا کام بھی اسی ذریعہ سے ہوتا رہے' اور اہل قلم بھی اس میں دلچسپی لے کر اپنی علم اور تحقیق کو لوگوں تک پہنچایئں کچھ تیس چالیس برس سے مہدوی دوسروں سے متاثر نظر آتے ہیں انہیں اپنی حقیقت کا علم ہی نہیں۔ مہدویت عمل کا مذہب ہے ''مہدی موعودؑ سے کسی برادر نے کہا کہ میراں جی میں آپکے ساتھ ہمیشہ رہنا چاہتا ہوں' آپؑ نے فرمایا: اگر تم یمن میں ہو اور باعمل ہو تو بندے کے ساتھ ہو' اگر بے عمل ہو اور میرے قریب بھی ہو تو مجھ سے دور ہو''۔ اور فرمایا ''باعمل مقبول بے عمل مردود''۔ ہم نے پہلی کتاب ''مقطعات قرآن مجید اور شاہد بینہ'' لکھی جسے انٹرنیٹ پر مہدویوں نے دیکھا ڈاؤن لوڈ کیا' بہت سارے غیر مہدویوں نے بھی اسے ڈاؤن لوڈ کیا' اس کے بعد ہم نے ''فرایض ولایت قرآن کی بنیاد پر ہیں'' لکھی اسے بھی اپ لوڈ کردیا۔ جیسے کہا ایک بار طبیعت کسی کام پر مایل ہوجائے تو پھر وہ اسی طرف لگی رہتی ہے' ہم نے سوچا اب جتنا لکھا بس کافی ہے۔ مگر لگتا ہے جتنا ممکن ہوسکے مہدویہ حالات تعلیمات اور حقایق کو مہدویوں اور مصدقوں کے سامنے پیش کرتے رہیں۔ شاید کوئی بات انہیں معلوم نہ وہ انہیں معلوم ہوجائے' اس طرح وہ دوسرے بدعقیدہ بے دین جماعتوں کی جھوٹی پرفریب باتوں کا شکار نہ ہوجایئں۔ اسی مقصد سے ''فرایض ولایت قرآن کی بنیاد پر ہیں'' لکھی جس میں تعلیمات مہدی کو اکھٹا کیا۔ پھر سے یہ کتاب لکھنا

شروع کیا' تا کہ عظمت محمدﷺ معلوم ہو اور مقام خلیفتہ اللہ بھی معلوم ہو۔ یہ بات غلط ہے کہ دوسروں کی معلومات کے لئے کتاب لکھی جاتی ہے' حقیقت میں کتاب لکھنے والے کو کچھ ایسی باتوں اور واقعات کو ٹٹولنا پڑتا ہے جو پہلے اسے خود معلوم نہیں ہوتیں جس سے کہ اس کی معلومات میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

کوئی بھی تحریر یا کتاب ہر کسی کو صحیح لگے یا پسند آجائے ضروری نہیں' تنقید برائے تعمیر ہر قوم اور معاشرے کا حصہ ہے' البتہ تنقید برائے تضحیک ٹھیک نہیں۔ یہ ایک کلیہ ہے دنیاوی معاملات میں لوگ ہر اچھی بری بات کو یوں ہی دیکھا دیکھی قبول کر لیتے ہیں' مگر دینی معاملات میں حق پسندی کسی کو گوارہ نہیں ہوتی۔ اور اکثر دیکھا جا سکتا ہے کہ دینی معاملات میں ایسے لوگ بھی قرآن اور حدیث کے ایسے ترجمے پیش کر رہے ہیں جو بالکل عربی ترجموں میں غلط بیانی یا غلط ترجمہ کی گئی ہوں۔ آٹھویں صدی ہجری یا چودھویں سنہ عیسوی کے پہلے کی کتابیں اور تحقیقات کچھ حد تک حقیقت بیانی پر مبنی اور صحیح ہیں۔ پچھلے دو تین سو برسوں کی کتابیں اور اردو ترجمے من گھڑت بے بنیاد اور غلط ہیں۔ جس طرح یہود و نصاری نے توریت و انجیل کے بیانوں کو غلط سلط بیان کیا اسی طرح آج قرآن کے بیانوں کو ہر جماعت اپنے خیال اور عقاید کے مطابق بیان اور ترجمہ کر رہی اور لکھ رہی ہے۔ اور قرآن کے حقیقی معنوں کو بدل کر اپنے خیال اور عقیدے کے مطابق پیش کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً یہ بات دیوبندی وہابی تبلیغی ترجموں اور کتابوں میں دیکھنے کو ملے گی۔ اسلئے کسی بھی ترجمہ کو لغات عربی سے جانچے بغیر پرکھے بغیر نہیں لکھنا بیان کرنا چاہئے۔ جہاں تک قرآن کا عربی بیان ہے اس سے چھیڑ چھاڑ نہیں ہوتی مگر ترجموں تفسیروں میں من مانیاں اپنی انتہاء پر ہیں۔ کچھ دنوں پہلے ہم نے ایک آیت کا ترجمہ پیش کیا جس میں اولیـــا کا لفظی معنی دوست کے بیان کے جو حقیقی تھے ایک صاحب نے ایک ترجمہ کا تراشہ پیش کیا جس میں اولیا کے معنی حکومت اور حکمران لکھا تھا جو بالکل غلط تھا باوجود ہمارے سمجھانے کے وہ اول فول بکنے لگے اور اپنے پیش کے ترجمے کو صحیح کہا۔ قرآن مجید کو اہل قریش کی قرآت میں محفوظ کیا گیا تھا۔ مگر آج جو قرآن مجید عرب سے چھپوایا جا رہا ہے وہ اہل نجد کی لغت اور قرآت میں ہو رہا ہے' معنی اب اس میں بھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی ہے۔ قرآن کے معنی بدلنے کے لئے ایسا کچھ کیا جا رہا ہے محسوس کرائے بغیر۔ ایسا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ اہل نجد کے عقاید دنیا پر تھوپے جائیں۔ حدیث میں ہے کہ حضورﷺ کے پاس بہت سارے عرب کے قبایل آئے ہوئے تھے۔ حضورﷺ نے اہل یمن کے لئے اللہ سے دعا کی' مجمع میں اہل نجد بھی موجود تھے انہوں نے حضورﷺ سے اہل نجد کے لئے دعا کی درخواست کی حضورﷺ خاموش رہے۔ انہوں نے دوبارہ درخواست کی حضورﷺ نے فرمایا ''نجد فتنہ اور

تنزل کی جگہ ہے جہاں سے شیطان کی سینگھ ظاہر ہوگی، حضور ﷺ کو رحمت اللعلمین کہا گیا آپؐ جب یہ بات بتاتے اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں تو کچھ تو بات ہوگی؟۔ دراصل تاریخی لحاظ سے نجد میں یہودیوں کا قبیلہ تھا جو پہلے آتش پرست بن گیا تھا بعد میں عیسائی ہو گیا جب اسلام طلوع ہوا تو مسلمان بن گے حکمران میں اپنی پرانی ضد اور ہٹ دھرمی کی فطرت باقی تھی جو بنی اسرائیل کی فطرت کا خاصہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ اہل نجد یا آج کے وہابیہ ہی تھے جنہوں نے صحابہؓ اور بی بی فاطمہؓ کی قبروں کو مسمار کیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی قبر کو مسمار کرنے کے در پے تھے دنیا بھر میں مسلمانوں کی مخالفت دیکھ کر ایسا نہ کر سکے۔ مگر آج ان کی کارستانیاں لوگوں پر آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگی ہیں کیونکہ ترکی کی سلطنت عثمانیہ کے زوال کے بعد انہوں نے انگریزوں سے ساز باز کر کے ان کی مدد سے حکومت بنائی جو آج ان کی خاندانی وراثت بن چکی ہے۔ اب وہ اپنے منصوبوں کو آہستہ آہستہ عملی جامہ پہنانے لگے ہیں۔ انہوں نے اس میں پہل کعبہ کے تقدس کو پایمال کر کے یہ کیا ہے کہ کعبہ کی عظمت کو کم کرنے مکہ میں ایک کلاک ٹاور بنایا ہے، آج جو بھی حاجی جاتا ہے وہ کعبہ کی عظمت کے بجائے کلاک ٹاور کی تعریف کرتا ہوا نظر آئے گا۔ اور غور سے دیکھنے پر پتہ چل جائے گا یہ کلاک ٹاور بالکل شیطان کی سینگھ جیسا لگتا ہے، اس طرح حضور ﷺ کی ایک پیشن گوئی تو پوری ہو چکی۔ آج مہدوی خود کو مہدوی نہیں کہتے جبکہ اہل حدیث بر ملا خود کو اہل حدیث کہتے ہیں یعنی کھلا اعلان ہے کہ ہم صرف حدیث کو مانتے ہیں یعنی ان کی نظر میں قرآن کی اہمیت نہیں مگر دھڑلے سے دوسروں کو بیدین کہتے ہیں، اور لوگ ان کے پیچھے پاگل ہیں ان کے عالموں کی کتابیں پڑھو معلوم ہوگا کہ کیسی کیسی بیدین باتیں انہوں نے کہی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق بیہودہ اور گستاخ الفاظ کہے ہیں۔ جب بے دین لوگ ایمان والوں پر طنز کسیں تو ہمیں حق ہے اپنی بات اور ان کی بے دینی کو بتانے کا۔ معلومات اور علم ویڈیو اور یوٹیوب دیکھنے سے نہیں بلکہ مطالع سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر معاشرے میں کی برائی پیدا ہوتی ہے اس پر بات کرنے کا حق خود معاشرے کے مخلص افراد کو ہے منافقوں کو نہیں۔ اس لئے دوسروں کے آلہ کار بننے سے بہتر ہے کہ اپنے دین و مذہب کی خود تحقیق کی جائے ہمارے اندر جو بے علم اور بد عمل لوگ ہیں ان کا رونا روتے رہنے سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہمیں اپنے دین و مذہب کی حفاظت خود کرنا ہے۔

مہدویہ آبادیوں میں ایک حیدر آباد ایسا علاقہ ہے جہاں روافضہ اور شیعہ کا خاصہ اثر و رسوخ رہا ہے کیونکہ نظام خود شیعہ تھا، آج کے مہدوی اس کے اثرات کو قبول کرتے نظر آتے ہیں، یہ ہم اس لے کہہ رہے ہیں کہ شیعہ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے حضرت علیؓ کو جانشین مانتے ہیں اس لے حضرت علیؓ امام حسینؓ اور دیگر

اماموں کو ''علیہ السلام'' اور مولا علی' لکھتے ہیں ''مولا معنی مالک۔ پہلے مولا صرف خدا کو لکھا جاتا تھا' شیعہ نے اسے علی سے جوڑ دیا۔ شیعہ میں ایک فرقہ ہے جو حضرت علی کو خدا مانتا ہے جیسے عیسائی حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ کل ملا کر مہدوی بھی اپنے بیانوں پوسٹروں میں علی علیہ السلام اور مولا علی لکھنے لگے ہیں۔ ''علیہ السلام نبی رسول کو زمانہ دراز سے کہا جاتا ہے چونکہ شیعہ علیؓ کو نبی مانتے ہیں اس لئے ایسا لکھتے ہیں یہ ہمارے رہبروں عالموں کی کوتاہی لاعلمی اور اپنے معتقدوں کو حقیقت نے بتانے کی وجہ سے ہے بلکہ اب تو ایسے پوسٹروں کے جلسوں میں جانا شان سمجھ رہے ہیں ۔حضور نبی کریمﷺ پر نبوت ختم ہوگئی بحثیت خلیفۃ اللہ ''علیہ السلام' صرف مہدی موعود تابع تام رسول اللہ ہی ہیں ۔حضرت علیؓ کو علیہ السلام ماننا ختم نبوت کا انکار ہے جو کفر ہے۔البتہ مہدی کی آمد کی خود رسول نبی کریمﷺ نے شہادت دی اور انہیں خلیفۃ اللہ کہا ہے۔شیعہ میں آیت کا مطلب اللہ کی دلیل اللہ کا حکم معنی گویا شیعہ کا ہر عالم اللہ کا حکم ہے کیا مہدوی اس بات کا اقرار کریں گے؟اور شیعہ کے فرقے جیسے بوہرہ اور آغا خانی آج کے ان کے اماموں کو اللہ کے نبی کا مقام دیتے ہیں۔مہدویوں کے کچھ جاہلوں نے پوری مہدویت کے دین ایمان کو مکدر کر دیا ہے۔

کچھ عرصہ سے مہدویوں میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں جنہوں نے رسولﷺ کی تضحیک کی ہے'اور کچھ ہیں جنہیں اپنے عالم اور مفتی ہونے کا گمان ہے وہ منبر و محراب سے مہدویت اور مہدویوں کے خلاف زہر اُگلتے آئے ہیں اور کھلم کھلا دوسرے عقاید کے لوگوں کے مقابلے مہدویوں کی تضحیک کی ہے اب ان کے اور ان کی اولادوں کے حوصلے اتنے بڑھ گے ہیں کہ وہ برملا مہدویوں کو ان کے عقاید اور طریقوں کو برا بھلا کہتے ہیں' دراصل ان لوگوں کو منکرین مہدویہ خفیہ مالی مدد کے ذریعہ مہدویوں کے خلاف تیار کرتے ہیں' تاکہ وہ مہدویوں میں اپنا اثر و رسوخ بنا کر اپنے لئے چندہ پیسہ مالی مدد کے دروازے کھولدیں' اس کے لئے کسی بھی قوم کے بےعلم اور جاہل لوگوں کا ایک گروہ بنایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے لئے ڈھال کا کام کریں' اور کچھ ہیں مقام عہدہ اور شہرت کے لئے دوسروں کی اقتداء کرنے کے لئے نت نئے دلایل دیتے نظر آئیں گے۔نفس شیطان اور اولاد آدمؑ کی یہ رسہ کشی اول دن سے ہے وہ اکثر عالموں کے بھیس میں اہل حق پر حملہ کرتا ہے۔مگر تاریخ گواہ ہے ایسے لوگ کچھ مدت کے لئے کامیاب تو ہو جاتے ہیں مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان اولاد و نسل کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔آج ابوجہل ابولہب اور شیخ علی متقی کی اولادیں باقی نہیں اگر ہیں بھی تو وہ وقت کے اندھیروں میں ہیں۔

بے شک آج مہدویوں میں کچھ برائیاں اور بدعملیاں ہیں جو انہیں صحیح معلومات اور علم نہ ہونے کی وجہ

سے ہیں آج کے جورہبروں نے اس ذمہ داری کونہیں نبھایا لیکن مہدویہ بزرگوں کے اوصاف اعمال کی دھول کو بھی دوسری جماعتوں گروہوں کے عالم نہیں پہنچ سکتے جو آج سے سواسو برس پہلے گزرے۔ آج کے فرقوں جماعتوں کے تمام علماے اور رہبروں بانیوں کے اعمال و اوصاف کی چھان بین کرلیں تحقیق کرلیں,ان جماعتوں سے منحرف بھی ہوجاہیں گے بلکہ خدانخواستہ اسلام کے متعلق شک وشبہ میں پڑھ جائیں کہ کیا اسلام ایسا بھی ہے جوانہوں نے پیش کیا ہے۔ان لوگوں نے اپنی انا اور علم کے غرور میں رسول ﷺ شان میں گستاخیاں تو کیں خدا کے متعلق بھی اول فول بکا ہے'ان کو دیکھ کر یہود ونصاری کی کارستانیاں حقیر معلوم ہونگی'خصوصاً پچھلے دوسالہ مسلم عالموں رہبروں نے دین ایمان ادب ولحاظ کی تمام حدیں پار کردیں' آج ان کے ماننے والے ان کے اعمال قبیہہ پر پڑدہ ڈال کر اپنے طایفے چلارہے ہیں' مگر وہ ایک دوسرے کو خود سر عام ذلیل ورسوا کرتے ہوئے ملیں گے۔

اس لے کوئی بھی کتاب ترجمہ یا کسی مولوی عالم کا ویڈیو جانے سمجھے بغیر پوسٹ نہ کی جائے'اور نہ ہر کسی ترجمہ سے قرآن میں بیان بازی کی جائے۔ ہر قرآن کے ترجمہ کو صرف نحو اور لغات کی بنیاد پر پہلے پرکھ لیں کہ ترجمہ کیسا ہے۔اور خصوصًا ہند و پاکستان میں بعثت مہدی کے بعد بغض مہدویت میں ترجمے غلط کے گئے ہیں تا کہ بعثت مہدی کو غلط قرار دیا جائے۔ بیوقوف کی نشانی یہ کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہر بات جانتا ہے جبکہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا'حقیقی عالم یا عقل مند وہ ہے جو جانتا بہت کچھ ہے مگر سمجھتا ہے کہ کچھ بھی نہیں جانتا۔بہتر ہے بیوقوف بننے کے بجائے سمجھداری سے کام لیا جائے۔

کچھ لوگ دوسروں کو غلط تاثر دینے کے لے افواہیں پھیلاتے ہیں کہ مہدوی حضور ﷺ کا مرتبہ گھٹاتے ہیں جبکہ حقیقت بڑی صاف ہے کہ فرمان مہدی ہے کہ"مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسول اللہ"۔ہم نے اسی لئے یہ کتاب لکھی کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کیا جائے۔

3 نومبر 2023 18 ربیع الآخر 1445 جمعہ

25 مارچ 2024 14 رمضان 1445 پیر

عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

عظمت محمد ﷺ اور خلافۃ اللہ مہدی موعودؑ آخر الزماں!

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (اے محمدؐ) ہم نے تم کو بھیجا ہے تو یہ دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے'یعنی حضور ﷺ کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔سورہ انبیاء ۱۰۸۔عظمت محمد ﷺ کے لئے صرف یہ ایک آیت مبارکہ کافی ہے۔مگر چونکہ انسانوں میں مختلف ذہنیت اور سوچ کے لوگ ہوتے ہیں ان کی اپنی سمجھ اور عقل ہوتی ہے اس لئے آپ ﷺ کی عظمت کو مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے' تاکہ جس طرح کفر وشرک کے ذریعہ انسان اللہ کی وحدت میں مبالغہ آرائی کر دیتا ہے' بالکل اسی طرح شان رسول ﷺ میں کبھی بڑھا چڑھا کر کبھی گھٹا کر بیان کر دیا جاتا ہے۔دنیا میں آدم علیہ السلام سے حضور نبی کریم محمد ﷺ تک بے شمار انبیا مرسلین پیغمبر آئےؑ لیکن اللہ تعالی نے کسی کی اُس طرح تعریف نہیں کی جس طرح محمدؐ کی' کی ہے' حتی کہ تاریخ انسانیت میں کسی کا نام احمد یا محمد نہیں معلوم ہے سوائے۔محمد معنی حمد کیا گیا' تعریف کیا گیا' کہ وہ جس کی پہلے ہی تعریف کی گئی یا کی جاتی رہی ہے' آسمانوں میں اور زمین میں۔حالانکہ آج دنیا کا سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام محمد ہے۔

حضرت محمد ﷺ کے نبی رسول پیغمبر ہونے کی سند قرآن مجید ہے جو اللہ کا کلام ہے۔اگر حضور ﷺ اپنے قول عمل اور بیان کے ساتھ نبوت کا دعوی کرتے اور صحابہؓ اُس دعوت کو قبول کر بھی لیتے تو کیا یہ آج کے عالم فاضل یوں ہی حضور ﷺ کو نبی رسول پیغمبر مان لیتے ؟ جو آج اپنی حجت دلیل اور اپنے علم پر اتنے نازاں ہیں'اللہ نے اپنے کلام سے محمد مصطفی ﷺ کو تقدیس وتوقیر بخشی ہے تو آج کی مسلم جماعتیں اور گروہ اور فرقے اتنے اترا رہے ہیں کہ کہتے ہیں کہ محمد آئے'اور ان کا کام ختم ہوا اب ہم ہیں اور ہمارا خدا ہے' جبکہ انہیں ان کا مومن ہونا تو کجا مسلمان ہونے کا بھی یقین نہیں ہے۔'اور آج وہ اپنی حرکتوں اور اعمال سے ثابت بھی کر رہے ہیں۔یہ قرآن کا معجزاتی کلام و بیان ہی ہے جو انہیں محمد ﷺ کو نبی رسول پیغمبر ماننے پر مجبور کر رہا ورنہ ہر جماعت گروہ فرقہ کا پیشوا خود کو نبی کہلاتا۔باوجود اس کے احادیث کو انہوں نے اتنا اونچا مقام دے دیا ہے کہ وہ قرآن کے برابر لگنے لگے ہیں صحاح ستہ کو یوں ہیں صحیح کہتے ہیں جبکہ صرف امام بخاری کی حدیث کو ہی وہ صحیح مانتے ہیں۔خدا اور رسولوں کے ساتھ اپنی برابری کرنے والے ہر زمانے میں ہوئے ہیں اور آج بھی ہیں بلکہ آج زیادہ ہیں۔ایسے میں مہدی آخر الزماں خلیفۃ اللہ کا بلا تحقیق انکار کرنا ان عالموں کا فطری طریقہ ہے۔مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ نے قرآن سے اپنا دعوی ثابت کیا مگر انہیں ان کے اپنے خیال اور

طریقے کا مہدی چاہے اس لئے انکار کے مرتکب ہیں انہیں تحقیق کرنا ہی نہیں ہے انہیں اپنے علم اور عقل پر اتنا گھمنڈ ہے کہ وہ اسی کے بل پر اپنے فرقے طایفے اور جماعتیں بنا رکھی ہیں۔ اللہ تعالی ہر مخلوق کے قریب ہے وہ جانتا ہے کہ کون کہاں ہے کیا کر رہا ہے انسان اپنی حقیقت نہیں چھپا سکتا' آج دنیا میں کروڑوں انسان ہیں ان کی انگلیوں کے نشان ایک دوسرے سے نہیں ملتے ایک دوسرے سے وہ منفرد ہیں اللہ نے بنایا ہی ایسا ہے تو کیا وہ ہر انسان کی انفرادی حقیقت سے واقف نہیں ہے؟ بالکل وہ جانتا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس میں انسان کو بیان بازی کرنے سے پہلے خود اپنا جایزہ لینا ضروری ہے کہ اس کی نیت اور عمل کیا ہے۔ جو قرآن و سنت رسولؐ پر عمل نہیں کرتا تو اسے اس موضوع پر بات کرنے میں احتیاط کرنا چاہیے۔ کیونکہ پیغمبر آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام و مرتبہ دین اسلام میں خدا کے بعد کا ہے اور مہدیٔ موعودؑ خلیفۃ اللہ ہیں' جنہیں اللہ تعالی نے محمد رسول اللہؐ کا تابع قرار دیا ہے۔ یعنی اُن کی تعلیم طریقہ یا اعمال جو بھی ہونگے وہ اللہ کے نبی رسول ﷺ کے تابع ہونگے' انہیں وہی کہنا کرنا ہوگا جو رسول مقبول ﷺ نے کیا یا کہا ہے۔ البتہ قول رسولؐ کے مطابق وہ خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے وہ معصوم عن الخطا ہیں یعنی اُن سے کسی ایسے عمل کا صدور نہیں ہوگا جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو اس لئے اُمت کے عالموں مفسروں محدثوں مجتہدوں ولیوں صوفیوں سے آپؑ کا مقام اور مرتبہ بڑا ہے تمام اُمت کے افراد مہدیٔ موعودؑ کے تابع مانے جائیں گے۔ کیونکہ مہدیؑ کا کہا ہوا بتایا گیا عمل اللہ کی منشاء مرضی اور سنت رسول کے مطابق ہوگا' جبکہ دوسرے عالموں ولیوں مفسر و محدث کو یہ مقام حاصل نہیں کہ وہ ذات خدا اور ذات محمد ﷺ سے مسایل کے اقتباس کر کے لوگوں کو بتائے اصلاح کرے یا تبلیغ۔

خلیفۃ اللہ اور خلیفہ رسول ﷺ میں وہی فرق ہے جو اللہ کے ایک فرستادہ و ایستادہ میں اور اُمت کے افراد میں ہے۔ خلفائے راشدین کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی واضح اشارہ نہیں دیا کہ یہ میرے بعد فلاں فلاں خلیفہ ہونگے۔ ان کے انتخاب کا فیصلہ اُمت کے اُوپر چھوڑ دیا' جبکہ مہدی کی بعثت کی نشاندہی خود اللہ کے رسول ﷺ نے کی۔ اور حیات نبویؐ میں آپ ﷺ کے جانشین کا کوئی ہلکہ سا اشارہ بھی نہیں دیا کہ میرے بعد میرے یہ یہ خلفا ہونگے یا نام بہ نام بتایا ہو۔ جبکہ مہدیٔ موعودؑ کے متعلق نام' ماں باپ کا نام' اور عترت فاطمہ کا ہی ہونا بتایا' عترت معنی نسل اولاد اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی امامت بھی غیر موضوع بحث مانی جائے گی' کیونکہ انہیں کی اولاد یا نسل میں اللہ کا خلیفہ امام مہدیؑ کا ہونا طے تھا۔ دینی معاشرت و عقایدی اُصولوں میں خلیفۃ اللہ یا خلیفہ رسولؐ کی

حقیقت کو جاننا نہایت ضروری ہے۔خلیفہ معنی نایب ۔مددگار۔جیسے اللہ نے بندوں کو پیغام پہنچانے کے لئے پہلے سے آدم کو اپنا نایب یا خلیفہ مقرر کر دیا'اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے بعد مہدی موعود آخرالزماں کو اپنا نایب اور خلیفہ مقرر کر دیا۔مگر اس میں ایک صاف وضاحت ہے کہ نبی رسول'اللہ کے پیغام احکام کو براہ راست پہنچاتے ہیں'جبکہ خلیفہ کو بذریعہ نبی رسول کے پہنچانا پڑتا ہے۔اللہ تعالی نبی رسول پیغمبر کو بھیجتا ہے تو پھر انہیں کتاب یا صحیفہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟دراصل وحی'صحیفہ'کتاب ہی اللہ کا حکم ہیں مگر بذریعہ نبی رسول پیغمبر کے دیۓ جاتے ہیں'انسانوں میں کے ایک بہتر اور اعلی انسان کے ذریعہ جو بھروسے مند متقی پرہیز گار ہو اور عبادت واطاعت خدا میں ا یکتا ہو۔جیسے کہا حضور ﷺ نے اپنے بعد کسی خلیفہ کو نامزد نہیں کیا تو کیا خلیفہ رسول کا ہونا لازمی تھا؟بالکل جو کام اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا اُسے انہیں خطوط پر کچھ عرصہ کے لۓ آگے بڑھاۓ رکھنا ضروری تھا تا کہ بندے ان اعمال واحکام سے پوری طری واقف ہو جائیں یا اُن کے عادی ہو جائیں۔ایک مکمل معاشرت قایم ہو جاۓ اس لۓ خلافت رسول کا سلسلہ بنا ہے اور خلیفۃ اللہ مہدی کا بھی یہی کام ہے کہ جو اُمور دین بندے نہ سمجھ پائیں انہیں وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاۓ۔لوگ اعمال واحکام تو جان لیتے ہیں کچھ اعمال غیب جو معرفت الٰہی سے متعلق ہوں ان میں غلط فہمی کمی وزیادتی کا احتمال ہوتا ہے اور انہیں صحیح اور راست طور پر بیان کرنے سمجھانے کا کام خلیفۃ اللہ مہدی کا ہے۔خلیفۃ اللہ کی پہچان کے لۓ بھی اللہ نے ایک ضابطہ بندوں کے لۓ مقرر کیا کہ مہدی ایسے ییسے ہونگے'نشانیاں یہ ہونگیں'احوال واعمال ایسے ہونگے۔یعنی خلیفہ اللہ کا مگر پہچانا ہے بندوں کو اور اس کی بیعت کرنا ہے۔یہ بالکل خلافت رسول جیسا ہے کہ تم خود انتخاب کرو کہ تمہارا خلیفہ رسول کیسا ہونا چاہۓ۔اسی طرح خلیفۃ اللہ کی پہچان کا ذمہ بھی بندوں پر ہے جبکہ پہلے کے نبی رسول خود اعلان کرتے کہ میں اللہ کا نبی رسول ہوں اور یہ میری طرف سے بندوں کو شریعت یا احکام اللہ نے دیۓ ہیں'جبکہ مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ اللہ کی شناخت بندوں پر کیوں؟یہی تو اصل امتحان ہے کہ قرآن سنت رسول احوال اعمال نشانیاں ہونے کے بندے پہچانتے ہیں کہ نہیں یا آنا کانی کرتے ہیں انحراف کرتے ہیں اللہ کے حکم کا رسول کی نشاندہی کا۔ہزاروں برس بندوں کی تعلیم تدریس سوجھ بوجھ کا کچھ تو امتحان ہونا تھا کہ دیکھیں اب یہ سدھر گۓ ہیں یا اپنی پرانی روش پر قایم ہیں ہٹ دھرمی ضد بحثی انا وغرور میں۔حالانکہ مہدیؑ موعودؑ نے قرآن سے ثبوت ودلایل بھی پیش کر دۓ مگر انسان تو انسان ہے وہ اپنی فطرت کا مظاہرہ نہ کرے کیسے ہو سکتا ہے'ورنہ وہ فرشتہ کہلاتا اُسے اپنے نفس کے تابع بھی تو ہونا ہے؟۔خلفاۓ رسول ﷺ کو لوگوں نے انتخاب کیا مگر خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ﷺ کی پہچان کے لۓ اللہ

نے یہ آسانی فرمائی کہ خلیفہ اپنا مدعا یا دعوی قرآن کی بنیاد پر پیش کرے اور لوگوں کو آزمایا کہ دیکھیں پہچانتے ہیں کہ نہیں یا خودی کی خودی اور غرور وتکبر میں مبتلا ہیں۔

لوگوں کی فطرت ہے کسی کو بھی کھینچ تان کر ولی صوفی نبی رسول شہید غازی مان لیا جاتا ہے چاہے ان میں وہ اوصاف ہوں کہ نہ ہو چاہے اس کی دلیل ہو کہ نہ ہو مگر نہیں مانیں گے دلیل کو برہان کو ثبوت کو۔ لوگ یہیں پر بس نہیں کرتے چند ایک احادیث کا ترجمہ یا بیان کرنے والا محدث یا شیخ الحدیث' کچھ لوگ خود کہلواتے ہیں کچھ کو لوگ مشہور کردیتے ہیں جبکہ ان میں ایسی خصوصیت نہیں ہوتی۔ شیخ الحدیث معنی احادیث کا شیخ معنوی اعتبار سے حدیث پڑھانے والا ہونا چاہیے' لیکن اب اس کا مطلب حدیث کا امام' کیا کوئی حدیث کا امام ہوسکتا ہے معنی قول وعمل رسول کا معیار اور حدود طے کرنے والا' اس کا مطلب ہوا حضور ﷺ نے جو کہا وہ صحیح یا غلط کا فیصلہ کرنے والا' حضور ﷺ پر کیا ایسی کسی کو فضیلت حاصل ہوسکتی ہے وہ بھی غیر معصوم خاطی وگنہ گار کو۔ یہ تو سراسر اپنی حد سے تجاوز کرنا ہے اور خودسری ہے' اگر لوگ کہہ بھی دیں تو وہ عالم اپنے اوپر ایسا لفظ چساں کرنے پر صرف خاموش نہیں ہوتا بلکہ اس پر فخر محسوس کرنے لگتا ہے اور کئی ایک مغرور ومتکبر بھی ہوگئے' اور اول فول ہذیان بکنے لگ گئے ہیں' ان کی پارسائی کے دعوؤں نے ایمان کی حقیقت کو مبالغہ کے ساتھ پیش کردیا اور کئی تضحیک صحابہؓ اور رسول کی حدود سے آگے بڑھ گئے' یہ ہم نہیں کہہ رہے' ان کے اقوال اعمال انہیں کی کتابوں میں درج ہیں جو ان کی کم ظرفی اور سطحی فطرت کا کھلا ثبوت ہیں۔ کسی بھی مقام ومرتبہ کے مدعی کے دعوی کو جب تک دین ایمان اس کے اعمال اعتقاد کی بنیاد پر پرکھا دیکھا نہیں جائے گا اسے کسی قسم کا خطاب لقب یا تمغہ دے دینا علم اور اُصول کے خلاف بات اور جہالت ہے۔ اس طرح آج مسلمانوں کی ہر محفل گلی کوچہ میں مفتیوں افضل العلماؤں محدثوں مفسروں شیخ الحدیث شیخ القران جھوٹے ولیوں صوفیوں کی بھرمار ہے' نام نہاد صوفیوں سے تو اللہ کی پناہ' ایسے ایسے شور شرابے بے ہنگم ذکر واذکار کے عبادتوں کے طریقے دیکھنے کو ملیں گے جس میں ایمان تو کجا اسلام بھی کسی طرح نظر نہیں آتا' اور اللہ کے نام نہاد ولیوں شہیدوں کی قبروں سے زمین بھری ہوئی ہے۔ آج کل تو شوشیل میڈیا کا دور ہے ذکر واذکار کی محفلوں کے نام پر ایسے بے ہودہ اعمال کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ ایسے میں لوگ بے دینی اور بدعات میں ملوث ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حضرعلیؓ کو شیر خدا کہا جاتا ہے' ہمارے بچپن میں محرم کا جلوس نکلتا تھا جس میں ایک بد بخت جاہل ننگ دھڑنگ کے جسم پر باگ کی طرح رنگ کر مونچھیں کان دھاریوں کے نقش بنا کر پیش کیا جاتا اُسے چاروں طرف سے رسیاں باندھ کر پکڑا جاتا تا کہ وہ بے قابو نہ ہو اور وہ ایک

حیوان جانور کی طرح اچکتا کودتا پھدکتا لوگوں پر حملے کیا کرتا' اور لوگ اس کے پاؤں میں اپنے آپ کو اور بچوں کا برکت حاصل کرنے ڈالتے تھے۔ بعد میں وہ جو شیر بنتے تھے نشہ کر کے آنے لگے تا کہ تھکان نہ ہو کیونکہ سارا دن اسے اچھل کود کرنا پڑتا۔ ایسی حرکتیں اور اعمال آج بھی ہیں لیکن دوسرے طریقوں پر اور یہ تمام اسلام کے نام پر ہو رہی ہیں۔ اگر آج کے مدرسوں کا جائزہ لیں تو ایسی بدبختیاں برایاں اور بے ہودگیاں اور من مانیاں ہو رہی ہیں سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس پر وہاں سے فارغ ہو کر آنے والے خود کو مسلمانوں کا آقا و مسیحا سمجھ کر آتے ہیں اور اپنا وقار اور کاروبا پھیلانے کے لئے مذموم ہتھکنڈے اپناتے ہیں۔ اس تناظر میں دین ایمان کو جانچنا پرکھنا اس کی تحقیق کر کے اپنا اسلام اور ایمان محفوظ رکھنا ایک چیلنج ہے' جو سنی سنائی رٹی رٹائی باتوں سے نہیں قرآن و سنت رسول ﷺ کی بنیاد پر ان کا جاننا پرکھنا ضروری ہے۔

قرآن میں اللہ تعالی نے کئی انبیا مرسلین اور ان کی قوموں کے دیگر اقوام کے حالات واقعات بیان کئے ہیں تا کہ ان کی تمثیل میں ہم اپنے ایمان وعقیدے کو جانچتے پرکھتے رہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہم اپنی ضرورت اور مصروفیت کے بہانے کسی عالم فاضل کے قول بیان اور عقیدے کے حوالے خود کو کر دیتے ہیں۔ جس طرح حیات دنیا کے لئے غذا پانی ہوا کی ضرورت ہے اسی طرح زمین پر انسانی معاشرت لے علم کی ضرورت ہے اور ایمان کے لئے دینی علم کا حصول اور اس کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن میں کئی انبیا مرسلین کے واقعات ہیں ان میں حضرت موسی علیہ السلام کے واقعات اور حالات بہت زیادہ تفصیل سے بیان ہیں اور تقریباً ۱۲۵ مقامات پر مختلف سورتوں میں بیان ہیں۔ مسلم عالموں مورخوں نے انہیں جمع کر کے ایک قصص یا واقعہ کے طور پر لکھا ہے۔ ایسا ہی حضرت ابراہیمؑ۔ اسماعیلؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے واقعات کو جمع کر کے ایک تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ایسا ہی کچھ تابع تام رسول اللہ ﷺ مہدیٔ موعود آخر الزماں خلیفۃ اللہ کا معاملہ قرآن میں بیان ہے۔ جس کی نشاندہی خود مہدیٔ موعودؑ نے کی ہے' مگر افسوس مہدویہ عالموں رہبروں نے اور خود ساختہ اہل علم نے اس پر توجہ نہیں دی یا ان کے ذہنوں میں ان باتوں کا خیال اس لئے نہیں آیا کہ وہ صرف اپنی خاندانی وموروثی حدود میں خود کو محفوظ ومحدود کرنے کے جتن میں مصروف رہے۔ مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ نے اس کے واضح ثبوت اور اشارے بہم پہنچا دے مگر غفلت ہی نہیں لاپرواہی نے مہدویوں کی تمام دینی وعقایدی اساس چند ایک لوگوں کی میراث بن کر رہ گی اور یہ سب کچھ ہوا پچھلے سوا سو برسوں میں جب اس کے پورے مواقعے موجود تھے اسباب بھی تھے مگر اپنی توانیا رں ضایع کیں

بے مقصد خاندانی وقار کو بنانے بگاڑنے اسے شہرت دینے میں ۔ یہاں آگے دیکھیں مہدی موعودؑ نے اپنی خلافۃ اللہ کتنے واضح اور صحیح اشارات پیش کئے ہیں اور خود سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ۔ہم نے اس سے پہلے بھی ان پر اپنی کتاب مقطعات قرآن مجید شاہد بینہ میں اور فرایض ولایت قرآن کی بنیاد پر' میں اس پر ضرورت اور موقع کے لحاظ سے لکھا ہے مگر یہاں ایک دوسرا زاویہ دیکھیں۔

مہدی موعودؑ نے پہلے دعوی مکہ مکرمہ کے بعد اپنے دعوی مہدی کے ثبوت میں قرآن کی آیات پیش کیں جو مثبت دلایل تھیں'اس سے پہلے کسی جھوٹے مدعی مہدی کو ان کے طرف خیال بھی نہیں ہوا۔حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کے متعلق زبور توریت اور انجیل میں بیان کیا گیا لیکن ! ان کے حالات احکام احوال کو صحیح طریقہ سے قرآن میں ہی دیکھا جا سکتا ہے' آج بھی یہود و نصاری ان سبھی حالات یا احوال نہیں بیان کرتے وہ صرف اپنے عالموں اور پادریں کے تابع ہیں۔مہدی موعودؑ نے اپنے دلایل وثبوت کو موقع اور محل کے ساتھ یہ آیات بہ وقت ضرورت پیش کیں اور کونسی آیت کب کس مقام پر کس سوال و جواب کے ضمن میں پیش کی اس کی روایات مہدویہ میں نہیں ہیں اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ ہمیں یہاں صرف انہیں ایک ترتیب میں دکھانا اور بعثت مہدی کے بیان پیش کرنا ہے۔سورہ بقرہ آیت ۱۲۴۔وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں تو انہوں نے وہ پوری کیں (نبھایا)اس نے (اللہ نے)فرمایا بے شک میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں'اس (ابراہیمؑ) نے کہا میری اولاد کو (بھی امام بنا)۔اس پر (اللہ) نے فرمامیرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔(یہاں ظالم بہ معنی غیر معصوم اولادیں ہیں جن سے گناہ وسرکشی ہونا لازمی ہوتی ہے۔اس لئے اللہ نے صرف معصوم عن الخطاء اولاد کو امام بنانے کا کہا ہے)میراں مہدی موعودؑ نے اس آیت کے ایک مخصوص لفظ کو پیش کیا **اِمَامًا** ط ......**وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ** ۔فرمایا کہ اللہ کا فرمامان ہوتا ہے کہ یہ تیری ذات ہے ۔صرف اس لفظ اور کلمہ کو مخصوص کرنا یہ بتاتا ہے کہ مہدیؑ موعود اپنے مقام سے واقف تھے کہ کلام اللہ اپنے متبوع رسول ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ صرف آپؐ کے تابع ہیں'اس لئے اس مقام اور اس بعثت کی خصوصیت کو ہی انہیں ظاہر کرنا ہے نا کہ اس آیت کو اپنی طرف پھیرنا۔اس لئے کسی بھی آیت کو اپنی طرف نہیں پھیرا صرف اس کا مقصد بیان واضح کر دیا۔اس کی مثال سورہ صف کی آیت ٦ ہے۔وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْ

تِيْ مِنْ م بَعْدِیاسْمُہٗٓ احْمَدُ ، فَلَمَّا جَآ ئَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَا لُوْا ھٰذَا سِحْرٌمُّبِیْنَ ۔سورہ صف۶۔اور(یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل !بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے توریت (آئی)اور ایک رسولؐ کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمدؐ ہوگا پھر جب وہ ان کے پاس واضح دلایل کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔یہاں حضرت عیسیٰؑ کی وہ پیش گوئی کا ذکر قرآن کررہا جو انہوں نے کی کہ احمدؐ آنے والے ہیں، مگر جب محمدﷺ کی بعثت ہوئی تو یہود و نصاری نے انکار کردیا کہ یہ تو محمدؐ ہیں ہم کو تو احمد کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور حضورﷺ کو ساحر اور قرآن کو جادو کہنے لگے۔اتنا ہی نہیں اللہ تعالی نے قرآن میں اس کی وضاحت تفصیل سے کی کہ ’’اور کون ہے اس سے بڑا ظالم؟ جو اللہ پر جھوٹ اور بہتان باندھے؟ جبکہ وہ اسلام کی طرف بلاتا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔وہ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے اور اللہ اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر(انکار کرنے والے)ناخوش ہوں، وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اور خواہ مشرک ناخوش ہوں۔یہاں جو باتیں بیان ہیں کہ عیسیٰؑ اپنے سے پہلے کی نازل کتاب توریت کی تصدیق کررہے ہیں،اور ایک رسول احمدؐ کی خوشخبری دے رہے ہیں۔اور یہی قرآن نبی اسلام محمدؐ کو حکم دے رہا ہے کہ ’’آپ بھی بصیرت کی راہ پر بلائیں اور آپؐ کا تابع بھی اسی ہدایت کی راہ پر بلائے گا‘‘اور جب حضورﷺ نے معراج کی حقیقت بیان کی تو لوگوں نے انکار کردیا اور مرتد ہوگئے کیا ایسے میں بصیرت اور دیدار کی بات بتائی جاسکتی تھی؟ یہی نہیں بعد کے مفسروں مترجموں نے بصیرت کے معنی ہی بدل دئے اسے طریقہ بتادیا، جبکہ معراج مقدس کے بیان کی حدیثوں میں کئی ایسی باتیں اس بصیرت کی تائید میں بیان ہیں جسے آج بھی نہیں جانچا پرکھا جاتا، قرآن مجید قصہ کہانیوں کی کتاب نہیں ہے احکام اور اعمال اطاعت کے لئے نازل ہوا ہے قصہ اور واقعات بطور تمثیل بیان ہیں، یہی بات اللہ نے کہی ہے کہ فہم وادراک کرو۔اسی طرح مہدی موعودؑ نے دیدار کی دعوت دی تو لوگوں نے انکار کردیا کہ یہ ممکن نہیں۔اور اللہ نے کہا کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا ظلم اور بہتان ہے اگر کوئی دعوی یا حکم اللہ کی سنت کے خلاف ہو،مہدی موعودؑ نے اپنا دعوی قرآن کی بنیاد پر تو کیا بلکہ سنت کا حوالہ دیا کہ میں ہی وہ ہادی و مہدی ہوں جس کا وعدہ مخبر صادقﷺ نے کیا ہے مگر لوگوں نے بلا تحقیق انکار کیا ہے۔جس طرح عیسیٰؑ نے ایک نبی مرسل کا وعدہ نام لے کر کیا احمد ہوگا تو یہود و نصاری نے اس بنا پر انکار کیا کہ یہ تو محمد ہیں،اسی طرح اہل اسلام نے مہدی کا اس بنیاد پر انکار کیا کہ یہ مہدی کس طرح ہوئے جبکہ مہدی کو مدینے میں

آنا تھا جبکہ یہ عجمی ہیں اور یہ عالم جانتے ہیں عربی زبان میں مدینہ شہر کو کہتے ہیں ہجرت سے پہلے آج کا مدینہ یثرب تھا بعد میں مدینۃ النبی یعنی نبی کا شہر بنا۔یعنی ہر زمانے میں ظالم لوگوں نے کوئی نہ کوئی بہانہ کرکے اللہ کے رسول نبی خلیفوں کا انکار کیا ہے بلاتحقیق ٬اگر عرب کے یہود و نصاری اپنی کتابوں میں تحقیق کر لیتے تو خاتم الانبیاﷺ کا انکار نہ کرتے انہوں نے یوں ہی انکار کردیا ٬اسی طرح اہل اسلام نے بلاتحقیق **اِمَامًا** ط ......**وَمِنْ ذُرِّيَّتِي** مہدی موعودؑ آخرالزماں کا انکار کیا ہے۔جس طرح یہود و نصاری کو محمدؐ کا عربی اور اُمی ہونا گوارہ نہیں اسی طرح علمائے سُو کو مہدی موعودؑ کا عجمی ہونا گوارہ نہیں۔اس لئے اللہ تعالی نے محمدؐ سے کہا کہ **فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ، وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ، وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ** ... **وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ** ۔پھر اگر وہ آپؐ سے جھگڑیں تو کہدیں میں نے اپنا منہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور جس نے میری اتباع (تابع رسولؐ) اور آپؐ اہل کتاب اور ان پڑھوں سے کہدیں کیا تم اسلام لائے؟ پس اگر وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے راہ پالی ٬اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو صرف آپ پر (دین کو) پہنچا دینا ہے اور اللہ دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو۔آل عمران ۲۰۔مہدی موعودؑ نے اس آیت میں وَ مَنِ اتَّبَعَنِ کے متعلق فرمایا کہ اللہ کا حکم ہو رہا کہ یہ اتباع کرنے والی تیری ذات ہے۔مگر خصوصًا بعثت مہدی کے بعد کے عالموں نے جان کر یا انجانے میں بلاتحقیق اسے عام لوگوں کی طرف پھیر دیا تا کہ بعثت مہدی کی حقیقت کو چھپایا جائے۔قرآن میں حضرت خضرؑ کا نام نہیں اللہ تعالی نے صرف ایک بندہ کہا ہے حضورؐ نے خضرؑ نام بتایا اور واقعات کی کچھ تفصیل بتائی ٬اسی طرح قرآن نے جہاں کہیں مہدی موعودؑ کے متعلق بتایا شخصی وصفاتی اشارے دئے حضورﷺ نے مہدی موعودؑ کو خلیفۃ اللہ کہا۔اور جس طرح اس آیت کو اللہ نے رسول مقبولﷺ کو پیش کرنے کا حکم دیا اسی طرح مہدی نے اللہ کے حکم سے اس آیت کو پیش کیا مگر اس مخصوص ہادی کے بطور جو حضورؐ کی ہو بہو اتابع کرنے والے ہیں۔اور اس آیت میں وَ اِنْ تَوَلَّوْا کا لفظ ہے اس کا معنی منہ پھیرنا ہے ٬یہاں اللہ نے انکار کرنے والے نہیں کہا بلکہ **منہ پھیرنے والے کہا** کیونکہ یہود و نصاری نے بھی منہ پھیرا تھا اہل کتاب ہونے کے باوجود اور اہل قرآن نے بھی منہ پھیرا یہ خدا کے منکر نہیں ٬بلکہ پہلا گروہ محمدﷺ کا منکر تھا دوسرا مسلمانوں کا گروہ ہادی و مہدی کا منکر تھا اور دونوں کو دعوی مسلمان ہونے کا ہے اسلام لانے کا۔یہی نہیں مزید اللہ نے کہا کہ ’’اور آپؐ اہل کتاب اور ان پڑھوں سے کہدیں کیا تم اسلام لائے؟‘‘ یہاں اہل کتاب اور ان پڑھوں کا بیان ہے معنی قرآن کے معنی نہ سمجھنے اور ڈھونگ کرنے والوں کا۔

اس کے بعد سورہ انفال کی ۶۴ ویں آیت مہدی موعودؑ نے دعوی کے ثبوت میں پیش کی یَـآ یُّهَـا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔اے نبیؐ کافی ہے تمہیں اللہ اور جو تمہارا تابع ہے مومنین میں (اس کے لئے)۔چونکہ یہاں آخر میں مومنین کا لفظ آیا ہے اس لئے تبھی مترجموں مفسروں نے اس اتباع کو جمع کے صیغہ میں تمام مومنین کو لے لیا ہے۔ظاہر ہے کہ تمام مسلمان مومن نہیں ہوتے مومن چنیدہ ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ اس طرح جمع کا خطاب قرآن میں جہاں کہیں آیا ہے اس میں عِبَـادِنـا کا ایک لفظ آیا ہے حالانکہ کے اس کا صیغہ جمع کا ہے مگر یہ واحد بیان ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن میں ''میں'' کہنے کے بجائے ''ہم نے'' کہا ہے معنی اللہ ایک ہے' مگر خود کو ہم کہا ہے اور یہاں وَمَنِ اتَّبَعَکَ بیان ہے۔اس کے بعد سورہ یوسف میں صاف کردیا کہ قُـلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ قف عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِی ، وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔آپ (محمدؐ) کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے' جس پر بلاتا ہوں' بصیرت (دیدار) کی بنیاد پر میں اور میرا تابع اور اللہ پاک ہے میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں (یوسف ۱۰۸) میں اور میرا تابع تو کیا ہر گنہگار حضورؐ کا تابع ہونے کا مدعی ہوگا؟ قرآن ہر مسلمان پڑھتا ہے اور محمدؐ پر ہر مسلمان گواہی دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں مگر کیا وہ مومن کہلائے گا چہ جا یکہ محمدؐ کا تابع ہونا۔اس کے بعد کہا گیا کہ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ,قُلِ اللّٰهُ قف لا شَهِیْدٌم بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ قف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْـذِرَکُـمْ بِـهٖ وَ مَنْ م بَـلَـغَ ط ۔آپ کہیں کہ سب سے بڑی گواہی کس کی ہے؟ آپ کہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے' اور مجھ پر یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ میں تمہیں ڈراؤں اس سے' جس تک یہ پہنچے۔۱۹ انعام۔یہاں وَ مَـنْ م بَـلَـغَ کے متعلق مہدی موعودؑ نے فرمایا اللہ کا حکم ہوتا ہے تیری ذات ہے۔معنی حضور ﷺ کے بعد اس کلام کورخ اُمت کو ڈرانے کے لحاظ سے ہادی و مہدی کی طرف ہے نہ کہ ہر خاص و عام کی طرف۔کیا ہر خاص و عام اُمت کے ڈرانے پر معمور ہے؟ اس میں ایک حقیقت ہے کہ یہاں وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کہا گیا ہے ''نزول کا لفظ نہیں بلکہ وحی آیا ہے۔نزول اور وحی کا فرق یہ ہے کہ اَلْـوَحْــیِ مصدر مجرور معرفہ وحی وہ کلام خفی ہے جو فوراً سمجھ لیا جاتا ہے (بیضاوی) وہ کلام الٰہی جس کا لقاء انبیاء اور اولیاء کو ہوتا ہے وہ وحی ہے (راغب اسفہانی) بیضاوی کی لکھی ہوئی تعریف گر چہ وحی شیطانی کو شامل ہے لیکن اس جگہ وحی الٰہی مراد ہے۔بیصاوی نے لفظ وحی کی توضیح کی ہے مرادی معنی نہیں بیان کئے ہیں اسی لئے اہل تفسیر نے بالوحی کی تشریح میں من اللہ لا من قبل نفسی کے الفاظ بصورت قید زیادہ کئے ہیں۔امام راغب نے وحی اصطلاحی کی توضیح کی ہے لغوی معنی نہیں بیان کئے۔اس طرح ''وحی'' مصدر مرفوع

نکرہ مراد کلام الٰہی جو بصورت لقا یا تعلیم جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل ہو۔اس بنیاد پر یہاں وحی کے ذریعہ یا لقاء کے ذریعہ اللہ تعالی نے مہدی کو بتایا ہے کہ وَ مَنْ م بَـلَـغَ اے سید محمد تیری ذات ہے۔اس طرح اتباع کا ایک دوسرا لفظ وَ مَنْ م بَلَغَ کے ساتھ متعارف کیا گیا مہدی کو کہ جس کو یہ اللہ کا کلام پہنچے۔اللہ کا کلام پڑھنا اور اللہ کا کلام پہنچنے میں فرق ہے پہنچنا وحی کے معنوں میں ہے پڑھنا تلاوت کہلاتا ہے۔یہاں وَاُوْحِی ہے یَتلُوْ ا ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ , عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف ۱۰۸)

جو نظر ملانے آئے تھے وہ نظر ملا کے چلے گئے   جو خدا دکھانے آئے تھے وہ خدا دکھا کے چلے گئے

تابع رسول اللہؐ ہونے کے آثار و شواہد قرآن سے

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا مرسلین کا آنا بیان ہے۔اور قرآن میں ۲۵ نبی رسول پیغمبروں کے نام ہیں۔مگر کسی نے بھی اللہ سے ملاقات کرنے یا دیدار کرنے کی بات نہیں کی اور وہ بھی آسمانوں پر بلائے جانے سیر کرانے انبیاء مرسلین کی امامت کرنے حتی کہ بنی اسرائیل کی کسی کتاب وصحیفہ میں معراج جیسے کسی واقعہ کا ذکر ہوا جن کے پاس آسمانی صحایف تھے'جو عرش فرش ملایکہ فرشتوں خدا رسول نبیوں سے اور روز جزا وحساب سے واقف تھے۔سوائے ذات محمد مصطفی ﷺ کے آپؐ نے تو معراج کا واقعہ بیان کیا لیکن اللہ تعالی نے اپنے کلام میں اس واقعہ کی تصدیق بھی کی اور حقیقت بھی بیان کی۔بالکل ایسا ہی محمد مصطفیؐ کے تابع تام کا معاملہ ہے کہ نہ انبیا رسولوں میں نہ اولیا و علماے میں ''طلب دیدار'' کی گفتگو ہے نہ اس کے ہونے کا یقین ہے کئی اس کے منکر ہیں کئی اسکے حق ہونے سے واقف تھے بھی تو اس پر کلام کرنے یا اس کے وجوب بیان کرنے سے قاصر تھے'جبکہ خلیفتہ اللہ میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ آخرالزماں تابع تام رسول اللہ نے اس کی دعوت بھی دی اور فرمایا کہ ''بندے کا بھیجا جانا ہی دعوت طلب دیدار کے لئے ہے''۔اور قرآن سے اسے ثابت کیا'اور آپؑ کے کئی اصحابؓ نے اس کے احوال اور کوایف کو بیان کیا۔ اور مہدی موعودؑ نے جو دعوی کے ثبوت میں پیش کیں ان کی ترتیب پہلے اِمَـامًـا ط ......وَمِـنْ ذُرِّيَتِي۔ابراہیم کی ذریت (اولاد میں) کا امام۔بقرہ ۱۲۴۔اس کے بعد وَ مَـنِ اتَّـبَـعَـنِـي۔میں اور میری اتباع کرنے والا۔عمران ۲۰۔ وَمَنِ اتَّبَعَکَ۔میری اتباع کرنے والا۔انفال ۶۴۔ وَمَنِ اتَّبَعَنِي۔میں اور میرا تابع۔۱۰۸'یوسف۔ وَ مَنْ م بَلَغَ انعام ۱۹۔اس طرح مہدی کو تابع رسولؐ اور حقیقی پیروی کرنے والا بتایا گیا ہے جو الـمـهـدی مـنـی یقفو اثری ولا

یــخــطــی کی شرط پر ہو نہ کہ غیر معصوم کہ جن کو امام نہ بنانے کا اللہ نے ابراہیم کو وعدہ کیا کہ "میں ظالموں کو امام نہیں بناتا"۔ بقرہ ۱۲۴۔ ان پانچ 5 آیتوں میں مہدی موعودؑ نے جو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیں، اس کے مطابق ایک ایسے تابع رسول اللہؐ کے مقصد بعثت کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس تابع کو بھیجے جانے کے مقصد کو پیش کیا مقصد بیان قرآن اور دعوت طلب دیدار کے لئے۔ تاریخ عالم میں یہ دو ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے کھل کر وجود خداوندی کے آثار وشمایل پر گفتگو کی ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیمؑ کے خدا پر یقین نہ کر کہ نمرود نے ایک بلند و بالا مینار بنوایا تا کہ خدا سے مقابلہ کرے۔ یہی نہیں تخلیق آدمؑ پر اللہ سے گفتگو کلام مباحث کا ذکر ملا یکہ سے فرشتوں سے اور ابلیس سے بیان ہے مگر وہاں بھی کسی نے اللہ تعالی کا دیدار کیا ہو یا دیکھ کر گفتگو کی ہو اس کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ صرف اور صرف قرآن میں جو اللہ کا کلام ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کے آسمانوں کی سیر کا ذکر ہوا ہے اور اسی کے ساتھ تمام انبیا مرسلین کی اقتدا ءیا امامت کرانے کا بھی بیان ہے۔ یہ خصوصیتیں حضور ﷺ کو کائنات میں ممتاز کرتی ہیں، اور تاریخ عالم میں کسی کو تعریف کیا ہوا حمد کیا ہوا نا محمدؐ پہلے نہیں رکھا گیا، اس نام کے علاوہ مسلمانوں میں آپؐ کا مصطفیٰ ہونا مشہور ہے جس کے معنی بھی چنا ہوا۔ پسند کیا ہوا۔ تقرر کیا ہوا ہے، یہاں تک کہ عرب میں یہ نام موسوم ہی نہیں تھا۔ یہی بات مہدی کے تعلق سے کہی جائے گی، اسلام سے پہلے مہدی یا ہدایت یافتہ کا نام نہیں ملتا، یہ خصوص حضور ﷺ کی تھی کہ آپؐ ہدایت یافتہ تھے اور یہی نام آپؐ نے اپنے تابع خلیفتہ اللہ کو دیا۔ بعد میں لوگوں نے نام رکھ لیا خطاب بنالیا ہوا لگ بات ہے۔ تاریخ اسلام میں بہت لوگوں نے نام رکھ لے، خطابات رکھ لے، مہدی ہونے کے دعوے بھی کر لے مگر ثبوت حجت دلایل قرآن سے احادیث سے اعمال سے احوال سے سوائے میراں سید محمد جونپوری کے کسی نے نہیں پیش کئے۔ یہاں تک کہ مخالفین و معاندین نے اقرار کیا کہ ان میں آثار مہدی پائے جاتے تھے، اور آپؑ کے حالات بیان کرنے والے غیر مہدویہ مورخوں وقعائے نگاروں نے تسلیم کیا کہ وہ تمام آثار وشمایل ان میں تھے، اس کا سب سے بڑا ثبوت آج مصدق مہدویہ کا بحیثیت ایک قوم موجود ہونا ہے، جن کی سیادت کو علما کے علاوہ حکمرانوں نے بھی قبول کیا محمود بیگڑا کی فوجوں نے مخالفت تو کی مگر بحیثیت مہدویہ اس کے بعد حکومت احمد نگر۔ حکومت بہمنی۔ حکومت حیدر علی۔ حکومت راجہ تنجاور۔ حکومت عثمانیہ حیدر آباد دکن۔ میں مہدوی بحیثیت قوم کے اپنے مراتب اور مقام کی حیثیت سے ایوان حکومت میں موجود رہے۔ اور آج بھی مسلمانوں کی بہت ساری فرقہ بندی میں مہدویہ ایک قوم کے موجود ہے بلکہ ہندوستان کی کئی سرکاری گزیٹ میں مہدوی ایک قوم درج ہیں۔ دیوبندی ایک مدرسوں کا نظام ہے جس کے کئی رہنما رہبر

ہیں، تبلیغی ایک جماعت کا نام ہے جس کے کئی مدعی ہیں، جماعت اسلامی ایک تحریک ہے مسلمانوں کی جو مصر کی حسن البنا ء کی اسلامی برادر ہوڈ کی تقلید میں بنائی گئی تا کہ اسلام کے نام سے حکومت قایم کی جائے ,وہابیت حالانکہ عبدالوہاب نجدی سے موسوم تو ہے مگر ایک قبایلی بدوی دہشت گرا سے مسلمانوں کے بہت سارے طبقے مانتے ہیں جو دہشت کے ذریعہ اپنا اثر ورسوخ جمایا اور حکومت حاصل کی۔ جبکہ مہدویت کا معاملہ بالکل قومیت کا ہے جس کا صرف حقیقی مذہب اسلام سے واسطہ اور تعلق رہا، کہ جس میں جماعت بندی یا تحریک کے یا حکومت کی خواہش کے بالکل آثار یا طلب نہیں پائی جاتی اور نہ ہی کبی مہدویوں کا رسم وبدعت سے واسطہ رہا تھا مہدویت صرف اسلام اور حقیقی اسلام کی عکاسی تھی یہی وجہ ہے کہ لوگ اس میں جوق در جوق داحل ہوتے چلے گے اور آبادیاں بن گیئں اور آج بھی مہدویت کی ایک الگ شناخت ہے البتہ آج دوسرے مسلمانوں کی طرح مہدویوں میں مومن منافق کافر مرتد قسم کے لوگ ہیں، وہ کہاں نہیں ہوتے روز ازل سے ایسے لوگوں سے قومیں متاثر رہی ہیں۔

مقصد بعثت تابع تام رسول اللہؐ۔اس کی پہلی آیت سورہ ھود ایک ا ہے۔ الٓــــرٰ

,کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ 'ایٰتُه' یہ کتاب مضبوط کی گیئں اس کی آیات ثُـمَّ فُصِلَتْ مِنْ لَدُنْ پھر تفصیل کی گیئں اس کے پاس سے حَـکِیْمٍ خَبِیْرٍ حکمت والے خبردار کی طرف سے اَلَّا تَـعْبُدُ وْا اِلَّا اللّٰہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اِنَّنِی لَکُمْ مِنْهُ نَذِیْرٌ وَبَشِیْرٌ ,بیشک میں اس کی طرف سے ڈرانے والا خوشخبری دینے والا ہوں وَاِنِ اسْتَغْفِرُوْا اور یہ کہ مغفرت طلب کرو رَبَّکُم اپنے رب کی ثُـمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ پھر اس کی طرف رجوع کرو یُـمَتِّـعْکُمْ مَتَاعًا حَسَنَا اِلٰـی اَجَـلٍ مُّسَـمًّ ى وہ تمہیں فایدہ پہنچاے گا وَّ یُـؤْتِ کُـلَّ ذِیْ فَـضَـلٍ فَضْلَـه' ۔اور دے گا ہر فضل والے کو اپنا فضل (ھود ا۔۲) یہ آیات مہدی موعودؑ نے دعوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہوے اپنا مبین کلام ہونا ثابت کیا۔ یہاں ہم پہلے "اُحْــکِـــمَــــت کو دیکھتے ہیں اس کے معنی اللہ کے احکام تو ہیں جس کے معنی یہ آیات مضبوط کی گی ہیں لیا ہے۔اُحکُمُ کے معنی تو حکم کر۔تو فیصلہ کر۔"اُحکِمَت معنی ثابت کی گیئں مضبوط کی گیئں معنی ان کو قطعیت دی گیئں نزول کے وقت۔ ثُمَّ یہ اہم ہے کہ اُس کے بعد فُـصِّـلَت۔فَـصَلَ معی جدا کرنا، کاٹنا، ٹکڑے کرنا، فُـصِّـلَت معنی تفصیل۔کھول کر بیان کرنا۔ وضاحت کرنا۔تفصیل وار بیان کرنا ہے۔البتہ فَـصَّـلْنَا جمع متکلم ہے ماضی معروف جیسے ہم نے کھول کر بیان کر دیا الگ الگ تفصیل کردی۔وضاحت کردی۔'فُصِّلَت اس کے معنی تمام مترجموں نے ماضی ہی لئے ہیں یعنی بیان کردی گیئں جبکہ یہ دونوں الگ ہیں معنی فُـصِّلَت بیان کی جائیں گی فَـصَّـلْنَا بیان کردی گیئں، بیان

ہوچکیں۔اوراس آیت میں ثُمَّ مکان بعیداورتاخیرزمانی کے آتا ہے معنی کسی اوروقت بعد میں۔اس کے بعد تُـوْبُوْٓا ' دلالت کررہا ہے کہ یہ بعد میں بیان ہونگیں۔حکمت والےخبر دار کی طرف سے۔اب اس کے بعد پھر سےاللہ کی طرف رجوع کرنے کی بات ہےتا کہ وہ (اللہ) تمہیں فایدہ پہنچاۓ۔تُـوْبُـوْٓا کے معنی باز آجاؤتوبہ کروُرجوع کروکے ہیں ۔رجوع کرنامعنی واپس ہونا۔مڑنا۔پلٹنا۔کسی طرف متوجہ ہونا۔التجا کرنا۔نظرثانی کرنا۔اس کے بعد یُـمَتِّعْکُمْ مَتَاعًا حَسَنًااِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَـمًّى ہے معنی وہ (اللہ) فایدہ پہنچاۓ گااچھی متاع (علم۔دولت یابدلے کے ساتھ) ایک مقررہ وقت میں۔(بعدنبوت دورولایت میں) فَـضَلٍ فَضْلَه' فضل تو ٹھیک ہےاس کے بعد دوبارہ فَـضْلَه' کیا ہےاللہ کا فضل تو ایمان ہے معنی اس کے بعد احسان سے متعارف کرانا دوسرافضل ہےاللہ کی طرف سے۔فضل کے بعد دوسرا فضل۔

اب ہم مہدی موعودؑ کے بطور دعوی کے ثبوت پیش کرنے میں اس آیت کودیکھیں تو یہ نتیجہ برآمد ہوگا۔ کہ ان آیات کو دورنبوت میں مضبوط یعنی پختہ کردیا گیا ہے اسے بعدنبوت دورولایت مہدی میں اسے الگ سے بیان کیا جاۓ گا۔جس کے لۓ ایک خلیفۃ اللہ مہدی کی بعثت ہوگی' کہ جس میں ایمان سے بہتر احسان کی تعلیم دی جاۓ گی۔یہیں بات ختم نہیں کی بلکہ آگے آیت 17 میں کہا کہ اَفَـمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْا هُ شَاهِدٌ مِّنْهُ پس کیا (اُس کے برابر ہوسکتے ہیں) جواپنے رب کے کھلے راستے پر ہواور اس کے ساتھ (اللہ کی طرف) سے گواہ ہو۔ یہاں بات صاف کی کے جواپنے رب کی طرف سے کھلے راستے پر ہویعنی ایک معصوم عن الخطا خلیفۃ اللہ جس کے گواہ اس سے پہلےرسول ہیں المهدی منی یقفو یخطی و لا یثری ۔اس گواہ کے متعلق اللہ تعالی نےنزول قرآن کے تیسری آیت میں ہی بتادیا کہ **اِنَّآ اَرْسَـلْـنَـآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُم كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ ۔بےشک ہم نے بھیجاتمہاری طرف ایک رسول(محمدؐ کو)تم پرگواہی دینے والا جیسے ہم نےفرعون کی طرف(موسیٰؑ کو)ایک رسول بنا کر بھیجا**(اللہ کے رسول ہوں قل هٰذه سبيلى ادعو الى الله , على بصيرة کہد یں اے محمد یہ میراراستہ ہےجس پر بلاتا ہوں بصیرت کی بنیاد پراور وہ بھی بلاۓ گاجومیرا تابع ہے)معنی اللہ کےرسول کوگواہ بنا کر بات پہلے بتائ جاچکی ہے کہ خلیفۃ اللہ مہدی آۓ گا مبین کلام اللہ ہوگا۔اور اس کے لۓ واضح ثبوت اورنشانیاں بتائ گیئں جیسے سورہ فاطرآیت ۳۲ میں کہا کہ ثُـمَّ اَوْرَثْـنَـا الْـكِتٰبَ الَّـذِيْـنَ اصْـطَـفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا پھر ہمنےاپنے چنے ہوۓ بندے کوکتاب کاوارث بنایااپنے بندوں میں سے۔یہاں عِبَـادِنَا

مترجموں نے جمع میں بیان کیا ہے جبکہ یہ واحد بندہ ہے' کیا ہر کوئی بندہ کتاب یعنی قرآن کا وارث کہلائے گا؟ جن میں خاطی و گنہگار بہت ہوتے ہیں چاہے عالم فاضل کیوں نہ ہوں؟ کتاب کا وارث صرف غیر معصوم ہوگا۔ المهدی منی يقفو اثری ولا یخطی یا پھر ایسے لوگ جو دنیا میں نیکیوں پر سبقت لے جانے والے' اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے فقر و فاقہ سے تقویٰ و توکل سے ذکر دوام سے ترک حب دنیا سے جنہوں نے اپنی زندگی خدا کے حوالے کردی ہو۔ اور اس وارث کتاب کی ذمہ داری یا منصب کیا ہے؟ خلق الانسان علمه البيان (رحمٰن) اس کا مبین کلام اللہ ہونا ۔ اور اس کے ذمہ ہے ثم ان علينا بيانه ۔ بعد میں ہم اس کا بیان کریں گے۔ سورہ جمعہ آیت ۳۔ پھر بعد میں بعثت کے بعد اس کا بیان قرآن کرنا جس کا وعدہ اللہ نے اپنی رسول ﷺ سے کیا تھا۔ اور مبین ایک دلیل روشن یعنی خلیفۃ اللہ ہوگا جس کا بیان سورۃ بینہ میں دوسرے بینہ کے بطور ہوا ہے۔ پہلے بینہ اللہ کے رسول ﷺ جنہوں نے مشرکوں کو کھلی دلیل قران کا پاکیزہ صحیفہ پڑھکر سناتے اور اللہ کے احکام بتاتے تھے اس کے بعد دوسرے بینہ خلیفۃ اللہ مہدی موعود آخر الزماں جو اُمت کے بٹے فرقوں کو حکم دینے کے اللہ کی عبادت یکسوئی اور خشوع و خضوع سے خالص کرتے ہوے معنی دیدار اور احسان کو اختیار کرتے ہوئی عبادت کی ترغیب دینے والے۔ اس میں فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ کہا کہ اس کتاب (قرآن) میں مضبوط احکام لکھے ہوئے ہوں' اور اس کے بعد وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ ۔ اور اہل کتاب فرقہ فرقہ نہ ہوگئے۔ اور اس کے بعد مِنۢ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس آگئی دلیل (دلیل روشن معنی اللہ کا خلیفہ)۔ اور اس کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُو اور نہ حکم دیا گیا مگر یہ کہ عبادت کریں اللّٰه مُخْلِصِيْنَ اللہ کے خالص کرتے ہوئے لَهُ الدِّيْنَ بندگی دین حُنَفَآءَ یک رخ ہوکر وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ نماز قایم کریں وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ اور زکواۃ ادا کریں' اور یہی مضبوط دین ہے۔ یہاں اللّٰه مُخْلِصِيْنَ اللہ کے خالص کرتے ہوئے لَهُ الدِّيْنَ بندگی دین حُنَفَآءَ یک رخ ہوکر وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ نماز قایم کرنا غور طلب ہے۔ جب نماز روزہ زکواہ سبھی کا حکم آگیا تو پھر اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے بندگی کرنا دین کے لے اور ''یک رخ'' ہوکر کیا معنی؟ جبکہ کعبۃ اللہ کا رخ قرار پا چکا تھا تو یہ ''یک رخ'' کیا ہے۔ معنی خالص اللہ کی نماز جسے حضور اکرم ﷺ نے نماز معراج المومنین فرمایا ایسی نماز جس میں معراج کی کیفیت ہو وہی خالص یک رخ نماز ہے جسے تعلیم مہدی موعودؑ میں ''طلب دیدار'' کہا گیا۔ کتاب تو نازل ہو چکی پھر کتاب کا وارث بنانا کسے؟ یا کس کی طرف اشارہ ہے؟ اور اُمت میں تفرقہ ہونے کے بعد ایک دوسرے بینہ کو بھیجنا' کیا یہ سب اشارے حوالے وضاحتیں کافی نہیں ہیں؟ اور یہ تمام دلایل

صرف اُمت محمدﷺ میں صرف میراں سید محمد جونپوریؑ بحیثیت خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہؐ نے پیش کۓ ہیں دنیا کے کسی عالم فاضل مفسر یا جھوٹے مدعی مہدی کی نظر ان پر کیوں نہیں گئی ؟ یہی میراں مہدی موعودؑ کے حقیقی مہدی موعود آخرالزماں ہونے کے لئے کافی ہے۔قرآن صرف ترجمہ لغات صرف ونحو نہیں ہے یہ نازل ہوا ہے فہم وادراک کے لۓ اللہ تعالی کی عظمت قدرت اور معرفت میں غور خوص کر کے عبادت کرنے کے لۓ۔ جب نبی کریمﷺ معراج پر گۓ تو اللہ تعالی کا دیدار کیا اللہ نے قرآن میں کہا کہ وہ دو کمانوں کے درمیان تھا اور محمدؐ کی نظر نہ بہکی نہ بھٹکی۔سورہ نجم ۔مَا غوٰی معنی نہیں بہکا اور نہ وہ بھٹکا۔ایسی نماز کو یہاں حُنَفَآءَ یک رخ ہو کر وَيُقِمُوْاالصَّلٰوةَ نماز قایم کرنا بتایا گیا ہے،ورنہ اللہ کے لۓ خالص کر کے نماز پڑھنا کیا معنی؟ نماز تو نماز ہوتی ہے۔حضور نبی کریمﷺ کو معراج پر صرف اس لۓ نہیں بلایا گیا تھا کہ جائیں اور صرف دیکھ کر آجائیں بلکہ بندگی کا کیا معیار ہونا چاہۓ اُمت کو بتانا مقصود تھا کہ ایسے مقام کی تلاش کرو جستجو کرو عبادت کرو کہ وہ نظروں کے سامنے ہو جس کی وضاحت حدیث احسان میں کی گئی۔کہ یا تو 'تو اللہ کو دیکھ یا اتنا جان کے اللہ دیکھ رہا ہے'۔نماز سے پہلے جو نیت کی جاتی ہے اس میں صرف جہت یعنی رخ کا ذکر ہے کعبہ کی طرف رخ کرنے کی بات بعد میں رکعت کی نیت میں ہوتی ہے۔کعبہ یا بیت المقدس کا رخ صرف جمعیت اور اتحاد کے مظاہرے کے لۓ ہے درحقیقت رخ یا توجہ صرف اللہ کی طرف ہونا ہے۔ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ سورہ اعراف ۲۹۔اور اپنے چہرے کو ہر نماز کے وقت سیدھے کرو (اپنے رب کی طرف) ہر نماز میں ۔معنی ہر نماز کو خالص اللہ کے لۓ اس کے روبرو ہونے پر محمول کر کے پڑھو۔

اللہ تعالی نے قرآن میں بڑے صاف اور واضح احکام دۓ ہیں کئی معاملات میں۔جو باتیں پہلی کتابوں میں واضح نہیں تھیں قرآن میں انہیں بہت واضح اور صاف طور بیان کیا کئی ایسے احکام اور مسایل تھے جو پہلے کی قوموں میں جایز تھیں قرآن میں انہیں کرنے سے منع کیا اور کچھ نۓ احکام اور تعلیم جو پہلے کی قوموں کو نہیں تھیں اسے قرآن میں بتایا کہ کیونکہ حالات زمانہ اور انسانی ترقی سوجھ بوجھ میں بلاغت کے پیدا ہونے کی وجہ سے بتایا ۔حضرت موسی کا معاملہ دیکھیں وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ , قَالَ رَبِّ اَرِنِىْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ , قَالَ لَنْ تَرٰىنِىْ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِىْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۔اور جب آۓ موسیٰؑ ہماری وعدہ گاہ پر،اور اپنے رب سے کلام کیا،اور موسیٰؑ نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا کہ **میں تجھے دیکھوں**،اللہ نے کہا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا،البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ،پس اگر وہ ٹہرا

رہا(موجود رہا) تو تبھی مجھے دیکھے گا' پس جب اس کے رب نے تجلی کی پہاڑ کی طرف (تو) پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے (حضرت موسیٰ تجلی کے نور کو برداشت نہ کر سکے) ۔اب اس کے بعد سورہ نجم دیکھیں وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَضَلَّ صَا حِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى , ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰى , وَهُوَبِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْ سَيْنِ اَوْاَدْنٰى , فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى , وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى , عِنْدَسِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى , عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى , ذْ يَغْشَى السِّدْ رَةَ مَا يَغْشٰى , مَا زَا غَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى , لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ستارے کی قسم! جب وہ غایب ہونے لگے' تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ بہکے نہ وہ بھٹکے۔اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے اس کو سکھایا اس سخت قوت والے' 'طاقتوں والے نے پھر اس نے قصد کیا (رسولؐ کے سامنے آیا) اور وہ کنارے پر سب سے بلند کنارے پر تھا۔پھر نزدیک ہوا اور پھر نزدیک ہوا تو وہ کمان کے دونوں کناروں کے (فاصلے کے) برابر رہ گیا یا اس سے کم۔تو اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔جو اس نے (آنکھوں سے) دیکھا اس کے دل نے تصدیق کی۔کیا جو اس نے دیکھا تم اس سے اس پر جھگڑتے ہو؟ اور تحقیق اس نے اسے دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہی کے نزدیک دیکھا ۔اس کے نزدیک جنت الماوی ہے جب سدرۃ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔آنکھ نے کجی کی اور نہ وہ حد سے بڑھی۔تحقیق اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔(سورہ نجم ۱۔۱۸) یعنی جس حضرت موسیٰ کو کہا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے' اور موسی صرف تجلی دیکھ کر بیہوش ہو جاتے ہیں' وہیں رسول مقبول ﷺ کو بلا کر سدرۃ پر نہ صرف دیدار کرایا بلکہ کہا کہ کیا تم اس وحی پر جھگڑتے جو اللہ نے کی کہ اس (محمدؐ) نے مجھے دیکھا اور اس دیدار میں نہ ان کی آنکھ (نظر) تیڑی ہوئی بلکہ دو کمانوں کے قریب سے دیکھا یعنی آنکھوں سے اور جو دیکھا وہ حق تھا۔بلکہ سدرۃ پر چھایا رہا جب تک محمد ﷺ وہاں رہے۔معنی یہ کہ موسی سے کہا کہ تم نہیں دیکھ سکتے محمد ﷺ کے متعلق کہا اُس نے مجھے دیکھا بالکل قریب سے بغیر نگاہ ہٹائے نہ وہ (محمدؐ) بیہوش ہوئے نہ اللہ کے نور کی تجلی سے گھبرائے۔اس کے بعد مزید سورہ انعام میں فرمایا کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اُس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں یہاں پر بات ختم کر دی جاتی جیسے موسی کے واقعہ میں لَنْ تَرٰنِي کہہ کر ختم کر دی مگر نہیں! سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وہ خبر رکھنے والا بھید جاننے والا ہے (کہ کس میں کتنی صلاحیت معرفت الٰہی کو جذب کرنے قبول کرنے کی ہے)۔اس پر مزید وضاحت کہ قَدْ جَآءَ

كُمْ بَصَآيِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَيْهَا , وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ؛ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّ الْاٰيٰتِ وَيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس (آیات قرآن کے ذریعہ نشانیاں ۔ دلایل) آ چکیں تمہارے پاس تو جس نے دیکھ لیا (دیدار کی کوشش کی) سو اپنے واسطے اور جو ''اندھارہا'' (اس کا وبال) اس کی جان پر اور میں تم پر نگہبان نہیں۔ اس سے پہلے آیت ۹۱۔ میں بتایا چکا کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِنْ شَیْءٍ , قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَهُدًى لِّلنَاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ ۔ اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی حق کی جیسا کہ اُس کا حق تھا۔ جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اُتاری آپ کہیں (وہ کتاب) کس نے اُتاری جو موسیٰ لے کر آئے'لوگوں کے لئے رُوشنی اور ہدایت ۔ تم نے اسے ورق ورق کر دیا (اس کے حصے بخرے کر دئے' اپنی مرضی اس میں شامل کر کے) تم ظاہر کرتے ہو (بعض باتیں) اور اکثر چھپا لیتے ہو (حق باتوں کو)۔ یعنی جس طرح بنی اسرائیل حق چھپا کر نا حق باتوں کو بیان کرتے تھے اسی طرح اہل قرآن بھی کرتے ہیں قرآن کے صاف اور واضح معنوں کو ترجمہ اور تفسیر میں گھما پھرا کر بیان کرتے ہیں ۔ اور اس حقیقت کو مان لینا چاہے کہ انسان اللہ کو پانے کی کوشش کرتا ہے مگر جب تک اللہ اُس کی رہنمائی نہ کرے وہ اللہ کو نہیں پا سکتا' اس کے لئے میں کو ہٹانا پڑے گا۔

قوم موعودہ کے اوصاف : اس طرح تابع رسول اللہ اور مقصد بعثت تابع رسول اللہ کو ان آیات میں بتانے کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ایسا نہیں کہ ایسے لوگ یا ایسی قوم نہیں ہو گی جو ان حقایق کو نہیں قبول کر یگی بلکہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایسے لوگ اور ایسی قوم کو بھی ہم بھیجیں گے جو صحابہؓ رسول اللہ ﷺ ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ کی طرح کامل مومن ہونگے اور آخر میں آیئگے وَقَلِيْلٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ چند (تھوڑے) جماعت پچھلوں میں سے ۔ یعنی یہ جماعت صحابہؓ رسول کی طرح ثُلَّةٌ بڑی جماعت نہ ہو گی بلکہ چند (تھوڑے) ہونگے ۔ اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے وعدہ کیا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْبِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ , اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت دی' پس اگر یہ لوگ انکار کریں تو ہم نے ان (احکام) کا ماننے والے مقرر کر دئے ہیں (آیندہ زمانے میں) وہ ایسے لوگ ہیں وہ نہیں انکار کرنے والے (معرفت الٰہی کا یا طلب دیدار کا) یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (مہدی کے ذریعہ) سو ان کی راہ پر چلو' ۔ اس طرح موعودہ مہدیؑ کی طرح ایک موعودہ قوم کا بھی

اللہ نے وعدہ فرمایا اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۔عمران ۱۹۰۔ بیشک پیدائش میں آسمانوں اور زمین کی'اور رات دن کے آنے عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔اور یہ عقل والے کون ہیں؟اس کا جواب آگے کی آیت میں بعد میں ہے۔ جو لوگ اللہ کو کھڑے' بیٹھے'اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے ہیں'اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں'اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فایدہ پیدا نہیں کیا '۔یعنی اللہ کو زبان سے دل سے یاد کرنا ہی ذکر نہیں ہے بلکہ اس کی خلقت میں غور کرنا بھی ذکر ہے۔ دوسرے کافر و مشرک جنہیں بھگوان یا گاڈ کہتے ہیں وہ نہیں کہتے یا ان کی کتابوں میں نہیں ہے کہ ہمارا گاڈ یا بھگوان سورج کو مشرق سے اگاتا ہے جبکہ قرآن میں اللہ تعالی یہ بات کہتا ہے کہ میں ہی ہوں جو دن رات کو بدلنے والا میں ہی ہوں سورج کو مشرق سے طلوع کرنا والا۔اور یہ اوصاف کے لوگ مہدی کے صحابہؓ تھے۔اور اس قوم کی مزید وضاحت اللہ نے سورہ انعام میں آیت ۸۹ میں کی''اُولٰٓـئِکَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحُکۡمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنۡ یَّکۡفُرۡ بِهَا هٰۤؤُلَاۤءِ فَقَدۡ وَکَّلۡنَا بِهَا قَوۡمًا لَّیۡسُوۡا بِهَا بِکٰفِرِیۡنَ , اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقۡتَدِهۡ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت دی'پس اگر اس کا انکار کریں تو ہم نے ان احکام کے لئے مقرر کردئے ہیں ایسے لوگ جو اس (مہدی) کا انکار کرنے والے نہیں' یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے'سوان کی راہ پر چلو۔اس کے بعد اس قوم کے متعلق سورہ محمدؐ میں کہا کہ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنَ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا وہی ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ تا کہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اور اللہ گواہ کافی ہے۔۲۸ محمدؐ۔ یہ آیت مہدیؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کی تو سوال ہے کہ اس کے بعد کہا گیا ہے جو صحابہؓ رسولؐ کے احوال ہیں تو مہدی نے کیوں اسے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا؟ اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ حضورﷺ کے وقت میں بھی تمام روئے زمین پر دین اسلام غالب نہیں ہوا تھا اور آج دنیا کی آبادی آٹھ سو کروڑ ہے اس میں مسلمان صرف دوسو کروڑ ہیں' دراصل اس غلبے کا مطلب یہ ہے کہ دلیل برہان میں قرآن ہر دین اور کتاب پر غالب رہیگا۔ جواب ہے کہ جب اللہ کے رسول محمدﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام ہمنام ہوگا ان کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے ہمنام ہوگا تو اس طرح آپﷺ نے اپنے اور مہدیؑ کے درمیان یکسانیت اور یگانت کا اظہار فرمایا ہے اور بہت سارے احوال مہدی کے محمدؐ سے متعلق ہونا اس مہدی کے تابع محمدؐ ہونے کی دلیل ہے۔اور آخر میں اس قوم موعودہ کا تمام نقشہ کھینچ کر اللہ نے بتادیا کہ وہ قوم موعودہ

کیسی ہوگی۔یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗۤ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ , یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ , ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. ۔المایدہ ۵۴۔اے ایمان والو!جوتم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرے گاتو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں'وہ مومنوں پر رحم دل ہیں' کافروں پر زبردست'اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں'اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے' یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے (ایسا مقام) دیتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اس طرح مہدی موعودؑ کے دعویٰ کی بنیاد تین آثار وشواہد قرآن کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے مہدیؑ نے بتائے ۔1)**تابع محمدؐ رسول اللہ ہونا** ۔2)مقصد بعثت تابع تام رسول اللہؐ ۔3)قوم موعود کے اوصاف کی نشاندہی۔ان تینوں میں قوم موعودہ کی نشاندہی اس لئے ضروری ہے کہ اُمت فرقوں میں بٹ چکی ہوگی جیسا کہ سورہ بینہ میں کہا'اس لئے ہر فرقہ خود کوان اوصاف سے مزین ثابت کرے گالہذا اس انتشار کو مٹانے قوم کی صفات کو واضح کرکے بتادیا۔اس کی مثل قرآن کریم میں سورہ بقرہ کے شروع میں ہے۔ایمان والوں کی پہچان 3 آیات سے' کفار و مشرکین کی پہچان 5 آیات سے اور منافقین یا منکرین کی پہچان 11 آیات سے تاکہ انہیں پہچاننے میں آسانی ہو۔یہ اس لئے ضروری ہوا کہ پہلے ایسا ہو چکا ہے کہ یہودیوں نے تمام انسانوں میں خود کو فضیلت دے دی کہ ہم اللہ کے بچے ہیں'عیسایوں نے ایک قدم آگے بڑھکر کہا کہ ابن اللہ یسوع مسیح نے تمام عیسایوں کے گناہ اپنے سر لے لئے اس لئے دُنیا میں جو گناہ لہو ولعب بدکاری کرنا ہے کرلو یسوع مسیح معاف کروالے گا اپنے فادر سے کہکر'اور اللہ نے اہل اسلام کو یہی تنبیہ دی کہ اگر تم مرتد ہوجاؤ حدا کے احکام غیب کا انکار کروتو ایک قوم کولائے جو خدا کو محبوب ہونگے اور وہ خدا کو محبوب رکھیں گے۔محبوب رکھنے کی شرط یہ ہے کہ اسے پانے کی کوشش میں کسی بھی حد سے گزر جانا تقوی توکل کے ساتھ فقر وفاقہ کے ساتھ ذکر دوام کے ساتھ ہجرت ظاہری یا باطنی کے ساتھ۔

ہم نے یہ جائزہ اس لئے پیش کیا کہ مہدی کے ثبوت دعویٰ کی آیات کو ایک جگہ جمع کریں تاکہ بات سمجھ میں آئے۔ایسا علمائے اسلام نے بھی کیا ہے'حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ حضرت داؤدوسلیمانؑ حضرت عیسیٰؑ کے واقعات قرآن میں ایک جگہ بیان نہیں ہیں کہیں ایک دو آیات میں کہیں ایک رکوع میں اس طرح مختلف سورتوں میں بیان ہیں'مگر عالموں مورخوں نے انہیں ان تمام کو جمع کرکے ایک واقعہ یا قصہ

مرتب کیا ہے اور کچھ اسرائیلی روایات کا سہارا بھی لیا ہے'موسیٰ کا واقعہ ۱۳۵ جگہ بیان ہے۔مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت کی آیات 14 سورتوں میں 18 آیات سے پیش کی ہیں۔ان کو جمع کر کے ترتیب میں اس بعثت ودعوت کے مقصد کو سمجھا ہے۔اسی طرح تعلیمات مہدی کے اصلاح وتبلیغ کے پیغام کو بھی سمجھ سکتے ہیں'ایمان اسلام یقین تقوی توکل صحبت صادقین ذکر دوام عزلت از خلق ترک حب دنیا ہجرت ظاہری وباطنی اور حصول معرفت الٰہی۔

میراں سید محمد جونپوری کا مہدی موعودؑ ہونا اس بات سے بھی ثابت ہے کہ اللہ نے سورہ آل عمران میں فرمایا کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ' ۔عمران ۸۱۔اور جب اللہ نے عہد لیا نبیوں سے کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں'پھر تمہارے پاس رسول آئے اس (کتاب کی) تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاوگے اور ضرور اس کی مدد کروگے ,کیا تم نے اقرار کیا؟اور تم نے اس پر میرا عہد قبول کیا؟انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔اللہ تعالی کا کلام مطلق ہے مقید نہیں وہ ہر زماں ومکاں پر حاوی ہے۔اس آیت کا سیاق بتارہا ہے کہ یہ عہد اللہ تعالی حضرت آدم کی تخلیق کے بعد تمام انبیا سے لیا ہے ورنہ دنیا میں تو تمام انبیا سے عہد لینے کی بات نہیں ہوسکتی!اس کا مطلب ہے ہر نبی رسول سے عہد لیا گیا تھا کہ جو کوئی نبی رسول آئے یا دنیا میں بھیجا جائے'وہ اپنے ماسبق نبی رسول پیغمبر کی تصدیق کریں گے'اور ایسا ہوا ہے کہ تمام انبیا نے اپنے سابق نبی رسول کی تصدیق کی اور ان کی کتاب اور صحیفہ اور احکام کی بھی تصدیق کی حتی کے حضور خاتم الانبیاءﷺ نے بھی تمام سابق انبیا مرسلین کی تصدیق کی بلکہ خود کو دین حنیف کی اتباع کرنے والا بتایا اور اللہ نے آپؐ کو حکم دیا کہو وہ کہیں کہ دین حنیف یا ابراہیم کے دین اتباع کرتے ہیں ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔سورہ نحل ۱۲۳۔پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ یکسو ہوکر ابراہیمؑ کے طریقے کی اتباع کرو وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ، دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ' وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ انعام ۱۶۱۔اے محمدؐ!کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے'بالکل ٹھیک دین ہے جس میں کوئی ٹیڑا پن نہیں'ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسو ہوکر اس نے اختیار کیا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔اسی طرح سورہ بقرہ آیت ۹۵ میں ہے۔اور سورۃ النساء آیت ۱۲۵۔میں ہے ان آیات میں حضرت ابراہیم کے دین کی رسول اللہﷺ کو اتباع کرنے کی تاکید ہے'اس طرح حضور نبی کریمﷺ ابراہیم کے تابع تھے اور اس میں ایک خاص بات ہے کہ اس طریقہ پر چلنے میں ابراہیم شرک پر نہ

ہونے کی بات ہرجگہ اللہ نے دہرائی ہے۔اور یہی بات مہدی موعودؑ کے متعلق بھی سورہ یوسف کی ۱۰۸ ویں آیت میں ہے کہ ''اے محمدؐ! کہدو یہ میرا راستہ ہے جس پر بلاتا ہوں بصیرت پر اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع ہے اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں''۔کہنا یہ ہے کہ دین حنیف مومنین کا طریقہ ہے اور بصیرت پر بلانا محسنین کا طریقہ اور ان چاروں آیات میں یہ ضرور کہا گیا کہ اس طریقہ پر چلنے والے مشرکین سے نہیں ہیں۔اور اہم بات اس میں یہ کہ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ ابراہیم کے تابع تھے جس میں عام لوگ شامل نہیں اسی طرح مہدی سورہ یوسف کی آیت میں اور جہاں کہیں تابع یا اتباع رسول ﷺ کے بات ہے وہ تابع مخصوص ہے اور وہ مہدی ہے۔جسے یا جان کر یا انجانے میں اپنی کم علمی کے باعث مترجموں نے تمام خاطی و گنہگار مسلمانوں کو تابع بنا دیا جبکہ یہ تابع مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ آخرالزماں ہیں۔اور بحیثیت مہدئ موعود آخرالزماں خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''مذہب ما کتاب اللہ و اتباع سنت رسول اللہ''۔یہ خلیفۃ اللہ مہدی کے حق ہونے کی دلیل ہے دنیا میں جتنے جھوٹے مدعی مہدی ہوئے اُن سے ایسا کلام اور کلمات نہیں صادر ہوئے۔میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ نے وہ تمام آثار و شرائع کو پورا اور مکمل کیا ہے جو ہادی و مہدی ہونے کی شرائط بیان ہوئی ہیں۔1) قرآن سے اپنا دعوی پیش کیا 2) قرآن کی بنیاد پر اُمت کو تعلیم و تربیت دی 3) من یقفو اثری ولا یخطی کی تمام شرائط پر قدم بہ قدم چلے 4) تابع تام رسول اللہ ہونے کی شرط پر قرآن و سنت رسول ﷺ کو اقرار کیا جسکا ذکر آل عمران کی ۸۱ آیت میں ہے۔5) بینہ یا روشن دلیل ہونے کے تمام ثبوت و دلایل دے 6) حضورؐ کی معراج کی حقیقت کو بندوں کو طلب دیدار کی دعوت میں بیان کیا 7) ہجرت ظاہری و باطنی کے تمام ظاہری و باطنی اشکال پر عمل کیا جو حصول معرفت الٰہی کے لئے ضروری ہیں جس کا صدور نبی کریم ﷺ سے ہو چکا تھا۔قرآن میں آپکا مبین کلام اللہ ہونا بیان ہے سو آپؑ نے کلام اللہ کا بیان کیا نہ کہ تفسیر و تحریر سے۔8) حضور ﷺ کی جو ہدایت تامہ انسانیت کے لئے تھی اس کے بھی آپؑ خاتم تھے' معنی ہدایت خلافۃ اللہ کے خاتم آپؑ ہیں' اب صرف قرآن ہی قیامت تک ہدایت کا سرچشمہ اور منبع ہے' یہی ہے القرآن والمھدی امامنا ۔معنی اب اگر کسی کو خدا کی طرف سے ہدایت مل جائے تو مل جائے نبی رسول خلیفہ ہدایت نہیں ہونگے۔9) مہدویہ ایک قوم ہے جو مہدی موعودؑ سے منسوب ہے فرقہ یا جماعت نہیں۔فرقہ یا جماعت کا کوئی بانی رہنما یا سربراہ نہیں ہوتا جیسے دیوبندی چند عالموں نے مل کر ایک مدرسہ بنایا اس میں پڑھنے اور اس کے بانیوں کے طریق کو اپناتے ہیں وہ دیوبندی ہیں تبلیغی چند لوگوں نے ملکر ایک جماعت بنائی ,جماعت اسلامی حسن البنا اور مودودی کی تحریک

ہے وہابیت ایک شدت پسند گروہ کی تحریک ہے خود اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا۔ان جماعتوں فرقوں کا نظام ایک مجلس انجمن اسمبلی جیسا ہے جس میں کچھ مدت اور عرصہ کے لئے ایک سربراہ کو منتخب یا چن لیا جاتا ہے۔اس طرح جن کا سربراہ بدلتا رہتا ہے اسی کے ساتھ اس فرقہ یا جماعت میں تبدیلی اضافت و کمی ہوتی رہتی ہے۔جبکہ مذہب میں کمی زیادتی ہونے کا سوال نہیں ایک کتاب یا شریعت دے دی گئی وہ حتمی ہے۔مہدی خلیفۃ اللہ نے قرآن و سنت رسول کی اتباع کو اس کے حقیقی نزول کی بنیادوں پر مصدقوں کو قبول کرنے کا حکم دیا اس لئے مہدویؑ ایک قوم ہیں فرقہ یا جماعت نہیں۔جیسے طلوع اسلام کے بعد مسلمان ایک قوم تھی بعد میں وہابی تبلیغی دیوبندی گروہ اور جماعتیں ہوئیں ہیں۔اب اگر مہدویوں میں مرشد کا سب ابراہیمی اسحاقی منوری خوندمیری یداللہی ہیں تو یہ مہدویہ کے گروہ ہیں قوم مہدویہ نہیں۔

مذہب کسی دستور شریعت طریقہ یا اُصولوں کی پابندیٔ معاشرت کا نام ہے۔دین اس ایمان و یقین کا نام ہے جو وحدانیت کا علمبردار ہو نہ اس میں شرک ہو بدعت ہو اور نہ رسم و رواج ہوں' بلکہ اس میں صرف واحد ذات خدا کو خالق مالک معبود اور روز جزاء میں محتسب مانا جائے ,جو ہر خیر و شر کا پیدا کرنے والا ہے تا کہ انسان کو اس کے خیر پر انعام و اکرام کرے اور شر یا بدی پر اسے سزا اور عذاب دے۔صرف اللہ کو معبود مان کر اس کے بتائے فرائض پر عمل کرنا دین ہے' یہ بحث مباحثے مناظرے مقابلے فقہ مسالک جماعتیں مدرسے خانقاہ گروہ فرقے دین نہیں ہیں۔دین اللہ کو ایک ماننا اس کے رسولوں نبیوں پیغمبروں کا کہا ماننا اس کے خلیفوں کا اقرار کرنا عالم غیب فرشتوں موت حیات حشر قیامت جنت جہنم کا یقین کرنا ہے باقی سب فروعی باتیں ہیں۔حضرت خضرؑ کو اللہ نے ایک بندہ کہا اور انہیں ایک ایسے علم غیب سے نواز نے کا ذکر کیا جو موسیٰؑ جیسے جلیل القدر نبی کو نہیں دیا گیا تھا تو اس پر یقین کرنا دین و ایمان ہے کہ ہاں ایسا ہوتا ہے ہوسکتا ہے یہ اللہ کی مشعیت ہے وہ جو چاہے کرے اس پر کسی کو کلام نہیں۔

اللہ تعالی کو خالق و معبود ماننے کے لئے اتنا کافی ہے کہ انسان نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔منصوبے اور پلاننگ تو بہت کی جاتی ہے مگر ہوتا وہی ہے جو ہونا ہے جس کا ہمیں اندازہ نہیں ہوتا۔قوم نوح کو معلوم نہیں تھا کہ زمین سے پانی اُبل پڑے گا' وہ سمجھتے تھے کہ ہم تو اونچائی پر ہیں نشیب سے پانی یہاں تک نہیں پہنچے گا' انہیں اندازہ نہیں تھا کہ یہ سیلاب پہاڑیوں کو ڈھانک دے گا' اور روایات بتاتی ہیں کہ نوحؑ کی کشتی کوہ جودی یعنی پہاڑی پر ٹہری تھی طوفان کے تھمنے کے بعد۔نمرود کو معلوم نہیں تھا کہ ابراہیمؑ اس کی بادشاہت کو تاخت و تاراج کردیں گے

'ابراہیمؑ کو معلوم نہیں تھا کہ ایک دن اسماعیلؑ کی قربانی دینی پڑے گی' اور بی بی حاجرہ واسماعیل کو لق دق صحرا میں یوں چھوڑ کر جانے کے بعد یہاں آب زمزم اُبل جائے گا۔فرعون کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے محل میں پروان چڑھنے والے موسیٰؑ اس کی حکومت اور غرور کو دریائے نیل میں غرق کردیں گے۔حضورﷺ کو معلوم نہیں تھا کہ نبوت کا کار عظیم آپ کو نبھانا ہے۔کفار عرب کو اندازہ نہیں تھا کہ عربوں کی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔سلطنت عباسیہ کے سات سو سالہ حکمرانوں کو معلوم نہیں تھا کہ ایک وحشی اور خونخوار حاکم چنگیز خاں ان کی حکومت کی دھجیاں بکھیر دیگا۔لوگوں کو معلوم نہیں تھا پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے نتائج اتنے بھیانک ہونگے کے ایٹم بم ایجاد ہوگا اور تباہی پھیلا دے گا۔انسان کو معلوم نہیں تھا کہ ہوائی جہاز ریل راکٹ کمپیوٹر انٹرنیٹ بھی دنیا کی سہولت کا سبب بن جائیں گے۔یعنی انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ کل کیا ہونے والا ہے' یہی اس کی بے بسی عاجزی زندگی اور موت کا راز ہے جسے وہ ایک خالق کی خودکو تخلیق مان کر عبادت وریاضت کرنے پر مجبور ہوتا ہے' یہ الگ بات ہے کہ مشرک وکافر اس تخلیق کو ایک محدود دایرے میں سمیٹ کر مخلوق کی طاقت وقوت مان بیٹھتے ہیں۔مہدی موعودؑ کو معلوم نہیں تھا کہ کار دایت کے چن لیا گیا ہے۔دنیا میں کئی افضل العلماء ہوئے شیخ الشیوخ کہلائے' اولیائے کبار کہلائے کیوں نہیں انہوں نے مہدی کا دعوی کیا؟ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ کار عظیم خدا کی طرف سے ہونا ہےں رف علم کی بنیاد پر یا ولایت کے اعمال پر اس کا دعوی غلط ہوگ' مہدی موعودؑ کی ۲۳ تئیس سالہ دور ہدایت میں نہ کبھی آپؑ نے اپنا اسدالعلماء ہونا ظاہر کیا نہ ولایت وکرامت کا اظہار کیا جب بھی خود سے مخاطب کیا خود کو بندہ کہا' اپنے صحابہؓ کو معتقد یا مرید نہیں کہا برادر کہا۔

کفار مشرکین ملحدین گنہگاروں نافرمانوں کے لئے دنیا میں ہر قسم کی آسایش عیش وعشرت اور چھوٹ ہے۔مومنوں کو کیوں نہیں؟ ان کے لئے مصیبتیں آزمایشیں عبادتیں ریاضتیں کیوں؟ جب اللہ نے کہہ دیا کہ دنیا کفار ومشرکین کے لئے عیش وعشرت کی جگہ ہے اور عقبی مومنوں کے لئے تو بات ختم۔پھر بھی سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ جو اعلی مراتب کا طلب گار ہوگا اسے بڑا امتحان دینا پڑتا ہے' تا کہ بڑا عہدہ مقام ومرتبہ عطا ہو' جب کہا گیا کہ جنت کا ایک ذرہ برابر بھی دنیا نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ عقبی میں بڑے انعام اور مراتب ہیں۔مگر اس تقسیم میں سب کا حصہ برابر کا نہیں ہے' مسلمان کا الگ' گنہگار کا الگ' نافرمان کا الگ' متقی پرہیز گار کا الگ' حلال حرام سے دور رہنے والے کا الگ' عبادت ریاضت کرنے والوں کا حصہ الگ' صرف خدا کے طلب گاروں کا حصہ الگ۔جس کسی نے تھوڑی بہت عبادت کرلی کچھ زکواۃ دے دی حج کرلیا تو کیا مقربین کے برابر وہ ہوسکتے ہیں؟ یہ دیکھنا ہوگا کہ دنیا میں

کتنی نافرمانیاں کیں، کتنی ریا کاری کی، خدا کے حدود کا کتنا خیال رکھا، اللہ نے کہا اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے، ضروری نہیں کہ ہر عابد پرہیز گار متقی امام نظر آنے والے کی بخشش ہی ہو حشر میں محاسبہ تو ہو گا اسی کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔ کوئی کسی کے عمل کا ذمہ دار نہیں نہ ہی وہ خدا کے ہاں سفارش کر سکتا ہے، نہ وہ خدا سے ملا سکتا یا جدا کر سکتا ہے۔

مسلمانوں میں ہی کئی عالم فاضل ایسے ہیں جو دورِ تابعین کے بعد آئے انہوں جنہوں نے صحابہؓ رسول کی تضحیک کی رسول ﷺ کے متعلق واہیات خیالات کا اظہار کیا، حتیٰ کہ اللہ کے متعلق بے ہودہ باتیں کیں، ان کی تعداد کم ہے مگر دور وہابیت کے بعد جو دور مہدی کے بعد کا دور ہے، ان میں کئی سو فیصد کا اضافہ ہو گیا، بعد میں ان کے بھی جو فرقے ہوئے دیوبندی تبلیغی صلافی اہل حدیث جماعت اسلامی بریلوی نے تمام حدیں پار کر دیں۔ یہ لعنت مہدویوں میں پچھلے سو برسوں میں در آئی اور آج تو اپنی انتہا پر ہے۔ اقتداء کا مسلہ ہو لیلۃ القدر کو سنت نفل کہنا ہو صحابہؓ کی تضحیک کرنا ہو، کفریہ اور مذموم اقوال و بیان دینا ہو رسول و مہدی کی تضحیک ہو آج ہم دیکھ اور سن رہے ہیں اور اس پر وہ نازاں ہیں کہ ہم نے بہت بڑی بات کہدی جو ایمان ہے، اور ایسی باتیں ممبر سے کہی جانے لگی ہیں۔ لوگ شہرت نام نمود کے لئے کچھ بھی کہنے بولنے سننے کے لئے تیار ہیں اور خود کو مشہور کرنے خبروں میں بنائے رکھنے کے لئے عجیب اُلٹی سیدھی حرکتوں بیان بازیوں کو ہی دین بتانا شروع کر دیا ہے۔ جب انسان کو شہرت اور واہ واہی بٹورنے کی لت پڑ جاتی ہے تو وہ کم ظرفی کی کسی بھی کھائی میں جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر ایسی کوششیں ہمیشہ بار آور نہیں ہوتیں ایک بار عادت پڑ گئی تو اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہے۔

مہدویہ میں واعظ و مقرر آج قصہ کہانیاں بیان کرتے اور من گھڑت واقعات بیان کرنے کا رواج عام ہے، مگر نہیں بات کریں گے تعلیمات مہدی پر اعمال ولایت کی پابندی پر، وہ اس لئے کہ اُس پر وہ خود عمل نہیں کرتے اگر کریں گے تو وہ ان کے گلے پڑیگا۔ اس لئے پلا جھاڑ لیتے ہیں ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اور اس پر دعویٰ ہے رشد و ہدایت کا کہ ہماری سنو کسی اور کی نہیں۔

عظمت محمد کو سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی رسول پیغمبر آئے کسی کو محمد نہیں کہا گیا۔ یعنی حمد کیا ہوا تعریف کیا ہوا معنیٰ جس کی تعریف پہلے ہو چکی ہو۔ اور بیت المقدس میں اسراء کے دن تمام انبیا مرسلین کا آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ اور خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ تابع تام رسول اللہ کہلائے گئے اس سے پہلے کسی نبی رسول پیغمبر کو یہ مرتبہ حاصل نہیں، جس

طرح اُمت محمدؐ کو دوسری اُمت پر فضیلت ہے ایسا ہی مہدی کے تابع تام رسول اللہ خلیفۃ اللہ ہونے پر دوسرے انبیاء پر فضیلت ہے، جبکہ کئی انبیا مرسلین نے محض اُمت محمدؐ ہونے کی خواہش کی تھی جبکہ مہدی موعودؑ کو تابع رسول مراد اللہ مبین کلام اللہ کہا گیا۔ مہدیؑ کے بعد یہ مرتبہ کہ اُمت محمد میں ہونا صرف حضرت عیسیٰؑ کو حاصل ہوگا جب وہ دوبارہ تشریف لائینگے۔ اسی بات سے مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کا مقام ومرتبہ معلوم ہونا چاہئے۔ یہی بات ہے کہ اللہ تعالی نے سورہ رحمٰن میں مہدی کو علم اقران کے ساتھ جوڑ کر خلق الانسان علمه البیان کہا اور سورہ بینہ میں پہلے بینہ رسول نبی کریم محمد ﷺ کو کفار ومشرکین کو اللہ کے احکام اور صحیفہ پڑھکر سنانے والے کے ساتھ دوسرے بینہ مہدی کو فرقوں میں بٹی اُمت محمد کی اصلاح وتبلغ کے لئے بینہ یا دلیل روشن کہا۔ دوسرے انبیا مرسلین کو یہ مقام نہیں حاصل رہا کیونکہ پہلے کے خلیفۃ اللہ گزر چکے تھے خاتم الانبیاء کے بعد خاتم ولایت محمد ﷺ ہادی ومہدی خلیفۃ ہیں جن کا وعدہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔ ابن سیرینؒ کی ایک روایت بتاتی ہے کہ "مہدی بعض انبیاء سے مقام میں بلند ہوگا"۔

مہدیٔ موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں سورہ فاطر کی ۳۲ویں آیت پیش کی اُس کا بیان بڑا بامعنی ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا , فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ , وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَالْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۔ پھر ہم نے اپنے چنے ہوئے بندوں کو کتاب کا وارث بنایا، پس اُن میں سے (کوئی) اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے، اور ان میں سے کوئی میانہ رو ہے، اور ان میں سے کوئی اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والا ہے، یہی ہے بڑا فضل۔ سب سے پہلے اپنے چنے ہوئے بندوں کو کتاب کا وارث بنانا۔ سوال یہ ہے کہ کس کتاب کا ذکر ہے؟ سابقہ کتابیں تو موقوف ہوگئیں موجودہ کتاب قرآن نازل ہورہا تھا اسی کتاب کی بات ہو سکتی ہے کہ اس کے وارث بنانا تو کیا بعد میں آنے والے علماء اس کے وارث ہونگے؟ علماء تو معصوم عن الخطا نہیں ہوتے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول کا وارث یعنی تابع تام رسول ہوگا وہی اس کتاب کا وارث ہوگا، اور اللہ کے رسول وارث خلیفۃ اللہ مہدی ہیں۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ انہیں کے صحابہؓ ان اعمال صالحہ پر پورے اُترے تھے۔ جس کا ذکر سورہ واقعہ میں ہوا ہے قَلِيْلٌ مِنَ الآخِرِيْنَ آخر میں سے تھوڑے سے۔ اور کتاب کی وراثت علم کی بنیاد کے ساتھ عمل پر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی 63 سالہ زندگی میں نبوت کے 23 برس دنیا کے لئے اہم ہیں ان تیئیس برسوں میں آپ ﷺ نے اگلے تیئس سو برسوں کے لئے ایک نشان عمل اور نمونہ دنیا کو زندگی کے ہر شعبہ حیات میں دیا

آج زندگی کا کوئی ایسے شعبہ نہیں جس میں آپ ؐ کی رہنمائی نہ ہو، بھلے لوگ اسے مانیں یا نہ مانیں مگر آج دنیا کی ہر قوم اس بات کو مان رہی ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کی ہر ملک میں آبادی ہے مگر جو مسلمان نہیں وہ بھی آپ ﷺ کی زندگی اور آپ ؐ کی انسانیت کے لئے بھلائی کے پیغام کو جان چکی ہے۔ دنیا کے ہر کونے میں مساجد ہیں لیکن جہاں کہیں مسلمان یا مساجد کا ذکر ہوتا ہے وہاں محمد ﷺ کا ذکر لازمی ہوتا ہے۔ غیر مسلم مسلمانوں کی ریاکاری اور دکھاوے سے نالاں ہیں مگر محمد ﷺ کو پسند کرتے ہیں۔

بہت سارے انبیاء مرسلین نے حالات سے تنگ آکر لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اللہ سے عذاب طلب کر لیا، مگر واحد پیغمبر آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے جنہوں نے بندگان خدا کے لئے کبھی عذاب نہیں طلب کیا، طایف کے شریر لوگوں نے آپ ؐ کو لہو لہان کر دیا تو فرشتے نے کہا اگر آپ ؐ اجازت دیں تو دونوں پہاڑوں کے درمیان ان سبھی کو کچل دوں آپ ؐ نے کہا نہیں یہ نہیں مانتے تو کیا ہوا ان کی اولادیں میرے پیغام کو قبول کریں گی۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی نبی رسول اور پیغمبر نے اللہ کے دین کی حفاظت اور اُمت کے تحفظ کے لئے مقابلہ اور مقاتلہ یعنی جہاد نہیں کیا، آپ ﷺ نے دشمنوں سے بچاؤ سے اپنے صحابہ ؓ کی حفاظت کے لئے تمام تدابیر اختیار کیں معرکے کئے جہاد کیا اور معاہدے کئے تا کہ اُمت محفوظ رہے۔

کسی بھی تخلیق کا مقصد اس شے یا مخلوق سے دوسری مخلوق کو فایدہ پہنچے یا پھر وہ مخلوق اپنے کمال کو پہنچے، یہی بات ہے کہ آدم ؑ کو پیدا کر کے انہیں دنیا میں بھیجا تا کہ انہیں آزمائے تا کہ وہ دوسری مخلوق سے بہتر ثابت ہو۔ اسی لئے مومنوں کو دنیا میں آزمائے جانے کی بات اسلام میں ہے، جہاں مصیبتوں تکالیف سے انہیں آمایا جاتا ہے تا کہ حشر میں انہیں حساب کے بعد اللہ تعالیٰ سرفراز کرے کہ یہ دیکھوں میرے مومن بندے جن پر مجھے ناز ہے اس لے میں انہیں انعام سے نوازوں گا۔ اس کا مطلب ہے انسان کی تخلیق تو ہو گئی ابھی اس کی آزمایش کا مرحلہ پورا نہیں ہوا۔

آج عینک یا چشمہ کا ہونا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ 1284 سنہ عیسوی میں موجودہ عینک ایجاد ہوئی اٹلی میں۔ اس سے پہلے لوگوں کو عینک کا احساس نہیں ہوتا تھا جن کی نظر کمزور ہو جاتی وہ یوں ہی اپنی زندگی گزار لیتے۔ آج کئی انسان ملیں گے جو روپیہ پیسہ سواری فون کے بغیر تو رہ سکتے ہیں عینک کے بغیر نہیں۔ ہزاروں برسوں سے انسان اسی طرح جیتا آیا ہے، لیکن ان سات سو برسوں میں انسان کو اس کی قیمت اور خصوصیت کا اندازہ ہوا اس طرح کچھ اندھے بھی دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ ہزاروں برسوں سے انسان عبادت ریاضت کرتا آیا ہے مگر رسول

مقبولﷺ کی بعثت کے بعد انسان کی عبادت ریاضت کا طریقہ بدل گیا اس سے پہلے بت کے سامنے جھکنا اسے چڑھاوے چڑھانا اس کے سامنے منت سماجت کرنا ناچ گا کر اسے خوش کرنے کی کوشش کرنا ہی عبادت رہ گئی تھی۔حضور نبی کریمﷺ نے اللہ کے حکم سے انسان کو ایک عزت شرافت نفس اور تحمل و بردباری سے عبادت کا طریقہ سکھایا' جس میں وہ مخلوق کے بجائے خالق کی عبادت خوشی خوشی کرنے پر راضی ہو گیا' بے شک بت پرستوں میں بھی تسکین قلب اور انا نفس کا جذبہ ہوتا ہے مگر ان میں بہت سارے بت پرستی سے خوش اس لے ہوتے ہیں کے انہیں عبادتیں ریاضتیں نہیں کرنی پڑتی مگر بہت سارے ایسے لوگ ہوتے ہیں وہ ان بتوں کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں مگر سماجی دبدہ کی وجہ سے مجبور ہو کر ان کی پرستش کرتے ہیں' اسلام نے ایسے نیک صفت لوگوں کی تسکین کے لئے خالق ومعبود حق اللہ کی عبادت کا طریقہ بتایا' جو شریف اور نیک نفس لوگوں کے لے تسکین کا سبب بن گیا۔اس کے بعد لوگوں میں یہ خیال کا آنا ضروری تھا کہ اگر خالق ومعبود موجود اور حاضر وناظر ہے تو اسے دیکھا بھی جانا چاہے' اس شوق اور تجسس کو معراج میں سمجھایا گیا' چونکہ اسلام کا اولین دور تھا لوگ بڑی مشکل سے شرک وکفر سے آزاد ہو کر وحدانیت کو قبول کرر ہے تھے اس لے اللہ تعالی نے اس معراج کی حقیقت کو بیان کرتے ہوے اپنے رسولﷺ سے کہلوایا کہ نماز مومنوں کی معراج ہے' ظاہر ہے ہر اسلام کا پیرو اس کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا لہذٰا اسے ایک وقت معینہ کے لے اس عمل کو موقوف رکھا تا کہ انسانیت بلیغ ہو جائے۔لہٰذا جب علم سے سمجھ سے قرآن کی تعلیم سے احادیث کے بیانوں سے لوگ آراستہ و پیراستہ ہو گے تو وقت مقررہ پر نبی کریمﷺ کے مبشر مہدی خلیفۃ اللہ کی بعثت کر کے اس نماز مومنوں کی معراج ہے کو حقیقی جامہ پہنانے کے لے "طلب دیدار" کی تعلیم دی' مہدی نے فرمایا کہ "بندے کی بعثت ہی دعوت دیدار کے لے ہے"۔اسے اب عینک یا چشمہ کی ضرورت پر تطبیق کر کے دیکھیں' جو انسانیت ہزاروں برسوں سے اندھی بھری زندگی گزار رہی تھی اسے ایک موقع دیا گیا کہ اور خدا کی تلاش میں بتوں کو خدا مان بیٹھی' اسے ایک موقع دیا گیا کہ اگر اپنے اعمال کو شرف انسانیت کے کمال تک پہنچا دو تو ممکن ہے خدا تمہیں نظر آسکتا ہے بشرطیکہ تم میں ویسی قابلیت پیدا ہو جائے' اس کے لے رسولﷺ کی دعوت بصیرت اور ان کے تابع مہدی کی تعلیم وفراض ولایت کے طریقہ کو اختیار کرنا ہو گا جو حجابات دور کر کے تمہاری نظروں کو نور خدا کو اخذ کرنے جذب کرنے کے قابل بنا دے' جس کا وعدہ اللہ نے سورہ انعام میں فرمایا کہ "**نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں' مگر (وہ چاہے تو) نگاہوں پر چھا جاتا ہے**"۔جو یہ کوشش نہیں کرتا اسے قرآن دنیا میں اندھا آخرت میں اندھا کہتا ہے۔اور یہاں تک اشارہ دے دیا کہ "تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ)

تمہارے ساتھ ہے"(حدید)۔اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ اور ہادی ومہدی کے ذریعہ دعوت بصیرت تو دے دی اب یہ بندوں کی مرضی ہے کہ اسے قبول کریں یا نہ کریں۔چشمہ یا عینک تو دستیاب ہے ضرورت ہے اسے حاصل کرنے کی،اور جو یہ کہے کہ مجھے دنیا اور اس کی رنگینی کو دیکھنا ہی نہیں عینک خریدنا ہی نہیں تو اسے زبردستی تو نہیں پہنائی جاسکتی۔

آج دوسری قومیں آسمانوں سمندروں کو کھنگال رہی ہیں زمین کو تہہ وبالا کررہی ہیں،اور مسلمان ان قوموں کی غلامی کررہی ہیں۔قرآن نے مسلمانوں کو دنیا کا امام بنانے کا علم دیا اور مسلمان فقہی مسایل،تو مسلمان تو کافر میں اُلجھے ہوئے ہیں اور صرف لغات صرف ونحو اور شرح لکھنے پر اکتفا کرلیا ہے،زیادہ سے زیادہ قصہ کہانیاں اور بیان بازی ہی مسلمانوں کا علاقہ تعلیم ہے اور وہ اس حصار سے باہر آنا بھی نہیں چاہتے۔اور کچھ عالموں کے معتقد ہیں کچھ ولیوں صوفیوں کے عالم شرع تفسیر فتوے الزام در الزام میں اُلجھے ہیں عالموں کے معتقد جلسے جلوس قصیدہ خوانی القاب وخطابات کو علمی قابلت سمجھ رکھا ہے تو ولیوں کے معتقد قوالی نعت منقبت صندل عرس قبر پرستی میں دین ودنیا ضایع کررہے ہیں۔مہدویوں میں ایسی لعنتیں پچھلے سو برس میں داخل ہوگئیں اب تعلیمات مہدی طلب دیدار کی بات ہی سنے کئی برس گزر گئے،خانوادوں کی شان ان کا تقدس ان کی قصہ گوئی واعظ تقریر مسجد جماعت خانہ اور قبرستان تک محدود ہے یا زیادہ سے زیادہ زیارت تک۔مہدی موعودؑ کا فرمان ہے کہ"بندے کا بھیجا جانا ہی طلب دیدار کے لئے ہے"اب اس بنیاد کو ہی بھلا دیا ہے۔مہدی موعودؑ نے یہ بھی فرمایا کہ"بندے کا آنا دلوں پر ہوا ہے لباس اور گفتار پر نہیں""آج صرف زبان پر مہدی ہے دلوں میں بے دین بدعقیدہ جماعتوں فرقوں کی تعریف تعلیم اور قصہ گوئی،ان میں دل غایب ہے پگڑی شیروانی اچکن لاٹھی چال چلن مہدویت رہ گئی ہے علم اور عمل ندارد۔مہدویہ بزگوں نے جماعت خانہ دایرہ مسجد خدا کی بندگی تارک الدنیا کی تعلیم تربیت نوبت ذکر دوام صحبت صادقین اور طلب دیدار کی محفلوں سے سجایا تھا،اب مسجدوں میں بیٹھ کر موالی غنڈے شودے اکھٹا کرکے حسب مخالف کو ڈرانے دھمکانے گالی گلوچ دلوانے لوگوں کو زدوکوب کرنے کے تانڈے جمع کرتے ہیں تا کہ ان کی بدعملی لاعلمی پر پردہ پڑا رہے اور وہ لبادہ نہ اتر جائے۔

قرآن مجید میں بیشتر جگہ اسے کتاب کہا گیا ہے،کتاب کسی مجلد اور مخصوص مضامین والی حالات تاریخ علم معلومات کے تحریری مجموعہ کاغذ کو کہا جاتا ہے۔یہ لفظ کتابت سے ہے معنی تحریر،نوشت،رسالہ۔لکھی ہوئی تحریر کا مجموعہ ،۔قرآن مجید میں کتاب کا لفظ بعد میں آیا،اہل لغت کا بیان ہے کہ سب سے پہلی سورہ علق میں نزول وحی کے الفاظ و احکام کو خطاب کو قرآن کہا گیا۔بعد میں لفظ"قرآن"،قرآن مجید میں 70 مرتبہ آیا۔کتاب کا بنیادی لفظ"کتبہ"سے آیا

ہے معنی پتھر یا مٹی پرتحریر یا کھدائی ۔قرآن مجید کے کئی نام قرآن میں ہیں' کتاب ۔ ذکر ۔تنزیل ۔فرقان ۔تنزیل کا لفظ پہلے سورۃ التکویر میں آیا جو نزول کی چھٹی ۶ سورۃ ہے ۔پھر نزول کی اڑتیسویں ۳۸ سورہ اعراف میں کتاب' اس لے کہا گیا کہ آیات اور سورتوں کی تعداد کی کثرت ہونے لگی جس کے مجموعہ کو کتاب کہا ۔آخر میں اس کا نام فرقان کہا کہ حق و باطل میں تمیز کرنے والا دستور' قانوں ۔ کَتَبْـنَا کے معنی لکھنا' اس کے بعد کتبہ اس کے بعد کتاب ۔یعنی کسی چیز کو ضبط قلم کرکے مقرر کرنا یا محفوظ کرنا ۔تا کہ یادداشت رہے اسے کتاب کہتے ہیں ۔اسی طرح قَـرَاٰتَ معنی پڑھنا قرآن معنی اللہ کے احکام کی کتاب ہے ۔آج مجموعی طور پر قرآن کا مطلب اللہ کا کلام احکام و بیان کی کتاب ہے ۔قـــرن زمانہ ماضی کو کہتے ہیں ۔چونکہ قرآن میں احکام بیان عبادتوں کے علاوہ پہلے زمانے کی واقعات کو بطور مثل بیان کیا ہے اس طرح بھی اسے قرآن کہا جاتا ہے ۔آج اسے عرف عام میں قرآن ہی کہا جاتا ہے اللہ کی کتاب یا کتاب یا احکام کی کتاب نہیں کہا جاتا' قرآن کے ایک لفظ میں ان تمام اسلوب بیان کو جمع کر دیا گیا ہے ۔

سورۂ مزمل قرآن کے بنیادی اُصولوں کا ابتدایہ ہے!

یہ اس لے کہا جاے گا کیوں نکہ سوۂ مزمل نبوت کے ابتدائی ایام یعنی پہلے کی نازل کردہ تیسری سورۃ ہے' اور یہ Preamble قرآن کے بنیادی اُصولوں کے چارٹر ۲۳ سالوں میں اُمت میں جاری کرنا تھا ۔یعنی دستاویز جیسی ہے' کیونکہ اس میں اُن تمام احکام اور طریقوں کا خاکہ پیش کر دیا گیا جو نبی کریم ﷺ کو اگلے تیئس برس نبوت اور نزول قرآن کے ابتداء میں ہی حضورؐ کو نماز کا حکم سنا دیا گیا ۔سورہ مزمل نزول قرآن کی تیسری سورۃ ہے ایک جامع کلام اللہ ہے جس میں دین اسلام کا خاکہ پیش کر دیا گیا اس میں بہت سارے اہم نکات اللہ نے بتا دئے جو دین اسلام اور ایمان کے لے ضروری اور اہم ہونگے ۔ پہلے اس کا ترجمہ دیکھ لیں ۔''اے کپڑوں میں لپیٹنے والے (محمدؐ) رات میں قیام کریں مگر تھوڑا اس (رات) کا نصف حصہ یا اس میں سے تھوڑا کم کر لیں' یا زیادہ کر لیں اور اسے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھیں ۔**اس میں قُم قیام یعنی نماز الَّیْلَ رات میں کے لفظ کے ساتھ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے ۔قرآن ترتیل سے پڑھنا اور قیام کرنا' بتا رہا ہے کہ ابتداء نبوت میں جبرئیلؑ کے ذریعہ نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا اور رات کے نصف حصہ میں یعنی آدھی رات کو اس کے آٹھ یا نویں برس بعد معراج میں پنج وقتہ نماز کا حکم ہوا' یہ اس لے کہا جاے گا کہ اس کے بعد والی آیت رات کی سختی کے بیان میں ہے ۔** بیشک ہم اِنَّـا آپؐ پر عنقریب سَـنُـلْقِیْ ڈالیں (نازل کریں گے) گے آپؐ پر ایک بھاری کلام' بیشک رات کا اُٹھنا' سخت (نفس کو) روندنے والا ہے اور زیادہ درست ہے الفاظ کے تلفظ

میں۔بے شک آپؐ کے لئے دن میں طویل شغل ہے'اور آپ اپنے رب کا نام یاد کریں (ذکر کریں)اور سب سے چھوٹ کر (الگ ہوکر۔عزلت از خلق)اس کی طرف الگ ہوجائیں (کیوں کہ وہ معبود) مشرق ومغرب کا رب ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں'پس آپؐ اُسی کو کارساز بنالیں۔اور آپؐ صبر کریں اس پر جو وہ (کافر ومشرک) کہتے ہیں اور اچھی طرح کنارہ کش ہوجائیں اور آپؐ انہیں چھوڑ دیں (ان سے ہجرت باطنی کریں)اور (میں اللہ ان سے سمجھوں گا) مجھے اور جھٹلانے والے خوشحال لوگوں کو چھوڑ دیں (مجھے ان کو سمجھ لینے دیدیں) تھوڑی مہلت۔بیشک ہمارا عذاب ہے دہکتی آگ'اور کھانا ہے گلے میں اٹک جانے والا'اور عذاب ہے دردناک۔جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے'اور پہاڑ ریزہ ریزہ (ہوکر) ریت کے تودے ہوجائیں گے۔۔بیشک ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف (محمدؐ کو) تم پر گواہی دینے والا ایک رسول جیسے ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ کو) ایک رسول بنا کر بھیجا۔پس فرعون نے رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اسے (فرعون کو) بڑے وبال میں پکڑلیا۔اگر تم نے کفر کیا تو اس دن کیسے بچو گے؟ جو بچوں کو بوڑھا کردے گا (قیامت) اس سے آسمان پھٹ جائے گا'اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے'بیشک یہ (قرآن) نصیحت ہے جو کوئی چاہے اختیار کرلے (اس کے ذریعہ) اپنے رب کی طرف راہ (چل پڑے) بیشک آپؐ کا رب جانتا ہے کہ آپؐ (کبھی) دوتہائی رات کے قریب قیام کرتے ہیں اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) اس کا تہائی حصہ اور جو آپؐ کے ساتھی ہیں ان میں سے ایک جماعت (بھی) اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اس نے جانا کہ تم ہرگز نباہ نہ کرسکو گے (رات کی عبادتوں کو) تو اس نے تم پر عنایت فرمائی تو تم قرآن میں جس قدر آسانی سے ہوسکے پڑھ لیا کرو'اس نے جانا (اللہ نے) البتہ تم میں سے کوئی بیمار ہوں گے'اور کوئی اور روزی تلاش کرتے ہوئے زمین پر سفر کریں گے'اور کئی دوسرے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے (مجاہدہ۔کیونکہ یہ ابتدائے نبوت کی سورہ ہے'یہاں جہاد سے مراد امجاہدہ۔تقوی وتوکل ہے۔ظاہری جہاد کا مرحلہ مدینہ منورہ میں بدر کے بعد شروع ہوا) پس اس میں سے جس قدر ہوسکے (آسان) تم پڑھ لیا کرو۔اور تم قایم کرو نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو اخلاص سے قرض حسنہ دو اور کوئی نیکی جو تم اپنے لئے آگے بھیجو گے'اسے اللہ کے ہاں بہتر اور اجر عظیم تر پاؤ گے۔اور تم اللہ سے بخشش مانگو'بیشک وہ نہایت رحم کرنے والا ہے۔اس طرح اللہ نے وہ تمام اُمور کا خاکہ اس سورہ میں پیش کردیا جو نبی کریم ﷺ کو بطور شریعت تبلیغ کرنا تھا۔اس کے بعد نازل ہونے والی چوتھی سورۃ مدثر میں باضابطہ اللہ نے اعلانیہ تبلیغ کا حکم رسول اللہ ﷺ کو دیا۔یعنی ایک سلسلہ وارترتیب سے نبوت کا آغاز ہوا یہ نہیں کہ کبھی یہ ہوگیا کبھی وہ ہوگیا۔چند معاملات میں

حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش کچھ ہوتی مگر اللہ نے اپنا حکم اپنا طریقہ سنت کے مطابق ہی احوال نبوت کو جاری رکھا۔ اس کے بعد سورہ مدثر اس کے بعد پانچواں نزول سورہ فاتحہ بتایا گیا ہے۔یعنی پہلے دین کے خصوصی احکام کا پروانہ آ گیا اس کے بعد سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔معنی یہ کہ تم کو خدا کی حمد وثناء کیوں کرنا ہے؟بعد میں حمد وثنا کا طریقہ سکھایا گیا۔

جیسے کہا پہلے فرض وسنت بھی نہیں تھے صرف نماز تھی اور دوسرے احکام تھے اور نہ رکعت ضم سورہ کا تعین تھا ۔سورہ مزمل نزول کی تیسری سورہ تھی جس میں ۵۲ آیات تھیں' پہلی سورہ علق میں ۱۹' تیسری سورہ قلم میں ۵۲ اور سورہ مدثر میں ۵۶ آیات تھیں سورہ فاتحہ میں ۷۔ان کو جمع کریں تو کل 171 آیات اس دوران نازل ہوئی تھیں اتنی ہی آیات میں کم یا زیادہ سے نماز پڑھنے کا حکم اللہ نے دیا ان تین چار برسوں میں بعد میں سورتیں نازل ہوتی رہیں نبوت کے گیارہ برس چار مہینوں میں کل ۲۳ سورہ اور 335 آیات نازل ہوئیں سورہ نجم کو ملا کر معراج کے بعد صرف ایک برس چھ مہینے میں یعنی ڈیڑھ برس میں مکہ مکرمہ میں 63 سورہ اور 4145 آیات نازل ہوگئیں المطففین 86 تک مکہ مکرمہ میں اس کے بعد مدینہ منورہ میں پہلی سورہ بقرہ نازل ہوئی۔ پہلے دور نبوت میں فاتحہ اور ضم سورہ تو تھی مگر التحیات کا بروز معراج اللہ تعالی کا بذات خود رسول ﷺ کو بتانا روایتوں میں ہے۔اس طرح بیت المقدس کا قبلہ اول ہونا اس لے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں بت پرستوں نے کعبۃ اللہ میں 360 بت رکھ چھوڑے تھے' لہٰذا اس کی طرف سجدہ کرنا ان بتوں کو سجدہ کرنا متصور ہو جاتا۔اس لئے قبلہ اول بیت المقدس ٹھہرا ہوگا' بیت المقدس یعنی یروشلم حالانکہ یہودیوں کے زیر اثر تھا لیکن یہودی بت پرست نہ تھے موحد تھے' انہیں میں سے نکلے ہوے نصاری یعنی عیسائی بھی اس وقت یروشلم کو مقدس مانتے تو تھے مگر اُن کا مرکز روم و یونان بن گیا تھا' اور آج بھی ویٹکن Vatican روم اٹلی میں ہے جہاں رومن کیتھولک عیسائیت کے بت پرستوں کا غلبہ ہے۔لہٰذا بعد ہجرت مدینہ حضور ﷺ کو اللہ نے تبدیل قبلہ کا حکم دیا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ , فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا , فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ , وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ , اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ , وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۔ یہ تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں' لو ہم اُسی قبلے کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں' جسے تم پسند کرتے ہو' مسجد حرام کی طرف رُخ پھیر دو' اب جہاں کہیں ہو تم ' اُسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرو,یہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی تھی' خوب جانتے ہیں کہ (تحول قبلہ کا) یہ حکم ان کے رب ہی کی طرف سے ہے اور برحق ہے مگر اس کے باوجود یہ جو کچھ کررہے ہیں' اللہ ان سے غافل نہیں۔ (بقرہ ۱۴۴)۔

اللہ تعالی نے بندوں کو ہر کام ترتیب اور طریقہ سے سکھایا ہے آہستہ آہستہ, کیوں نہیں سارا قرآن مجید بیک وقت نازل ہو گیا؟ کیوں ساڑھے گیارہ برسوں میں صرف ۲۲ سورہ ہی نازل ہوئے اور اس کے بعد صرف ڈیڑھ برس میں ۶۳ سورتیں نازل کر دیں جس میں تقریبًا چار ہزار سے زاید آیتیں تھیں؛ اور مدینہ میں کیوں بڑی بڑی سورتیں نازل کیں؟ اور حضور ﷺ سے کیوں کہا کہا کہ آپ قرآن آہستہ آہستہ یاد کریں جلدی جلدی زبان ہلا کر یاد کرنے کی کوشش نہ کریں ''ہم اس کا دوبارہ بیان کریں گے'(سورہ قیامہ)' اور ''س کا وارث دنیا میں بھیجیں گے ''(سورہ فاطر) اللہ تعالی نے ہر مرحلہ بتدریج اسلام میں بتایا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ کی ۱۳ سالہ نبوت کے دور میں کبھی شراب کے حرام ہونے کا حکم نہیں آیا ہجرت کے بعد سورہ بقرہ نازل ہوئی جس کی ۲۱۹ آیت میں کہا گیا کہ شراب بری چیز ہے مگر حرام کا حکم نہیں ہوا اس کے بع سورۃ النسا کی ۴۳ آیت میں بھی شراب کے ذریعہ انسانوں میں برائی ڈالنے کی بات بتائی اس کے بعد نبوت کے آخر میں سورہ المایدہ جس کا نزول ۱۱۲ ہے اس میں شراب کے حرام ہونے کا حکم ہوا۔ آج ہمارے سامنے جو قرآن ہے وہ حضور ﷺ کا مرتب قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے مگر نزول قرآن کا معاملہ الگ ہے اور وہی تاریخ اسلام ہے اور مہدی کی بعثت کا وعدہ اپنے رسول ﷺ سے کرانا نویں صدی ہجری میں اسی مصلحت کا حصہ ہے۔ اگر قرآن میں مہدی کا نام اور بعثت کا وقت بتایا جاتا تو قلم دوات اور قلمدان لے کر ہزاروں مدعی مہدی بیٹھے نظر آتے, جونپور میں یا ہندوستان میں یا عجم میں ہزاروں عالم و ولی متقی موجود تھے انہیں پہلے اس دعوی کا خیال کیوں نہیں آیا؟ کیوں نہیں آج تک کوئی ایسی شہادت اور ثبوت پیش کے جیسا کہ میراں علیہ السلام نے پیش کے؟ اور کیوں ان شہادتوں کی تحقیق سے کتراتے ہیں آئیں بائیں شائیں کرکے مہدی کی تصدیق نہیں کرتے معاملہ گول کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب الجھ جاتے ہے جواب نہیں بن پاتا تو مہدویوں پر کفر کے فتوے کیوں لگانے لگ جاتے ہیں کیا انہیں اپنے مومن اور مسلمان ہونا کا اتنا یقین ہے کہ وہی جنت سدھاریں گے اپنے گریبانوں میں جھانک لیں کتنا عمل کتنا تقوی کتنا توکل پر ان کا قدم ہے قرآن کی اس کی آیتوں کی تجارت میں لگے ہیں نماز پڑھانے کا اتنا تراویح پڑھانے کا اتنا مردے کو ثواب پہنچانے کا اتنا وعظ بیان کرنے کا اتنا, دین کی کھلی تجارت ہو رہی ہے اور دعوی ایمان کا اور ہم مصدقوں کا کافر کہنا تم نے اپنے بے دین آقاؤں سے سیکھا ہے۔

پنج وقتہ نمازوں کا حکم معراج میں ہوا جنہیں فرض نماز کہا جاتا ہے اور معراج واقعہ ہوئی نبوت کے ساڑھے گیارھویں برس اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے حکم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے شروع

ایام میں ہی نماز تہجد کا حکم ہوگیا تھا۔جیسے کہا یہ نزول کی تیسری سورہ تھی کہ جس میں ۲۰ اٰیات نازل ہوئیں اس سے پہلے سورہ علق میں ۱۹اور سورہ قلم میں ۵۲ آیات نازل ہوئیں کل ان تین سورتوں میں ۹۱ آیات نازل ہوئی اور اتنے ہی میں تہجد کا حکم ہوگیا۔شروع میں صحابہؓ بھی تہجد ہی پڑھتے رہے بعد میں انہیں فرایض کا حکم ہوا۔اور نبی کریم ﷺ کو نماز تہجد فرض ہی ہوگی معنی دوسروں کی اصلاح وتبلیغ سے پہلے حبیب خدا ﷺ کو نماز کا پابند بنایا بعد میں بندوں کو نماز کا حکم ہوا۔ اور جب تک اعلانیہ دعوت اسلام کا حکم بھی نہیں ہوا تھا اس کے بعد والی سورہ المدثر میں اعلانیہ دعوت اسلام کا حکم ہوا۔ آج جو لوگ خود کو عالم فاضل ولی خدا کے مقرب ہونے کا دعوی کرر ہے ہیں وہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ ان کی اوقات خدا کے سامنے کیا ہے؟۔

ایک بات قابل غور ہے کہ ہمیشہ نبی رسول پیغمبروں کے گھرانوں کو زیادہ تر پس پردہ رکھا گیا' معنی انہوں نے کبھی اصلاح وتبلیغ میں خود کو مشہور کرنے کی کوشش نہیں کی حضرت فاطمہؓ کی مثال لیں ان سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے حالانکہ شیعہ نے کچھ احادیث کو انہیں کی حدیث بتانے کی کوشش کی ہے مگر ایسا نہیں اور شیعہ روایات میں حضرت علیؓ بی بی فاطمہؓ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کے لے جھوٹی روایات گھڑی ہیں تاکہ ان کی شخصیات متنازعہ بنی رہے ان کا حلوہ مانڈہ چلتا رہے۔یہی بات حضو ﷺ کی دوسری دختر ان کے متعلق ہے کبھی ان سے کوق حدیث منقول نہ ہوئی حالانکہ حضرت عثمانؓ کے ساتط پہلی ہجرت حبشہ میں حضورؐ کی دختر بھی تھیں کیا وہ حالات اور واقعات بیان نہیں کر سکتی تھیں جبکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا انہوں نے کبھی نہیں جتایا کہ ہم پیغمبر اسلام کی اولاد ہیں۔انہوں نے ہمیشہ خاموشی اختیار کی۔

تحویل قبلہ میں ایک پیغام ہے' کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنا تھا کر لیا اللہ کا حکم آیا کہ خانہ کعبہ کی طرف رخ کرو کر دیا! یہ وہی تخلیق آدمؑ کا معاملہ ہے کہ آدم کے خول کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو دیا کر دیا ابلیس نے انکار کیا' راندہ درگاہ الٰہی ہوگیا' اور فرشتوں نے بغیر چوں وچرا کے سجدہ کر دیا کہ اللہ کا حکم ہے۔اُمت محمدؐ کو قبلہ تبدیل کا حکم دیا کر دیا چوں چرا نہیں' یہ اللہ کی آزمائش ہیں۔دوسرا یہ کہ مکہ مکرمہ ابراہیمؑ نے خدا کی عبادت کے گھر کہ بطور بنایا تھا' مگر وقت گزرتے بت پرستوں نے اس میں اندر باہر 360 بت رکھ دئے تھے اس طرح اسکی طرف رخ کرنا یا عبادت ایک طرح سے بت پرستی کی تقلید اور مثال بن جاتی' ہوسکتا ہے کہ لوگ اسے ایک مثال بنا لیتے کہ مسلمان بھی پہلے بت پرستی ہی کیا کرتے تھے بعد میں مکر گئے۔اس لے ہجرت مدینہ کے بعد اس کی طرف رخ کرنا

صرف کعبتہ اللہ کو رخ کرنا ہوا مشرک کافر یہ حیلہ بہانہ نہ کر سکے۔ ذرا سوچے مکہ میں ہیں اور جانتے ہیں کہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ موحد تھے انہیں کا بنایا اللہ کا گھر کعبہ سامنے ہے جبکہ حضورؐ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں اور خود کو دین حنیف کے پیرو بتا رہے ہیں! اور بعد میں ایسا ہوا کہ جب تحول قبلہ ہوا تو یہودیوں نے مسلمانوں پر طنز کسا اور طعنے دے کہ دیکھوں مسلمانوں نے اپنا قبلہ تبدیل کر دیا۔ حضرت آدمؑ کو جب مخلوق سے سجدہ کرایا گیا تو وہ صرف ایک کھوکلہ خول تھے اور کعبہ بھی اندر سے خالی ہے اور صرف عبادت کی مرکزیت کا نشان ہے۔ ابلیس کو اندازہ ہوگیا کہ انسان اندر سے خالی ہے جس سے سجدہ کرایا گیا' جب وہ دھتکار کر زمین پر بھیج دیا گیا آدمؑ کے ساتھ تو اسے اس بات کا احساس تھا کہ بے جان کھوکھلے اور خالی چیزوں کے سامنے انسان کو بھی جھکایا جا سکتا ہے' سوا سے پہلے اس نے خود اپنی پرستش کرانے کی کوشش کی یعنی اس نے قابیل جو ہابیل کا قاتل تھا اس کی اولاد کو آتش پرستی ہی سکھائی' چونکہ انسان کی زمین پر بود باش کا اول دور تھا' آتش یعنی آگ کا حصول اتنا آسان نہیں تھا اس میں محنت لگتی تھی تو حضرت نوحؑ تک آتے آتے اس نے بت پرستی شجر و حجر پرستی میں انسانوں کو مبتلاء کر دیا' اسے بہر طور اولادِ آدم کو اللہ کی راہ سے بھٹکانا تھا برائی و فساد میں مبتلاء کرنا تھا۔ اس لئے اس نے آسان طریقہ اپنایا۔ آج آگ پیدا کرنا آسان کام ہے بہت سارے ذرائع ہیں مگر جب انسان کو زمین کی ضرورتوں کا ہی پتہ نہیں تھا تو آگ پیدا کرنا مشکل ترین کام تھا اندازہ لگا ئے کہ چق ماق سے آگ لگانے کا طریقہ انسان نے بہت بعد میں سیکھا۔ کیا کبھی سوچا ہے کہ انسان بت پرستی کرتا شرک کرتا ہے مگر کسی جن شیطان یا عفریت کو بت پرستی یا شرک کرتے ہوئے سنا ہے؟ مشرک و کافر قومیں بھی نہیں بتاتیں کہ شیطان یا بھگوان دوسرے بھگوان یا عفریت کی پرستش کرتا ہو' جنات صرف فساد کیا کرتے تھے' یہ بات تخلیق آدم پر فرشتوں سے معلوم ہوتی ہے' فرشتوں نے اللہ سے کہا تھا کہ "تو انسان پیدا کرتا ہے جو زمین پر فساد کرے گا' کیونکہ وہ جنوں کا زمین پر فساد کرنا جانتے تھے' فرشتوں نے یہ نہیں کہا کہ جن زمین پر شرک کرتے ہیں۔ کل ملا کر دیکھا جائے تو ابلیس یا شیطان کو زمین پر صرف انسان کو ورغلانے بہکانے کے لئے پیدا کیا تا کہ اللہ تعالی اولادِ آدم کو آزمائے کہ انسان معرفت الٰہی کے حصول میں ان تمام رکاوٹوں مصیبتوں پریشانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ کی عبادت اطاعت و بندگی کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ نہیں؟۔ اللہ کی قرب کا سب سے بہتر ذریعہ نماز سجدہ سجود بنا ہر نبی کے زمانے میں حضورﷺ کی اُمت کے لئے تو یہ ایک شناخت ہی بن گئی اور حضورﷺ کے تابع خلیفتہ اللہ مہدی موعودؑ کی قوم کے لئے قربت خداوندی کی انتہا طلب دیدار ہی بنا دیا۔

اللہ مطلق ہے مقید نہیں' اور اللہ کے احکامات بھی مطلق ہوا کرتے ہیں مقید نہیں' آدمؑ کو سجدہ کرو کر دیا ' کعبہ کی طرف رخ پھیر دو پھیر دیا' رمضان کے روزے رکھوں رکھدیا' حج کرو کر دیا' محمد کو رسول اور نبی آخرالزماں مانو مان لیا' محمد کے مبشر مہدی ہونگے جو خلیفتہ اللہ ہونگے وہ اس طرح ہونگے اس زمانے میں آینگے بتا دیا ان کی تصدیق بعد تحقیق کی اور مہدی کو مہدی مان لیا' یہی ہے ھدی اللمتقین یومنون بالغیب و یوقیمون الصلوة اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے محمد ﷺ کو آسمانوں پر بلایا سیر کرائی خدا کی نشانیاں دکھائیں اور انہیں آخری حکم نامہ انسانیت کے لئے قرآن دیا اور ان کے طریقے کو سنت بنایا تا کہ اہل اسلام انکے طریقے پر چلیں۔ اور اللہ نے کہا کہ "تم جہاں کہیں ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے" اس پر یقین کرنا ہی ایمان ہے۔ مشرق مغرب شمال جنوب زمین آسمان کہکشاں دل دماغ کائنات سبھی اللہ کے تابع ہیں' اسی طرح آنکھوں کی روشنی بھی اللہ کی ہی دین یا نظر ہے جو بھی دیکھو اللہ کی نظر سے دیکھو وحدت کے رنگ میں دیکھو کہ اُس نے خلایق کی تشکیل کیسے کی ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ , وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً , وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ بقرہ ۱۳۸۔ اللہ کا رنگ اختیار کرو اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟ اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔ یہ اللہ کا رنگ کیا ہے؟ کیسا ہے؟ کیا کسی کو معلوم ہے؟ اللہ نے انسان کے لئے جو ماحول بنایا جو حالات پیدا کے قربت خداوندی حاصل کرنے کے ان کو اختیار کرنا اسی ماحول کو اپنانا اسی میں رنگ جانا۔ ایسا کیا ہے انسان میں کہ اللہ اس سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اسے اپنا قرب عطا کرنا چاہتا ہے؟ فرشتے ملایکہ بھی تو اسی کی مخلوق ہیں ؟ دراصل جو مخالفت مشکل حالات پیدا کئے گئے ہیں کہ انسان کیا ان کا مقابلہ کر کے اللہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے کہ نہیں؟ دنیا میں جو بدی برائی گناہ معاصی کا مقابلہ کر کے پریشان کن حالات سے جو خدا کی بارگاہ میں پہنچے حقیقی اللہ کا بندہ وہی ہے۔ دنیا میں اس کی مثال یہ کہ ہزاروں لوگ مقابلہ کرتے ہیں مگر سونے کا تمغہ صرف ایک کو ملتا ہے چاہے کھیل کود میں چاہے پڑھائی لکھائی میں چاہے حکومت یا بادشاہت میں اور دین میں قربت خداوندی انسان کے لئے تمغہ ہے۔ جو یہ لے کر اس کے دربار میں پہنچے گا وہ اعلی مراتب سے سرفراز ہوگا اور پتہ نہیں کیا کیا نعمتیں اور انعام وہاں اس کے منتظر ہیں' ہمیں صرف جنت یا زیادہ سے زیادہ جنت الفردوس کا علم ہے۔ جب انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا بنے گا بعد کی زندگی میں وہ کامیاب یا ناکام ہوتا ہے یا مقام و مرتبہ حاصل کرتا ہے یہی حال حیات بعد الموت کا ہے کہ کیا وہاں ہے یہ کسی کو نہیں معلوم سوائے اللہ کے۔ جبکہ اللہ کہتا ہے کہ لیس لمثلہ شی ءٍ اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے۔ اللہ کا رنگ معنی اللہ کے صفات! رحمٰن رحیم غفار ستار بن کر دکھانا اور مزمل اور مدثر کے اوصاف

کے حامل ہو جانا ہی اللہ کے رنگ میں رنگ جانا ہے' جو محمد ﷺ بن گئے تھے اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ "اے محمدؐ جب تم (بدر میں) کنکریاں پھینک رہے تھے تو وہ تم نہیں بلکہ اللہ (کفار پر) کنکریا پھینک رہا تھا" اور "اے محمد جو تم بیت (بیت رضوان) لے رہے تھے تو ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ تھا" اور کہا کہ "میں (مومن) بندوں کے ہاتھ پاؤں کان بن جاتا ہوں' جس سے کہ وہ محسوس کرتا' چلتا' سنتا ہے"۔ تو کیوں نہیں بندہ اللہ کی آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھ سکتا؟ اس کے لئے بندے کو مومن سے آگے بڑھکر "محسن" بنا پڑتا ہے' ہمیشہ اللہ کی حمد اور تحسین و آفرین کرتے رہنے والا' متقی پرہیز گار ذاکر مہاجر بنا پڑے گا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اللہ فرماتا ہے "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ , نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ انعام ۱۰۳۔ اور یہ مقام ان کے لئے ہوتا ہے جو هدی اللمتقین الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوۃ کے ایمان کو حاصل کر چکے ہوں۔

دین کو ایک بوجھ سمجھ کر دیکھا جائے تو یہ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے' بادی النظر اگر قرآن سنت نبویؐ اور تعلیم مہدیؑ کے لحاظ سے دیکھیں تو بندگی جیسی سہل اور آسان کوئی شے اور عمل نہیں ہے۔ انسان کتنا ہی دولت شہرت ناز و نعم کا دلدادہ ہو مگر وہ ہر دن سکون کے لمحات کا متلاشی ہوتا ہے اور یہ سکون مذہب میں عبادت میں ذکر فہم و ادراک میں ہی میسر ہوتا ہے۔ انسان کی وسعت پرواز حقیقی باز یعنی شاہین کی پرواز کے مانند ہے' انسان میں جتنی وسعت پرواز ہوگی اتنی ہی بلند اس کی سوچ اور فہم و ادراک کا دایرہ کار ہوگا۔ اگر بندگی کو زندگی بنالیا جائے تو انسان کی سوچ سمجھ بلند خیالی کی منہاج اتنی ہی بلند ہوگی۔ اگر زندگی کو محض حیات دنیا ہی سمجھ لیا جائے تو وہ زاغ (کوا) کی پرواز کی طرح ہے جو صرف اُڑنا پھدکنا' گندگی میں چونچ مارنا ہی انسان سیکھتا ہے۔ لذت شہوات وضروریات حیات و متاع دنیا کی طلب انسان کو بے بہرہ اور آوارہ بنا دیتی ہے۔

قرآن کا انداز تخاطب اور بیان تین حصوں پر مشتمل ہے۔ اگر قرآن کی 114 سورتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ایک حصہ 38 سورتوں کا ہوگا' پہلا سورہ فاتحہ سے سورہ صٓ 38 تک دوسرا سورہ الزمر سے الدھر تک تیسرا سورہ دھر (الانسان) 76 تک اور الناس تک 114۔ اگر ان تین حصوں کی سورتوں کے واقعات احکام و بیان کو دیکھیں تو پہلا حصہ فاتحہ سے صٓ تک اس میں احکام۔ واقعات۔ قصایص۔ اقوام۔ قوانیں شریعت۔ کے ابواب سے مزیں ہے۔ دوسرا حصہ سورہ زمر سے الدھر تک اس میں معرفت الٰہی۔ عبادات۔ ریاضات۔ کی تعلیم و تدریس ہے۔ تیسرا حصہ سورہ مرسلات سے الناس تک ہے' اس میں چاند وسورج۔ کہکشاں۔ جہنم۔ عذاب۔ حشر۔ احتساب

۔قیامت کے آثار کے بیانوں سے لبریز ابواب ہیں۔مگر نزول قرآن کے وقت ان بیانوں کا اُلٹ تھا' مگر اس کی تقسیم فاتحہ سے سورہ صٓ 38 تک پہلی تھی یہ کیا محض اتفاق ہے؟اس کے بعد 76 سورہ طور تک قربت الٰہی معرفت الٰہی عبادات ریاضات والی سورۃ ہیں' سورہ ملک سے سورہ النصر تک کے حکام بیان واقعات قصص اقوام عالم اور آخر میں حضورﷺ کے وصال کی خبر سورۃ النصر میں دی گئی' جس کے بعد حضورﷺ کے شب و روز بدل گئے۔ بالکل اسی طرح ہر نبی رسول اور اللہ کے خلفاء کی حیات میں تین ادوار دیکھے گئے ہیں۔نوحؑ کی اصلاح وتبلیغ 'طوفان نوحؑ اس کے بعد ان کی اولاد کا دور۔حضرت ابراہیمؑ کا پیدائش کے بعد نمرود سے مقابلہ اور آتش نمرود کا گلزار بن جانا' اس کے بعد مصر کو ہجرت واپس کنعان میں قیام' اس کے بعد مکہ مکرمہ بی بی حاجرہ اور اسماعیل کو لا نا چھوڑ جانا بعد میں قربانی و کعبہ کی تعمیر۔حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے محلات میں پرورش پانا' اس کے بعد فرعون کا اخراج کرنا اور ہجرت کر کے حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچ جانا۔وہاں سے واپس آکر مصر میں فرعون سے مباحثہ مقابلہ اور دریائے نیل کا پھٹ جانا اور صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کو آزاد کرلانا اور طور پر اللہ سے کلام کرنا۔حضورﷺ کا نبوت سے پہلے کا دور اس کے بعد نبوت کے مکہ میں اصلاح وتبلیغ مقابلہ اور معراج' ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام کا استحکام معرکے معاہدے صلح و سکون کا دور۔مہدی موعودؑ کا ہجرت سے پہلے کا دور' ہجرت کے بعد مکہ تک کا دور مکہ کے دعوی مہدی کے بعد دعوی مو کد تعین لیلۃ القدر بیان ثبوت مہدی اور دعوت طلب دیدار اور فراہ میں وصال۔

مہدی موعودؑ کے بعد جو تفرقے ہوئے' جس کا ذکر سورہ بینہ میں ہے' لوگوں نے آپؑ کا اقرار انکار تو کیا 'مگر مہدویت کی طرز پر نئے فرقے بنالئے ,یہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے یہ انسان کی فطرت ہے جب بھی اللہ کے کوئی مبلغ مصلح آئے انہوں نے ان کا انکار کیا مگر اپنا ایک الگ طریقہ بنالیا حضورﷺ کے دور میں مسیلہ کذاب اسود عنسی جیسے لوگ بنے۔مشرک رہے اور کفر کرنے والے منکر و کافر ہوئے۔جو دین اور وحدت کو قبول کرنے والے ہوتے ہیں ان کے ساتھ اور دو گروہ بن جاتے ہیں ایک مومن دوسرے منافق' یہ ہر دور کے نبی کے ساتھ رہے ہیں۔

حضور نبی کریم محمد مصطفیٰﷺ کی عظمت کے کئی پہلو ہیں 1) اللہ کا یہ کہنا کہ اللہ اور اس کے فرشتے محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والوں تم بھی محمدؐ پر درود بھیجو۔2) آپؐ کو معراج پر بلایا جانا۔ 3) تمام انبیا مرسلین کا محمدؐ کا اللہ سے ملنے سے پہلے اقتداء کرنا نماز میں 4) قرآن جیسا عظیم صحیفہ کا دیا جانا۔5) شق القمر کا معجزہ ہونا۔دوسرے انبیاء کو معجزات تو دے مگر اُن کی اب نشاندہی نہیں ہے مگر چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا ثبوت اب ترقی یافتہ دنیا دے رہی

ہے۔6) مکہ مکرمہ کی اہمیت اور مرکزیت جو کسی دین مذہب کو حاصل نہیں' حالانکہ ویٹکن کو صرف کیتھولک عیسائی مانتے ہیں دوسرے عیسائی فرقے نہیں مانتے جبکہ اسلام کا ہر فرقہ حج کو فرض اور کعبہ کو مرکز اور قبلہ مانتا ہے۔7) حج کا فرض ہونا۔دوسرے مذاہب کا دینی سفر فرض نہیں ہے ان قوموں نے اپنے طور پر اختیار کرلیا ہے۔8) دنیا کی کسی قوم میں خاندانی سلسلہ کا رواج نہیں ہے اسلام میں عترت فاطمہ یعنی سعادات کی خصوصیت محمدؐ سے مخصوص ہے۔اور اللہ کا کہنا ہے کہ یہ خاندان قوم قبیلے ہم نے تمہاری ایک دوسرے کی پہچان کے لئے بنائے ہیں۔حضورﷺ کے دور نبوت کو تمام عالم اسلام میں 13 برس مکی اور 10 برس مدنی زندگی کے مانتے ہیں۔مگر ایک حقیقت ان کی آنکھوں سے اوجھل رہی ہے وہ ہے حضورﷺ کو معراج ہجرت سے سولہ مہینے پہلے ہونے کی روایتیں ہیں' اگر ان 16 ماہ یعنی ایک برس چار مہینے 1.4 مکہ کی زندگی کو ہجرت سے پہلے دیکھیں تو معراج سے ہجرت کے بعد اور معراج کے بعد ہجرت اور مدینہ منورہ کی حیات ہوگی 11.6 یعنی گیارہ برس چھ مہینے اسطرح 11.4 + 11.6 = 23 برس ہونگے۔اس طرح ساڑھے گیا برس مکہ میں ساڑھے گیارہ برس مدینے میں آپ کی حیات گزری معنی تقریباً بر **ابر آدھی آدھی** ایک ماہ کے فرق سے۔یہ فرق بھی باقی نہیں ہے کیونکہ آپ کی پیدائش اور حیات کی تاریخیں سنہ عیسوی میں ہیں ان کے مطابق تقریباً ترسٹھ برس ہی ہیں ایک ماہ کم یا زیادہ۔مثلاً کسی کی بھی عمر ٹھیک ساٹھ پچاس یا اسی برس نہیں ہوتی مگر کہہ دیا جاتا ہے کچھ مہینے کم یا زیادہ۔حضورﷺ کی حیات نبوت ایک معجزہ ہے برابر آدھا مکہ میں آدھا مدینہ میں۔حالانکہ اس کے عروج کو بعد ہجرت ہی لیا جاتا ہے۔اگر اس طرح دیکھا جائے کے نبوت کی آدھی حیات اور معرفت الٰہی کی آدھی حیات بعد معراج مقدس کے۔یہ ایک حیران کن پہلو نہ ہوتے ہوئے بھی حیران کن ہے۔

حضور نبی کریمﷺ کا بیت المقدس میں انبیاء مرسلین کو نماز پڑھانا حضورﷺ کی عظمت کی نشانی ہے۔اس سے کسی مخصوص نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے' سوال یہ ہے کہ پنج وقتہ نمازیں تو معراج کے بعد فرض ہوئی تھیں معنی اس رات کے بعد تو حضورﷺ نے انبیاء کو کونسی نماز پڑھائی؟ فرض سنت یا واجب؟ جو رسول نماز پڑھیں یا اللہ کے خلفاء وہ نماز تو سنت ہوتی ہے مگر جو اللہ کے حکم سے پڑھی جائے' وہ نماز فرض ہوتی ہے۔مہدی موعودؑ نے اللہ کے حکم سے لیلۃ القدر پڑھائی , جو لوگ اسے سنت واجب کہتے ہیں گویا وہ اپنے منافق ہونے کا کھلم کھلا اظہار کر رہے ہیں۔جس رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کے برابر ہو کیا وہ فرض کے علاوہ ہوسکتی ہے؟ کیا اس رات جاگنا قرآن تلاوت کرنا یا سنت اداء کرنا مخصوص مانا جائے گا؟ دین میں ذکر اذکار نفل سنت تلاوت قرآن فرایض نہیں ہیں بلکہ

انسان یا تو سنت رسول میں ادا کرتا ہے یا پھر نفل کے طور پر چونکہ اللہ کے رسولﷺ نے لیلتہ القدر نہیں پڑھائی تو وہ سنت کیسے ہوگئی ؟ یا بندہ اپنی مرضی سے پڑھے نفل وہ مخصوص کیسے مانی جائےگی ؟اس کا صاف مطلب ہے کہ ایسے لوگ نہ سنت نہ نفل نہ ہی فرض کی اہمیت سے واقف ہیں انہیں بس اپنی عقل کے پاگل پن کا مظاہرہ کرنا ہے چاہے اللہ کو ناراض کرکے ہی سہی بلکہ یہ لوگ اپنے منکر آقاؤں کو خوش کرنے قوم میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے شیطانی حرکتیں کرتے ہیں۔معراج سے پہلے انبیاء کا نبی کریم ؐ کی اقتدا میں نماز پڑھنا خاتم الانبیاءﷺ کی عظمت کی دلیل ہے تو مہدی موعودؑ کا لیلتہ القدر اللہ کے حکم سے پڑھانا مہدی کے خلیفہ اللہ ہونے کی دلیل ہے۔کیوں نہیں اتنے عالموں مفسروں محدثوں شیخ الاسلام کے مدعیوں نے اس رات کا تعین کیا؟سوئے ذات مہدی کے کوئی اس کا اہل نہیں تھا۔پہلے مسلمانوں میں پورے مہینے کے روزے اور پوری راتوں کی تراویح ہوا کرتی تھی بعثت مہدی اور لیلہالقدر کے تعین کے بعد مسلمانوں نے ۲۷ ستائیں رمضان کی ختم تراویح اور ختم قرآن کا طریقہ اختیار کیا اور ۲۷ رمضان کو بوریا بستر لپیٹ کر گھر بھاگنے لگے انہیں مہدی موعودؑ کا انکار ہے انکی تعلیم کا نہیں وہ اچھی لگتی ہے۔

عبادت ریاضت اطاعت مقام اور منصب کا غرور!

یہ انسانی فطرت ہے کہ جس طرح حکمرانی دولت خاندان مقام ومرتبہ کا علم کا منصب کا غرور ہوتا ہے
اسی طرح انسان میں عبادت ریاضت اطاعت اور خدا جوئی کا بھی غرور ہوتا ہے۔کہ میں نے اتنی نماز پڑھی اتنا ذکر کیا اتنی عبادتیں کیں اتنا تقوی وتوکل مجھ میں ہے، مجھے جو علم حاصل ہے یا میں جو عمل کرتا ہوں قرآن کا بیان تقریر ووعظ بیان میں کرتا ہوں ایسا کوئی نہیں کرتا یا کرسکتا! کہ میں اتنی کتابیں پڑھی ہیں اتنے لوگ میرے معتقد ہیں اتنے میرے تابع ہیں اتنے میں نے حج کئے ہیں، اتنے عمرہ کئے ہیں اتنی زیارتیں کی ہیں میرے باپ دادا اتنے پارسا اور خدا پرست تھے یا ہیں، یہ سبھی غرور کی علامتیں ہیں۔ بلکہ لاعلمی اور جہالت اور بے دینی ہے۔

میرا قلم نہیں تسبیح اُس مبلغ کی   جو بندگی کا بھی ہر دم حساب کرتا ہے   احمد فرآز

حضرت عیسی ؑ نے فرمایا ہے کہ: میں اللہ کے حکم سے مردہ زندہ کرسکتا ہوں، مگر بیوقوف اور جاہل کو سمجھا نہیں سکتا''۔عبادتوں کی دعاؤں کی قبولیت اللہ کی مرضی پر ہے ہمارے سمجھ لینے یا اپنا مقام ومرتبہ بڑھا لینے سے نہیں ۔ابلیس کی مثال سامنے ہے اتنا عابد زاہد تھا نتیجہ کیا ہوا؟۔اللہ تعالی نے انسان کی تقدیر بنائی ہے اس کے بدلنے کا اختیار بھی اسی کو ہے۔لیکن انسان میں جبلی صفت ہوتی ہے کہ وہ بھلے اپنے اعمال خدا کی مرضی کے مطابق ہوں کہ نہ

ہوں وہ عبادتوں اور دعاؤں کی قبولیت میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہے کہ جو وہ چاہے وہ فوراً ہو جائے۔ مصیبت تکلیف پریشانی میں واویلا مچاتا چیخنے چلانے لگ جاتا ہے کہ اللہ اس کی دعا کو فوراً قبول کرلے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا' اللہ اپنی مرضی اور منشاء سے اس کاینات کا نظام چلاتا ہے۔ اگر دعاوئیں فوراً قبول ہول ہو جایا کرتیں تو ہر بندہ ایک نمرود اور فرعون صفت ہو جاتا' من مانیاں کرتا فساد پھیلاتا' بے ایمانی اور انتشار پھیلاتا اپنا بھلا دوسروں کا برا کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھاتا' اور سارا انسانی نظام درہم برہم کر دیتا' اس لئے اکثر دیکھا گیا ہے کہ دعائیں کم قبول ہوتی ہیں اللہ کی جو مرضی ہے وہی ہو کر رہتی ہے' اللہ جانتا ہے کہ انسان جلد باز مخلوق ہے وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُوْلًا ۔ اسراء ۱۱۔ انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے۔ بات کو سمجھے بغیر انسان معالات کا حل چاہتا ہے' اگر دعائیں جلد جلد قبول ہو جاتیں تو ذرا سوچے کیا انسان اللہ کی اطاعت کرتا؟ جب کہ اُس کی دعا قبول نہ ہو؟ اور زمین پر اتنا فساد منافرت فتنہ وفساد پھیلاتا کہ لوگ لڑے بھڑے ہی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے۔ ۱۹۷۰ اور ۱۹۸۰ کے دہوں میں ہندو پاکستان میں دیوبندی و تبلیغی جماعت کی دھوم تھی' انہوں نے دوسرے مسلک اور عقاید کے مسلمانوں پر اتنا کہرام مچایا کہ ہر کسی کو کافر کا فتوی داغ دیتے بدعتی بنا دیتے نوجوانوں کو بہکا کر چلہ چلی میں لے جاتے اور خاندانوں میں فساد پیدا کر دیا ایسے ایسے فتوے نکالے کے گھروں کے ناموس کو تار تار کر دیا' ان کے شر سے لڑکیا محفوظ نہ تھیں' جس گھر اور خاندان میں چاہتے ان لڑکوں کو بغاوت پر اُکسا کر زبردستی کے نکاح کر لے اور انہیں چھوڑ چھاڑ کر مہینوں برسوں سر پر ہانڈی برتن لے کر نام نہاد تبلیغ پر نکل جاتے اس طرح مسلمانوں میں برائی ایک عام بات ہو گئی تھی' اس زمانے کے لوگ اس بات کے گواہ ہیں۔ ان کا دبدبہ اتنا ہو گیا کہ سوائے اپنے کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے' بڑے بڑے اجتماع کروا کر طاقت کا مظاہرہ کیا جاتا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں بائیں بازو کی ہندو تنظیمیں جو اسلام سے خار کھائے بیٹھی تھیں اچانک متحرک ہو گئیں' اور مسلمانوں کے مخالفت میں فتنہ وفساد برپا کر دیا پوری قوم ان کے زد میں آ گئی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کم تھی قوم بکھر گئی اس وقت یہ وہابی دیوبندی تبلیغی پلہ جھاڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے' مسلمانوں کی عزت ناموس ان مشرکو ں کافروں کے حوالے کر کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہندوستان کے فسادات میں صرف عام اور مجبور مسلمانوں کا جانی ومالی نقصان ہوا ان میں ایک بھی دیوبندی اور تبلیغی نہیں تھا بلکہ ان جماعتوں نے آر ایس ایس اور بجرنگ دل سے مفاہمت کر لی' ان کی شان میں قصیدے گانے لگے اور ان کے جلسے جلوسوں میں پھل مٹھایاں اور مشروبات تقسیم کرتے نظر آئے' ان کے تلوے چاٹتے نظر آئے۔ بھائی چارے کے نام پر ان دنگایوں سے گلے ملا لئے' اُس پر یہ بائیں بازو

کی جماعتیں اتنی طاقتور ہوگئیں کہ ہندستان میں ان کی حکومت بن گئی اور ظلم جبر کا بازار گرم کردیا اور یہ جماعتیں بھاگ کھڑے ہوئے۔؛اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور مسلمانوں کو صبر کی نصیحت دینے لگے۔ کیونکہ ان مدرسوں کے بانیوں اور جماعتوں کے پاس کوئی اسلامی نظام تھا ہی نہیں وہ بس ان کی اپنی بنائی سیاسی تنظیمیں تھیں جسے اسلامی مذہب سے جوڑ دیا' یہ علم کے غرور کے عالموں کا ایسا ٹولہ تھا جن کا مقصد حکومت میں حصہ داری کا خواہاں تھا۔جس کی مثال پاکستان ہے جہاں ان نام نہاد مسلم جماعتوں نے جب دیکھا فوج کے ساتھ ہوگئے' جب دیکھا سیاسی جماعتوں کے ساتھ اور کبھی خود نظام مصطفیٰ کے نام پر اپنی حکومت بنانے کی کوشش کی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں ان بے دین فرقوں کی بنائی ہوئی حکومتیں خصوصاً عرب حکومتیں اسلام دشمن اسرائیلی اور یوروپی عیسایوں کی ہمنوا ہیں اور اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کو ختم کرکے بے حیائی بدکاری سودی کاروبار کا نظام رائج کرچکی ہیں اور ترقی پسندی کے نام پر اپنے ملکوں میں فحاشی و بے حیائی کے اڈے قایم کرچکی ہیں۔ان سبھی کا اسلام صرف داڑھی ٹوپی پاجامہ تک ٹکا ہوا ہے۔اسلام ایمان روحانیت کا نام ونشان بھی نہیں ۔ان کی دیکھا دیکھی مہدویوں میں بھی کچھ وہابی اہل حدیث دیوبندی اور تبلیغی گھس آئے منافق کہاں نہیں ہوتے وہ بس موقع کی تاک میں رہتے ہیں' خود کو مجدداور مجتہداور مفتی ثابت کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ بیان بازی جملہ بازی کرنے اور ساری مہدویت کو بدلنے کا دعوی کرنے لگے مگر خود الٹ پلٹ گئے' جو رہی سہی خاندانی منصبی عزت ووقار تھا گنوادیا۔جو اولادیں ان کے نقش قدم پر چلنے کے دعوے کررہی ہیں وہ اپنے لئے مہدویوں کے اندر زمین تلاش نے کی کوشش میں نت نئے مسایل کھرے کرنے کی کوشش میں ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔اب صرف خاندانی گدی ان کا سہارا ہے' اس کے لئے چند جاہل بے علم بدبختوں کو اپنے اطراف جمع کرر کھا ہے تا کہ وہ حفاظت کریں۔عزت تو بک چکی ہے عوض دوزخ شکم کرتا ہوں اب ضمیر کا نیلام دیکھئے۔

کوئی بھی قوم وطن جماعت فرقہ اللہ کے نبیوں رسولوں پیغمبروں اور اللہ کے خلیفوں کے احکام پر چل کر عمل کرکے ہی دین ودنیا میں کامیاب ہوسکتا ہے' اُن کی مخالفت یا نقل کرکے اپنا طایفہ یا فرقہ بنا تو لیگا' لیکن وہ لوگوں کے ایمان کو کمزور کرنے کا سبب ہوگا' جس کے لئے انہیں حشر میں جواب دینا ہوگا۔جن ذرایعوں اور چشموں سے دین وایمان کی آبیاری ہوتی ہو اس میں ملاوٹ کرکے نقل کرکے یا زہر گھول کر پیاس نہیں مٹائی جاسکتی' اس میں کامیابی اگر ملتی بھی ہے تو وہ وقتیہ ہوتی ہمیشہ کے لئے نہیں جس بدعقیدگی اور بے دینی کو ایمان اسلام بنا کر پیش کردیا ایک دن اس کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

جوقو میں دنیا میں کفر و شرک اور الحاد میں مبتلاء ہیں ان کے لئے دنیا میں کوئی آزمائش نہیں '' دنیا مومن کے لئے قید خانہ کافر و شرک کے لئے جنت'' ہے کا نظریہ اسلام کا بنیادی نظریہ ہے' معنی کافر و شرک کے لئے جہنم یقینی ہے۔مگر مومن کے لئے دنیا میں آزمائشیں ہیں' پریشانی تکلیف مصیبت رکاوٹیں سبھی ہیں' جو دنیا میں اللہ کی محبت کا جتنا مدعی ہوگا اور اس کے قرب کا متلاشی اسے اتنا ہی بڑا امتحان دینا پڑیگا۔نام کا مسلمان ہونے میں مشکل یہ ہے کہ اسے عام عذاب میں مبتلاء رکھا جائے گا۔ جب کوئی خدا کا نام بھی لے گا اور بے دینی بدکاری گنہا اور حکم عدولی خدا اور رسول کی کرے گا تو اس کا عذاب پریشانی ذلت ورسوائی ذلت ورسوائی ناگہانی موت معرکے جنگیں انتشار وفساد خوف و مصیبت میں ہونا ایک فطری امر ہے۔آج دنیا میں خوشحالی کفر والحاد میں مبتلا قومیں سکون اور فارغ البالی سے گزر بسر کرتی نظر آئیں گی۔انہیں دنیا میں ہی عیش وعشرت ہے' مگر جو کوئی صرف نام کا مسلمان ہے وہ کبھی خوشحال ہو بھی جائے تو ان کا دنیا میں عذاب یا پریشانی میں مبتلاء کیا جانا یقینی ہے۔حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے ادوار میں کفار و مشرکین سے اعراض نہیں کیا گیا' کیونکہ ان کا جہنمی ہونا طے ہے۔لیکن بنی اسرائیل خدا کو مانتی بھی تھی اور حکم عدولی وانحراف بھی کرتی اور گناہوں میں مبتلاء ہوتی تھی۔اس لئے وہ ہمیشہ آزمائش میں رہیں۔عیسایوں نے بعد عیسایوں نے سیدھا سیدھا شرک اختیار کرلیا عیسیٰ کو ابن اللہ بنا کر۔اور اُن کو عرصہ دراز سے عروج حاصل رہا ہے۔طلوع السلام کے بعد جن مسلمانوں کے فرقوں نے خدا خدا بھی کہا در پردہ اسلام احکام اور ایمان سے دور رہے اور معرفت الٰہی سے منحرف رسم و بدعت میں مبتلاء رہے ان پر وقتاً فوقتاً عذاب آتا رہا جنگوں کی شکل میں فتنہ وفساد کی شکل میں کبھی چنگیزیوں نے انہیں تاخت وتاراج کیا کبھی مغلوں نے کبھی ہندوؤں نے کبھی چینیوں نے کبھی امریکی کبھی امریکی روسیوں نے' آج جو حالات ہیں ان میں مسلم ممالک کا حال دیکھیں بس نام کے مسلمان تمام کام کفر والحاد کے۔

جہاں عظمت محمد ﷺ کی بات ہوگی وہاں خلیفۃ اللہ مہدی کا ذکر ہوگا۔اس لئے کہ اُمت محمد ﷺ میں نبی کریمؐ نے اپنے بعد صرف ایک ہستی یا شخصیت کا تذکرہ خصوصی کیا ہے وہ خلیفۃ اللہ مہدیؑ کا' کسی کے متعلق تاکید کے طور پر نہیں فرمایا آپؐ نے کے میرے بعد فلاں کی بیعت کرو' سوائے مہدیٔ موعود آخرالزماں کے۔حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا مگر ان کا آنا دوبارہ ہے۔مہدی کی بیعت کرنا معنی مہدی کے کہے پر عمل کرنا۔ بیعت کے معنی عہد کرنا' اطاعت کا عہد کرنا' وفاداری کا عہد وپیمان ہے۔اس طرح حضور ﷺ نے مہدی کی اطاعت فرنمابرداری اور وفاداری کرنے کو کہنا بتارہا ہے کہ جو کہے کرنا ہوگا' یہ تاکید کسی خصوص میں ہے یہ سمجھ لینا چاہئے۔حضور ﷺ نے بات نہ صحابہؓ کے تعلق سے کہی

نہ کسی اور کے بارے میں اپنے بعد۔لوگوں نے احادیث کے چند ایک بیانوں کو لے کر کے مہدی مال بھر کر دیگا' کالی جھنڈیوں کے درمیان آ ئے گا' دین کی تجدید کریگا' جیسے الفاظ کے معنوں کو ایک حکمران بادشاہ تصور کرلیا بجائے دین و ایمان کی ہدایت کرنے کے۔جبکہ مہدی کا معنی ہی ہدایت سے منصوب ہے' اور لفظ خلیفہ سلسلہ امامت سے تشبیہ ہے۔ان الفاظ میں غور کیا جانا چاہئے۔امام۔خلیفہ۔محمدؐ کی اتباع کرنے والا۔ بینہ۔وارث قرآن۔علمہ البیان معنی مبین کلام اللہ۔عترت فاطمہؓ سے ہونا۔اور ایک قوم کے ساتھ آنا' جن کے اولین مثل صحابہؓ کا ہونا۔اللہ کا ان سے محبت کرنا۔اور ان کا اللہ کی محبت میں حد سے گزر جانا۔اور اس قوم کے لوگوں کا اس ہادی ومہدی کو قبول کرنا۔قران کا بیان دوبارہ کیا جانا۔اس قرآن کو مضبوط کئے جانے کے بعد اس کا مفصل بیان کرنا۔یہ اشارات تشبیہات تمام ہدایت کا اشارہ کررہی ہیں' نہ کہ حکومت کا۔اور آج کے نفسا نفسی کے عالم میں مسلمان مہدی حاکم کے انتظار میں ہیں۔جبکہ مہدی کا منصب صرف ہدایت ہے اور وہ ہدایت دینی ہے نہ کہ دنیاوی۔اس بات کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالی نے بہت ساری آیات نازل فرمائیں اور خود مہدئ موعودؑ نے پہلے اپنے دعوی کے ثبوت میں آیات پیش کیں اور تعلیمات فرایض ولایت محمدیہ مُقیدہ مخصوصہ کو پیش کرکے مصدقوں کی تبلیغ واصلاح کی۔ان تمام میں آپ کا حقیقی پیغام'' طلب دیدار خدا'' ہے۔لوگ اپنی سمجھ دلیل منطق سے اسے سمجھتے اور سمجھاتے ہیں۔جبکہ اللہ تعالی نے واضح احکام قران میں دئے ہیں جیسے سورہ انعام۔وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ، يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۔انعام۲۔وہی ایک خدا آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی' تمہارے کھلے اور چھپے سب حال جانتا ہے 'اور جو برائی یا بھلائی' تم کماتے ہو اس سے خوب واقف ہے۔**وہی ایک خدا آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی** یہ ایک واضح پیغام ہے کہ جس خدا کو تم دنیا میں غیر حاضر اور جنت میں حاضر سمجھ کر عبادت کرتے ہو وہ ہر جگہ موجود ہے۔اس کے لئے اُس نے تمہارے سامنے ہی واضح نشانیاں پیش کی ہیں۔ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۔انعام۲۔لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں جو ان کے سامنے نہ آئی ہو اور انہوں نے اس سے منہ نہ موڑلیا ہو۔یعنی خدا کی موجودگی کی نشانیاں دنیا میں ہیں مگر وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے' اللہ آسمان وزمین کا مالک ہے مگر سمجھتے ہیں جنت میں ہی دکھے گا' دنیا میں جو جو کرنا ہے کر لو مرنے کے بعد بہانہ کرلیں گے۔مسلمان عالموں نے اللہ تعالی کو جنت اور آسمانوں میں مقید کردیا اس طرح مسلمان گناہوں اور اللہ کی اطاعت نہ کرنے میں دلیر ہوگئے۔یہی غلطی عیسائی مبلغوں نے کی تھی کہ عیسایت کو پھیلانے کے لئے

عیسایوں سے کہہ دیا کہ یسوع مسیح نے تمام عیسایوں کے گناہ اپنے سر لے لۓ ہیں' اور گناہ بخشوانے کا کام مذہبی آقاؤں کو دے دیا یعنی فادر کے سامنے جا کر گناہ قبول کرلو وہ قبولیت کا پروانہ دے دیگا۔

ہر قوم اور ہر زمانے میں قصہ کہانیاں اور فرضی واقعات کو فوقیت دی گئی ہے' اس میں معتبر انہیں کو مانا گیا جن کہ کچھ شواہد و آثار باقی رہے۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس کے نہ صرف آثار و شواہد ہیں بلکہ اس کے دستاویزی ثبوت بھی ہیں' اس طرح اسلام ایک زندہ حیات مذہب اور معاشرہ ہے' جس سے دوسری قومیں اور معاشرے متاثر ہوے ہیں۔ اسلام کے آثار و باقیات کے پختہ ثبوت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تو ہیں ہی لیکن اسلامی مملکتوں اور حکومتوں کے باقیات اور آثار ابھی بھی تازہ ہیں عرب میں ایران میں خوارارزم کے ملکوں جیسے تاجکستان آزربایجان ترکمینستان سمرقند بخارا چین ہندوستان ترکی اسپین افریقہ الجیریا مراقش لبیا جیسے مما لک میں آثار تو ہیں لیکن اسلامی مملکتوں کی یہاں کی تاریخ دیڑھ ہزار سالہ ہے ہندو پاکستان میں اسلامی اور مغل حکومتوں کے آثار ابھی تازہ ہیں۔ اور اسلامی مذہبی و معاشرتی ادب تہذیب ایک حقیقت کے طور پر نمایاں ہے۔ جبکہ ہندو تہذیب کے دعویدار مندر و کھنڈرات تو بتا سکتے ہیں لیکن وہ انہیں کے ہیں اس کا ثبوت نہیں دے سکتے' کیونکہ ہندوستان میں بودھ دھرم کی ایک عرصہ تک حکومتیں بنگال سے افغانستان تک رہی' ہندو اسے بھی اپنی ہی تہذیب بتاتے ہیں مگر بودھ دھرم کو نہیں مانتے' گیتا اور ویدوں کی تہذیب آریاؤں کی تہذیب ہے ہندو اسے بھی اپنی ہی تہذیب مانتے تو ہیں مگر بہت سارے ہندو کرشن کو نہیں مانتے وہ رام کے پوجا اور بت پرستی کرتے ہیں جو بہت بعد کے زمانے میں والمیکی نے ایک راجہ کے واقعات کے طور پر لکھی تھی اور رام ہی کو بھگوان مان لیا' جبکہ گیتا کے واقعات قصہ کہانیوں میں اسرائیلی قوم کے واقعات کو سنسکرت زبان میں لکھنے کی وجہ سے وہ مقدس زبان اور وہ کتابیں مقدس بن گئیں مگر لکھی ساد ھو ویاس نے۔ والمیکی اور سادھو ویاس نے دعوی نہیں کیا کہ یہ مذہبی کتابیں ہیں بلکہ انہیں بطور قصہ کہانیاں لکھی تھیں اپنی یادداشتوں اور سنے سنائے واقعات کے طور پر' مگر ہندو مذہب میں بودھ دھرم' راماین' گیتا اور وردمان جین کے واقعات کو بھی ہندو مت مشہور کرلیا کہ لیکن آج دیکھا جا سکتا ہے کہ بودھ دھرم ہندوستان میں کہیں کہیں مختصر ہے یہ جاپان کوریا ویتنام چین جیسے علاقوں میں چلا گیا اس کے آثات بھی ہندوستان میں نہیں۔ اور ہندوؤں میں رام کے ماننے والے الگ ہیں اور کرشن کو ماننے والے الگ اور ان دونوں کو بھگوان مانتے ہوۓ ہر بت شجر حجر اور تصویر اور نقش کو بھگوان کی مثل مان لیا اس طرح کوئ بھی پتھر کہیں سے کوئ لا کر مشہور کردے کہ یہ بھگوان ہے تو ہندو اس کی پوجا کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ یہ بھی جاننے کی کوشش نہیں کرتے

کہ یہ کہاں سے آیا ان کا ماننا ہے کہ ہر شے بھگوان ہے حتی کے انسان بھی بھگوان ہے اس طرح کوئی بھی گیروا کپڑے پہن کر سادھو بنجائے تو کچھ دنوں میں بھگوان مان لیا جاتا ہے' اسی لئے ہندوؤں کا ہر بابا سادھو اوتار مانا جاتا ہے کسی نہ کسی بھگوان کا۔ ہندو تہذیب کے ساتھ یونانی رومی تہذیب بھی پروان چڑھی جن کے پاس چاند سورج ستارے سیارے گاڈ مانے گئے' ایک عرصہ کے بعد جب عیسایت روم و یونان پہنچی تو عیسائی مبلغوں نے یہودیوں کی بغض میں عیسایت کو مشہور کرنے کے لئے اُسے رومی اور یونانی بت پرستوں کے حوالے کردیا تا کہ عیسایت مشہور ہو اس طرح نصاریٰ میں شرک اور بت پرستی کو انجیل کے بیانوں سے ہم آہنگ کردیا' رومی و یونانی دیوی میڈونا Medona کی جگہ میری Merry نے لے لی' اور سن گاڈ Sun God کی جگہ سن آف گاڈ Son of God نے لے لی۔ یہودیوں میں بت پرستی تو نہیں ہے لیکن توریت اور انجیل کے احکام اور بیانوں سے نہ صرف انحراف ہے بلکہ انہوں ان احکام و بیانوں کو ہی اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق بدل دیا اور خود ان کی کتابوں کے مطابق آنے والے آخری پیغمبر ''فاقلیط'' یا ''محمد'' کا انکار کردیا جبکہ آج کئی یہودی عالم مان رہے ہیں کہ ''محمد'' کا ذکر ان کی کتابوں میں ہے Mahmadim کے صاف اور واضح نام کے چونکے انہیں اس کا انکار کے عرصہ گزر گیا اب وہ ماننے والے نہیں' یہی حال مہدی موعودؑ آخرالزماں خلیفۃ اللہ کا مسلمانوں میں ہے' مسلمان ایک ایسے مہدی کے انتظار میں ہیں جو آئے' اور انہیں دولت جھولی بھر بھر کردے اور دنیا میں مسلمانوں کی حکمرانی قایم کردے زمین پر ایک بھی غیر مسلم نہ رہے۔ یہ خیالی تصوراتی نظریہ دنیا کی ہر قوم اور تہذیب میں پایا جاتا ہے' جسے مسلمانوں نے بھی اپنالیا ہے۔ جبکہ مہدی نام سے ہی ظاہر ہے ہدایت کرنے والا ہادی۔ مسلمانوں نے ہدایت کرنے والے مہدی کو کراماتی تصوراتی معجزاتی ایک محیرالعقل ہیولہ بنالیا ہے۔ مہدی کو جب اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ اللہ کہا ہے تو بات صاف ہے کہ ایک مصلح مبلغ اور ہدایت کرنے والا جو اللہ کی طرف سے فرستادہ وایستادہ ہو معنی مقرر کیا ہوا اور مبعوث کیا گیا ہوا۔ اُس مہدی کی ہدایت آخری نزول صحیفہ قرآن کی بنیاد پر ہونا چاہئے' جسے آخری نبی محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا اور اس مہدی کا مقام خلافۃ اللہ تو ہے مگر وہ قرآن کے بیانوں کے مطابق جس کی نشاندہی مہدی موعودؑ نے قرآن کی آیات سے کی ہے وہ مبین کلام اللہ مراد اللہ ہوگا جو اپنے متبوع محمد ﷺ کا تابع ہوگا۔ مگر انسانی فطرت ہے وہ ماورائی تصوراتی اور دیومالائی باتوں سے زیادہ متاثر ہوتی ہے اور یہی ہوا مسلمانوں نے مہدی کا ایک ایسا ہیولہ بنالیا کہ وہ کرشماتی کراماتی ہو کر رہ گیا بجائے ہدایت کے امام ہونے کے۔

جیسے کہا تصوراتی دیومالائی واقعات کی طرف انسان کا رجحان زیادہ ہوتا ہے' چینی اقوام میں

ڈراگن کانظریہ ہے جوآگ اُگلتا ہے'ان کی تہذیب میں مار دھاڑ مارشل آرٹ جیسے کنگ فو' کراٹے وغیرہ دیگر ہیں مذہب کا حصہ بن کے رہ گئے'اس طرح چینی اقوام صرف جنگ دفاع اور زندگی کو ہی حیات کا مقصد اور ضرورت مان گئے آگے چل کرانھوں نے معاشرے کی تنظیم کو ہی اپنی حیات کا مقصد بنالیا جسے کمیونزم کا نام دیا کہ ایک منظّم گروہ ہی انسان کی فلاح کا ضامن ہے جبکہ اس میں ملوکیت اور آمریت نے اانسانیت میں ظلم وجبر کی تمام حدوں کو پار کردیا ہے جس کی آج مثال چین اور نارتھ کوریا ہے۔حاکموں بادشاہوں حکمرانوں دنیا دار عالموں دکھاوے کے مذہبی رہنماؤں میں کہیں نہ کہیں آمریت ضرور پائی جاتی ہے۔عربوں میں بھی داستان الف لیلہ'عربین نایٹ کی زمانے میں دھوم ہے اسی بنیاد پت میکی ماس'ٹام اور جیری جیسے کارٹون مشہور ہوئے'اور اسی دل بہلاوے کے لئے فلمیں سیریل بنتی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔رومی و یونانی دیو مالا تو عیسایت میں مدغم ہوگئی مگر ہندی دیو مالا میں زبور توریت انجیل کے واقعات کی کہی ان کہی کہانیاں اور واقعات ہیں جن کا حقیقت سے کم تعلق ہے۔جبکہ قرآن نے جو قصص اور واقعات بیان کئے ہیں ان کی ٹھوس بنیادیں بابل نینوا قوم عاد قوم ثمود قوم صالح قوم ھود کے کھنڈرات ہیں کہ جس کا ذکر قرآن کرتا ہے کہ وہاں بے حیائی برائی بدی اور نافرمانی پھیلی تھی انہیں تاخت وتاراج کردیا گیا' آج ہندو اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ ہندوازم مذہب نہیں طریقہ زندگی ہے۔ہندو کہتے ہیں کہ پرماتما ایک ہے یہ بت اس کے مختلف روپ ہیں اس لئے وہ اسے شرک اور بت پرستی نہیں مانتے۔جبکہ قرآن کا اعلان واضح اور صاف ہے لیش کمثلہ شیءٍ رب اللہ خالق و مالک ہے اس کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔اس لئے ہر ہندو خاندان میں ہر فرد کا اپنا دیوتا اور بھگوان ہے'حتی کے دیوتاؤں کے بھگت بھی دیوتا مانے جاتے ہیں جیسے ہنو مان'پانڈو کورو'وغیرہ۔اسلام میں اس ذہنیت کو بڑھاوا شیخ السلام شیخ الحدیث عالم فاضل ولی صوفی اہل رشد وہدایت جیسے خطابات سے اُمت پر قابو کرنے کے مقامات ہیں۔مہدویوں میں حقیر فقیر بندگی میاں ہوا کرتے تھے آج مرشد کا ایک ایسا ہالہ اور تصور بنادیا گیا کہ جو ماورائی طاقت اور حقیقت کا مظہر ہوگیا ہے۔اس میں طرح طرح کی نقاشی تقدس واحترام کی کردی گئی ہے کہ اگر ان کے دایرے سے باہر قدم نکالا تو جل کر خاک ہوجاؤ گے' جبکہ دایرہ کا نظام تربیت یکسوئی منظّم جماعتی نظام کے لئے تھا کہ جس میں یکسوئی سے خدا کی عبادت ہو۔مگر اللہ کا شکر ہے کہ مہدویوں کے اسلاف نے ایک ایسا محفوظ نظام قایم کیا ہے کہ جہاں فرسودہ اور آزادانہ عقاید وخیالات کی جگہ نہیں ہے۔کچھ لوگوں نے اپنے ذہنی باتوں کو عقاید کا حصہ بنانے کی کوشش کی تو کچھ منافقوں نے دوسرے جماعتی گروہی بے دین فرسودہ طریقوں کو مہدویت کا حصہ بنانے کی کوشش کی یہ آج بھی جاری

ہے۔ان کی اولادیں آج قسم کھارہی ہیں کہ وہ اس بدعقیدگی اور بیدینی کے نظام کو جاری رکھیں گے۔اپنے خاندانی وراثتی منصب ومنبر سے مگر خدا کی بنائے نظام حکمت کو وہ بھول کر ایسے دعوے کر جاتے ہیں مہدویوں کا معاشرتی نظام دایرہ صرف دینی تربیت گاہ اور یکسوئی اور انہماک سے خدا کی بندگی لئے ہوا کرتا تھا یہ طریقہ صحابہؓ مہدی سے پچھلے سوسوا برسوں تک جاری رہا۔جیسے ہی دنیا دار جماعتوں اور فرقوں کا چلن شروع ہوا مہدویہ عالموں رہبروں نے دایروں میں آمریت کی ایک نئی مذہبی تشکیل کردی جس کا شاخسانہ ہے کہ مہدویت پچھلے سواسو برسوں میں محدود ہوتی سکھڑ تی چلی گئی' اور آج یہ آمریت اپنے عروج کی انتہاء پر ہے نابالغ وارث بھی دین کے ٹھیکے دار بے ہوئے ہیں ان کا کہا ہی مذہب اور ان کے باپ داد کا طریقہ ہی مہدویت منوایا جارہا ہے' جبکہ مہدویت صرف قرآن سنت رسول ﷺ اور تعلیمات مہدی کی بنیادوں پر استوار ہے۔

قرآن میں سب سے زیادہ زور پاکی صفائی اور تطہیر قلب پر دیا گیا ہے' جسم کی صفائی کو آدھا ایمان کہا 'اسی کیساتھ روح کی پاکیزگی اعمال میں خشوع خصوع تعلیمات مہدی کا جامع ہے۔دنیا میں کئی مسلمانوں کے فرقے ہیں لیکن اللہ کو دیکھنے دکھانے کی بات صرف مذہب مہدویہ میں ہے۔اور قرآن نے کئی آیات اور طریقوں سے انسان کی بصیرت اور فہم وادراک کو بروے کار لانے کی بات کی ہے۔مگر مسلمان صرف ظاہری اعمالکی ادائیگی کو ہی دین مذہب اور ایمان سمجھ لیا ہے۔معرفت الٰہی کے احوال اور ولایت کی باتیں کچھ حقیقی صوفیا کے کلام میں تو ہیں مگر' جو اللہ کی قربت کی گہرائی کا احساس ہونا چاہے' اس میں ان کی پیش رفت نہیں ہوتی دکھائی دیتی ہے' آسمانوں کی خبروں کا ہونا لوح محفوظ میں تقدیروں کا پڑھ لینا کئی ایک صوفیا نے کی ہیں مگر اس سے آگے وہ بڑھ نہیں پائے' زیادہ سے زیادہ نوازشات کشف ومراقبہ اور کمالات کرامات سے وہ آگے نہ بڑھ سکے۔تعلیمات خلیفۃ اللہ مہدی ان باتوں سے آگے تعلیمات ولایت مخصوصہ کی ہیں' تعلیمات مہدیؑ خالق کائینات کو اپنے گرداگرد محسوس کرنے کی ہیں جو طلب دیدار کا اولین مرحلہ ہے' کہ ہر لحہ خدا کو بالکل اپنے قریب محسوس کرنا ہے۔آیت الکرسی میں ''وسیع کرسی'' کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تخت وکرسی بچھا کر بیٹھ گیا ہے اور کاروبار دنیا چل پڑا ہے' اس کا معنی اس کلائنات کا احاطہ کرنا ہے۔غلبہ رکھنا چھا جانا ہے' مثل بادشاہت کہیں اور ہوتی ہے اس کی ملکیت اور قلمرو ہزاروں میل دور تک ہوتی ہے جہاں تک اس کی رعایا ہو یہاں کرسی ہر جگہ خدا کی موجودگی کی معنوں میں ہے جس کا بیان حدیث احسان میں ہے۔آیت الکرسی کو قرآن کی سب سے بڑی آیت کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں اللہ کی وسعت قدرت عظمت کے احوال کو بیان کیا گیا ہے۔اس آیت

کی طوالت اللہ کی وسعت کو بیان کرنے کے لئے ہے'اس آیت میں لفظ حَیٌّ قَیُّوم ہے جواس وسیع کرسی کی حقیقت کو مزید واضح کرتا ہے یعنی ہمیشہ قایم اور زندہ ہونا'جو خالق کی صفت ہے مخلوق تو فانی ہے۔جب صبح کا اُجالا پھیلتا ہے تو اس کی آغوش میں سبھی خلایق سما جاتے ہیں'۔

تکبر اور غرور

اگر غور کیا جائے تو حکم عدولی ہی سب سے بڑا تکبر اور غرور ہے' کیونکہ سب سے پہلے ابلیس نے ہی حکم عدولی کی اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے۔وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ , اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ , وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۔ بقرہ ۳۴۔پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ تو سب جھک گئے'مگر ابلیس نے انکار کیا وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔یہاں وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۔اور اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ۔میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نافرمانوں میں شامل ہونا گھمنڈ یا غرور وتکبر میں پڑ جانا ہے۔اس کے بعد آیت ۳۸ میں بتایا کہ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔پھر آدمؑ نے حاصل کر لئے(سیکھ لئے) کچھ کلمات (تا کہ اللہ سے مغفرت طلب کریں) پھر اللہ نے آدم کی توبہ قبول کی بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔یہاں معلوم ہو رہا ہے کہ بغیر اللہ کی مرضی کے انسان توبہ کرنے کے قابل بھی نہیں'اللہ چاہے تو توبہ کی توفیق ہوگی ورنہ نہیں۔کیونکہ آدمؑ نہیں جانتے تھے کہ اللہ سے معافی یعنی توبہ کیسے مانگیں تو اللہ نے انہیں توبہ کرنے کا طریقہ سکھایا کلمات سکھائے'تب جا کر توبہ کی۔اس کے بعد اللہ نے آدمؑ و حواؑ سے کہا کہ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ ۳۸بقرہ۔تم سب (معنی مع ابلیس کے) یہاں (جنت سے) اُتر جاؤ پس جب تمہیں میری طرف سے کوئی ہدایت (نبی رسول) کے ذریعہ پہنچے تو جو اللہ کی آیات معنی احکام پر خلوص سے عمل کرے گا اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگیں۔اس کے لئے کیا کرنا ہے؟ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور نہ ملاؤ حق کو باطل سے (شرک کفر جھوٹ سے پرہیز کرو) اور حق کو نہ چھپاؤ جب کہ تم جانتے ہو (اپنے مفاد خیالات اور عقیدہ کے مطابق حق کو چھپا کر نہ بیان کرو نہ غلط ترجمہ و بیان کرو) ۔۴۳۔بقرہ۔اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب (قرآن) کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟۔تو معلوم ہوا کہ حکم عدولی ہی سب سے بڑا

تکبراورغرور ہے۔جوانسان جانتے بوجھتے ہوے کرتا ہے۔ فَاِمَّا یَاتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ پس جب تمہیں میری طرف سے کوئی ہدایت (نبی رسول) کے ذریعہ پہنچے تو جو اللہ کی آیات معنی احکام پرخلوص سے عمل کرے گا اُن پرکوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگیں۔یعنی اللہ تعالی نے زمین پر آدم کواتارنے کے ساتھ ہی وعدہ کردیا کہ جس طرح آدمؑ کوابلیس (نفس) نے بہکایا وہ زمین پراور زیادہ کرے گا،مگر !میں ہدایت یعنی نبوی رسول پیغمبراور خلیفۃ اللہ کے ذریعہ ضروری ہدایات دیتارہوں گا،اگرتم اپنے حال میں خلوص سے ان پرعمل کروگے تو تم پرکوئی خوف نہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ تم ایمان پر قایم رہولاکھ پریشانیوں کے۔یہ تمام معاملہ انسان کوآزمائے جانے کا ہے کہ دیکھیں نیکی اور بدی دونوں اس میں ڈالنے کے باجود کیا وہ حق کا انتخاب کرتا ہے کہ نہیں؟اور جس نے حق کا انتخاب کیا وہ کامیاب ہوگیا،اور جوحق کے انتخاب یامعرفت الٰہی کے حصول میں جتنا شدید ہوگا اس کا مرتبہ اللہ کے پاس اتنا زیادہ ہوگا اور اللہ کے اتنا ہی قریب ہوگا۔دنیا میں اللہ کے قریب ہونے کی کوشش عقبی میں قرب کا حاصل ہوجانا ہے۔قرآن کی ان آیات میں صرف ابلیس ایک مثل ہے بلکہ سارا خطاب انسان سے ہے کہ وہ کیا کرسکتا ہے کیا کرنا ہے اور کیا کریگا اسی کی بنیاد پر اسے مقامات درجات اور قرب الٰہی دیا جاے گا، صرف مسلمان ہونے یا کچھ عبادات ریاضات اختیار کر لینے سے بندگی کے کچھ حقوق تو ادا ہو جائیں گے لیکن اللہ کی خوشنودی اور رضائے الٰہی کے اعمال ہی انسان کے شرف مخلوق ہونے کی علامت ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔دنیا میں انسان جتنی نیستی بردباری اطاعت اور گناہوں سے درگزر کوکوشش کرے گا اتنا ہی اسے اجر دیا جائے گا۔مہدیؑ موعود نے مصدقوں کوایسی ہی تعلیم دی۔ پنج فضایل میں حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے منقول ہے کہ دوگانہ لیلۃ القدر میں حضرت مہدی موعودؑ نے یہ سورہ جات پڑھے۔اَللّٰهُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنَ بِفَضْلِکَ وَکَرْمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَالرَّاحِمِیْنَ ۔۔اَللّٰهُمَّ صَغِیْرِ الدُّنْیَابِاَعْیُنِنَا وَعَظِّمْ جَلَالَکَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَ طَاعَتِکَ وَمُحَبَّتِکَ وَ شَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرْمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّاوَّ ارْزُقْنَا اتِّبَا عَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَاوَّ اَرْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ وَکَرْمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ رَبَّنَا لَا تُؤَ اخِذْ نَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَا قَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا

وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْ لٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ . رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًّنَادِیْ لِلْاِيْمَان اَنْ آ مَنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَا غْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔بقرہ۲۸۶۔عمران۱۹۳/۱۹۴)رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰ خِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا لَا تُزِ غْ قُلُوْ بَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

یا اللہ زندہ رکھ ہم کو مسکین بنا کر' اور فوت کر ہم کو مسکین بنا کر' اور قیامت کے دن ہمارا حشر مسکینوں کے زمرہ میں کر' تیرے فضل و کرم کے طفیل سے اے زیادہ کرم کرنے والے بڑے کریموں سے اور تیری رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحیموں سے یا اللہ بہت چھوٹی اور حقیر کر کے بتا دنیا کو ہماری نظروں میں اور بڑی کر کے بتا تیری بزرگی اور جلال کو ہمارے دلوں میں اور تیری رضامندی اور تیری خوشنودی کی توفیق عطا فرما ہم کو' ثابت رکھ تیرے دین پر اور تیری عبادت پر اور تیرح محبت پر' اور تیرے شوق پر تیرے عشق پر تیرے فضل و کرم کے طفیل سے اے زیادہ' یا اللہ دکھا ہم کو حق کو حق کر کے اور اس کی اتباع ہم کو روزی کر اور دکھا ہم کو باطل کو باطل کر کے اور روزی فرما تو ہم کو اس سے نجات تیرے فضل و کرم کے طفیل سے اے زیادہ کرم کرنے والے بڑے کریموں سے اور تیری رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحیموں سے اے ہمارے پروردگار نہ پکڑ ہم کو اگر بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ رکھا تھا تو نے ہم سے اگلوں پر اے رب ہمارے نہ اُٹھوا ہم سے وہ چیز کہ جس کی طاقت ہم کو نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا مالک ہے اور خداوند ہے تو ہی ہماری مدد کر ہماری اور غلبہ دے ہمارا کافروں کی قوم پر اے رب ہمارے بیشک ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے با آواز بلند ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اب بخش دے ہم کو ہمارے گناہ اور اتار دے ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیکیوں کے ساتھ اے ہمارے پروردگار اور دے ہم کو جو کچھ وعدہ کیا تو نے اپنے رسولوں کے ساتھ اور نہ رسوا کر ہم کو قیامت کے دن تحقیق تو خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں خوبی اور نعمت اور آخرت میں خوبی اور نعمت اور بچا ہم کو دوزح کے عذاب سے ۔ اے ہمارے رب دل نہ پھیر جب ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا کر اپنے پاس سے ہم کو رحمت اور نعمت بیشک تو ہی ہے سب کچھ دینے والا بیشک تو ہی ہے سب کچھ دینے والا بیشک تو ہی ہے سب کچھ دینے والا ۔

یہ وہ بے مثال دعایہ کلمات ہیں جو مصدقوں کو مہدی موعودؑ سے تعلیم کی گئی ہیں۔یہ اور ایسی تعلیم ہے خلافتہ اللہ مہدی کی سوغات مصدقین کے لئے۔مہدی موعودؑ نے خصوصاً لیلتہ القدر میں یہ دعائیں پہلے کاہہ میں بتائیں جہاں لیلتہ القدر کے تعین کا حکم ہوا۔دوسری مرتبہ فراہ مباک میں رُوایات بتاتی ہیں کہ اس کے بعد مہدی موعودؑ ایک ماہ تیئیس ۲۳ دن حیات رہے۔

عظمت محمدﷺ کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ حضورؐ کے 23 سالہ دورِ نبوت میں 13 برس ہجرت کے پہلے مکہ میں جدوجہد پریشانی مقابلہ آرائی کے گزرے ہجرت کے بعد کے 10 برس بڑے اہم ہیں ان دس برسوں میں آپﷺ 27/26 غزوات میں شریک ہوئے 20 میں بذاتِ خود اور 80 معرکے اور غزوات آپؐ کے ماتحت ہوئے اور تمام معرکے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آمد کے ہوئے۔لیکن ان دس برسوں میں جو سب سے بڑا تاثر یہ پیدا ہوا کہ ایک اسلامی طاقت اور حکومت جزیرہ نما عرب میں معرض وجود میں آچکی ہے' جس سے کہ اُس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی حکومتیں روم وایران چوکنا ہوگئیں' اس کے بعد حضور نبی کریمﷺ کا بادشاہوں کو خطوط لکھ کر دعوت اسلام دینا ایک چونکا دینے والا سیاسی وخارجی فیصلہ تھا۔حالانکہ رومی وایرانی سلطنتوں نے اسے اہمیت نہیں دی' لیکن چوکنا ضرور ہوگئے تھے کیونکہ یہ خطوط ایک بادشاہ کے نہیں ایک پیغمبرؐ کے تھے' اور بعد میں وقت نے ثابت کر دیا کہ حضور نبی کریمﷺ نے کس عظیم اسلامی حکومت کی بناء ڈالی' حضرت سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ نے اس کی پہل کر دی' لیکن حضرت علیؓ کے دور کا خوارجی فتنہ اور جنگ جمل اور اس کے بعد سانحہ کربلا نے اس میں سست رفتاری ضرور ہوئی لیکن بعد کے اُموی وعباسی خلافتوں میں اسلامی مملکت افریقہ یوروپ فلسطین ایران خراسان ماورالنہر اور برصغیر تک پھیلتی چلی گئیں۔جن کا رقبہ ہزاروں میل تھا۔نبوت کے پہلے کے عربوں کو جو قبایلی نظام میں بٹے ہوئے تھے وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ ریگزار عرب کی حکومت ہر چہار دو عالم میں پھیل جائے گی' اس کفار ومشرکین ہی نہیں یہود ونصاری بھی حیران ششدر اور دنگ رہ گئے۔یہ ایک ایسی دوراندیشی اور پیغمبرانہ فراست تھی جو سچ ثابت ہوئی۔اس کی پہلی کوشش معرکہ یرموک تھا۔اس کے بعد سات صدیوں تک اسلامی پرچم لہراتا رہا یہی نہیں بلکہ اس کے بعد بھی خلافت عثمانیہ ترکی کا اسلامی سفر جاری رہا۔جو سفر معرکہ بدر سے شروع ہوا وہ عثمانیہ خلافت پر ختم ہوا' اور وہ بھی مسلمانوں کی اپنی سازشوں کی وجہ سے آل سعود نے اپنے وہابی نظریات کے لئے برٹش حکومت سے ساز باز کر کے ایک مضبوط اسلام حکومت کا خاتمہ کیا اور آج ان کے غیر اسلامی نظریات ایک ایک کر کے سامنے آرہے ہیں۔مگر برصغیر عرب وافریقی ممالک میں

مسلمانوں کی حکومتیں قایم رہیں۔

ملا یکہ اور فرشتے ڈرے سہمے تھرراتے تھے کہ خدا کا غضب نازل نہ ہوجائے' ایسے میں ابلیس خدا سے بحث وتکرار کرتا ہے حکم عدولی کرتا ہے مقابلہ کرتا ہے' باوجود اللہ تعالی اسے کیوں انسان کی رگ وجسم میں داخلے کی اجازت دیتا ہے دل میں جگہ دیتا ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ میرے مخصوص بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا' کیا ہے اس کی وجہ ؟اس کا سیدھا سا مطلب ہے انسان کے شرف کا امتحان لیا جانا۔ یہ بات سورہ احزاب نزول قرآن کی ۹۰ ویں سورہ کی ۷۲ ویں آیت میں اللہ نے بتائی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔بیشک ہم (اللہ) نے اپنی امانت (ذمہ داری) کو پیش کیا آسمانوں اور زمین' اور پہاڑوں پر' تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا' اور وہ ڈر گئے اُسکے اُٹھانے سے اور انسان نے اسے اُٹھالیا' بیشک وہ ظالم' بڑا نادان تھا۔ یہ ذمہ داری کونسی ہے جس کا ذکر اللہ نے کیا ہے ؟ کیا یہ وہ ذمہ داری ہے جس کا ذکر سورہ مزمل میں ہے اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ہم آپؐ پر عنقریب ایک بھاری کلام (قرآن) ڈالیں گے (نازل کریں گے)۔ یا پھر یہ خلافۃ اللہ کا بوجھ ہے جسے آدمؑ سے مہدیؑ پر ڈالا گیا ذمہ داری دی گئی۔ اگر دیکھا جائے تو کسی بھی مخلوق میں آزمایش کا بوجھ یا ذمہ داری نہیں دی گئی بطور اللہ کے قایم مقام کے سوائے آدمؑ کے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۔اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نایب۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا نایب ہونا ہی بڑی ذمہ داری ہے یہ بات فرشتوں کے سوال سے معلوم ہوتی ہے کہ "ہم تیری تعریف (ذکر) کرتے ہیں اور تجھے بے عیب کہتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں"۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صرف اللہ کی تعریف کرنا ہو تو تمام مخلوق کرتی ہے مگر باوجود انسان میں شر وفساد اور نفس کے غلبہ کے ہونے کے اللہ کا ذکر کرنا عبادت ریاضت کرنا اور معرفت الٰہی کے حصول میں کوشش کرنا ایک عظیم ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کا اظہار حضور نبی کریم ﷺ پر ہوا جب آپؐ کو بلا کر قربت عطا کی دیدار کرایا اپنا حبیب بنایا' اللہ کا دیدار کسی مخلوق نے نہیں کیا' اور کوشش بھی نہیں کی جبکہ فرشتے خصوصًا عزازیل اور ملا یکہ آسمانوں میں رہتے ہوئے نہیں کر پائے۔ اللہ تعالی کو عجایب عالم میں تلاش کرنا اور اس کی قربت کی کوشش کرنا کیا ایک ذمہ داری نہیں ہے؟۔ اعمال حالات کیفیات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مصایب آلام آزمایشوں کے اللہ کی معرفت حاصل کرنا ہی خلافۃ اللہ ہے' لیکن اللہ کی خلافت یا نیابت کے اہم پہلو کو بھی دیکھنا ہے کہ تمام کائنات کا

خالق اللہ ہے۔مگر ! تمام اللہ کی مخلوق میں جہاں تک انسانی علم کی بات ہےصرف واحد انسان یا اولا دآدم ہی ایک ایسی مخلوق ہے کہ جس میں کسی چیز کے بنانے بگاڑنے کا ہنرفن اور کمال ہے۔آج تک کوئ ایسی مخلوق معلوم نہیں جو ایجادات وتخلیقات میں کمال حاصل کر چکی ہو'انسان کوصرف موت اور حیات پر قابو نہیں ہے باقی انسان نے کیا کچھ نہیں بنایا؟سواریاں موٹر گاڑی ریل ہوائ جہاز راکٹ آبدوز دیوہیکل مشینیں دیوہیکل عمارتیں ہوامیں پرواز کہکشاں پر کمند ڈالدیا ہوامیں کلام بات چیت مناظر تصاویر ٹی وی انٹرنیٹ غذا میوہ پھل پھول اجناس کی نئ نئ اقسام موذی بیماریوں کے علاج ترقی کامیابی تباہی بربادی کے وہ کارنامے مناظر جوکسی مخلوق نے نہیں کے جن اوشیاطین نے سےصرف زمین پرفساد بپا کیا تھا انسان نے آٹم بم میزایل راکٹ بنادئے۔جہاں تباہ کاریاکیں وہاں گلشن بھی کھلائے رحم دلی ایمان اسلام محبت شفقت دریا دلی کے بھی بے مثال کام کۓ۔ملایکہ اور فرشتوں نے برا نہیں کیا تو بھلا بھی نہیں کیا صرف اطاعت اور فرمابرداری ہی کی جبکہ ان کے اندر نفس یا مخالفت نام کی شۓ ہی نہیں تھی۔انسان کا کمال یہ ہے کہ اس کے اندر نفس شرارت شیطان اور اعمال کی آزادی کے باوجود عبادت ریاضت بھی کی اور معرفت الٰہی کے حصول کی کوشش بھی کرتا ہے'اور ایسا صرف نبی رسول پیغمبر ولی ہی نہیں عام لوگ بھی معرفت الٰہی میں کوشاں دیکھے جا سکتے ہیں۔اصحاب کہف۔صحابہ رسول ﷺ اور صحابہ مہدی کی مثالیں سامنے ہیں'جنہوں نے بندگی کوکئ اُونچے مقامات پر پہنچایا'حضرت بلال بن رباح جیسی ہستیاں دنیا میں پیدا ہوئیں۔ان کے علاوہ اشرافیہ میں تو بے شمار لوگ ہیں جن کا اسوہ عمل اور کردار مثالی رہا ہے۔مطلب انسان کی صفات کے کئ ایسے پہلو ہیں جوصفات الٰہی سے متعلق ہیں۔یہ بات جن شیطان ملایکہ فرشتوں دوسرے حیوانات کو میسر نہیں۔

یہ کاروبار دنیا انسان کی آزمایش کے لۓ ہے'ابلیس ایک مثل ہے کہ انسان کے شرف کو بتانے کے لۓ کہ دیکھو بحث وتکرار فتنہ وفساد غرور وتکبر انسان کا شیوہ نہیں ہونا چاہۓ,دنیا میں جب تک رہو اپنے اعمال کا محاسبہ کیا کرو کہ کہاں اور کیسے اللہ کے احکام کا انحراف ہورہا ہے'رسولؐ کی سنت کی مخالفت ہورہی ہے,جیسے کہا ابلیس ایک مثل ہے کہ کہاں غلطی کیسے ہوتی ہے بتلانا مقصود ہے'انسان کے گناہ اور بدی کا آینہ ابلیس یا شیطانی صفات ہیں'جس میں اولا د آدم اپنا عکس دیکھ سکتی ہے اور خود کو سدھار سکتی ہے سنوار سکتی ہے'اور بندگی کے اعلٰی معیار تک پہنچ سکتی ہے,جس کے لۓ انسان کی تخلیق ہوئ ہے'اگر ابلیس کی مثال ہمارے سامنے اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کے ذریعہ پیش نہ کی ہوتی تو آج زمین پر انسان سب سے زیادہ فساد برپا کررہا ہوتا' آج ہمارے سامنے ہے کہ انسانوں کی ایک بڑی آبادی بے حیائ

عریانی بدکاری گناہ جنگ وجدل فساد خون خرابہ ناانصافی بے رحمی میں مبتلاء ہے' ہر بات تو انہیں شیطان آ کر نہیں سمجھا رہا بلکہ خود انسانوں میں شیطان خصلت لوگ ہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے کہ "انسانوں میں شیطان فطرت لوگ ہوتے ہیں" آج انسان ابلیس سے کئی معاملات میں دو قدم آگے ہے' یہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن اور انسانوں کو ملا کر خطاب کیا ہے' تمام جن شیطان نہیں ہوتے ان میں بھی نیک صفت ہوتی ہے یہ بات ثابت ہے۔ ابلیس درحقیقت ایک کیفیت کا نام ہے جو انسانوں میں اور جنوں میں پائی جاتی ہے' جس طرح جن اور انسان الگ وجود ہیں اسی طرح انسان کے اندر نفس ایک وجود ہے جو انسان کو ورغلاتا بہکاتا اور بدی کی طرف ہانکتا ہے۔ بندہ ہونا خالق کا فرمانبردار ہونا, انسان ہونا مہذب ہونا' آدمی ہونا فطری طور پر اچھا یا برا ہونا ہے۔ ان کی اصلاح کے لئے ہی اللہ کی جانب سے نبی رسول پیغمبر اور اللہ کے خلفا کا تقرر ہوتا رہا ہے۔

قرآن میں سب سے پہلے جن ذمہ داروں مصلح مبلغوں کا بیان ہوا وہ ہے خلیفۃ اللہ معنی آدمؑ کو اللہ نے خلیفہ کہا اس کے بعد ان کی اولاد پیدا ہوئی جن میں نبی رسول پیغمبر ہوئے, پہلے اصلاح کرنے والے خلیفہ کی تخلیق کی بعد میں ان کی اولادیں' اس طرح مصلحوں کا مقام خلیفہ ہوا' چونکہ ہزاروں سالوں میں بے انتہاء انسان پیدا ہوئے ان کی اصلاح کے لئے جو مخصوص مصلح تھے انہیں نبی رسول پیغمبر کہا گیا جن کی درجہ بندی بغیر کتاب کے نبی' صحیفہ اور اصلاح وتبلیغ کے رسول' اصلاح تبلیغ اور کتاب کے پیغمبر' یعنی بہت سارے صحائف کا مجموعہ کتاب ہے۔ عام اولاد آدمؑ کو انسان بندے اُمت قوم گروہ فرقے کہا گیا۔ جو صفات اولیٰ میں اعلیٰ تھے وہ خلیفہ قرار دئے گئے' جنہیں دنیا کی درستگی برقرار رکھنے کے لئے ہر دور اور زمانے میں بھیجا جاتا رہا' جیسے پہاڑوں کو زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لئے پیدا کیا۔ زمانے کے ہر دور میں نبی رسول اور پیغمبر ہی کہلائے گئے' صرف آدمؑ کو خلیفہ مانا گیا مگر خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ نے دور آخریں میں ایک اللہ کے مصلح مبلغ کو خلیفہ کہا اور اس کی اطاعت معنی بیعت کو ضروری قرار دیا۔ یہ بڑی اہم بات ہے دین کی سمجھ کے لئے, حالانکہ یہ لفظ خلیفہ غیر معروف عرصہ تک رہا پھر اچانک حضور ﷺ کی اس حدیث مبارک کہ "مہدی اللہ کا خلیفہ ہے اس کی بیعت کرو" کہ بعد دوبارہ مشہور ومعروف ہو گیا' اور لوگوں نے اسے حکومت اور نظامت سے منسوب کر دیا' اس طرح پہلے رسول ﷺ کے چار مخصوص صحابہؓ کو جو حکومت وہ بلد یہ اسلامیکے منتظم ہوئے' انہیں خلیفہ مان لیا' اس کے بعد اسلام کا ہر حکمران خلیفہ بن گیا یعنی حاکم مملکت اسلامیہ' جبکہ خلیفہ لفظ خصوصی طور پر اللہ کے انبیا مرسلین سے معروف ہے قرآن میں۔ اس طرح ہر ظالم حکمران بھی خلیفہ رسول ہونے کا مدعی ہو گیا۔ حَـلَفَ کا معنی قایم

مقام، جانشین ہوتا ہے۔ وہ پوچھے آیا اس طرح ہر نبی رسول پیغمبر کے بعد آنے والا مصلح مبلغ جسے لقاء اللہ حاصل ہو وہ خلیفہ ہوگا، دنیا کے ہر خطہ اور قوم میں نبی بھیجا جانا معنی اللہ کا قایم مقام بھیجا جانا ہے تا کہ اولا دآدم کی اصلاح وتبلیغ اور رہنمائی ہوتی رہے۔ جو مقامات نبی رسول اور پیغمبر کے علاقوں کے آس پاس بھیجے گئے ان کا اپنے سابق نبی رسول سے استفادہ کرنا یا ان کے صحایف سے یا لقاء اللہ تو معلوم ہوتا ہے، لیکن جو اولا دآدم غیر معروف اور غیر آبا دعلاقوں میں جا کر بس گئی ان کی اصلاح اور تبلیغ وحدت کا کوئی ذریعہ تو ہوگا جو لقاء اللہ کے سوا کیا ہوسکتا ہے ایسے علاقوں میں وہ تو نہیں کہتے ہونگے کے میرے پاس فرشتہ آتا ہے بلکہ وہ وحدت کا درس اسی لقاء اللہ کے طریق پر دیتے ہونگے۔ کیونکہ ہر قوم وخطہ میں اچھے برے لوگ ہوتے ہیں ان میں اچھے لوگوں کا اللہ سے لقاء اللہ کے رابطہ ہونا حقیقت ہے مگر ہر کوئی قاطی وگنہگار خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اصحاب کہف کا واقعہ دیکھیں جو چھ سات لوگ ساری قوم کی بے دینی سے اپنے ایمان کو بچانے بھاگ کر ایک غار میں پناہ لیتے ہیں تو ظاہر ہے ساری قوم کفر شرک وبدعت میں مبتلا ہوگی؟ ورنہ اتنے ہی لوگوں کا اپنا ایمان بچانے کے لئے غار میں پناہ لینا کیا معنیٰ؟ اس طرح دنیا کے ہر خطہ وہ قوم میں چند ایک نفوس اہل ایمان یا اللہ کے خلفاء بنائے گئے ہونگے جبھی تو اللہ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا کی ہر قوم وخطہ میں نبی رسول بھیجے۔ ہاں ! البتہ وقت زمانہ اور حالات کی وجہ سے نافرمانی کفر شرک شامل ہوتا رہا، یہ بات تو ان قوموں میں بھی رہی جو موحدین کہلائے جیسے بنت اسرائیل اتنے نبی رسول آنے کے بعد بھی وہ حکم عدولی کفر وشرک میں مبتلاء ہوتے رہے۔ آج مسلمانوں میں یہ حالت ہے کہ قرآن مجید جیسی عظیم رہنما ورہبر کتاب اللہ ہونے کے رسوم بدعت عادت ظلم اللہ کی حکم عدولی انحراف میں مبتلاء ہیں۔ مسلمانوں کی آبادیوں میں چند ایک نمازی ہی ملیں گے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ اسلام کے بنیادی فرایض وہ نہیں ادا کرتے۔ فرایض کا ادا نہ کرنا اللہ کا ن حکم نہ ماننا ہوا اللہ کا حکم نہ ماننا کفر میں شامل ہے اس طرح لاتعداد بے شمار مسلمان انجانے میں کفر کے مرتکب ہیں۔ اگر آج کسی مسلمان کو لغوی اعتبار سے کافر کہہ دیا تو وہ چراغ پا ہوجائے گا آسمان سر پہ اُٹھالے گا، مگر وہ فرایض نہ ادا کر کے اللہ کے حکم کا انکار کر عملی طور پر تو کر رہا ہے؟ کیا صرف اللہ کو ایک مان کر محمدؐ کو رسول مان لینا ہی دین ہے جب تک کہ ان کے احکام پر عمل نہ کیا جائے، یہی بات اللہ نے کہی ہے کہ ''کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ (اتنے پر) چھوڑ دئے جائیں گے کہ اُنہوں نے کہہ دیا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، اور وہ آزمائے (نہیں) جائیں گے؟۔ (عنکبوت ۱۔۳)۔

انسان کتنا ہی جاہل بے علم غیر مہذب ہو مگر کسی بھی چیز کا انتخاب اس کے اعلیٰ معیار اور خوبصورتی اور

بہتر ہونے کی بنیاد پر کرتا ہے۔حدیث میں ہے کہ اَللّٰہُ جَمِیلٌ یُحُبُ الْجَمَال تو کیااللہ کسی بھی بے دین بد بخت کو یوں ہی مومن قرار دیدے گا۔اُس نے خلایق میں سب سے بہتر محمدؐ کواپنا حبیب بنایا'۔یوں تو خلیفۃ اللہ ہونا اللہ کا نایب ہونا مانا گیا'لیکن اگر ہم قرآن میں مذکور ۲۵ پچیس انبیا کے ناموں کو چھوڑ دیں تو روایات میں ایک لاکھ چوبیں ہزار نبی سول بھیجے جانے کا ذکر ہےاور قرآن میں اللہ فرماتا ہے کہ''ہم نے ہر قوم اور زمین کے ہر قطعہ میں نبی رسول بھیجے'اور جب تک اللہ تعالی کسی قوم اور قطعہ میں نبی رسول اور اصلاح کرنے والے اور مبلغ نہیں بھیجتا ان قوموں کی گرفت نہیں کرتا۔اور تخلیق آدم پر اللہ تعالی نے ملا یکہ اور فرشتوں کے استفسار پر کہا کہ میں اپنا نایب اور خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ تو اس کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کریگا اور ہم تیری تسبیح و تمجید کرتے ہیں تو اللہ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور کہا میں اسے علم سے سرفراز کروں گا۔مطلب یہ علم کا ہونا اللہ کی صفت ہے اور یہ صفت اللہ نے اولا دآدم میں ودیعت کی'اللہ نے آدمؑ کو تو خلیفہ کہہ دیا لیکن جب بھی مصلحوں مبلغوں کا ذکر کیا تو نبی رسول پیغمبر کہا۔اگر خلیفہ کہا تو آدم علیہ السلام کو کہا پھر جب مہدی موعودؑ تابع رسولؐ کی بعثت کا وعدہ حضورﷺ سے کروایا تو مہدی کو خلیفۃ اللہ کہا''جب تم خراساں سے کالی جھنڈیا ظاہر ہوتی دیکھوں تو اس لشکر میں یا جماعت میں مہدی ہوگا جو اللہ کا خلیفہ ہے'اُس کی بیعت کرو چاہے تمہیں برف پر سے رینگ کر جانا پڑے''اتنی سخت تاکید اللہ تعالی نے اپنے حبیب محمدﷺ سے کروائ۔یعنی کہا تو آدمؑ کوخلیفہ کہا یا تو پھر مہدی موعود آخرالزماں کو خلیفۃ اللہ کہا گیا''۔یہ بات غور طلب ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے مہدیؑ کو اپنا خلیفہ نہیں کہا بلکہ اللہ کا خلیفہ کہا'اور اللہ نے انہیں تابع رسول کہا ہے قرآن میں مـن اتبـعنی کہوکہا ہے'یعنی اللہ نے کہا کہ کہو میرا تابع ہے۔جبکہ خلافۃ رسول اللہ کا نہ آپﷺ نے تعین کیا اور نہ ہی کسی کو نامزد کیا'حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہلکا سا اشارہ بھی نہیں دیا جبکہ حضرت سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے متعلق کئ معاملات نیابت بیان کۓ ہیں۔بہرکیف خلیفۃ اللہ یا تو آدم کو کہا یا تو مہدی موعود آخرالزماں کو کہا۔فرشتوں سے اللہ نے آدمؑ کے متعلق کہا کہ میں خلیفہ بنانے والا ہوں'جبکہ مہدی کو اللہ کے رسولﷺ نے خلیفۃ اللہ کہا'اور اللہ نے تابع رسول کہا۔آدمؑ اللہ کے نایب اور مہدی رسولؐ کے تابع'اور اللہ تعالی نے ایک جگہ سورہ بینہ میں جہاں اللہ کے رسولﷺ کو بینہ یا دلیل روشن کہا اسی سورہ کی اگلی آیت میں بینہ یعنی دلیل روشن کہا'پہلے بینہ کفار کی تبلیغ واصلاح کرنے والے دوسرے بینہ اُمت کے تفرقوں یا فرقوں کی اصلاح و تبلیغ کرنے والے۔اس کے علاوہ سورہ ھود میں اسی بینہ کا ذکر کیا آیت ۱۷ میں اتباع کرنے والے کے بارے میں آل عمران آیت ۲۰۔انفال آیت

۶۴۔ یوسف آیت ۱۰۸۔ کہا۔اس طرح اللہ تعالی نے تین جگہ رسول کی اتباع کرنے والا ایک جگہ بقرہ آیت ۱۲۴ میں ابراہیم کی ذریت کا امام دو جگہ مبین کلام اللہ سورہ رحمٰن اور سورہ قیامہ آیت ۱۹۔ دو جگہ وارث قرآن سورہ فاطر آیت ۳۲۔اور انعام ۱۹ (من بلغ) کہا۔اور یہی نہیں بلکہ اس تابع مبین کلام اللہ اور ذریت کے امام کی قوم کی نشانیاں بھی بتادیں کے وہ مثل صحابہؓ رسول ہونگے اور خلیفتہ اللہ کو دیئے گئے تصدیق کے قول و اقرار سے پلٹنے والے نہیں ہونگے کہ جن سے اللہ محبت کرے گا اور اللہ سے محبت کریں گے۔

پارہ Mercury نہ ٹھوس ہوتا ہے نہ سیال مگر نہ ایک جگہ ٹھہرتا ہے نہ بہہ جاتا ہے' بلکہ ٹھوس میں ٹھوس بن کر اور سیال میں سیال بن کر رہتا ہے' نہ کسی میں جذب ہوتا ہے نہ کسی شے کو اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ بے چین اور متحرک رہتا ہے۔اسی لئے کسی بھی بے چین انسان کو پارہ صفت کہتے ہیں۔نفس کی یہی علت اور کیفیت ہے ہمیشہ بے چین رہنا' نہ دنیا سے خوش نہ دین سے' نہ بتوں سے نہ شرک سے' نہ اسلام سے نہ ایمان سے' نہ عیش و عشرت سے نہ مصیبت و تنگدستی سے' نہ خوشی سے نہ مایوسی اور غم سے' نہ نیک نامی سے نہ خجالت و شرمندگی سے' نہ اچھائی سے نہ برائی سے' نہ نیکی سے نہ بدی سے' نہ بلندی سے نہ پستی سے' نفس ہر حال میں مشکوک اور بدگمان رہا ہے جو آگ کی صفت ہے شرارہ کہ جس سے جن شیطان اور ابلیس پیدا ہوئے' اسی نفس کو انسان میں داخل کیا تا کہ انسان کے شرف کا امتحان ہو۔انسان پارہ کی طرح ہے عبادت اطاعت کرتا ہے تو بے چین' کہ میں نے ٹھیک کیا کہ یا نہ کیا کہ مجھے عبادت سے کیا ملا' کیا عمر ضائع کی' عبادت نہیں کرتا تو بے چین کہ میں نے ٹھیک نہیں کیا۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا   یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

ابلیس جنوں کے قبیلے سے تھا' یا جن فرشتوں کی کوئی قسم تھی' اس سے بحث نہیں ہے۔مگر جن تھا یہ قرآن نے بیان کر دیا۔اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ابلیس اور شیطان میں فرق کیا ہے؟ شَـطَـطًا کے معنی جو بات حق سے دور ہو' یعنی حد سے زیادہ دور ہونا' یہ جور و ستم کے معنی میں بھی ہے' عربی میں شیطان کا طلب سرکش' بے لگام بے قابو چاہے وہ انسان ہو کہ جانور جیسے وَ كَـذٰلِكَ جَـعَلْنَا لِكُلِّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور اسی طرح کر دیا ہم نے ہر نبی کے دشمن شریر آدمیوں اور جنوں کو کہا انسانوں میں سے بھی۔حضرت عمرؓ ایک ترکی گھوڑے پر سوا ہوئے' وہ بد کنے اُچھل کود کرنے لگا تو فرمانے لگے کہ تم نے مجھے اس شیطان پر سوار کر دیا۔سیبویہ نے جو لغت عربی کے امام ہیں الکتاب میں لکھا یہ شَـطَـنَ سے مشتق ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں اور اسم فاعل شَـاطِـنٌ ہیا اور کوفیوں کے نزدیک اس کا

وزن فَعْلَانٌ ہےاورنون زاید ہےاور شَاطَ ...یَشِیْطُ سے مشتق ہے جس کے معنی ہلاک ہونے کے آتے ہیں۔اس کی مونث شَیْطَانَۃٌ ہےاور شَیْطَانٌ کی جمع شیاطِیْنُ ہے۔غرض ہر شے کو جو سرکش ہو شیطان سے موسوم کیا گیا کہ اس کے اخلاق اورافعال اپنے تمام ہم جنسوں سے جدا ہوتے ہیں اور وہ خیر سے بعید (دور) ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کے پاس اس کا استعمال جلنے 'حسد کرنے 'ہلاک ہونے 'باطل ہونے 'سرکش ہونے 'جو دنیا میں حسد سے جیتا مرتا ہے۔مگر عرف عام میں ابلیس علیہ لعنت اللہ کو شیطان کہتے ہیں'ابلیس کا نام اس لئے ہوا کہ اِبْلَاسٌ کے معنی نا اُمید ہونے کے ہیں اور وہ رحمت حق سے نا اُمید ہے اسی طرح شَطَنٌ کے معنی دور ہونے کے ہیں اور شیطان نیکی سے دور ہے اور شَــاطَ ... یَشْـطُ کا استعمال غصہ میں جلنے بھنے کے لئے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ وَ خَـلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِ جٍ مِنْ نَّارٍ اور بنایا جن کو آگ کی لپیٹ سے اسی پر دلالت کرتی ہے اور اسی بنا پر وہ فرط غضبیہ اور حمیت مذمومہ سے مخصوص ہوا اور حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے باز رہا۔

اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ ابلیس شیطان صفات ہیں ایک ایسے جن کی جو حسد بغض میں مبتلا ہوا اور غرور وتکبر کر بیٹھا اور بارگاہ ایز دی سے راندہ درگاہ ہوا اور لعنتی کہلایا۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانوں میں بھی شیطانی صفات کے لوگ ہوتے ہیں۔جن اور انسان دو مخلوق ہیں خلایق عالم کی مگر ان کی لعنتی صفات کی وجہ سے وہ ابلیس اور شیطان کہلائے جاتے ہیں'جس کی وجہ سے انہیں جہنم کا عذاب مقرر کیا گیا ہے۔اور یہ صفات لوگوں میں قوموں میں عالموں زاہدوں میں بھی ہوتی ہیں ان صفات میں جو ملوث ہو وہ عالم سو'اور جھوٹے اولیا ہونے کے مدعی ہوتے ہیں ناحق کو رائج کرتے حق کو دباتے چھپاتے ہیں تا کہ ان کا انسانوں پر دبدبہ اور اثر ورسوخ بنا رہے'ایسے لوگ ہر قوم گروہ فرقہ مذہب خطہ زمین پر ہوتے ہیں جن سے انتشار اور فساد آئے دن برپا ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو حق سے واقف کرانے مقام عبرت کے لئے دنیا میں ہر دور میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا اور وہ اپنے انجام کو پہنچے۔اس کی بہترین مثال فرعانہ مصر کی حنوط شدہ لاشیں ہیں'جو بغیر ضایع ہوئے ہزاروں برسوں سے محفوظ ہیں۔اس سے ایک بات اور ثابت ہوتی ہے کہ جب اللہ کے دشمن کی لاش محفوظ رہ سکتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قول درست ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں'فرق یہ ہے کہ انبیا اپنی ارواح کے ساتھ ہیں اور مشرک وکافر بغیر روح کے کیونکہ ان کی ارواح بعد موت عذاب میں ہوتی ہیں۔اور قرآن کہتا ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے جسے ہم نہیں سمجھتے'یہ رزق کا دیا جانا شہیدوں کو

تا قیامت ہے یا حیات دنیا کی معیاد تک ہے یہ نہیں معلوم۔حضرت موسیٰ کے ساتھ مقابلہ کرنے والا ایک ہی فرعون تھا
،جبکہ اس کی طرح حنوط کی گئی بہت سارے لاشیں ہیں اس کا مطلب یہ کہ اسی کی طرح کئی فرعون گزرے ہیں،لیکن
اس سے پہلے حضرت یوسفؑ کو حکومت سونپنے والے حاکم کو عزیز الْعَزِيْزِ آیت ۳۰ میں کہا گیا۔حضرت موسیٰؑ کا زمانہ
حضرت یعقوبؑ کے بعد کا ہے جن کے بیٹے حضرت یوسفؑ تھے۔ان کے بعد حضرت داوٴدؑ اور سلیمانؑ کا زمانہ ہے
۔چونکہ بنی اسرائیل میں جب تب انبیاء آتے رہے اس لحاظ سے نیک نفس شریف اور مومن لوگ بھی رہے ہیں،اور بنی
اسرائیل میں مردوں کو دفن کرنے کا طریقہ تھا۔حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا زمانہ قریب قریب کا ہے۔کیونکہ یہود و
نصاریٰ کی کتابیں تقریباً ایک جیسی ہیں اور بہت سارے توریت کے ابواب اور بیان انجیل میں درج ہیں۔اس لئے ہم
دیکھ سکتے ہیں کہ یروشلم کا تقدس یہود و نصاریٰ کے لئے اہم ہے جہاں پہلے حضرت داوٴدؑ نے ایک معبد خانہ اللہ کی
عبادت کے لئے حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کعبہ کے بعد یروشلم میں بنایا جسے مسلمان مسجد ایلیا کہتے ہیں اور یہودی اس کی
حفاظت میں حضرت سلیمانؑ کی تعمیر کی گئی دیوار کو کوٹل kotel یا دیوار گریہ wailing wall کہتے ہیں جو یروشلم
کے مغرب میں ہے۔لاشوں کو حنوط کرنا فرعونوں یا خبطی قوم کا طریقہ ہے۔اس کے لئے وہ پہلے مردہ لاش کے پیٹ کے
تمام اعضاء معدہ دل کلیجہ گردہ آنتیں اور دماغ نکال لیا کرتے تھے تا کہ لاش کے جلد سڑنے کا خدشہ نہ رہے۔باقی
کھوکھلے جسم کو حنوط کردیتے۔

ہوسکتا ہے کہ مردے کو حنوط mummified کرنے کا چلن اس لئے پڑا ہو زمانہ قدیم میں مخالفوں اور
دشمنوں کی مردہ لاشوں کو بطور ذلت قوم مثلہ بنادیا جاتا،یعنی انہیں کچلا مسلا اور مسخ کر کے پھینک دیا جاتا۔اور فراعنہ مصر
نے اسی وجہ سے حنوط کرکے بڑے بڑے اہرام میں رکھ دیتے تا کہ وہ محفوظ رہیں۔اس کی مثال عرب میں حضرت حمزہؓ
کی لاش کو ہندہ نے حبشی کے ذریعہ شہید کر کے کلیجہ چبانے کا واقعہ بھی ہے اور مہدویہ کے ایک بزرگ حضرت عبداللہ
خاں نیازی کے سر کو ہاتھی کے پاوٴں سے کچل کر لاش کو مثلہ بنا کر پھینک دیا اور لاش کئی دن تک پڑی رہی ایسی بربریت
ہمارے بزرگوں کے ساتھ بھی ہوئی ہے یہ واقعہ شیر شاہ سوری کے عہد کا ہے جس کا زمانہ ۱۴۷۲ سے ۱۵۴۵ کا ہے جو
مہدیٔ موعودؑ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے ۳۵ یا ۵۰ برس بعد کا دور ہے۔یہ چلن کچھ دوسری قوموں میں بھی تھا،چین
کے یونان اور سیچوان علاقوں میں مردہ لاشوں کو رسوں سے باندھ کر پہاڑی پر لٹکا دیا جاتا۔بعد میں عیسایوں نے مردوں
کو صندوق بند دفنانے کا رواج اپنایا۔یہ بات طلوع اسلام کے بعد بھی قایم رہی مگر مختلف طریقے سے،حضرت سیدنا علی

کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ نے وصیت کی کہ میرے لاشہ کو نا معلوم جگہ دفن کردینا' شاید اس میں وہی بات ہو کہ خوارج آپؓ کی لاش کا مثلہ بنا کر کھلے میں چھوڑ کر چیل کوؤں کے حوالے کرکے عترت فاطمہ اور آل رسولؐ اور مسلمانوں کی دل آزاری نہ کریں' لہٰذا حضرت علیؓ کو ایک نا معلوم مقام پر مدفن کیا گیا' ایک عرصہ بعد شیعہ نے ایک قیاسی مقام کو حضرت علیؓ کا مقبرہ قرار دے کر ایک مقام اور جالی بنا دی اسی کو حضرت علی کا مقبرہ قرار دے دیا جو آج تک مشہور ہوا چلا آرہا ہے۔ اور حضرت امام حسینؓ کو کربلہ میں شہید کرنے کے بعد یزیدیوں نے ان کے جسم چھوڑ دیئے اور سر کاٹ کر شمر کو بطور تحفہ دینے لے گئے اور ان سروں کو کہا دفن کیا گیا معلوم نہیں۔ یہی نہیں حضور ﷺ کے وصال کے تقریباً چار سو برس بعد دو یہودیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری اور حرمت رسولؐ کو پامال کرنے کے لئے مدینہ میں ایک سرنگ کھودی تا کہ آپؐ کا جسد اطہر چرا کرلے جائیں' حضور ﷺ نے اُس وقت کے مسلم حکمران نورالدین زنگی کو خواب میں اسے واقعہ بتایا تو نورالدین زنگی مدینہ آیا اور تحقیق کرکے ان دو یہودیوں کو پکڑ کر قتل کیا اور روضہ مبارک کے اطراف سیسہ کی ایک دیوار بنا دی' تاکہ آیندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرسکے۔ یہ سلسلہ دوسری قوموں میں بعد میں بھی رہا' مثلاً چنگیز خاں نے اپنے دور حکومت میں چار کروڑ لوگوں کا قتل عام کرایا اور مسلمانوں کی حکومت تاخت وتاراج کردی' اور جب اس کی موت کا وقت آیا تو چنگیز خاں منگول نے اپنے مخلص ماتحتوں کو حکم دیا کہ اس کی لاش کو نا معلوم جگہ پر دفن کیا جائے' لہٰذا ایسا ہی کیا گیا چونکہ منگول وحشی قوم تھی انہوں نے چنگیز خاں کو دفنانے کے بعد ہزاروں گھوڑوں کی ٹاپوں سے اس مدفن کو مٹایا دیا تاکہ نشان باقی نہ رہے پھر اس کے بعد ان لوگوں کو جو اس کے مدفن میں شامل تھے تقریباً دو ہزار لوگوں کا قتل عام کردیا اور بعد میں اس کے ماتحتوں نے خود بھی زہر کھا کر خودکسی کرلی تاکہ کوئی اس کی قبر کی نشاندہی کرنے والا باقی نہ رہے۔ یہ سلسلہ مہدویہ میں حضرت بندگی سید خوندمیرؓ کے ساتھ پیش آیا سدھراسن میں میاںؓ کی شہادت کے بعد جسم وہیں دفن کردئے اور سر کے پوست کو پاٹن میں اور ہڈیوں کو چاپانیر میں دفن کیا گیا۔ بعد کے دور میں حضرت عبداللہ خاں نیازیؒ کو مہدوی ہونے کی پاداش میں شیر شاہ سوری کو بہکا کر علمائے سو نے آپؒ کے سر کو ہاتھی کے پاؤں سے کچل کر مثلہ بنایا اور جسم کئی دن تک بے یارومددگار بے گوروکفن پڑا رہا مگر میاں عبداللہ خاں نیازی نے تصدیق مہدی سے ارتداد سے انکار کردیا تھا اور اپنے مصدق ہونے کی شہادت دی' جس کا ذکر ابوالکلام آزاد نے تذکرہ میں ہے۔

اللہ کہتا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے تم

ان کی زندگی سے واقف نہیں'اللہ کے رسول ﷺ کہتے ہیں کے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں'اور حضور ﷺ نے معراج کے دن کئی انبیاءکواپنی قبروں میں نماز پڑھتے دیکھا۔جب انسان جیسی حقیر مخلوق اپنے مردوں کو ہزاروں سال جوں کے توں باقی رکھ سکتے ہیں تو خالق تو اللہ تعالی ہے وہ کیوں نہیں اپنے انبیا اور شہدا کو زندہ رکھ سکتا؟۔اللہ کے لئے کونسی بڑی بات ہے؟ کیونکہ انبیاءمرسلین افضل الانسان ہوتے ہیں۔آج عرب میں کئی ایسی لاشیں برآمد ہوئیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ وہ صحابہؓ کی لاشیں ہیں (واللہ عالم) اگر یہ مان لیا جائے تو انبیاء کیوں قبروں میں زندہ نہیں ہوں گے؟۔کچھ عالم غیب کی باتوں کواللہ کے کلام اور رسول کے بیان پر چھوڑ دینا چاہیے'یہی بات قرآن نے شروع میں کہی ہے عـالـم الـغـيـب والشـهـادة عالم غیب پر یقین رکھتے ہیں'ایمان والےاور عبادت کرتے زکواۃ دیتے ہیں۔قرآن کوسمجھنے کے لئے قرآن ہی مثل ہے اسے قرآن کے ذریعہ ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

ہجرت کا بیان قرآن میں کئی جگہ (تقریبًا ۲۴ مقامات پر) آیا ہے کہیں واضاحت کے ساتھ کہیں اشارہ وکنایہ میں ہے۔مگر حضور ﷺ کونزول قرآن کی ۷۰ویں سورہ/اورترتیب قرآن میں ۱۶میں بتایا گیا کہ وَالَّـذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ مبَعْدِ مَا ظَلَمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ، وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا يَـعْلَمُوْنَ ۔النحل ۴۱۔اورجن لوگوں نے اللہ کیلئے ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پرظلم کیا گیا'ہم انہیں ضرور جگہ دیں گے دنیامیں اچھی اور بیشک آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔اس کے بعد آیت ۱۱۰میں کہا گیا کہ ثُـمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِـلَّـذِيْـنَ هَـاجَرُوْا مِنْ مبَـعْـدِ مَا فُتِنُوْا ......۔پھر بیشک تمہارارب ان لوگوں کے لئےجنہوں نےہجرت کی'اس کے بعد وہ ستائے گئے......معنی آپ کو بتادیا گیا کہ اگر ظلم وزیادتی ہورہی ہےتو ہجرت فرمالیں۔اس کے بعد نزول قرآن کی ۸۵ویں سورۃعنکبوت میں کی آیت ۵۶ میں صاف بتایادیا کہ ہجرت کی تیاری کریں۔يٰـعِبَـادِيَ الَّـذِيْـنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِـيْ وَاسِعَةٌ فَـاِيَّـايَ فَـاعْبُدُوْنِ ۔اے میرے بندو جوایمان لائے ہو'بیشک میری زمین وسیع ہے'تم میری ہی عبادت کرو۔کھلااورصاف حکم ہجرت کا آگیا۔سورہ عنکبوت قرآن مجید میں ۲۹ویں مقام پر ہے'لیکن اس کا نزول ۸۵ سورہ کے ہوا ہے یعنی اس کے بعد صرف سورہ المطففین 86 سورۃ کے نازل ہوئی اس طرح یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی آخری سورتوں میں ہیں۔اس کے بعد سورہ بقرہ ۸۷ مدینہ منورہ میں پہلے سورۃ نازل ہوئی۔اس گفتگو کے قطع نظر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہجرت کیا ہے؟ جیسے کہا ہجرت ظاہری وباطنی کا ہونا جمہور علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے۔اگر دیکھا جائے تو حضرت ابراہیمؑ نے بابل ونینوا جوآج اعراق میں ہے وہاں سے ہجرت کی نمرود کے مقابلہ کے بعد مصر پہنچے

پھر واپس کنعان موجودہ فلسطین آئے۔اور اسماعیلؑ نے ہجرت ہوئی ایام طفلی میں بی بی ہاجرہ کے ساتھ فلسطین سے مکہ مکرمہ کو۔حضرت موسیٰؑ نے ہجرت کی مصر سے عرب حضرت شعیبؑ کے مقام پر واپس دوبارہ اللہ کے حکم سے مصر گئے فرعون کو دعوت ایمان دینے جب وہ غرور و تکبر پر قایم رہا تو اپنی قوم بنی اسرائیل کو لے کر صحرائے سینا آئے جو عرب کا شمالی علاقہ ہے وہاں چالیس برس رہے وہاں سے فلسطین چلے آئے۔حضورﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور کوئی بھی نبی رسول ہجرت کے بعد وطن واپس نہیں ہوئے۔مہدی موعودؑ نے جونپور سے ہجرت کی فراہ میں دنیا سے پردہ فرمایا۔اس سے واضح ہوتا ہے ہجرت انبیاء و مرسلین کی سنت ہے۔یہ اُمتوں کے لئے نقل مکانی ہے اگر رزق کی تلاش میں کہیں منتقل ہوتے ہیں ہجرت صرف اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے کی جانے والی منتقلی ہے، قرآن میں ہجرت کا جو بیان ہے اُس میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اُمتوں کو ہجرت اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔حضورؐ نے ایک معرکہ سے لوٹتے ہوئے فرمایا ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہیں صحابہؓ کے استفسار پر بتایا کہ بڑا جہاد کیا ہے تو نفس سے جہاد کرنا بڑا جہاد بتایا اس لحاظ سے اُمت کا نفس سے مقابلہ کرنا تقوی توکل پرہیز گاری سے جہاد اکبر ہے۔ایسا ہی کچھ اُمت کی ہجرت ہے کہ ہجرت باطنی یعنی لہو ولعب ترک شہوات ترک لذایذ ترک حب دنیا ترک متاع دنیا اُمت کی ہجرت ہے۔اگر دوسرے طریق پر بھی دیکھا جائے تو کیا اگر کوئی مملکت اسلامیہ ہو جہاں پر دین ایمان کی آزادی ہے وہاں سے بھی ہجرت کی جائے گی؟ مذہب مسالک عقاید طور طریق کا ٹکراؤ الگ بات ہیں اس میں ظلم وستم جبر واستبداد گاہ گاہ ہوئے ہیں کل ملا کر مسلم مملکت میں اطمنان ہی ہوتا ہے وہاں نہ ہجرت کی نہ جہاد کی بات ہوگی۔ہاں اگر غایت درجہ کا ظلم ہو جیسا کہ مہدویوں کا اخراج ہوا مقابلے ہوئے معرکہ ہوا ایسے میں نقل مکانی ہوئی ہے مگر تمام عالم اسلام میں صرف اور صرف ہجرت باطنی جیسے تقوی توکل ترک حب دنیا ترک علایق کی تعلیم مہدویہ میں ہی ہے اور مسلمانوں کے کسی فرقہ اور جماعت میں نہیں ہے۔مہدی موعودؑ کا ہجرت کرنا سنت خلافتہ اللہ کے تحت ہے جبکہ ان کے صحابہؓ یا مصدقوں نے ترک وطن و نقل مکانی کی ہے۔البتہ جو اخراج اور مقابلے و معرکے ہوئے وہ ہجرت ظاہری کے زمرے میں آتے ہیں۔مگر پچھلے دوسو برسوں میں ان پر بھی روک لگ گئی جگہ جگہ پر مہدویہ دایروں کا مستقل قیام ہی نہیں بلکہ آبادیاں اور شہر بن گئے ہیں جہاں کسی قسم کا فساد اور اخراج کا معاملہ ہی نہیں ہے۔اس لئے فی الوقت ہجرت باطنی ہی مصدقوں کے لئے ہجرت مانی جائیگی۔اور صحابہؓ کے دور سے ہی ہجرت باطنی کا آغاز ہوگیا تھا نہ کہ ہجرت ظاہری کا ۔حضور نبی کریمﷺ کے ہجرت مدینہ کے بعد جو مسلمان دوسری ملکوں قطعوں میں تجارت یا جہاد کے لئے گئے انہیں

ہجرت نہیں مانا گیا' دورِ نبوت کے بعد ہجرت صرف حضورﷺ اوران کے صحابہؓ کی نقل وطن کو ہجرت مانا گیا ہے اور تو اور حضورﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے نبوت کے تیسرے اور چھٹے برس جو حبشہ کو صحابہ نقل کر گئے اُسے بھی ہجرت مانا گیا ہے۔

اپنی مرضی سے نفس کو نکارتے ہوئے تمام مصایب و آلام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف راغب ہونا اس کی طرف چل پڑنا ہی ہجرت ہے۔

دین وایمان میں کچھ باتوں کو علم دلیل منطق سے کچھ باتوں کو قرآن وسنت کے مطابق کچھ باتوں حالات اور زمانہ کے لحاظ سے اختیار کیا گیا جس کی اجازت بطور اجماع کے دی گئی' معنی تمام اُمت مسلمہ اگر ایک مسلہ پر دینی و ایمانی لحاظ سے متفق ہو جائے تو وہ دین کا حصہ بن جاتا ہے جسے اجماع کہا گیا' اور تفرقہ اجماع میں ہی زیادہ ہے۔

قرآن مجید کی چند سورتوں کی کچھ خصوصی آیات کا تعلق ایک دوسرے سے دکھائی دیتا ہے' مگر وہ صرف نزول قرآن میں ہی نظر آئے گا۔ جیسے ان مدنی سورتوں کی دیکھا جائے سُورۂ بقرہ نزول ۸۷ کی آیت الکرسی بقرہ کی آخری تین آیات۔ نزول ۹۴ سورہ الحدید کی شروع کی آیات نزول ۹۶ سورہ الرعد نزول ۹۷ سورۃ الرحمٰن نزول ۱۰۱ سورۂ الحشر کی آخری آیات نزول ۱۰۲ سورۃ النور' ایسی چند سورتیں ہیں جن میں ایک تعلق اور تطبیق ہے۔ مثلاً آیت الکرسی قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت ہے' اس کے یہ کلمات اسے عظیم بناتے ہیں۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ ایک ہے (نہیں کوئی اس کا شریک) اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قایم رہنے والا۔ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ نہ اُسے اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ کون ہے جو سفارش کرے عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اور وہ (کوئی بھی مخلوق) نہیں احاطہ کر سکتے اس کے علم میں سے کسی چیز کا مگر وہ جتنا (دینا) چاہے۔ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اس کی کرسی سمائے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا , وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔ اور نہیں تھکاتی اس کو حفاظت اور وہ بلند مرتبہ ہے (یعنی اس کائنات کو سنبھالے رکھنا اس کے لے کوئی بوجھ اور پریشانی کا سبب نہیں ہے)۔ بقرہ ۲۵۵۔ اس آیت کو ہم سبھی پڑھتے رہتے ہیں مگر یوں ہی گزر جاتے ہیں اگر غور کریں تو اللہ تعالیٰ ایک اور معبود ہونے کے جو تمام اسباب وہ کیفیات مخلوق کو چاہئے

وہ تمام بیان کردی گئی ہیں۔ بالکل اسی طرح ان آیات کا بیان ہے جن کا اُوپر ذکر کیا ہے۔ یہ ایمان وحدت خداوندی اور ذات باریٰ تعالٰی کی شان وعظمت میں بیان کی گئی آیات ہیں، یہ قرآن کے پیغام کالُب لُباب ہیں۔ اور بھی ایسی آیات اور کلمات قرآن میں ہیں اگر ان پر غور کرکے عمل کرلیا جائے تو ایمان کا حاصل ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ ان آیات میں عظمت خداوندی میں غور وخوض کرنے کی دعوت ہے جو معرفت الٰہی کے لئے ضروری ہیں۔

شرک صرف یہ نہیں ہے کہ بتوں کو اللہ کی ذات میں شریک سمجھ لیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو کوئی حکم دیا اسے اپنی طرف سے بدلنا اس میں اپنے خیال اور عقاید داخل کرنا، اپنی مرضی اور عقیدے کے مطابق قرآن کا بیان کرنا بھی شرک ہے۔ معنی ہم نے اللہ کے کلام میں اپنا خیال شریک کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آدمؑ کو علم دیا، لیکن حضرت آدمؑ کی زندگی کے واقعات میں ایسا کوئی مخصوص علم نہیں ہے روایات میں جو بعد کے نبیوں رسولوں پیغمبروں اور اللہ کے خلیفوں کو دیا گیا، آدمؑ کو علم دیا معنی اولا دآدمؑ کو علم اور ہنر کا دیا جانا ہے، یہ وہی اولا دآدم ہے جس نے بعد میں سمندری جہاز بنائے، بڑی دیو قامت محلات اور عمارتیں بنوائیں، ترقی وایجادات کا سلسلہ شروع کیا باوجود ان سب کے، یہ وہ حقیقی علم نہیں ہے حقیقی علم نبیوں رسولوں پیمبروں اور اللہ کے خلیفوں کو دیا گیا، جنہیں خاص علم عقل اور فراست سے نوازا، اور اس علم کو صحایف انبیاء اور کتب نازلہ میں بیان کیا، اور آخر میں جب انسانیت یا اولا دآدمؑ اپنی عقل سمجھ علم کی انتہاء پر پہنچی تو قرآن نازل کرکے ایسا علم دیا جو اگلی حقیقتوں کو تو بیان کرتا ہے بعد میں آنے والی ہونی والی حقیقتوں کو بھی بیان کرتا ہے جسے صدیوں تک نظر انداز کرنے کا ڈھونگ رچایا گیا اور آج دنیا میں کوئی ایسی کتاب انسانی یا مذہبی نہیں ہے جس پر اتنا کلام ہو رہا ہو تحقیق ہو رہی ہو بیان ہو رہا ہو اور یہ کام مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلم کرر ہے ہیں اور اور قرآن کی حقیقتوں کو سچ ثابت کرر ہے ہیں اور حیران ہو رہے ہیں کہ جو باتیں آج ہم کہہ اور سن رہے ہیں اسے قرآن نے چودہ سو برس پہلے بیان کردیا ہے۔

علم کی تعریف پڑھنا لکھنا ہنر سیکھنا معلومات حاصل کرنا ہے۔ جانور پرندے حیوانات گھاس پھوس کھاتے ہیں دانے چگتے ہیں یہی ان کی غذا ہے ہر جانور کی اپنی غذا اور زندگی اور حیات کو برقرار رکھنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن انسان کا معاملہ الگ ہے وہ گھاس پھوس نہیں کھاتا البتہ اسی سبزہ زار سے اُگنے والے دانے دنکے بالیوں ٹہنیوں سے نکلے اناج دانے میوے پھل سبزیاں چن کر الگ کرتا اور کھاتا ہے اور جن کو کچا کھانا ہے جن کو پکا کر کھانا ہے کھاتا ہے، یہ انسان کا علم ہے جو اسے سکھاتا ہے کہ انسان کشتی جہاز بنا کر دور دراز سفر کرنے کا علم جانتا ہے نشانیوں کے ذریعہ

ستاروں کے ذریعہ یہ انسان کا علم ہے' آج ہوائی جہاز اور دوسری سواریاں بنا کر سفر کرنا اس نے اسی علم سے سیکھ کر ترقی کی آسانیاں پیدا کر لیں' انسان ہی ہے جو گھر عمارت محل بنا کر رہنا جانتا ہے یہ اس کا علم ہے۔ بجلی پیدا کرنا ایندھن سے گاڑیاں چلانا اس نے علم سے سیکھا ہے' اللہ نے انسان میں جب علم دیا تو اسے حاصل کرنے کی ذہانت بھی دی' جس کے لئے وہ علم کے نئے احیا تلاش کرتا ہے' معلومات حاصل کرتا ہے' اس تمام علم کے باوجود بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو انسان ہزاروں برسوں کی کوشش اور علم سے سیکھ نہیں پایا' کچھ ایسے احوال کو وہ جان نہیں پایا' ایسے احوال کو اللہ نے اپنے نبی رسول پیغمبروں اور خلیفوں کے ذریعہ انسان کو بتایا' کچھ ایسے علوم ہیں جو دین ایمان مذہب عرفان سے ہی حاصل ہوتے ہیں جن کا علم اور تجربات سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے' وہ ہے انسان کی روحانی پرواز جو ان ظاہری علوم سے زیادہ قوی مضبوط اور بلند ہے۔ ان ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ جس میں کسی قسم کا شک گمان یا کسی قسم کا اختراع نہیں ہے' بلکہ یہ وہ علم ہے جسے آدم کو دئے جانے کا ذکر ہوا جسے سردار الانبیا ﷺ کو دیا گیا' قرآن مجید دنیا کے علوم کے علاوہ عقبیٰ کے علوم بھی سکھاتا ہے کہ جو انسان کے مقامات اور درجات کو حاصل کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اُن کے لئے جو خالق رب العالم کی ذات میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ ان تمام خوبیوں اور کمالات کے انسان کا علم سمندر میں چڑیا کی چونچ میں پانی جتنا' اتنا ہے' باقی علم اللہ کا ہے' جو **عالم الغیب و الشهادة** ہے انسان کا علم ہو چکی باتوں پر محدود ہے اللہ کا علم ہو چکی اور ہونے والی باتوں پر محیط ہے' جس میں کوئی فرشتہ نبی رسول پیمبر شریک نہیں۔ وہ علم صرف ذات یکتا کے پاس ہے۔ جس کا ذکر سورہ کہف میں موسیٰ اور خدا کے بندے خضر کے بیان میں ایک ہلکی سی جھلک میں بیان ہے۔ اس علم کو سمجھنے سیکھنے کے لئے خدا کے حضور نیستی بردباری خاکساری چاہئے۔ حضرت شمس تبریز ایک جید عالم دین تھے جو بادشاہ وقت کے قریبی اور منظور نظر تھے جن کا مذہبی مقام بادشاہ کے مقام سے اونچا تھا' ایک دن شان کروفر اور جلال و دبدبہ سے علمی غرور میں مست شہر کی گلیوں سے سواری پر گزر رہے تھے کہ بھیڑ میں ایک حقیر فقیر شخص پر نظر پڑی جو انہیں بے اعتناعی اور حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ حضرت شمس تبریز کو برا لگا شان علم و دستار و سند کو ٹھیس لگی' خاموشی سے گزر گئے' کچھ دن بعد دیکھا کہ ان کے مدرسے میں وہی بزرگ پاؤں میں کھڑاؤں کھٹکاتے داخل ہوئے غصہ تو آیا مگر چپ رہے ایسی گستاخی ان کے ساتھ کوئی کرنے کی کیسے جرات کر سکتا ہے۔ طالب علموں سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ وہ شخص ان کے قریب آئے' ان کے قلمدان سے ایک کتاب اُٹھا کر پوچھا "ایں چیز است" یہ کیا چیز ہے' شمس تبریز نے حقارت سے کہا کہ "ایں علم است کہ تو نمی

دانی''۔تھوڑی دیر یوں ہی وہ شخص ادھر اُدھر گھومتے رہے کچھ دیر بعد جب شمس تبریز واپس آ ئے تو دیکھا قلمدان پر وہ کتاب نہیں ہے بڑے پریشان ہوئے ڈھونڈنے لگے تو اس بزرگ نے پوچھا کیا ڈھونڈتے ہو تو کہا کہ ایک انمول کتاب یہاں رکھی تھی دکھائی نہیں دیتی تو اس بزرگ نے کہا ''ارے وہ'میں نے سمجھا پرانی کتاب ہے کیا معلوم' میں نے اس پانی میں پھینک دی' شمس تبریز کو بہت غصہ آیا کر کیا سکتے تھے افسوس کرنے لگے تو اس شخص نے کہا وہ کتاب اتنی اہم تھی تو دیکھتا ہوں کہ شاید مل جائے تو شمس تبریز نے کہا بڑے میں کیا نادانی ہے کتاب پانی میں موجود بھی رہے گ تو کیا صحیح حالت میں ہوگی' تو انہوں نے کہا دیکھنے میں کیا حرج ہے' پانی میں ہاتھ ڈالا کتاب صحیح حالت میں سامنے رکھدی 'اور شمس تبریز نے سوال کے کہ ''ایں چیز است'' یہ کیا چیز ہے' انہوں نے سمجھا جادو یا شعبدہ ہے۔ تو بزرگ نے جواب دیا ''ایں علم است کے تو نمی دانی''۔ یہ وہ علم ہے جو تم نہیں جانتے' اس کے بعد پھر قربت ہوئی معلوم ہوا کہ وہ بزرگ جلال الدین رومیؒ ہیں۔ پھر ایک وقت آیا کہ تمام کروفر منصب مقام شان وشوکت چھوڑ کر شمس تبریزؒ حضرت رومی کے ساتھ جنگل وصحرا کی خاک چھاننے لگے' کسی نے کہیں پوچھا کہ حضرت یہ کیا حال بنالیا ہے تو کہا مولا نا روم کے ساتھ رہ کر میں نے وہ حاصل کیا ہے جو بادشاہ کے محل اور شان وشوکت میں مجھے نہیں ملا۔ آج بھی برموڈا ٹرینگل کا راز انسان کو معلوم نہیں' آب حیات کی تلاش میں جاپان' فیوجی اور فرانس کے چشموں سے منگوا کر مہنگا پانی پیا جا رہا ہے جس کے ایک لیٹر کی قیمت ہزاروں لاکھوں روپیہ ہے۔

عروج وزوال انسان کی انفرادی زندگی میں ہو تو اس کا عرصہ ایک صدی کے اندر کا ہوتا ہے' اگر قوموں کی تاریخ میں ہو تو صدیاں بن جاتی ہیں۔ بنی اسرائیل کا عروج وزوال صدیوں پرانا ہے' اسلام کا عروج حضور ﷺ کے بعد سات 7 برسوں تک رہا پھر چنگیز خاں آیا مسلمانوں کا دور زوال ایک ڈیڑھ سو برس رہا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے مطابق مہدی موعودؑ کی بعثت ہوئی پھر چار صدیوں تک اسلام کا عروج رہا اس دوران مسلمانوں نے پھر سے خود کو بھلایا مہدی کا انکار کیا اور اپنے خیال عقاید اور طریقے بنائے مگر تعلیمات مہدی کی بنیاد پر' آج پھر مسلمانوں اور مہدویوں دونوں کا زوال ہے۔ ایسا بت پرستوں کے ساتھ نہیں رہا کیونکہ ہر مقام کی بت پرستی الگ ہوتی ہے فرعون اس کے قوم کی بت پرستی الگ تھی' اس کے بعد رومیوں کی بت پرستی الگ تھی جو حقیقت میں ستارہ پرستی تھی' ایرانی بت پرستی الگ تھی ساسانی الگ' ہندی بت پرستی آریاؤں کے آنے سے پہلے الگ تھی ان کے بعد بے شمار بت پرست قبیلے اور علاقے بن گئے۔ بودھ کی بت پرستی کا زمانہ مختصر رہا' ملحدین ہر زمانے میں رہے آج ا تھسٹ کمیونسٹ کے نام سے

جانے جاتے ہیں ان میں بھی ایک قسم کا نہیں کی قسم کا الحاد ہے۔ حالانکہ آج ملحدین ہر زمانے سے زیادہ ہیں۔ عیسایوں کا عروج اسلام سے پہلے ویسا نہیں تھا جو آج ہے' حالانکہ رومی اور بازنطینی حکومتیں ان کی تھیں' ان کا غلبہ پندرھویں صدی عیسوی کے بعد اچانک ہوگیا Renaissance نشاۃ ثانیہ کے بعد' جو یوروپ میں شروع ہوا کہ جس میں ایجاد ترقی پسندی کے ساتھ عیسایت کا غلبہ ہونے لگا' اور عیسایوں نے تاریخ میں سب سے زیادہ ظلم بربریت جور وستم کے تمام ریکارڈ توڑدے' یوروپ' امریکہ افریقہ لاطین امریکہ عرب ممالک میں۔ یہ سب کچھ ہوا پندرھویں صدی عیسوی کے بعد جب چھاپہ خانہ اور طباعت و اشاعت کا دور آیا' جس میں پہلے بائیبل چھاپی گئی اور دیکھتے دیکھتے سارے یوروپ میں پھیلا دی' لوگ اسی کو حقیقی عیسی کی انجیل سمجھ کر دھڑا دھڑ عیسائی بن گے مگر دوصدیوں بعد دنیا کو پتہ چلا کہ یہ تو انجیل عیسی ہے ہی نہیں بلکہ لوگوں کی لکھی ہوئی بائبل ہے جس میں پادروں اور کلیساؤں نے من مانی دخل اندازی اور بیان لکھے ہیں۔ جسے سب سے پہلے قرآن نے بیان کیا کہ عیسائی جھوٹے ہیں اور بت پرست ہیں' پندرھویں صدی عیسوئی میں جب رینے زنزانس اٹلی میں زور وشور سے شروع ہوا تو عیسائی خانقاہ اور کلیسا تعمیر ہوئے' اس میں ہر قسم کی بدکاری برائی ہونے لگی۔ عیسایت کے علاوہ دوسرے مذاہب کی بھی تحقیق وترجمے ہونے لگے' ان میں ایک کتاب حضور ﷺ کے متعلق اٹالین بک نے Liber Scale Machomati لکھی اس میں محمد کی زندگی اور اسلام کے بارے میں لکھا گیا جس میں واقعہ معراج کی تفصیل تھی' جسے بعد میں ایک شاعر ڈانتے الغیری Dante Aligieri نے روحانی مذاق Divine Comedy نام کی کتاب لکھی کہ جس میں اس نے واقعہ معراج کو نقل کرکے خود معراج کے مسافر ہونے کا حال بیان کردیا جس میں جنت دوزخ ملایکہ کے احوال بیان کردئے' لوگوں کو اسلام کے بارے میں کم علم تھا اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور عیسایت کی تشریح وتبلیغ میں عیسائی مبلغوں یعنی مشنری نے خوب اپنا بناکر پھیلایا' اور عیسایت کی خوب تشہیر کی' ایسا اسلام میں بھی ہوا جب رسول اللہ ﷺ کے مطابق مہدی کی بعثت ہوئی تو مسلمانوں کے جھوٹے عالموں نے مہدئ موعودؑ کا انکار تو کردیا لیکن ان کی تعلیمات کی نقل کرکے انہیں بگاڑ کر مسلمانوں میں گروہ' طایفے اور جماعتیں مدرسے بنالے' وہابی' دیوبندی' تبلیغی' جماعت اسلامی' رضاخانی' اہل حدیث' سلافی وغیرہ۔ لیکن جس طرح اسلام کی حقیقت کو یہود ونصاری نہیں پا سکے اسی طرح یہ مسلمانوں کے فرقے خلیفۃ اللہ مہدی کی تعلیم کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکے۔ جس طرح مسلمان تین چار صدیوں تک عیسایوں کی نقل اور سازش سے بے خبر ہے اسی طرح مہدوی ان جھوٹے مسلم عالموں کی سازش اور نقل سے بے خبر ہے بلکہ ابھی بھی بے

خبر ہیں'اور خود مہدوی ان بے دین بدعقیدہ جماعتوں کی سازش کا شکار ہورہے ہیں۔

بائبل وہ انجیل نہیں ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے

یہ بات اس لے کہنا پڑرہی ہے کئی مسلمان بائبل کو انجیل مانتے ہیں' جب کہ یہ وہ انجیل نہیں ہے جس کا ذکر صحایف انبیا میں ہے۔حضرت عیسیٰ کو جو انجیل دی گئی وہ موجود ہے ہی نہیں' عیسیٰ کے کچھ حواریوں نے اس انجیل کی کچھ آیات اور بیانوں کو اپنی گوسپل میں شامل کیا اسے بائبل بنادیا۔ Bible پرانا اطالوی لفظ ہے جس کے معنی پرانی دستاویز اور اس کے معنی تعلیم ہے اور دستی کتاب handy book اور کسی نرم ریتیلے پتھر پر لکھی ہوئی تحریر۔ Bible کے معنی خدائی کتاب یا نوشتہ ہرگز نہیں ہے رو ریت اور انجیل کو Old Testament عہد نامہ قدیم New Testament عہد نامہ جدید کہتے ہیں یعنی خدا سے کیا گیا عہد۔ جسے بعد میں یہود و نصاری نے نہ صرف بھلا دیا بلکہ من مانی یہاں تک کی کہ اس میں اپنے خیالات اور عقاید داخل کردئے۔یہی وجہ تھی قرآن کے نزول اور اس کی حفاظت کی۔مسلمان بھی یہ کرر ہے ہیں مگر قرآن میں نہیں ترجموں میں اور احادیث میں تو کھل کر دخل اندازی کی ہے۔انجیل کے معنی مذہبی کتاب' مگر بائبل حواریوں کی یاداشتیں ہیں جنہوں نے اس میں کچھ انجیل کی آیات کو شامل کیا تھا۔اپنی یاد داشتوں کی بنا پر اور اس میں انہوں نے بڑی بھول اور غلطیاں کیں جیسے مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہوا جس نے احادث نبویؐ میں غلط بیانی کر دی۔جس کی چند مثالیں دیکھیں۔گوسپل جینسس 30:32 میں ہے کہ اور یعقوب نے اس جگہ کا نام پینیئل کہا' اور کہا کہ 'میں نے خدا کو دیکھا' بالکل روبرو روبرو' اور میری زندگی بدل دی''۔اب اس کا متضاد بیان گوسپل جان 18:1 میں دیکھیں ''کسی نے بھی خدا کو نہیں دیکھا' جینس کی بائبل کہہ رہی ہے دیکھا اور جان کی بائبل کہتی کوئی خدا کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔اس کے بعد دوسری مثال دیکھیں۔اور یعقوب نے بتایا کہ یوسف مریم کا خاوند ہے'' اور لیوک کی بائبل میں ہے کہ ''یوسف ہیلی کا بیٹا ہے۔اور کہیں کہیں کچھ سچی باتیں بھی بیان ہوگی ہیں جیسے جان 17:3 یہ ابدی زندگی ہے تمہیں حقیقی خدا کو جاننے کے لئے دی ہے' اور عیسو مسیح کو اُسی نے بھیجا ہے''۔ یہاں اقرار ہورہا ہے کہ یسو مسیح خدا کا بھیجا ہوا ہے معنی وہ ابن اللہ نہیں ہے۔

مگر قرآن کے بیانات ایسے متضاد نہیں ہیں وہ کھلے صاف اور واضح ہیں۔اللہ تعالی نے سورے نجم میں جب بتایا کہ '' اَفَتُمٰرُوۡنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۔۱۲۔اب کیا تم اُس چیز سے اُس (محمدؐ) پر جھگڑتے ہو جسے وہ آنکھوں سے (معراج میں) دیکھتا ہے؟۔اس بات کو مزید یقین کے ساتھ سورہ یوسف آیت ۱۰۸ میں بیان کرتے ہوئے محمدﷺ کو

حکم دے رہا ہے کہ ''اے محمدﷺ اسی بصیرت کی راہ پر آپ بھی دعوت دیں اور آپ کا تابع بھی دعوت دیگا'' بصیرت معنی بینائی۔ دیدار۔ اور اس کی تائید میں قرآن میں کئی بار کہا گیا کہ ''جو دنیا میں اندھا وہ آخرت میں اندھا'' هَــــلْ يَسْتَوِى الْاَعْمَــى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۔انعام۔ پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟۔ اور یہ بھی کہا کہ ''وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔ حدید۔ اور جب لوگوں نے نہیں سمجھا تو نزول کی ۵۵ سورہ انعام میں کہا کہ ''تم اسے نہیں دیکھ سکتے '(لیکن) اگر وہ چاہے تو تمہاری آنکھوں پر چھا جاتا ہے''۔ اس طرح قرآن اپنی بات کو حق ثابت کرتا ہے کئی آیات میں اس کے مختلف بیانوں سے اس طرح اس کے بیان متضاد نہیں ہیں اور یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور اسی حقیقت کو مزید واضح کرایا رسول اللہﷺ کے مبشر مہدی موعودؑ کے زبان اور بیان سے' آپ علیہ السلام نے فرمایا میرا بھیجا جانا ہی دعوت طلب دیدار کے لئے ہے۔

مہد سے لحد تک

ایک زمانہ تھا کہ لوگ چاند سورج اور ستاروں کو بھگوان یا گاڈ مانتے تھے' ایک وقت ایسا آیا کہ لوگ ستاروں کے مقامات اور سورج اور چاند کی گردش سے وقت اور راستے تلاش کرنے اور منزل پر پہنچنے کے لئے استعمال کرنے لگے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ صرف دنیا اور اس کے حاضرات وموجودات کی اہمیت تھی ان چاند سورج ستاروں دنیا کو مددگار ماننے لگے' پھر وقت آیا ت کہ سمجھا گیا کہ دنیا ایک کرّہ ہے جو سورج کے گرد گھومتی اور چاند دنیا کے گرد گھومتا ہے مانا گیا' اور اس کہکشاں Galaxy میں دنیا کا ہونا مانا گیا جو خلائے بسیط میں معلق تیرتی ہے۔ انیس اور بیسویں صدی میں جب تحقیق وجستجو کا دور شروع ہوا تو جہاز راکٹ سیارچے داغے گئے' دیکھنے کے لے کہ کیا کچھ خلاء میں ہے۔ پھر ۱۹۹۰ میں ہبل ٹیلسکوپ کے ذریعہ کہکشاں کو قریب سے دیکھا' دوبارہ اور قریب سے دیکھنے جیمس ویب ٹیلسکو پہلے سے زیادہ طاقتور تھا ایجاد کیا۔ اب بتایا جارہا ہے کہ یہ دنیا یہ ہمارا نظام شمسی یہ ہماری کہکشاں کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے' اس سے لاکھوں درجہ بڑی اور وسیع وعریض کہکشاں خلاء بسیط میں تیر رہی ہیں جن کے سامنے ہمارا نظام شمسی حقیر سا ہے۔ **کہنا یہ ہے کہ ہر آنے والا دن یہ مانا جارہا ہے کہ خدا کی قدرت کا انسان اندازہ ہی نہیں لگا سکتا**' اس طرح دنیا میں اللہ کی عظمت کو ثابت کرتی جارہی ہے' اور مسلمان قرآن کے غلط ترجمہ بیان بازی من مانی اپنے عقاید کی تفسیریں احادیث کی شرح اپنے خیال اور مقصد کے مطابق بیان کرر ہے ہیں' اور تمام کام اللہ اور اس کے رسول کے نام

پر کیا جارہا ہے انہیں نہ ماننے پر ہر فرقہ اور جماعت ایک دوسرے پر فتوے داغتی ہوئی نظر آئے گی کہ ہم مسلمان تم کافر اور اب تو ان فتوؤں کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہ گئی یا جماعت سے وابستہ رہو یا چند پیسے دے کر من مانی فتویٰ حاصل کرلو۔ پہلے فتویٰ کے نام پر بدن پر لرزہ طاری ہوجاتا اب وہ محض ایک کاغذ رہ گیا ہے مسلمان عالموں نے دین وایمان کی ساکھ کو اس طرح مجروح کیا ہے۔

دنیا کا ہر حیوان جاندار اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔انسان ایسا جانور ہے جو پتھر مٹی پیڑ پودے چاند ستارے جن بھوت کو اور عالموں ولیوں کو اللہ کا سفارشی مان کر چلتا ہے اللہ کا فرمان ہے کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ کون ہے جو سفارش کرے عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے۔جبکہ یہ سب اللہ کے حکم اور اپنے مقام اور مدار میں چلتے ہیں کوئی سرکشی نہیں کرتا۔سوائے جنوں اور انسانوں کے ان تمام مخلوق کا ایک حد اور مقام ہے وہ اسے جانتے ہیں صرف جن اور انسان اپنی حدیں نہیں جانتے نہ اپنی حیثیت اور مقام۔انسان اپنی حقارت اور کم مائیگی کو جانتا ہے کہ یہ حیات دنیا مختصر ہے مگر عقبیٰ کا جتن نہیں کرتا جو حیات جاویداں ہے تکبر غرور اور فخر کرنا نہیں چھوڑتا فخر اور فقر میں وہی فرق ہے جو روح اور نفس میں ہے۔جو بندگی سے واقف ہو وہ انسان ہے جو اپنی حیثیت بھلادے وہ ابلیس ہے۔اِنْس آدمی اَنُسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونے کے ہیں احساس کرنے کے۔انسان متمدن ہوتا ہے باہمی میل جول آپسی تعلق کے بنا نہیں رہ سکتا جس کی بدولت اس کا نام انس ہوا۔نَسَاب قرابتیں رشتے ناتے ماں باپ کے اشتراک اور قرابت سے ہونا نسب ہے اِنْسَان آدمی مذکر مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔حضور ﷺ کو معراج میں خدا کا قرب حاصل ہونا ہی آدمیت یا انسانیت کے لئے شرف عظیم ہے ساری زندگی عبادت ریاضت کی اگر ایک سجدہ قبول ہوگیا تو کامیابی مل گئی مگر انسان کو نہیں معلوم کہ کونسا قبول ہوا کونسا نہیں اس لئے زندگی میں عبادت فرائض ادا کرتے رہنا ہے یہی حال لیلۃ القدر کا ہے کہ انسان ہر لیلۃ القدر میں عبادت کرے پتہ نہیں کونسی عبادت اور کونسے رمضان کی لیلۃ القدر کی دو رکعت اس کی قبول ہوئی معلوم نہیں اگر ہو چکی ہے تو گویا اس نے دنیا میں زندگی کی کامیابی حاصل کرلی۔جیسے سارے انبیاء مرسلین کا دنیا میں آنا مگر صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کو معراج میں قربت ومعرفت الٰہی کا حاصل ہونا انسانیت کی شرف کا حاصل ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بیان کو سورۂ فاتحہ آیت الکرسی بقرہ کی آخری تین آیات سورہ حشر کی آخری آیات سورہ الرحمٰن سورہ یسین میں بیان کیا گیا ہے۔اگر لیلۃ القدر کی دو رکعت کی عبادت ہزار مہینوں کی ہوسکتی ہے تو کسی کو اگر بینائی عطا ہوگئی تو یہ ساری دین و دنیا کا حاصل کیوں نہیں جبکہ ہزار مہینے کی

عبادت پر ہی بندہ کیوں ٹھہرا ر ہے یہ توھل من مزید ہے۔

مسلم دنیا حضور سرور کائنات محمد ﷺ کی عظمت سے واقف ہے۔رہی بات سید محمد جونپوری کو مہدی ماننے اور تصدیق کرنے کی اُس کے لے حق کی بنیاد پر قرآن احادیث صحیحہ دلایل اور آثار وثبوت مہدی کے مطابق تحقیق کرکے حق کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔مگر انسان کو اپنی انا ایسا کرنے نہیں دیتی علم کی زیادتی بھی کبھی وبال کا سبب بن جاتی ہے ابلیس نے ایسا کیا ہے۔آج دنیا میں مسلمان دوسو کروڑ ہیں اور یہودی چند ہیں مگر وہ یہ ماننے کو تیار نہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں یہ مسلمانوں کے علماء کو معلوم ہے۔اسی طرح میراں سید محمد جونپوری کو مہدی موعود خلیفۃ اللہ ماننے میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء مانتے ہیں کہ ہمارا علم انہیں مہدی نہیں مانتا۔ ہمارا علم نہیں بلکہ اگر قرآن کے علم پر غور کریں آثار وشواہد اور غیر مہدوی علماء حق کی باتوں کی تحقیق کرلیں تو حق اور باطل کا معاملہ صاف ہوجاے گا۔علم کی تحقیق علم کی بنیاد پر ہونا چاہے ضد ہٹ دھرمی انا وغرور کی بنیاد پر نہیں ورنہ جو علم ابلیس کو تھا وہ باطل ہوگیا اور آدمؑ علم حق کی بنیاد پر شرف خلایق میں شمار ہوئے۔قرآن میں چند انبیا مرسلین کا نام ہونا دوسرے ایک لاکھ چوبیں ہزار نبی رسول کا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں کی طرح دوسری قوموں قطعوں میں نبی رسول بھیجے گے جو اللہ کہتا ہے۔لیکن چونکہ ان کی نشاندہی نہیں ہے اس لے کسی انسان یا شخصیت کو نبی رسول نہیں مانا جاے گا اس کے لئے خدا اور اس کے رسولؐ کی گواہی کافی ہوگی اور رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں بیان کردہ نبی رسولوں کے کسی کی نشاندہی اور گواہی نہیں دی سواے مہدی موعود خلیفۃ اللہ کے تاکہ اُمت آثار اور نشانیوں سے پہچانے یا پھر مہدی خود کو ثابت کرے اور میراں سید محمد مہدی موعود جونپوری کو لوگوں نے بھی پہچانا اور خود اپنے مہدی ہونے کی گواہی قرآن سے دی۔

رسم وبدعت عادت قبر پرستی اور شخصیت پرستی

رسم وبدعت قبر پرستی اور شخصیت پرستی ایسی عادتیں اور طریقہ کار ہیں جو آگے چل کر کفر وانحراف کی طرف انسان کو لے جاتی ہیں۔اتنے انبیا مرسلین آے جن کی قبروں کے نشان باقی نہیں رہے یہ جو بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں نبی رسول کی قبر ہے وہ محض ایک قیاس ہے جس کی کوئی سند نہیں ہے۔سوائے نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے اور آپ ترپن برس مکہ میں رہے اور تیرہ برس نبوت کے ہیں جن میں باضابطہ جبرئیل امین سے تعلق اور رابطہ رہا اور معراج میں بیت المقدس میں انبیا مرسلین کی امامت کی حضرت اسماعیلؑ بھی نبی تھے مگر کبھی بھی حضور ﷺ نے ان کی

اور بی بی حاجرہ کی قبر کی نشاندہی نہیں کیا اور اُم المومنین حضرت خدیجہؓ مکہ میں فوت ہوئیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے قبر کی بھی نشاندہی نہیں کی اور صحابہؓ نے۔ اور سب سے بڑی بات آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مگر مشیعت ایز دی یہ رہی کہ آپ ﷺ خود مدینہ ہجرت کر گئے، اس طرح مرکز وحدت مکہ رہا اور مرکز نبوت مدینہ بنا' اور حج کے ارکان میں جو فرائض اسلام ہیں مدینہ منورہ کی زیارت رکن نہیں ہے بلکہ بہ ازارہ قربت تقدس و احترام مدینہ منورہ جایا جاتا ہے۔ اور جو تفرقہ اسلام میں خوارجیوں نے پیدا کیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کا زمانہ نہ مکہ مکرمہ نہ ہی مدینہ منورہ کو بنایا بلکہ اعراق میں کوفہ چلے آئے۔ آج نجف اشرف میں حضرت علیؓ کی قبر بتائی جاتی ہے وہ حقیقی نہیں ہے بلکہ حضرت علیؓ کی وصیت کے مطابق ایک نامعلوم جگہ پر دفن کیا گیا' تاکہ خوارجی آپؓ کی بے حرمتی نہ کریں بہت بعد میں صرف اندازے اور قیاس کی بناء پر حضرت کی نجف اشرف میں ایک علامتی قبر بنا دی گئی جسے آج حضرت علیؓ کی قبر مشہور کر دیا گیا ہے۔ البتہ حضور ﷺ کے تابع تام خلیفتہ اللہ کی قبر مقام فراہ میں ہے مگر غور طلب بات یہ کہ مہدی موعودؑ نے صحابہؓ سے کہہ دیا کہ "بندہ کو تم قبر میں اس ہاتھ سے رکھو گے اللہ تعالی اُس ہاتھ سے لے لیگا" اور حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ تمام صحابہ مہدی وہاں سے برصغیر اور ہند میں لوٹ آئے کوئی بھی مقبول صحابیؓ وہاں نہیں رہے اور نہ ہی ان کی قبر یا باقیات کا وہاں نشان ہے۔ جہاں مہدی موعودؑ آسودہ ہیں وہاں سوائے آپؑ کے کسی کی قبر نہیں۔ بعد میں کسی نے ویسے ہی کسی کو دفنا دیا ہو تو الگ بات ہے۔ اور مہدویہ دایرے کے بھی آثار باقی نہیں رہے۔ اور صحابہؓ مہدی میں بھی وہ بات بات ہو گئی تھی کہ ذات خدا کے سوا ہر شے معدوم ہے۔ ورنہ کیا بات ہے کہ تمام کے تمام صحابہؓ مہدی موعودؑ کے مدفن کے بعد فراہ سے لوٹ جاتے ہیں؟ البتہ چند ایک صوفیا اور اولیا کے مزارات اور مدفن ہیں جہاں پر آج ہو رہی بدعات اور غیر اسلامی اعمال کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے جہاں ہمیشہ لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اس طرح ہند و پاک میں بے شمار ان گنت ولیوں کے مقبرے مزارات مرکز بدعت بنے ہوئے ہیں' اسی کے ساتھ مسلمانوں میں پچھلے تین سو برسوں میں فرقہ پرستی جماعت پرستی مدرسہ پرستی خانقاہ پرستی عالم پرستی شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث کا زور ہو گیا ہے۔ مہدویوں میں یہ لعنت پچھلے سوا سو برسوں میں دوسروں کی دیکھا دیکھا آ چکی ہے اب اس میں شخصیت پرستی کا عفریت سب سے قوی اور دن بہ دن توانا ہو رہا ہے۔ ان تمام میں اگر نہیں ہے تو خدا پرستی نہیں ہے۔ مہدی موعودؑ نے صاف الفاظ میں بتایا کہ "بندہ اور خدا کے درمیان جو چیز حایل ہو وہ اس کا بت ہے"۔ آج مہدوی فراہ مبارک جا کر نئی بدعات اور نئے طریقے پیدا کر رہے ہیں اور وہاں تنازعہ پیدا کر رہے ہیں جبکہ مہدی موعود نے فرمایا ہے کہ "اگر تم دین کے پابند اور عمل

کرر ہے ہوتو بندے کے ساتھ ہو چا ہے یمن میں کیوں نہ ہو ,اگر عمل نہیں کرر ہے ہوتو بندے سے دور ہو" آج مہدویہ تعلیم تقوی تو کل ذکر دوام نوبت ترک علایق تور ہے نہیں, بھاگے بھاگے فراہ مبارک جار ہے ہیں'صرف اس لئے کے خودکوزاہرفراہ اپنے نام کے ساتھ لکھوانا ہے۔

اللہ تعالی ملا یکہ فرشتوں کی طری اپنی شان عظمت قدرت کے جلوے دکھا کراولا دآدمؑ سے بندگی کرواسکتا تھا' مگر شروع سے ہی انسان کے ساتھ آزمایش کا ایک پیچیدہ مرحلہ پیش آتا رہا کیوں؟۔کہ آدم کی تخلیق کرنا 'ان میں روح پھونکنا' ملا یکہ سے سجدہ کرانا 'ابلیس کا انکار کرنا' آدم سے لغزش کے بعد زمین پر اتار دیا جانا 'محنت و مشقت کے ساتھ دنیا میں زندگی کے مرحلے اور عبادت وریاضت کی آزمایشیں ان میں نیکی اور بدی کے مراحل 'اورصاف اور برایئاں پیدا ہونا گناہ کے مواقع کفر شرک والحاد'اللہ کے احکام سے انکار وانحراف رسم بدعت وعادت نافرمانی عریانی بے حیائ مقابلہ مقاتلہ ایک دوسرے کے تئیں نفرت وحقارت قومیں فرقے جماعتیں نسلی امتیاز مذہبی منافرت گورے کالے لمبے بونے کی تفریق حالم رعایا تاجر کسان نوکر حاکم ومحکوم عالم جاہل صوفی وسالک نیک بدعمل اعلی وادنی نبی رسول پیغمبر اُمتیں خدا دشمنی انسان دشمنی شیاطین جن عفریتیں خوف بیم ورجاء اولادیں نسلیں ذمہ داریاں ان سب سے گزار کر موت کی آغوش کے بعد حشر عقبی کے حالات بتانا جنتی جہنمی کی تفریق ان کے اعمال کے مطابق انعام وعذاب عبادتیں ریاضتیں نافرمانیاں ایسے سبھی حالات وکیفات سے اولا دآدم یاانسان کوگزارنا کیامعنی؟؟بندگی کے تقاضے اور لوازمات سے آراستہ کرکہ ثواب وعذاب کے وعدے کیوں؟اس کاایک ہی جواب ہے کہ جوروح اللہ نے پھونکی ہے اور جونفس انسان میں ابلیس کے ذریعہ داخل کیا ہے ان کے درمیان انسان صحیح اور غلط کی پہچان کرے کہ کیااس کے لئے اچھا ہے کیابرا ہے۔انبیا مرسلین اتقیاء صالحین کے عظمت کی مثال واقعہ معراج ہے'اوراس کے بعد اللہ کی معرفت اور قربت کی تعلیم کے ذریعہ انسان کی آزمایش کامرحلہ کہ کون اچھائ میں سبقت کی کوشش کرتا ہے۔یہی بات اللہ تعالی نے سورہ احزاب میں بتائ کہ آیت ۷۲میں کہی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَ مَا نَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَ حَمَلَھَا الْاِنْسَانُ , اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ۔سورہ احزاب ۷۲۔بیشک ہمنے اپنی امانت (ذمہ داری) کوپیش کیا' آسمانوں اورزمین'اور پہاڑوں پرتو انہوں نے اسے اُٹھانے سے انکار کیا' اور وہ اس سے ڈر گۓ,اوراسے اُٹھالیا انسان نے'بیشک وہ ظالم (اپنی ذات پرظلم کرنے والا) بڑا نادان ہے۔اوراتنا کہنے کے بعد اپنے مخصوص بندوں کو یوں ہی نفس ابلیس کے حوالے نہیں کردیا بلکہ قرآن میں بتایا کہ" تم

جہاں کہیں ہووہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے" (حدید) اور حدیث احسان میں جبرئیل واپنے رسول ﷺ کے ذریعہ بتایا کہ "اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اللہ کو دیکھنے کی کوشش کرو" کیونکہ اس کے ذرائعہ اس کی نظارے دنیا میں تمہارے آس پاس موجود ہیں' اُس کو تم یوں ہی نہیں دیکھ سکتے مگر اگر وہ چاہے تو تمہاری آنکھوں پر چھاجاتا ہے' بشرطیکہ تم وہ اعمال اوصاف اختیار کرو۔ وہ تم سے کہیں دور نہیں ہے 'ہمیشہ زندہ ہے اور قایم ہے' ہر جگہ پر اسے زماں و مکاں کی قید نہیں' مہدیٔ موعودؑ نے فرمایا "جو خدا کو مقید دیکھے وہ کافر ہے" اُس کا مطلق ہونا ہی اس کا خالق و معبود ہونا ہے۔اس کے لئے کسی سفارشی کا ہونا ضروری نہیں وہ تمہارے دلوں کے احول سے بخوبی واقف رہتا ہے'انہیں باتوں کو آیت الکرسی'سورہ الرحمٰن'سورہ حشر'جیسی کئی آیات میں بتایا فہم وادراک دعوت دی'۔اور یہی حقیقی ہجرت ہے کہ انسان ان سب باتوں کو جان کر اللہ کی طرف اللہ کے راستے پر چل پڑے جب دنیا متاع دنیا کی طلب چھوڑ کر'جو انسان اپنی مرضی اور عادت سے نکل کر اللہ کی تلاش میں سرگرداں ہوگا وہی حقیقی مہاجر ہے۔لوگ سمجھتے ہیں نقل وطن کرنا ہی ہجرت ہے یا حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ ہجرت ہے۔ہجرت کے باطنی معنی یہ ہیں کہ گناہوں سے نکل جانا دور ہوجانا' جہاں اللہ کی نافرمانی اور کفر کے اسباب ہوں ان کو چھوڑ دینا' اللہ کے حکم وانحراف کے اعمال کو چھوڑ دینا'ہجرت ہے'یہ بات خود حضور نبی کریم ﷺ نے بتائی ہے کہ ایک غزوہ سے واپس آتے ہوئے کہا کہ "ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف جارہے ہیں" معنی نفس سے برایوں گناہوں سے جہاد کرنا بڑا جہاد یعنی جہاد اکبر ہے۔اسی طرح براگندہ اوصاف اور کفر والحاد اللہ کی حکم عدولی سے دور ہوجانا ہجرت باطنی ہے۔

اللہ نے یا اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی نہیں کہا کہ ترقی نہ کرو ایجاد نہ کرو علم حاصل نہ کرو بلکہ اللہ نے کہا کہ میں نے آدمؑ کو علم کی نعمت دی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "چین جاکر علم حاصل کرنا پڑے تو کرو" یہ علم ہی جو انسان کو سمندری جہاز بنانا سکھایا' ستاروں کے نشان سے راستہ تلاش کرنا سکھایا غزوہ احزاب میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کہنے پر اور ان کے علم کے مطابق خندق کھدوائی جس میں کفار کو حزیمت اور شکست ہوئی'اس طرح کی واقعات ہیں جن میں ترقی کے آثار نمایاں ہیں اور مسلمانوں نے اسے اپنایا بھی اور دنیا میں کامیاب ہوئے مگر جب علم چھوڑ کر عیش عشرت لہو ولعب بحث مباحث میں اُلجھ گئے تو دنیا میں بے نیل ومرام ہوگئے علم تو علم ہے اللہ نے پیدا کیا ہے اور آج کی تبلیغی جماعت اور دیوبندی اور اہل حدیث تو علم کے مخالف گروہ ہیں جو عصری علم کو شیطانی علم قرار دیتے ہیں'انہوں نے دین کے معنی ہی بدل دئے۔اوع سب سے زیادہ آج کی ترقی سے فایدہ اُٹھانے والے یہی ہیں اور

دوسرے مسلمانوں کو بے علم جاہل اور ناخواندہ رکھنا چاہتے ہیں تا کہ وہ ان کی ذہنی غلامی سے باہر نہ نکلیں۔

بعثت نبوت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اصلاح تبلیغ تعلیم قرآن اطاعت وبندگی اللہ تعالی کی کراتے ہیں کفر شرک والحاد سے دور رہنے کی تعلیم دیتے ہیں مخالفوں سے مقابلہ کرتے ہیں اس دوران مقابلہ مقاتلہ مصیبتیں صعوبتیں معرکے جنگ غزوات سبھی ہیں۔مگر غور کریں نبوت کی ابتداء سورہ علق سے شروع ہوتی ہے اور اس کی انتہاء سورہ نصر پر ہوتی ہے کہ جس میں آپ ﷺ کے وصال اور عقبی کو منتقل ہونے کی خبر دی جاتی ہے۔سورہ اِذَا جَآ نَصْرُ اللّٰہِ والْفَتْحُ کے تحت حضرت قتادہؓ نے فرمایا کہ:ہمیں یہ بتایا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ سورت علم اور حد ہے اللہ تعالی نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لئے حد مقرر فرمائی اور آپؐ کے وصال کی خبر دی یعنی اس کے بعد آپ کم عرصہ حیات رہے۔(تفسیر طبری) معنی ان 23 برسوں میں نبوت قرآن سے شروع ہوئی اور قرآن پر ختم ہوئی،جسم محمد انوار عالم ہے جسد مہدی ارواح عالم ہے۔نزول قرآن سورہ علق سے شروع اور سورہ نصر پر ختم نبوت سے شروع ہو کر آپؐ کے وصال کی خبر پر ختم۔ترتیب قرآن سورہ فاتحہ سے شروع اور سورہ الناس پر ختم،نفس وابلیس سے اللہ کی پناہ پر ختم۔

جو شخص دینی علم حاصل نہ کیا ہو پڑھا لکھا نہ ہو مطالع نہ کیا ہو باعمل نہ ہو بزرگوں کی صحبت میں نہ رہا ہو،خود کو عالم فاضل رہنما یا اہل رشد وہدایت بنے یا خود کو قابل سمجھ لے،وہ اُس کاری گر یا میکانک کی طرح ہے جو کوئی بھی مشین یا گاڑی درست کرنا سیکھ گیا مگر اس کا بنیادی علم اُسے حاصل نہیں ہے جیسے انجینیر یا ڈاکٹر ہوتا ہے۔وہ اس کمپاونڈر یا کیمیسٹ کی طرح ہے جو دوا کے نام تو جانتا ہے مگر ان کے استعمال علت اور کیفیت سے واقف نہیں جس سے جان کا خطرہ ہمیشہ لاحق رہتا ہے۔اس لئے دین وایمان کی حفاظت کوئی نابالغ بے علم اور غیر تربیت یافتہ شخص کے حوالے نہیں کی جاسکتی۔ایسے لوگ اپنی ضرورت اور اہمیت بنائے رکھنے کے لئے لوگوں کو شخصیت پرستی میں مبتلا کر کے دین وایمان ضائع کر دیتے ہیں۔

روئے زمین پر اللہ کی بہترین مخلوق نبی رسول پیغمبر اور اللہ کے خلفاء ہوتے ہیں،کیونکہ وہ بناوٹ جھوٹ اور خود پرستی سے دور ہوتے ہیں،ان کے علاوہ کوئی بھی چاہے کتنا ہی بڑا ولی ہو صحابی ہو حواری ہو متقی پرہیز گار ہو عالم مفسر ہو مجتہد ہو خطاو گناہ کا کچھ نہ کچھ عنصر اُن میں ہوتا ہے،اُن کی پاکدامنی یا طہارت کا کوئی یقین نہیں ہوتا،حتی کہ فرشتے بھی صنف برتری سے مبرا نہیں اس کی مثال تخلیق آدمؑ سے پہلے ان کا اللہ سے مکالمہ ہے جب اللہ نے کہا کہ میں زمین پر آدمؑ کو خلیفہ بناتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ "تو اُس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین پر فساد کرے گا؟" تو اللہ نے کہا

جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ؟۔ حالانکہ اپنے اس سوال جواب پر وہ اللہ سے مکالمہ سے شرمندہ ہوئے اور معافی مانگی تھی۔ اور ابلیس فرشتوں کے قبیلہ جن سے تھا جس کے دل میں اسی برتری میں آدمؑ سے حسد اور بغض میں مبتلاء ہوگیا ۔انسانوں کے عام لوگوں کی بات ہی کیا! صحابی عالم سالک ولی سے غلطی کا احتمال ہونا ایک فطری حقیقت ہے جبکہ انبیا مرسلین کا دل اللہ کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ انبیاء کے گروہ میں ایک حضرت یونس علیہ السلام سے ایک غلطی ہوئی' واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم میں تبلیغ کی کفروشرک سے دور رہنے کی جب قوم نا مانی تو انہوں نے صبر نہ کیا جلد بازی میں اللہ سے عذاب طلب کرلیا اور وہاں سے ہجرت کر گئے' ان کے جانے کے بعد قوم کو احساس ہوا کہ ہم نے اللہ کے رسول کو ناراض کر دیا لہٰذا کبھی بھی عذاب نازل ہوسکتا ہے' قوم نے حضرت یونس کی تلاش شروع کر دی مگر وہ ملے نہیں تو قوم نے اللہ سے رجوع کیا اور معافی طلب کی اللہ نے عذاب ٹال دیا اور قوم کو معاف کر دیا' اور یونسؑ کو صبر نہ کرنے جلد بازی کرنے کے عوض مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا حضرت یونسؑ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا خدا سے معافی کے خواستگار ہوئے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیا۸۷) اور مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا' یاد کرو جبکہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا' اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے آخر کو اس نے تاریکیوں میں پکارا (مچھلی کے پیٹ میں) "نہیں ہے کوئی خدا مگر تو پاک ہے پاک ہے تیری ذات' بیشک میں ظالموں میں سے ہوں"۔ اللہ نے انہیں معاف کیا اور مچھلی نے انہیں پیٹ میں سے اُگل دیا۔ اس طرح کوئی بھی مخلوق عیب گناہ خطاونسیاں سے مبرا نہیں ہے' بے عیب ذات صرف اللہ کی ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے اللہ سے بندے خود مانگ سکتے ہیں یہ بات آیت الکرسی میں بھی ہے مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کون ہے جو اس کی (اللہ کی) جناب میں اُس کی (اللہ کی) اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟۔ ضروری نہیں پیر فقیر ولی عالم یا مرشد کی سفارش سنی جائے' اللہ اپنے بندوں کے احوال سے آگاہ ہے وہ خود ان کی دعائیں سنتا ہے۔ بزرگوں کی عالموں کی پیر فقیر اہل رشد وہدایت کی بات سُنی اور مانی چاہے مگر جہاں لگے کہ انہوں نے خلاف شریعت یا اللہ کے احکام کے علاوہ اپنے نفس کی پیروی میں کوئی بات کہی یا حکم دیا تو قرآن کے مطابق اس پر غور کرنا چاہے اگر وہ احکام قرآن وسنت رسولؐ کے خلاف ہو تو ماننا نہیں چاہے۔ اور پوری طرح کسی عالم ولی مرشد کی شخصیت پر تکیہ نہیں کرنا چاہے' یہ شخصیت پرستی ہے' کہ میں اللہ کو نہیں پا سکتا میرا ملجاو ماوا میرا پیر ہے وہ میری اللہ سے سفارش کر دے گا میری مشکل حل کرا دیگا والی ذہنیت کفر کی طرف لے جاتی ہے جس میں

شرک کا خطرہ ہے۔مہدی موعودؑ نے ایسی کسی بھی تخصیص کو مٹا دیا اور مطلق بات کہی کہ ''جو بھی خدا اور بندے کے درمیان حایل ہو وہ اس کا بت ہے''۔ ''ایک پیر اور مرید کہیں جا رہے تھے راستے میں برسات کی وجہ سے باڑ آ گئی سامنے پیر تھے پیچھے مرید جب بھی پیر اللہ اللہ کہتا وہ پانی میں ڈوبنے لگتا' اس نے یا پیر یا پیر کہتے ہوئے پیر کے پیچھے دریا پار کر لیا'' مہدی موعودؑ کے سامنے یہ واقعہ پیش ہوا آپؑ نے فرمایا کہ ''بہتر ہوتا یا پیر کرنے سے کہ یا اللہ یا اللہ کہہ کر مر جاتا'' اللہ کو راضی کر جاتا۔

ہر مخلوق حتی کے پیڑ پودے اپنی خصوصیت رکھتے ہیں' آم کے پیڑ پر سیب نہیں اُگتا' یا انار کے پیڑ پر انگور نہیں بنتے۔ کیونکہ اللہ نے ہر چیز کی ایک خاصیت رکھی ہے وہ اُسی طرح معرض وجود میں آتا ہے۔فرشتوں اور ملایکہ کی یہی خصوصیت ہے فرشتوں کو کچھ ذمہ داریا بھی دی گی ہیں اطاعت ذکر واذکار کے علاوہ ملایکہ صرف ذکر اور عبادت کرتے ہیں' فرشتوں کی مختلف انواع کی ذمہ داریاں ہیں' وحی پہنچانا' موت کا فرشتہ' پہاڑوں کا فرشتہ' ہواؤں اور صور پھونکنے والا فرشتہ' اور کونسا فرشتہ کس کام پر مامور ہے وہ اللہ جانے اُس نے جتنا بتایا اتنا ہی علم ہے' فرشتے اس کے علاوہ شر وفساد سے واقف نہیں اور وہ ان کی عادت اور علت میں شامل نہیں ان میں صرف شرف ہے۔انسان میں شرف ہے تو نفس اور شر وفساد بھی ہے' سوائے انبیا مرسلین کے' ان کے اندر فتنہ وفساد نہیں ہوتا۔اور اس شرف کے اعلی مقام پر ذات محمد مصطفی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں' حدیث میں ہے کہ ''حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ہر انسان کے اندر شیطان ہے' تو صحابہؓ نے عرض کی کہ کیا آپؐ میں بھی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! مگر اللہ نے مجھے اس پر غلبہ عطا کیا اور وہ مجھے صرف بھلائی کی ترغیب دیتا ہے''۔اس لئے بندوں کو اپنی ناسپاسی اور حقارت اور حیثیت کو نہیں بھولنا چاہئے, چاہے عابد زاہد ہو' متقی پرہیز گار ہو' عالم فاضل مفتی ہو' صوفی ولی ہو' افضل العلماء' مفسر محدث مجتہد ہو' شیخ الاسلام شیخ الحدیث ہو۔لوگوں نے جھوٹے اور کھوکھلے القاب خطاب گھڑ لئے ہیں۔شیخ السلام کے کیا معنی کیا کوئی اسلام کا شیخ ہوسکتا ہے؟ اللہ نے فرمایا وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۔اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کر لیا (مایدہ ۵) کیا اللہ کے اسلام کا کوئی شیخ ہوسکتا ہے؟؟۔اس طرح لوگوں نے امیر شریعت کا گھڑاک بنا رکھا ہے ان کھوکھلے تمغوں کے بل پر اُمت کو مرعوب کرنا ان کا پیشہ ہے دین نہیں۔ہدایت دینا اللہ کا کام ہے رشد وہدایت کیا معنی؟؟ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ , وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۔اے نبی تم جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتے' مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت کو قبول کرتے

ہیں(القصص ۵٦)۔جب اللہ تعالی اپنے نبی حبیبؐ خدا سے بات کہہ رہا ہے تو رشد وہدایت کا دعوی کرنا کیا معنی؟ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ ہدایت پر ہی معمور تھے **ہدایت کرنا الگ بات ہے ہدایت دینا الگ بات ہے وہ اللہ کا کام** ہے۔مہدی کے معنی ہدایت کرنے والا ہادی اور مہدی کی ہدایت قرآن سنت رسول ﷺ اور لقاءاللہ پر ہے۔لقا کے معنی دیدار۔ملاقات۔چہرہ۔صورت۔شکل کے ہیں۔عربی میں لِقَـاءَ کے معنی پیشی' حاضری ہے۔ وَحْـيٌ سے مراد کلام الٰہی جو بصورت القا یا تعلیم جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل ہو۔اَلْوَحْيِ وہ کلام خفی ہے جو فوراً سمجھ لیا جاتا ہے جس کا لقاء انبیاء اور اولیاء کو ہوتا ہے وہ وحی ہے(امام راغب اصفہانی) بیضاوی نے وحی سے کلام الٰہی مراد لیا ہے۔اس کی توضیع کی ہے معنی نہیں بیان کئے امام راغب نے بھی وحی کی اصطلاح کو توضیع کی ہے لغوی معنی نہیں بیان کئے نَـوْحِيْهَا معنی اشارہ سے بتانا اشارہ سے بات کرنا دل میں بات ڈالنا' بمعنی الہام۔سکھانا فرشتے کے ذریعہ سے یا غیبی آواز کے ذریعہ یا وساطت سے کسی پیغمبر کے پاس اللہ کا پیغام بھیجنا دل میں بات ڈالنا' نقوش کتابت کو بھی وَحِيٌ کہا اور وُحیٰ کہا جاتا ہے۔اس طرح وحی کے معنی لسان العرب یا اہل لغت نے معنی بیان کئے ہیں۔کچھ اہل لغت نے اولیاء کے دل میں بات ڈالنے کو بھی وحی مانا ہے۔مہدیٔ موعودؑ نے کئی بار کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہوتا ہے۔اب وہ لقاءاللہ کے ذریعہ ہوتا تھا یا غیبی آواز کے ذریعہ یا پھر پیشی ہوتی تھی یہ اللہ جانے۔جب مہدیٔ موعودؑ فرماتے ہیں کہ دعوت طلب دیدار کے لئے ہی مجھے بھیجا گیا ہے تو اس کی کیا کیفیت اللہ جانے اور مہدیٔ موعود کو اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ اللہ کہا ہے اور اللہ نے تابع تام رسول اللہ۔اس طرح ہدایت نبی رسول سے منصوب ہے۔اسی طرح رُشْــدُ ...رُشْــدِ ہدایت راہ یابی' بھلائی' راستی کے معنی میں ہے اور یہ ہدایت کے معنوں میں بھی ۔راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ رَشَـدَ.....يَـرْشُدُ سے اخص ہے یہ اُمور دینیہ اور اخرویہ دونوں میں استعمال ہوتا ہے رَشَـدَ صرف اُمور دینیہ میں اور رَاشِـدٌ .....رَشِيْدٌ دونوں کے لئے آتا ہے یعنی نیک چال چلن۔رُشْدَہ' اس کی نیک راہ۔اس کی ہدایت کے معنی میں ہے۔یعنی مرشد وہ ہوگا جو تقوی و پرہیز گاری کی ہدایت کرے نہ کے دنیاوی راہنمائی' اور وہ بذات خود متقی پرہیز گار ہو اس کا طریقہ قرآن اور سنت سے ہٹ کر نہ ہو۔مہدویہ میں اہل رشد وہدایت کی شرایط حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بیان کی ہیں۔ان میں ایک یہ کہ مرشد قبر میں مردے کا حال جانتا ہو۔یہ وہ شرط ہے جو فانی فی اللہ کی علامات میں ہے جسے ماسوا اللہ کے کسی سے کوئی تعلق نہ ہو وہی مرشد ہے۔انبیا مرسلین کے علاوہ وحی کسی بندے کو نہیں ہوتی 'چاہے وہ کتنا ہی متقی پرہیز گار ہو' البتہ کشف میں یا خواب میں اللہ کچھ راہ نمائی کر دے تو اور بات ہے کیونکہ اللہ

کے رسول ﷺ نے خواب کو نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔حضرت یوسفؑ کے خواب مشہور ہیں جبکہ وہ نبی تھے اسی طرح حضور ﷺ کے جشد مبارک کو جب دو یہودی مسلمانوں کو دلی صدمہ پہنچانے سرنگ کھود کر مدینے میں راستہ بنا رہے تھے تو حضور ﷺ نے بذات خود سلطان نورالدین زنگی کے خواب میں آ کر ان کے چہرے دکھائے ُان کے ارادے سے آگاہ کیا بعد نورالدین زنگی مدینہ آیا اور ان دو یہودیوں کو تلاش کر کے قتل کیا۔

قرآن کے نزول کا علم یا اُس کے احوال کو جاننا ایک محنت طلب اور دقیق کام ہے، جسے اہل علم خشک موضوع کہتے ہیں ایسا ہی خشک موضوع نزول قرآن کا علم ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ابتداء کے ساڑھے گیارہ برسوں تک مکہ مکرمہ میں پہلی سورہ علق سے سورہ اخلاص تک کل بائیس ۲۲ چھوٹی چھوٹی سورۃ نازل ہوئیں۔سورہ اخلاص میں اللہ کی وحدت کا بیان ہے کہ جس میں ہر قسم کے شرک کو قطعی طور پر رد کر دیا گیا ہے،اور اس کے فوراً بعد معراج واقع ہو جاتی ہے جس کا اقرار کیا اور شہادت اللہ تعالی نے سورہ نجم نزول ۲۳ میں دی۔اس کے بعد ۲۵ ویں سورۃ لیلۃ القدر نازل ہوتی ہے جس میں بندوں کی ایک رات کی عبادت کا صلہ ایک ہزار مہینے یا ۸۴ برس کے برابر ہونا بیان کیا۔نزول قرآن کی اس ترتیب کو اگر سمجھیں تو اللہ تعالی کے بے مثال اور لازوال بیان کے طریقہ کار پر عقل عش عش کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے، کہ کیسی معجزہ نمائی ہے قرآن کے بیان اور نزول میں۔ایسی بیمثال باتیں قرآن کو معجزہ ماننے پر مجبور کرتی ہیں۔

دین اسلام اللہ کے رسول محمد ﷺ کا پیش کیا ہوا، اور مسلک احسان خلیفۃ اللہ مہدی آخرالزماں کا پیش کیا ہوا، حالانکہ اللہ تعالی نے سورہ یوسف میں بیان کر کے اور اللہ کے رسولؐ نے حدیث احسان میں بیان کر کے اس کی ابتداء کر دی تھی۔مگر اس سلسلے کو دلیل حجت برہان اور عمل اور بیان سے آگے بڑھایا مہدیٔ موعودؑ نے۔ان دو کے علاوہ مسلمانوں کا کوئی بھی مسلک فرقہ جماعت طایفہ اور طبقے اور گروہ عالموں یعنی خاطی و گنہگار بندوں کے پیش کئے ہوئے جن کے ساتھ معصوم عن الخطاء کا لفظ نہیں ہے۔اگر دین اسلام ہے تو اس کا حقیقی مسلک مہدویت ہے، باقی سب طریقہ عام انسانوں جماعتوں کے پیش کردہ اور بنائے ہوئے ہیں۔اردو کے معروف مصنف ابن صفی کا کہنا ہے کہ "جہاں دو چار بے فکرے مل بیٹھے ایک عدد انجمن کا قیام عمل میں آ گیا، اجتماعی حماقتیں بڑی دلچسپ ہوا کرتی ہیں"، غور کریں اکثر انجمن اور ادارے پہلے خلوص کے نام پر قایم کئے جاتے ہیں بعد میں ان میں بد نظمی بے ایمانی طلب مال کی چاہت اور شہرت و نام کا ایسا چسکہ لگ جاتا ہے کہ انہیں حاصل کرنے کے لئے انسان تمام قسم کی بے ایمانی دھوکہ دہی اور ظلم و

زیادتی پراتر آتا ہے۔مہدویت میں صرف قرآن کی بنیاد پرتعلیم اور زندگی کے مسایل کا حل ہے۔البتہ مہدویوں میں چند ایک اعمال کو جوشرعی اُمور کے ہیں اور معاشرت کے لئےضروری ہیں مثلاً نماز عبادات زکواۃ اور حج کو آیمہ اربعہ کے مسالک میں جواعلیت پرمبنی ہیں انہیں اختیار کیا اور رخصتی اعمال کو چھوڑ دیا گیا ہے' معنی جہاں تقوی توکل میں گمان ہوا سے مہدویہ اسلاف نے اختیار نہیں کیا۔اس طرح درحقیقت مہدویت ہی حقیقی اسلام کی ترجمان ہے کہ جس میں قیل وقال کے بجائے صرف اعمال صالحہ پر زور دیا گیا کہ جن اعمال کا واسطہ قرآن وسنت رسول ﷺ سے ہو اور اس کا باضابطہ اعلان مہدی موعودؑ نے کیا''مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسول اللہ''۔مسلمانوں کے دوسرے فرقوں جماعتوں گروہ' مفسروں محدثوں عالم وصوفی کو غیرضروری مقام اور اختیار دیا گیا ہے' جبکہ وہ کبھی معصوم عن الخطا اور مامور من اللہ نہیں تھے۔جیسے حضورﷺ مامور من اللہ تھے اور فرمایا مہدی اللہ کا خلیفہ ہے یعنی مامور من اللہ' اور قرآن نے اس کی توثیق اور تصدیق کی ہے جسے مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کی آیات کے ذریعہ بطور ثبوت پیش کیا۔قرآن میں ایک قوم موعودہ کا بیان ہے نہ کہ کسی جماعت فرقہ طایفہ مدرسہ خانقاہ کا ذکر ہے۔تمام جماعتیں یہ دعوی نہیں کرسکتیں کہ یہ تمام فرقے اور جماعتیں انہوں نے اللہ کے حکم سے بنائ ہیں' جبکہ مہدی موعودؑ نے جو بھی حکم دیا یا اپنے دعوی کے ثبوت دے کہا کہ''مجھے اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ یہ تیری ذات ہے''۔اسلام میں فقہی مسایل یا شریعت کے مسایل کو سمجھانیکے کام کا آغاز امام ابوحنیفہ سے حضورﷺ کے ایک سو برس کے لگ بھگ بعد شروع ہوا سنہ ۶۹۹۔۷۶۷ء تک اس کے بعد اس سلسلے کو آگے بڑھایا امام لکؒ نے ۷۱۱۔۷۹۵ تک اس کے بعد امام شافعی نے ۷۶۷ تک اور امام احمد بن حنبل نے ۷۸۰۔۸۵۵ تک اور یہ سلسلہ ختم ہوگیا مگر اس کے بعد بھانت بھانت کے بدعقیدہ لوگوں نے اپنی رائے اور عقل کے ذریعہ دین میں بدعقیدگی اور بے دینی پھیلانے کی کوشش کی جو آج تک جاری ہے۔اسی کے ساتھ معرفت الٰہی کی تعلیم کا دور سری سقطیؒ جیسے ولایت وتصوف کے اماموں کے ہاتھ میں رہا اور یہ امام ابوحمید غزالی سنہ ۱۱۱۱ تک جاری رہا یعنی سات صدیوں تک اسکے بعد اہل بدعت اہل فلسفہ کا زور ہوگیا۔احادیث کو جمع کرنے کا کام حضرت عثمان غنیؓ نے شروع کیا جو صحیحین کے بعد بھی جاری رہا۔

کیفیتِ دیدار!

لیس کمثلہ شیءٍ اللہ کی مثل کوئی شے نہیں۔بس یہی دیدار کی کیفیت کا بھی بیان ہے۔کوئی بھی دیدار کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا۔یہ ذات محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام ومرتبہ ہے جواللہ نے اس کیفیت کوسورہ نجم میں بیان کردیامَا کَذَبَ الْفُؤَا دُ مَا رَا ٰی ؛ افَتُمٰرُوْ نَہ‘ عَلٰی مَا یَرٰی ۔نہ جھوٹ کہااس نے جودیکھا تو کیاتم جھگڑتے ہواس سے‘جواس نے دیکھا؟وَلَقَدْ رَا ٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ۔اور تحقیق اُس نے دیکھادوسری مرتبہ۔یہاں اللہ تعالی نے گواہی دی کہ محمدرسول اللہ ﷺ نے اُسے دیکھا۔اور نَزْلَۃً اُخْرٰی کہنا اللہ کا یہ بتارہا کہ حضور ﷺ نے دوبارہ دیکھا(کہ کیامیں حق ہی دیکھ رہاہوں اس کا یقین کرلینا)اس بات کی تائید اللہ نے پہلے کردی‘ نہ جھوٹ کہااس نے جو دیکھا۔رسول اللہ ﷺ نے صرف اتنا کہا کہ وہ نور تھا جومیں نے دیکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے شانوں پر محسوس کی۔اس کی تشبیہ نہیں فرمائی۔یہی حالت دیدار کی ہے جسے کوئی بیان نہیں کرسکتا نہ تشبیہ دی جاسکتی ہے کہ ایسا تھا ویسا تھا۔ہرانسان اپنے ظرف اورتقوی وپرہیز گاری کی بنیاد پر دیدار کرے گا۔جس طرح حضور ﷺ کا دیدار عام بات نہیں اسی طرح دیدار عام بات نہیں ہے کہ ہرکوئی نظر اُٹھا کر دیکھ لے‘یہ وہ کیفیت ہے کہ جس میں نظام الٰہی کے جلوے اور نظارے ہوسکتے ہیں جو ہر بندے کواس کے ظرف اور مقام کے مطابق نظر آئیں گے۔اس کے لئے تطہیر قلب‘تطہیر روح‘ کا ہونا ضروری ہے یہ تطہیر ایمان کے بلندترین مقام پر بندے کے پہنچنے کے بعد حاصل ہوتی ہے جسے احسان کہا گیا۔جب یہ حاصل ہوجائے تو بندہ عالم غیب میں وہ دیکھے گا جوعام لوگ نہیں دیکھ پاتے۔اس کے لئے فضل خداوندی کا ہونا ضروری ہےوَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وہ نگاہوں کوپالیتا ہے۔(انعام)اس بینائی یابصارت کے لئے رُوشنیاں (اسباب) آگئی ہیں۔معنی قرآن اوررسول ﷺ کے ذریعہ یہ اسباب پیدا کردیے گئے ہیں معرفت الٰہی کے اور وقت معینہ پراس کی تعلیم اورطریقہ بھی بتایا جائے گا۔ ثم ان علینا بیانہ ۔جیسے کہا کہ انسان کے ظرف کے مطابق علم دیا جاتا ہے‘ کیونکہ ہرایک کا ضبط اورقوت برداشت ایک جیسی نہیں ہوتی کہ وہ انوار خدا کو برداشت کرے۔حضرت موسیٰ کی قوم نے ضداور بحث کی آپؑ سے کہ ہمیں بھی آپؑ کے خدا سے بات کرایئے تو مجبوراً حضرت موسیٰؑ نے گنے چنے ۷۰ سترافراد بنی اسرائیل کولے کر طور پر گئے‘اوراللہ تعالی سے استدعاء کی یہ مجھ سے ضد کررہے ہیں کہ تجھ سے کلام کراؤں تو اللہ نے ایک تجلی فرمائی سارے کہ سارے موت کی آغوش میں چلے گئے‘حضرت موسیٰؑ کے کہنے پر کہ بنی اسرائیل بھڑک اُٹھیں گے کہ ان کے چنیدہ افراداس حالت کومیری وجہ سے پہنچے ہیں اے اللہ تو انہیں زندہ فرمادے‘تو اللہ نے

انہیں دوبارہ زندگی بخشی۔ دیدار کی پہلی منزل حالات مغیبہ کے ظہور سے ہوتی ہے پھر اس میں ترقی ہوتی ہے بندے کے ظرف کے لحاظ سے' جب بندہ اس عالم غیب کے انوار کو برداشت کرنے کے قابل بنتا جاتا ہے تو اس میں ترقی ہوتی ہے ایسے میں بندہ خاموشی اختیار کرے کسی سے ان احوال کا ذکر نہ کرے۔ انہیں احوال میں ملایکہ کا نظر آنا بھی ایک حصہ ہوسکتا ہے۔ اور ساتھ میں شیطان جن اور عفریتوں کا نظر آنا بھی ہوسکتا ہے کیونکہ حجابات اُٹھا دے جاتے ہیں' اور ان شیاطین اور عفریتوں کا نہایت کریہہ اور بدصورت ہونا بھی ہوسکتا ہے جسے دیکھ کر اوسان خطا نہ ہوں۔ کیونکہ اکثر خواب کی حالت میں چند ایک چیزوں کو دیکھ انسان گھبرا جاتا ہے برداشت نہیں کر پاتا' چونک جاتا پریشان ہوجاتا اور پسینہ میں شرابور ہوجاتا ہے۔ دیدار کے لئے مضبوط اعصاب قوت ارادوی قوت برداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضورﷺ ایک صحابی کو لے کر جنگل یا ویرانے کی طرف چلے کچھ دیر کے لئے ان صحابیؓ کے اطراف حصار کھینچا اور کہا جب تک میں واپس نہ آؤں اس سے باہر قدم نہ نکالنا چاہے کچھ ہو۔ بعد میں صحابیؓ کے استفسار پر بتایا کہ ایک جماعت جنوں کی اسلام کے متعلق دریافت کرنے آئی تھی ان سے ملاقات کے لئے گیا ہوا تھا' اور جن تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا دیں تمہیں حصار میں باندھ کر گیا تھا۔ اور سیرت کی کتابوں میں واقعہ ہے کہ حضور نبی کریمﷺ کو نبوت سے پہلے آسمانوں سے آوازیں سنائی دیتی تھیں اور اکثر ایک فرشتہ زمین سے آسمان تک نظر آتا تھا' جنھیں دیکھ حضورﷺ شروع میں گھبرا جاتے' جبکہ آپ ؐ مضبوط قوت ارادوی اور کردار کے مالک تھے۔ کیا کوئی اس بات کا تصور کرسکتا ہے کہ کفر و شرک کے ماحول میں جہاں تو ہم پرستی کا ماحول ہو کوئی اس طرح تن تنہا مکہ سے دور ایک پہاڑی کے ایک غار میں جہاں گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو' نہ آدم نہ آدم زاد جا کر گوشہ نشینی میں بیٹھ جائے۔ اور ایسے میں ایک ناموس جبرئیلؑ کا اچانک وارد ہوجانا اعصاب شکن واقعہ نہیں ہے؟ حالانکہ حضورﷺ کی روحانی جسمانی ساخت کی تربیت اس طرح ہوئی تھی کہ بچپن میں سینہ چاک ہوا تھا' نبوت سے پہلے پیڑ ہجر شجر سجدہ کرتے تھے بادل سایہ کرتا تھا کیا یہ باتیں آپﷺ کے ذہن میں نہیں تھیں؟ کیا کوئی کمزور قوت ارادوی کا شخص ایسی باتوں کا تصور کرسکتا ہے؟ ایسے تمام حالات سے گزرنے کے بعد نبوت کا بار دیا جاتا ہے مخالفت ٹکراؤ کفار و مشرکین کا ظلم یہود و نصاریٰ کی سازشیں سوشیل بایکاٹ راستے میں کانٹوں کا بچھانا' ابوجہل ابولہب کا جور و ستم' طایف کا جگر خراش واقعہ ڈگر ڈگر پر لخراش مظالم تنگی فاقہ کشی کا برداشت کرنا ایسے میں حضرت ابوطالب کا دنیا سے گزر جانا جو آپ ؐ کے معاشرتی محافظ تھے اور حضرت خدیجہؓ کا وصال جیسے سانحات کے وقت میں اچانک معراج واقع ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریمﷺ کے

افعال کردار معاملات میں ایک تبدیلی واقع ہو جاتی ہے ایک یقین اور ایمانی کیفیت کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے کہ کچھ تو بات تھی آسمانوں کی سیر اور اللہ سے ملاقات کے بعد آپ کے شب و روز میں ایک انقلاب آیا ہوا لگتا ہے۔

اسلام کی بنیاد ہی علم غیب پر ہے قرآن کے شروع ہوتے ہی اللہ نے یہ بات بتا دی یــومــنــون بـالغیب اور اس کے لئے ھـدی اللمتقین تقوی اور ہدایت کی طلب کا ہونا ضروری ہے جو اس سے پہلے اسی آیت میں بتا دیا گیا۔ اور اس کا خلاصہ اسی سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۴ اور ۲۸۵ میں ہے ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے' سب اللہ کا ہے تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ ان کا حساب تم سے لے گا اسے اختیار ہے جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے سزا دے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (جس نے) رسولؐ کی ہدایت پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے ہے ان پر نازل ہوئی' اور جن لوگوں نے اس رسول کو مانا (ان کے رسولؐ ہونے کا اقرار کیا) انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کیا' یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکی (نازل کی ہوئی) کتابوں اور اس کے (بھیجے ہوئے) رسولوں کو مانتے ہیں (حالانکہ انہوں نے انہیں دیکھا نہیں) ان کا قول ہے کہ ''ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں سمجھتے ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی' (اے) مالک (رب) ہم تجھ سے خطا کی بخشش کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے''۔ اس طرح قرآن میں جابجا یومنون بالغیب کے احوال اعمال احکام کو بتایا سمجھایا گیا ہے جو انہیں حقیقی طور سمجھے اختیار کرے وہی مومن ہے۔ صرف علم حاصل کر لینا رٹا مار لینا ایمان بالغیب نہیں ہے' اس طرح کا علم تو ابلیس کے پاس بھی تھا۔

ہر بات میں انسان کی عقل موجودات وظاہرات کا ہی تصور کرتی ہے اس میں کبھی انسان حق کی طرف چل پڑتا ہے کبھی شرک وبت پرستی کی طرف۔ اس لئے انسان نے خالق کو بھی ظاہرات وموجودات میں تلاش کرنے کی ہی کوشش کی' اور اس طرح بت پرستی اور کفر کا آغاز ہو گیا' اگر انسان کے ظاہر کو دیکھیں تو مجسم ہے جبکہ روح جسم روح اور نفس کے اشتراک سے بنا ہے۔ **بغیر جسم کے وجود نہیں بغیر روح کے انسان نہیں بغیر نفس کے تحریک نہیں**۔ اللہ نے آدمؑ کی تخلیق کر کے ان کی نسلیں چلائیں تو پھر اسے انسان کیوں کہا؟ لفظ انسان قرآن میں 71 بار آیا ہے لفظ آدم اور عیسی 25 بار۔ اِنس آدمی اَنَسَ سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونا' واقف ہونا' انسان ذاتی طور پر متمدن ہے وہ باہمی میل جول سے رہتا ہے اس لئے اسے اِنس کہا گیا۔ انسان مذکر مونث دونوں کو بولا جاتا ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے غور کیا جائے تو آدمی مخلوق ہے اور انسان ہونا اس کی خصوصیت اور متمدن ہونا ہے۔ یہاں اللہ کی ربوبیت کا

احساس ہوتا ہے کہ انسان وہ نہیں جو گوشت پوست ہے بلکہ روح اور نفس اسے متمدن مہذب بناتے ہیں' اس طرح روح انسان اور آدمی متنفس یعنی نفس ہے۔ یہ تمام ظاہرات وموجودات اللہ کی مخلوق ہیں یہ اللہ کے نور السملوٰت والعرض سے نکلے ہوئے باقیات اور کثافتیں ہیں' نور کا کوئی ظاہر نہیں ہوتا نہ بیان کیا جاسکتا ہے جو متشکل ہو لیس کمثلہ شیءٍ موجودات وظاہرات کی حدیں ہیں ایک معینہ ومقررہ تک جبکہ نور کی کوئی حد نہیں' مثل آج سے ہزاروں برس پہلے کچھ پہاڑ ندیاں راستے مقامات انسان اس طرح نہیں تھے جو آج ہیں' جبکہ نور اُس وقت بھی وہی تھا آج بھی وہی ہے۔ نور تا حد نگاہ ہوتا ہے نور کی موجودگی اور پرواز مخلوق کے آگے پیچھے اُوپر نیچے ایک جیسی ہے نور مخلوق پر غلبہ کئے ہوئے ہے چھایا ہوا ہے۔ ظاہرات وموجودات سما نہیں سکتیں جبکہ نور کہیں سے بھی اندر سے باہر سے رواں دواں ہوسکتا ہے' یہ روشنی یا تابکار لہریں کیا ہیں جو انسان کے اندر سے گزرتی ہیں زمین آسمان لوہا اور ٹھوس اشیا سے بھی گزر جاتی ہیں۔ یہ الٹرا اگاما ریز کیا ہیں؟ نور کا ایک پرتو' انسان روشنی سے واقف ہے مگر اس کی شکل ہیت ماہیت کو بیان نہیں کرسکتا تشکیل نہیں کرسکتا۔ نور کبھی چراغ کی روشنی کبھی بلب کی روشنی کبھی بجلی کبھی چنگاری کبھی ذرات کی طرح دکھائی تو دیتی ہے مگر قابو میں نہیں آتی' اور نہ ہی کسی شکل وصورت میں دکھایا جاسکتا ہے' انسان نے ہزار ہا برسوں میں ہر چیز کا علم جانا سیکھا مگر روشنی یا نور کی کوئی شکل نہ بیان کرسکا' یہی بات اللہ کے نور کی ہے' ابراہیمؑ موسیٰؑ اور محمدؐ نے جب بھی خالق کل کی کہ وہ کسی تشخص وتشبہ کا بیان نہیں کیا' کیونکہ تشخص وتشبہ کا دایرہ محدود ہوتا ہے' اور نور بحر بیکراں ہے۔ جب موسیٰؑ نے اندیشہ ظاہر کیا کہ فرعون کے دربار میں جائیں گے تو وہ ہمیں نقصان پہنچائے گا !۔ اس پر اللہ نے فرمایا: قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۔ ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں' سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں''۔ (طٰہٰ ۴۶) اور کہا فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ جاؤ فرعون کے پاس اسے کہو کہ ہم تیرے رب کے فرستادہ (نبی) ہیں۔ معنی ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اس کے خلیفہ یعنی قایم مقام ہیں۔ یہ وہی نور ہے جو موسیٰؑ و ہارونؑ کی حفاظت کررہا تھا' بلکہ سب کچھ سن اور دیکھ رہا تھا' معنی ایک عظیم طاقت موجود تھی ان کے ساتھ جو ہمیشہ قایم اور زندہ ہے' صرف انہیں حفاظت کرنا نہیں تھا فرعون اور بعد کے زمانے میں آنے والے فرعون صفت لوگوں کو بتانا مقصود تھا کہ تم سبھی محدود ومقید ہو بندے ہو اور اللہ خالق مطلق ہے ہر جگہ موجود آسمانوں اور زمین میں' لہٰذا اس خالق و معبود اللہ کا ہمیشہ قایم رہنا موجود رہنا غالب رہنا' نگران رہنا چھایا رہنا' سنتے رہنا دیکھتے رہنا' ہی اُسے خالق ومعبود بناتا ہے' جس کی عبادت کا بندوں کو حکم دیا گیا ہے' اگر کسی نے اُسے کوئی تشبہ وتجسم دیا یا کسی چیز یا شخصیت پر محمول کیا یا کسی

طرح اسے مقید و مجبور سمجھا گیا یا اس کے لئے کسی کا سفارشی ہونا قرار دیا تو وہی کفر و شرک ہے۔اسلام ایک دین و مذہب کے قوانین کا نام ہے‘ایمان اس دین و مذہب کے معبود کو خالق جاننا جو عالم غیب میں ہے تو‘ مگر موجود ہے اس پر یقین کرنا برائی اور گناہ سے اس کے احکام سے انحراف نہ کرنا ہے‘اور احسان ہے اس کی قربت حاصل کرنے اور اسے دونوں جہانوں میں ملاقات کرنے دیکھنے کی کوشش کا نام ہے۔ہماری آنکھیں بھلے اس کا احاطہ نہیں کر رہی ہیں مگر وہ چھایا ہوا اور غالب ہے اتنا مان لینا بھی احسان کو کوشش ہے۔کسی متنفس کا یہ احساس رکھنا کہ وہ ہمارے گرد اگر ہے تمام زمین و آسمان اور کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے بھی احسان کی کیفیت کا اقرار ہے۔مگر اس حقیقت کو وہی لوگ قبول کریں گے جو اللہ کو خالق و معبود ماننے کے علاوہ مطلق مانتے ہیں مقید نہیں۔انسان کو درد اور تکلیف کا احساس تو ہوتا ہے مگر حقیقی درد کے مقام سے واقف نہیں ہوتا‘مگر ایک حکیم طبیب اور ڈاکٹر معاینہ کر کے ہمارے درد کا پتہ لگا لیتا ہے اور اس درد کے مقام اور وجہ کا بھی پتہ لگا لیتا ہے کہ کس رگ پٹھے اور گوشت کی جگہ درد ہے۔یہی بات معرفت الٰہی کے سالکوں میں پیدا ہوتی ہے بھلے وہ اپنی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھتے ہوں‘مگر وہ محسوس کر لیتے اور جان لیتے ہیں پہچان لیتے ہیں اور اس کی عبادت اطاعت ریاضت سے سرمو انحراف نہیں کرتے چوں و چرا نہیں کرتے‘یہی ایمان ہے جب اس ایمان میں پختگی اور بالغ نظری پیدا ہوتی چلی جائے تو ایک مقام پر نماز میں وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے الصلواۃ معراج المومنین کہا جب ایسی حالت پیدا ہونے لگے تو بندہ باری تعالیٰ کو اپنے گرد محسوس کرنے لگتا ہے‘مغیبات کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہ کوشش اسے کشف کی حالت میں لے جاتی ہے جہاں وہ سب کچھ دیکھتا ہے جسے عام آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ایسے میں بندہ و سالک خدا اور برتر کے روبرو حاضر ہونا محسوس کرنے لگتا ہے‘مگر وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا اس کی مثل کوئی نہیں لیس کمثلہ شیء۔نور ایک ایسی شے ہے جو کسی بھی شئے میں ڈھل جاتی ہے اور کسی بھی شئے کو اپنے میں ڈھال لیتی ہے یہ صفت کسی شئے میں نہیں ہے‘یہ حاضرات و موجودات کے ظاہر میں جس طرح موجود ہے اسی طرح ان کے باطن میں اندر باہر اتھاہ گہرایوں میں بیکراں بلندیوں میں ہے۔بادی النظر نور نظر نہیں آتا لیکن وہ ہر شئے میں ہے۔زمین میں آسمان میں خلائے بسیط میں سمندر کے اندھیروں میں زمین کی گہرایوں میں ہواؤں میں فضاء میں پہاڑوں کے ارتعاش اور اور آتش فشاں کے ولولوں میں پیڑوں کی آبیاری میں ندیوں کی روانی میں خوشبو کی مہک میں فرحت افزاء احساسات میں تمام نور کا جلوہ ہے۔معراج کے متعلق حضور ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا ''وہ تو نور ہے‘میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں پر محسوس کی''۔اور فرماتا ہے کہ''

(رسولؐ کی) نہ اس کی آنکھ بہکی نہ تیڑی ہوئی، ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، دو کمانوں کے درمیان دیکھا۔

ہم نے یہاں چند ایک آیات کو جمع کیا ہے جس کو سمجھنے سے دیدار کی حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت دے قرآن سے دلایل وحجت پیش کی اور اپنا مقام مرتبہ حیثیت اور اپنی قوم کے متعلق بتایا۔ اور دیدار کے متعلق قرآن کی بنیاد پر تعلیم دی تربیت کی طریقہ بتایا۔ ان پر عمل کرنا دیدار کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنا اور وجوب اور کیفیات وقرآنی آیات میں اللہ کے کلام میں اسے سمجھنا کی کوشش کرنا بندوں کا کام ہے' اگر پڑھنا نہیں آتا سمجھنا نہیں آتا تو ایمان ویقین سے تعلیمات فرایض ولایت پر عمل کرنا چاہے' انشاءاللہ اگر اللہ نے چاہا تو مقصد میں کامیاب کرنا نہیں کرنا اللہ کا کی مشعیت ہے کس کو کیا دینا نہیں دینا اس کا کام ہے۔ ہاں جو پورے یقین واطمینان سے دیدار کی حقیقت کلام اللہ کے ذریعہ جاننا چاہتے ہیں تو قرآن میں جا بجا اللہ تعالی نے اس کے معنی بتائے اور اشارات دئے ہیں۔ یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ ضرورت حالت اور کیفیت بتادیتا ہے کہ کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے۔ اس کے اسباب تلاش کرنا بندوں کا کام ہے' مثلاً اللہ تعالی نے نمازوں کو فرض کیا یہ نہیں بتایا کہ کتنی رکعت کونسی پڑھنا اس میں کیا پڑھنا ہے اور کیسے پڑھنا ہے وہ ہمیں اللہ کے رسولؐ نے بتایا۔ اسی طرح بہت سارے فرایض اور احکام ہمیں اللہ کے رسولؐ نے بتائے اور طریقے بھی۔ باوجود اس کے مفسروں نے تفسیر کی محدثوں نے احادیث صحیح غلط ہونے کی وجوہات بتائی نشاندہی کی۔ اور آیمہ اور فقہا نے دنیا اور دینی ضروریات کے لحاظ سے فرایض وسنن کے استعمال اور طریقوں کی وضاحت کی۔ آج جس کسی کو ضرورت ہے وہ مزید اللہ کے احکام کو جاننے کی کوشش کرتا ہے' کیوں نہیں اتنے پر ہی تکیہ کر کے عمل کر لیتا؟ انسان وقت زمانہ اور ضرورت کے حساب سے مسایل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح دیدار کو سمجھنے کے لئے اگر قرآن میں فہم وادراک سے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کوشش کرنا ایمان کی علامت ہے۔ قرآن مینارہ نور ہے اس میں ہر انسان کو اس کی ضرورت کے لحاظ سے معاملہ اور بات کو سمجھانے کا ملکہ ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن چودہ صدیوں سے ایک مثبت رہنمائی کا علمبردار ہے۔ طلوع اسلام کے وقت لوگ بہت چند باتوں وسایل اسباب ضرورتوں سے واقف تھے آج زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا' اب لوگ کہکشاں فضائے بسیط کے نظارے کرر ہے ہیں۔ انہیں میں اللہ کی نشانیاں اور قرآن کی مدد سے دلایل تلاش کرنا کوئی برائی نہیں ہے۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَنَّه'
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۵۳ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّه' بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ

۵۴ (حٰمٓ سجدہ ۵۳۔۵۴) ہم جلد اپنی آیات (دلیل حجت) انہیں اطراف عالم میں اور (خود)
اُن کی ذات میں (آنکھوں سے) دکھا دیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا وہ حق (اللہ)
' کیا آپؐ کے رب کے لے کافی نہیں کہ وہ ہر شے کا شاہد ہے۔ خوب یاد رکھو! بیشک وہ اپنے رب کی
ملاقات (روبرو۔ حاضری۔ دیدار کے ذریعہ) سے شک میں ہیں۔ بیشک وہ ہر شے کا احاطہ کئے
ہوئے ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ , وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ آنکھیں
اُس کو نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا اخبر دار ہے (جانتا ہے کس کو دکھائی
دینا ہے کس کو نہیں) (انعام ۱۰۳) قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ
وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آ چکیں (معراج میں) تو جس نے دیکھ لیا
سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا تو (اس کا وبال) اسی پر ہے۔ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور نہیں میں تم پر
نگہبان (اللہ کا حکم رسول نے سنا دیا اپنے ذمہ داری پوری ہوگئی۔ اسی طرح مہدی نے تعلیم اور طریقہ
بتا دیا فرائض اعمال ولایت کا اب ان کی ذمہ داری نہیں) ۱۰۴۔انعام۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى
اللّٰهِ قف (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف عَلٰى بَصِيْرَةٍ بصیرت
پر (دیدار پر) اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ میں (بھی) اور وہ (بھی) جو میرا تابع ہے وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں (یوسف ۱۰۸) (اللہ پاک ہے میں
اس کی ذات میں کسی کو شریک کرنے والوں میں نہیں۔ یعنی کسی اور شے یا مخلوق کو دیکھ کر خدا نہیں کہا ہے
یا معراج میں بھی میں نے خدا کے نور کو ہی دیکھا تھا)۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ
صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى , عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ,
ذُوْ مِرَّةٍ , فَاسْتَوٰى , وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى , ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى , فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ,
فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى , مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى , اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۔
ستارے کی قسم جب وہ غایب ہونے لگے، تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ بہکے نہ بھٹکے (اپنے ہوش وحواس
اور عقل میں تھے)۔ اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے (جو اللہ کہتا ہے یا اللہ جو دکھاتا ہے
وہی کہتے ہیں) وہ صرف وحی ہے جو انہیں بتائی جاتی ہے (وہ جو کہتے ہیں وہ اللہ ان سے کہلواتا ہے)

اس کو سکھایا اس سخت قوت والے طاقتوں والے (رب) نے پھر اس نے قصد کیا (رسولؐ کے سامنے آیا) اور وہ (محمدؐ) سب سے بلند کنارے پر تھا۔ پھر نزدیک ہوا پھر نزدیک ہوا تو وہ کمان کے دو کناروں کے فاصلے کے برابر رہ گیا۔ یا اس سے کم۔ تو اس (اللہ) نے جو وحی کی اپنے بندے (محمدؐ) کی طرف جو وحی کی (جو عالم غیب کے راز و نیاز تھے وہ بتائے) جو اس نے آنکھوں سے دیکھا (اپنے رب کو) دل نے اس کی تصدیق کی۔ کیا جو اس نے دیکھا تم اس سے اس پر جھگڑتے ہو (محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا تم کہتے ہو کہ سدرۃ پر جبرئیل کو دیکھا)۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی اِذْیَغْشَی السِّدْرَةَمَا یَغْشٰی , مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی , لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۔ اور تحقیق اس (محمدؐ) نے دیکھا دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک۔ اس کے نزدیک جنت الماویٰ ہے جب چھا رہا تھا سدرۃ پر جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نے کجی نہیں کی (نہ ٹیڑھی ہوئی۔ نہ دھندلی۔ نہ پلک جھپکی) اور نہ وہ حد سے بڑی۔ تحقیق اس (محمدؐ) نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (سورہ نجم ۱۔۱۸)۔ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟۔ سورہ نجم میں مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کے الفاظ آئے ہیں' جن کے معنی جو اس نے آنکھوں سے دیکھا (اپنے رب کو) دل نے اس کی تصدیق کی۔ ہیں۔ یعنی بصارت یا دیدار یہ نہیں کہ صرف آنکھوں سے دیکھا' بلکہ دل اور دماغ اور آنکھوں کا جسے قلب مومن کہا گیا انکا جامع فیصلہ یا قبول کرنا کے ہاں یہ وہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ ورنہ کئی دماغی طور پر کمزور لوگ بھی آنکھوں سے کسی شے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر وہ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ کیا دیکھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ , كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَا اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۔ پس کیا وہ زمین پر چلے پھرے نہیں؟ تو وہ دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے قبل تھے وہ تعداد و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھے؛ اور زمین میں (ان سے بڑھ چڑھ کر) آثار چھوڑ گئے اور وہ ان کے کچھ کام نہ آیا۔ پھر جب ان کے پاس رسول کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے۔ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ , فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۔ اللہ اپنی نشانیاں تمہیں دکھا رہا ہے؛ آخر تم اس کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے۔ (سورۃ غافر ۸۱)

فَلَمَّا جَآ ءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَا نُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ ۔ جب رسول ان کے پاس بینات (نشانیاں۔ دلیل) لے کر آئے تو وہ (عالم) اُسی علم میں مگن رہے جو ان کے اپنے پاس تھا' اور پھر اسی چیز کے پھیر میں آ گئے جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے۔ (غافر ۸۳)۔ اور ان تمام کا حتمی بیان سورہ حدید میں کر دیا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔ سورہ حدید کی ایک 1 تا 9 نو آیات اللہ تعالی کی قدرت عظمت کبریائی اس کی خلقت اسکے نبی رسول کے بیان سے لبریز ہے۔

دیدار کے لئے ضروری نہیں کہ بندہ ہمیشہ دیدار کی کیفیت یا حالت میں رہے' ایسی حالت کسی مخلوق کو ہرگز میسر نہیں ہو سکتی' بندگی میاں شاہ نعمتؒ نے فرمایا ضروری نہیں کہ بندہ کو ہمشہ وصال ہو کبھی فراغ بھی ضروری ہے۔ مسلمانوں میں کبھی کبھی سنا گیا کہ کسی کو حضور نبی کریم ﷺ کا خواب میں دیدار ہوا' مگر کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہمیشہ ہوتا رہا یعنی ہمیشہ رسول مقبول ﷺ کسی کے خواب میں بار بار یا ہمیشہ آتے رہے ہوں اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر کسی نے مجھے خواب میں دیکھا تو یقینی اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا' حضور نبی کریم ﷺ کو ایک بار خواب میں بھی دیکھ لینا بہت بڑی بات ہے ایسا لاکھوں کروڑوں میں کسی ایک کی خوش نصیبی ہوگی۔ اگر کسی خوش نصیب نے دیکھا تو یہ بات یقینی ہے کہ آپ کا سراپا چہرہ مقدس انہیں زندگی بھر یاد رہ جائے' دل و دماغ پر نقش ہو جائے گا مگر وہ سراپا بیان کر سکتا ہے نقوش کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ جب حضور ﷺ کو خواب میں ایک بار دیکھنا خوش نصیبی ہے تو کیا خدا کا دیدار سر کی آنکھوں سے ہر دن ہونا ضروری ہے۔ پوری زندگی ایک بار بھی دیدار ہو جانا بہت بڑی بات ہے اس کے بعد البتہ انسان کا قلب دل و دماغ میں وہ نقش ہو جائے گا۔ یہی بات مہدی موعودؑ کی نقل مبارک میں ہے کہ "اگر کسی نے ایک تنکہ برابر دیدار کیا تو وہ کہے گا کہ مجھے ایک ہزار برس ناک میں نکیل ڈال کر گھماؤ تا کہ میں اتنا ہی دیدار کر سکوں"۔ یہ بات معراج کے واقعہ سے حق ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ ایک بار بلائے گئے تھے' ایسا نہیں کہ جبرئیل امین ہر بار براق لے کر چلے آئے کہ چلو خدا نے بلایا ہے۔ مہدیٔ موعودؑ نے جب دعوت دیدار دی تو کہا کہ سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہے یہی بات حضور ﷺ کے بارے میں نہیں کہی جائے گی کہ آپ کو مثل حیات دیکھا جانا ہے۔ اور لوگ محمد ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی بات کرتے تو متعجب ہوتے کہ بھئی کیا کمال ہے کیا مقام ہے' مگر تابع تام رسول اللہ ﷺ نے خدا کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے کی بات کہی اس پر لوگوں کا حیران ہونا اور اس بات کا منکر ہونا یقینی

تھا جبکہ نبی کریمؐ نے حدیث احسان میں یہ بات بتادی کہ "عبادت ایسی کرو کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو یا یہ کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے" اور اس بات کے عینی گواہ جبرئیلؑ اور صحابہؓمیں حضرت عمرؓ تھے۔ کہ بھئی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھ کر خوش ہونے کی ضرورت نہیں ایسا مقام اور ایسی صفت وعمل پیدا کرو کہ سر کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھ سکو۔ سنت رسول اُس عمل اور اُن صفات کو کہا جاتا ہے جو رسول مقبول ﷺ نے کے اگر اللہ کے رسولؐ نے کہا کہ "میں نے خدا کو دیکھا وہ نور تھا" تو سنت رسول کا اعلیٰ مقام دیدار ہے یہی عمل اختیار کرنے کی تعلیم اور تربیت مہدی موعودؑ آخر الزماں نے دی "اے محمد تم بھی خدا کے دیدار پر لوگوں کو بلاؤ اور تمہارا تابع بھی بلائے گا" اور خدا نے بھی اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی "وہ آنکھوں پر چھا جاتا ہے" (انعام)۔ يَـا يُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا اتَّـقُوْا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ مایدہ ۳۵۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اُس کی **جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدو جہد کرو شاید کہ تم کو کامیابی نصیب ہو جائے**۔ اَلْوَسِیْلَۃَ کا معنی نزدیکی۔ قرب۔ وسیلہ وہ چیز ہے جو اللہ کے قریب تم کو پہنچا دے۔ وسیلہ کے معنی قرب ہے۔ قرب اسی کا ڈھونڈا جاتا ہے جو حاضر ہو موجود ہو۔ اور یہاں تو اللہ نے اس کے حضور پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرنے اس کی راہ میں جدوجہد کرنے کو کہا کہ شاید کامیابی مل ہی جائے۔ اور کیا وسیلہ بعد حیات الموت ڈھونڈا جائے گا؟ حشر میں تو اس کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ وہاں جا کر وسیلہ یا نزدیکی ڈھونڈا جا رہا ہو تو معلوم ہوا بات دنیا کی ہے۔ جو کچھ کرنا ہے دنیا میں کرنا ہے بعد مرنے کے حشر میں یا جنت میں کچھ کرنا نہیں ہے۔ بصیرت یا بصارت دنیا کا معاملہ ہے اور آنکھیں بھی دنیا میں ہی دیکھیں گی وہ آنکھیں جو سر میں ہیں جن میں اللہ کا نور ہے۔ اور وسیلہ اور ذریعہ پیدا ہوا بعثت مہدی کے بعد جب آپؑ نے دعوت دیدار دی اور اس کی تعلیم اور تربیت کے ساتھ۔

نقل ہے کہ مہدی موعودؑ نے فرمایا "اگر کسی کو ناک میں رسی ڈال کر ایک ہزار برس گھمایا جائے اور اسے تنکہ کے برابر دیدار ہو تو وہ کہے گا کہ مجھے ایک ہزار برس اسی طرح گھماؤ تا کہ اتنا ہی دیدار کر لوں"۔ یہ بات کتنی حق ہے اس بات کا اندازہ معراج کی روایات سے ہوتا ہے کہ حضور ﷺ جب معراج مقدس پر گئے اور واپس آگئے تو دیکھا دروازے کی زنجیر ہل رہی تھی، معنی لمحوں میں معراج واقع ہو گئی تھی۔ اب اسے کچھ بھی کہیں کہ گردش ایام استقبال حبیبؐ کے لئے روک دی گئی تھی یا صدیوں کا سفر لمحوں میں ہو گیا۔ اس سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے کہ زمین پر حیات انسان کی جو زندگی برسوں میں ہے وہ اللہ کے دربار میں لمحوں کی ہے کہ بس یوں گئے یوں آگئے۔ ہم اپنی زندگی میں کی

واقعات و معاملات سے گزرتے ہیں مگر چند ایک واقعات یا معاملہ ہمیں ہمیشہ بالکل ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ جیسے ابھی ہوا ہو یا کل ہوا ہو۔ یہ انسان کا لاشعور ہے یا اس واقعہ کی اہمیت جو ہمیں من وعن یاد رہجاتی ہے۔ آج فوٹوگرافی کا دور ہے جو باتیں ہم نے نہیں دیکھیں وہ بھی محفوظ کر کے دکھائی جاتی ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے متعلق ہم نے صرف سنا ہیمگر ہزار ہافوٹو ویڈیو اور فلم وہ منظر دکھاتے ہیں جو بپردہ سیمیں پرنظر آتے ہیں۔

اسلام سے پہلے یہودیوں اور عیسایوں میں اس بات پر اتفاق تھا کہ وہی آل اسحاق ہونے کی وجہ سے موحد ہیں جبکہ عیسایوں نے رومیوں سےمل کر بت پرستی اختیار کرلی تھی' مگراُن کا اتحاد صرف آل اسماعیل کی تضحیک کے لۓ تھا' اس کی وجہ بھی تھی کہ آل اسحاقؑ کی اولادیں کنعان روم مصر لبنان افریقہ ایران شام تک پھیلی ہوئی تھیں اوران میں عیسایوں کی تعداد زیادہ تھی وہ اس لۓ یہودی مانتے تھے کہ یہودی ہونے کے لۓ آبائی یا خونی لحاظ سے یہودی ہونا چاہۓ جبکہ عیسایوں کے ہاں ایسا کچھ نہیں تھا' اس وجہ سے یہودی آبادی کے لحاظ سے کمزور تھے اور کنعان شام اور بازنطین میں عیسائی حکومتیں تھیں اس لۓ یہودی عیسایوں کے ساتھ اپنی پرانی بنی اسرائیل کی اخوت نبھاۓ جارہے تھے۔ اور آل اسماعیل کو وہ تحقیر آمیز نگاہ سے دیکھتے تھے جن میں حضرت اسماعیلؑ کے بعد کوئی نبی نہیں آیا تھا' یہی نسلی غرور ان کے اتحاد کی وجہ تھا۔ دوسری طرف جب آل اسماعیل میں حضور نبی کریمﷺ نے نبی رسول اور ختم نبوت کا اعلان کیا تو ان کی مخالفت اور نفرت بڑھ گئی' کہ ان عرب کے اُمیوں اور جاہلوں میں نبی آخرالزماں کیسے آگۓ؟۔ اس طرح یہودیوں کا چراغ پا ہونا فطری تھا' انہوں نے سرے سے حضور محمدﷺ کی نبوت رسالت کا لامحالہ بغیر تحقیق انکار کردیا اور حسد اور ضد میں بڑھتے چلے گۓ' اور آج تک ان کے مطابق کوئی نبی رسول نہیں آیا ابھی وہ انتظار میں ہیں' اس طرح یہود و نصاریٰ اور اسلام اور مسلمانوں کے درمیان بحثیت موحدین کے تقسیم کی ایک لکیر یا دراڑ ہمیشہ کے لۓ بن گئی۔ یہی میراں سید محمد جونپوری مہدئ موعود آخرالزماں کے ساتھ واقعہ پیش آ گیا مہدوی اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کے درمیان ایک تقسیم کی دیوار کھڑی ہوگئی۔ اور اس اختلاف اور مخالفت میں سبھی عالم فاضل زاہد صوفی خصوصاً علماۓ سوا کٹھا ہوگۓ کہ ہو نہ ہو مہدی کو عرب میں مدینے سے ہونا چاہۓ۔ انہیں حضرت مہدی موعود کے عترت فاطمہ میں ہونے' نویں صدی میں بعثت ہونے قرآن سے اپنا دعویٰ ثابت کرنے اور سنت رسول کی پابندی کا کچھ بھی خیال نہیں کیا کہ مہدی ہمارے خیال کے مطابق نہیں ہے ہے۔

اسلام میں صحابہؓ رسول اور تابعین تبہ تابعین کے بعد سب سے پہلے دین ایمان اعمال اسلام کی

حفاظت کا ذمہ آیمہ اربعہ نے اُٹھایا اور مسایل کے حل پیش کے قرآن وسنت رسول ؐ کی روشنی میں' ان چاروں آیمہ نے اپنے اپنے طور پر اعمال کے مسایل کے حل پیش کے اور جس کو جو اچھا لگا وہ اس امام کے ساتھ ہولیا' اس طرح اسلام میں چار مذاہب یا مسالک بن گئے ,حالانکہ کچھ بدعقیدہ اور بے دین لوگوں نے بھی مسایل پیش کرنے کی اور اپنا مذہب بنانے کی کوشش کی مگر لوگوں نے انہیں انکار کر دیا ان میں معتزلہ۔ جہمیہ ۔مربیہ۔ وغیرہ تھے جن کے خیال اور افکار قرآن اور سنت رسول کے بنیادی اصولوں کے خلاف تھے۔ اس طرح چار مسالک یا مذہب مشہور ہو گئے جس کو جو اچھا لگا اس پر عمل کر لیتا۔ ان میں عالم ۔مفسر ۔محدث ۔مورخ اور صوفی سبھی طبقات شامل تھے۔ حالانکہ بعد انہیں مسالک میں دو بڑے گروہ اثنا عشریہ اور ماتریدیہ بھی بنے' ان میں ماتریدیہ ابن منصور ماتریدی حنفی سے متعلق ہے اس میں علم ظاہری علم الکلام کے علاوہ تصوف کو بھی بڑا دخل رہا, جس میں امام نوئ ابن حجر عسقلانی' الجوزی' امام غزالی' سیوطی' امام فخر الدین رازی' بیہقی عبدالقادر جیلانی ۱۰۷۸۔۱۱۶۶۔ شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۱۱۸۳۔ چشتی ۱۱۴۳۔ ۱۲۳۶۔ نقشبندی ۱۸۸۳۔ جیسے لوگ تھے۔ جبکہ اثنا عشریہ میں صرف علم ظاہری کو ہی فوقیت دی گی ان میں البیرونی' ابن حیطم' ابن نافس' ابن بطوطہ' ابن خلدون جیسے لوگ تھے۔ اس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ایک سو برس بعد مسلمانوں کے مذہب عقاید خیالات کا محور یہ مسالک اور گروہ تھے۔ یہ حالت بعثت مہدی تک یوں ہی قایم رہی درمیان میں کئ گروہ اور خیال کے لوگ پیدا ہوے مگر انہیں وہ مقام اور شہرت حاصل نہ ہو سکی کیونکہ ان کے کئ عقاید فاصد تھے۔ جب نویں صدی ہجری میں مہدوی موعودؑ نے دعوی مہدی کیا تو وہی پرانی جیسی تقسیم جو حضورؐ کے بعد یہود ونصاری اور مسلمانوں کے درمیا قایم ہوئ, کچھ ایسی ہی تقسیم مہدی موعودؑ خلیفتہ اللہ کے بعد قایم ہو گئی نویں صدی ہجری بعثت مہدی کے بعد۔ ان گروہوں میں شاہ عبدالرحمٰن ۔۱۶۴۴۔ ۱۷۱۹۔ شاہ ولی اللہ ۱۷۰۳۔ ۱۷۶۵۔ محمد عبدالوہاب نجدی ۱۷۰۳۔ ۱۷۹۲۔ احمد رضا خاں بریلوی ۱۸۵۶۔ ۱۹۲۱۔ دیوبندی تحریک ۱۸۶۶۔ تبلیغی تحریک ۱۹۲۶۔ اہل حدیث 10 ویں صدی جماعت اسلامی ۱۹۴۱۔ اس کو سمجھانے کے لے' ہم نے آگے ایک چارٹ پیش کیا ہے۔ اس طرح اسلام کے بعد کی طرح مسلمانوں میں ایک حد اور تفقیم پیدا ہو گئ مگر!! مہدی موعودؑ کے بعد کے گروہ فرقوں جماعتوں نے ظاہری علوم کو ہی دین ومذہب مان لیا اور علم مدرسہ مکتبہ عالم فاضل کی حیثیت رہ گئی۔ ان میں رضا خانی بریلویوں نے ان کی مخالفت میں صوفیا اولیا مزار چادر عرس صندل جیسی بدعتوں کو بڑھاوا دے دیا۔ اور دونوں گروہ نے بلا تحقیق بلا غور خوص مہدی موعود کی خلافت اللہ کا انکار کر دیا' ایک ایسے مہدی کے انتظار میں لگے ہیں جو کرامتوں کے کمال اور جنگی

اسلحہ سے لیس مسلمانوں کی دنیا میں حکومت قایم کریگا۔ یہ وہی نظریہ اور خیال تھا جو یہود و نصاری نے قایم کرلیا کہ محمد دنیا میں یہود و نصاری کی حکومت قایم کردیں گے۔ یہ تقسیم بالکل صاف اور واضح ہوگی۔ اور جب علمی مدرسوں خانقاہوں کا غلغلہ شروع ہوا تو آج سے سوا سو برس پہلے کے مہدویہ عالموں نے ان اشکال کو رفع کرنے یا مہدی کے صحیح پیغام اور دعوی کو مثبت مدلل طریقے سے پیش کرنے میں ناکام ہوگے جس کی وجہ ان کا خاندانی موروثی آپسی تنازعہ تھا اس طرح اپنے حصار میں محصور محدود اور مقید ہوگئے۔ بعد میں جب ہوش آیا تو انہیں بے دین بدعقیدہ مدرسوں کا سہارا لیا جس کا لازمی نتیجہ انتشار کی صورت میں ظاہر ہوا۔ عظمت محمدؐ اور خلیفۃ اللہ مہدیؑ کی اس تقسیم کو دونوں زمانوں میں بخوبی دیکھا گیا ہے۔ اور یہی دلیل مہدی موعودؑ کو خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہؐ ثابت کرتی ہے، تاریخی عملی لحاظ سے۔ ان تمام حالات میں اُن جھوٹے مدعی مہدی کا ذکر علم ظاہر و باطن کے گروہوں میں کسی نے نہیں کیا سوائے میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کے جو نویں صدی ہجری کے مہدئ حق ہیں۔

مہدویہ میں اگر غور سے اور باریک بینی سے مشاہدہ کریں تو صحابہؓ مہدی کے بعد میاں کے فرزنداں میں ایک گروہ راہ حق سے کچھ حد تک بھٹک گیا، انہوں نے میاں کے احوال کو ماورائی حیثیت دینے کی بڑی کوشش کی اس میں کچھ حد تک کامیاب ہوئے جیسے شیعہ حضرت علیؓ اور ان کی اُس وقت کی آل کو دینے لگے؛ اور مہدی کے فرزنداں میں بندگی سید یعقوب حسن ولایتؓ کی بارہ اولادوں میں ایک اولاد کے خانوادوں نے مہدویت میں اتنا فساد اور انتشار مچایا کہ کچھ معاملات کو دنیاوی معاملات سے جوڑ کر دنیاوی فوایداور سہولیات حاصل کرنے کی کوشش کی ان میں حیدرآباد اور چن پٹن کے دو ایک خانوادے بڑے بااثر ہوگئے وہ اس کے ذریعہ سیاست دنیاوی متاع کی طلب میں اتنے آگے بڑھے کہ منکروں اور اغیار سے اپنے رابطے بنالئے حیدرآباد میں بھی اس قسم کی تحریک ہوئی اور چن پٹن میں تو ایک کہرام مچادیا، رہی بات گجرات کی وہاں میاں کے فرزندوں نے اپنے پنجے مضبوط گاڑ دئے۔ اب یوں لگتا ہے کہ گجرات کے مہدویہ کا تعلق قوم مہدویہ سے ہے ہی نہیں وہ کوئی اور مخلوق ہیں۔ ایسی دوریاں تب ہوتی ہیں جب کسی قوم کی آبادی میں کثرت ہوجائے مگر مہدویہ میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ جیسا دور نبوت میں عرب میں لوگ قبیلوں کو پہچانتے تھے ایسا مہدویہ میں آج پہچانا جاتا ہے۔ یہی وہ خاندانی و موروثی نظام ہے جس نے مہدویت کی اصلاح و تبلیغ اور وسعت میں منفی کردار ادا کیا۔ جب ہمیں گجرات جانا ہوا تو یہ محسوس کیا کہ یہ دراڑ اور دوریاں ان نام نہاد خاندانی مورثوں کی پیدا کی ہوئی ہیں، اس میں اللہ کے کیا مصلحت ہے معلوم نہیں البتہ اگر یہ خدائی نظم و ضبط کے خلاف

ہے تو ان نام نہاد لوگوں کو حشر میں جواب دینا ہوگا کہ دین ومذہب کے فروغ میں حصہ لینے کے بجائے انہوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد مضبوط کرنے میں زندگی لگائی تھی۔ حالانکہ کسی دور میں گجرات مہدویہ علم اور تعلیم کا گہوارہ رہا مگر اب وہاں سے بھی ہلکی سے کرن بھی نہیں دکھائی دیتی۔

مسلمانوں میں قرآن وسنت رسول ﷺ کے واضح احکامات ہونے کے بعد جو گروہ فرقے جماعتیں بنیں چاہے دوسری صدی ہجری میں ہو یا نویں صدی ہجری میں بعثت مہدی کے بعد اس کی وجہ ہے تشریحات اور وضاحتیں' کیونکہ عوام میں علم کی بنیاد پر کسی حکم مسلہ کو سمجھنے کی اہلیت کم لوگوں میں ہوتی ہے بلکہ کچھ نام نہاد عالم بھی اس کا غلط مطلب اس لئے بتاتے ہیں کہ ان کی شہرت اور اعتقاد میں کمی نہ آجائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کو محفوظ کردیا لیکن نبوت کے آخری ایام تک احادیث کو لکھنے یا مدون کرنے کی اجازت نہیں دی وہ اس لئے کہ کہیں قرآن کی طرح قول واعمال اور سنت رسول کو خدا کے کلام کی طرح مقدس بنا نہ لیا جائے یعنی سنت سنت ہو نہ کہ فرض بنا لیا جائے اسطرح نفل قیاس حجت دلیل بھی مقدس ہو جائے گی۔ تو ہوا یہ کہ خلفائے راشدہ کو پہلے قرآن کو جمع اور محفوظ کرلینا پڑا' اس کے بعد تابعین کے دور میں احادیث کو جمع کرنے سمجھنے سمجھانے کا دور شروع ہوا۔ صحابہؓ وہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور اسلام قبول کیا ایمان لائے' تابعینؒ وہ ہیں جنہوں نے صحابہؓ رسول کو دیکھا ان سے علم قرآن وحدیث حاصل کیا اور اُن سے اکتساب فیض حاصل کیا' تبہ تابعین وہ ہیں جنہوں نے تابعین کو دیکھا اُن سے علم حاصل کیا۔ بہت سارے محدثین ومفسرین تبہ تابعین ہیں حتیٰ کہ صحاح ستہ کے بھی' جبکہ دور صحابہؓ میں امام ابوحنیفہ نے تقریباً پانچ سو صحابہ سے ملاقات کی اپنی عمر کے بلند مقام پر دو ایک صحابہؓ سے علم بھی حاصل کیا مگر آپؒ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ جو حضور ﷺ کے سفر حضر کے ساتھی اور شاگردوں میں سے تھے ان کے شاگردوں سے احادیث حاصل کیں ایسی حدیث کو ثنائی حدیث کہا گیا ہے جو صحابیؓ اور تابعی سے بیان ہو۔ اس لئے حضرت امام ابوحنیفہ کی احادیث جو بہت کم بیان ہوئی ہیں ان میں صرف دو واسطے ہیں یا تو صحابہؓ خود یا پھر تابعینؒ جبکہ بعد کے تبہ تابعین میں محدث ہوئے امام بخاری امام مسلم وغیرہ ان کی احادیث میں کئی واسطے اور سلسلے ہیں اسی لئے انہیں اسماء ورجال کے اُصول بنانے پڑے' لیکن پچھلے دو تین سو برسوں میں بدعقیدہ و بے دین جماعتوں فرقوں نے صحاح ستہ کا مقام قرآن کے بعد کردیا اور آئیمہ اربعہ پر طعن وطشن اور زبان درازی کی' دور صحابہؓ کے ایک ہزار برس بعد اس طرح ان فرقوں جماعتوں نے خود کو اسلام کا رہبر رہنما بنا کر پیش کیا جو کہ حقیقت میں ہیں نہیں۔ حدیث پر بات کرنے یا جمع کرنے یا مسالک یا مذاہب کو

آج صرف حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی سے شہرت حاصل ہے وہ اس لئے کہ ان آیمہ اربعہ نے قرآن وسنت رسول ﷺ کو حقیقی اور صحیح انداز میں پیش کیا اور دین ودنیا کے حل بتائے جسے علم الفقہہ کہتے ہیں' جبکہ انہیں کے زمانے اور بعد میں کئی آیمہ فقیہ موجود تھے جو اتنے معروف اور مشہور نہیں ہوئے جیسے مالک بن انس مدینہ میں ؒ۔ صفیان بن عینیہ مکہ میں۔ حسن بصریؒ ابو حنیفہ صفیان ثوری' کوفہ میں۔ اسحاق بن راہویہ نیشا پور میں۔ امام اوزائی شام میں۔ امام شافعی لیس بن سعد مصر میں۔ ابوثور امام محمد داؤد زہری ابن جریر طبری بغداد میں اپنے مسالک اور مذہب کے لئے مشہور تھے لیکن بعد آیمہ اربعہ ہی کے مذہب اور مسالک باقی رہ گئے۔ عمر بن عبدالعزیز پہلے حکمران ہیں جنہوں نے احادث مرتب اور مدون کرنے کی اجازت دی۔ حضرت ابوحنیفہ کے دیڑھ سو برس بعد صحاح ستہ کا زمانہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے تقریبًا چار ہزار علماء ومشائخ سے علم حاصل کیا ہے۔ اس لئے کسی بھی علم کو طبقہ کو جماعت کو فرقہ کو سمجھے بغیر یا کسی شخص کے حقیقی اعمال کا جایزہ لئے بغیر اسے قبول نہیں کرنا چاہے پہلے حقیقت کی تلاش ضروری ہے۔ بغیر سوچے سمجھے مباحث حجت تکرار بغیر علم کے انسان کو کبھی کفر والحاد کے قریب پہنچا دیتی ہے۔

میراں سید محمد کے مہدی موعودؑ ہونے خلیفۃ اللہ ہونے اور تابع تام رسول اللہ ہونے کے بہت سارے ثبوت ہیں جس میں آپؑ کا قرآن سے اپنا دعوی ثابت کرنا' آپؑ کے ماں باپ کا حضور ﷺ کے ماں باپ کا ہمنام ہونا اہم ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ حیران کن حقیقتیں ہیں جو محض اتفاق نہیں ہیں۔ چالیس برس کی عمر میں حضور ﷺ کو نبوت عطا ہوئی' مہدی موعودؑ نے چالیس برس کی عمر میں ہجرت اختیار کی یعنی دنیا سے کنارہ۔ 23 برس کا عرصہ آپؑ کے دعوی اور ہجرت کا رہا۔ حضور ﷺ کی نبوت 23 برس کی ہے۔ حضور ﷺ کی مدنی زندگی اور نبوت 10 برس کی ہے مہدی موعودؑ کی بعد دعوی مکہ زندگی 10 برس کی ہے' حضور ﷺ کی مکی دور نبوت 13 برس کا' مہدی موعودؑ کے 13 برس ہجرت کے دعوی سے پہلے۔ حضور ﷺ کی عمر مبارک 63 برس اور نبوت کے پہلے 40 برس۔ مہدی موعودؑ کے ہجرت سے پہلے 40 برس اور عمر مبارک 63 برس۔ اب ان تمام حقیقتوں کے بعد ایک اور حقیقت دیکھیں۔

سنہ عیسوی کی پیدایش کے حساب سے حضورؐ	570	سنہ عیسوی میں پیدا ہوئے عیسیٰ کے بعد
سنہ عیسی کے حساب سے مہدی موعودؑ کی پیدایش	1443	سنہ عیسوی ہے۔
1443 میں سے 570 نکالیں	873	بنتے ہیں۔

اب حضور ﷺ کا سنہ وصال بہ لحاظ عیسوی	632	ہے۔
مہدی موعودؑ کا سنہ وصال بہ لحاظ عیسوی	1505	ہے۔
1505 میں سے 632 نکالیں	**873**	بنتے ہیں۔

یہ پیدائش اور وصال میں 873 کا یکساں ہونا محض اتفاق نہیں ہے

بلکہ مہدی کی پیدائش بہ لحاظ ہجری	847	ہے۔
اس میں سے حضور ﷺ کے ہجرت کے بعد کے	10	برس نکالدیں۔
باقی رہیں گے	837	یہ 8+7+3 یا پھر 837

ہی کیوں؟ یہ کامن نمبر کیوں؟ یہ مماثلت کیوں؟ کیا یہ نویں صدی ہجری کا پختہ ثبوت ہے جو میراں علیہ اسلام کا پیدائشی سال ہے۔اس 873 یا 837 کو جمع کریں 8+7+3 = 18 کا عدد آتا ہے جس کی جمع 8+1=9 ہے اور 9 کا عدد تقسیم نہیں ہوتا' اور جمع کرتے جائیں حاصل عدد 9 ہی آئے گا۔محمد ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے ہم نام ہوگا یعنی مہدی خطاب ہے حقیقی نام مہدی کا ''محمد'' ہوگا اس طرح اللہ کے رسول ''محمد'' اور اللہ کا خلیفہ ''محمد'' اس طرح تاریخ انبیاء وخلیفۃ اللہ میں دو 2 ''محمد'' اور مبعوث ہوئے ایسا پہلے نہیں ہوا کہ 2 ابراہیم ۔2 موسی 2- عیسی نہیں آئے ایسا خلافۃ اللہ میں پہلی بات ہوا ہے۔اور خود نبی کریم خاتم الانبیا ﷺ نے یہ بتایا ہے۔اور حروف ابجد کے لحاظ سے ''محمد'' کا عدد 92 ہے یعنی 9 اور 2 ایک محمد پہلے خاتم الانبیاء دوسرے محمد بعد میں نویں صدی میں خاتم الاولیا یا ختم خلافۃ اللہ۔اگر اس طرح بھی دیکھا جائے تو اللہ کے رسول ﷺ کی نبوت کے خاتم ہونے کے 9 صدیوں بعد آپ ﷺ کی ولایت مقیدہ مخصوصہ کا بھی خاتمہ ہوگیا۔اس طرح حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور میراں سید محمد جونپوری کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔

اس کے علاوہ ہم نے اپنی کتاب مقطعات قرآن مجید شاہد بینہ میں صفحہ ۴۴۶ سے آگے ایک نقشہ کے جایزہ پیش کیا ہے اس میں تین تکون Triangle کے ذریعہ مکہ سے فرہ آرام گاہ مہدی اور جونپور کا احاطہ بند کیا ہے' اور مدینہ آرام گاہ نبی ﷺ سے فراہ آرام گاہ مہدی اور جونپور کا احاطہ کیا ہے اور جونپور سے فراہ آرام گاہ مہدی نجف اشرف آرام گاہ حضرت علی جن کے اولادوں میں مہدی ہیں اور مدینہ منور آرام گاہ نبی ﷺ کا احاطہ کیا ہے ان تینوں میں جو

مسافت یا squre kilometer کا رقبہ ہے وہ 8500 یا کچھ کم زیادہ ہے۔

❁❁❁❁❁

اسماعیلؑ — ابراھیم علیہ السلام — اسحاقؑ — حکومتیں

آل اسماعیل ۔ دیگر قبایل عرب ۔ قریش — یعقوبؑ ۔ یوسفؑ ۔ داؤدؑ ۔ سلیمانؑ ۔ موسیٰؑ ۔ عیسیٰؑ ۔ — مصری خبطی سبائی

بنی اسرائیل بشمول یہودی عیسائی — فرعانہ مصر رومی یونانی

حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 570 ۔ 632 عیسوی

صحابہ خلفائے راشدہ 632 — خلافت راشدہ

اہل سنت — خوارجی

تابعین ۔ تبہ تابعین ۔ آیمہ اربعہ ۔ صوفیہ ۔ — اہل تشیع و روافضہ — خلافت اُموی

محدثین ۔ مفسرین ۔ صوفیہ (معتزلہ ۔ مرہبیہ ۔ جہمیہ) — خلافت عباسیہ

ماتریدیہ ابن منصور ماتریدی حنفی — اثناعشریہ ابوالحسن عشری شافعی

علوم ظاہر و معرفت ۔ امام نوی ۔ ابن حجر عسقلانی ۔ الجوزی ۔ البیرونی ۔ ابن حیظم ۔ ابن نافس ۔ ابن بطوطہ ۔ ابن خلدون ۔ — چنگیز خاں

الغزالی ۔ سیوطی ۔ فخر الدین رازی ۔ بیہقی ۔ شیخ بہاوالدین ذکریا 1183 — یہ سبھی آٹھ سنہ ہجری تک چلتے رہے

عبدالقادر جیلانی 1078-1166 ۔ چشتی 1143-1236 نقشبندی مصر 1883

حضرت میراں سید محمد مہدیٔ موعودؑ خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہؐ 847-910 ھ 1443-1505ء

عبدالوہاب نجدی 1703-1792 ۔ شاہ عبدالرحمٰن 1644-1719 ۔ شاہ ولی اللہ 1703-1765 ۔ دیوبند 1866 — سلطنت عثمانیہ ترکی 1829-1922

تبلیغی 1926 احمد رضا خاں بریلوی 1856-1921 ۔ اہل حدیث 10th century جماعت اسلامی 1941 — غزنوی ۔ غوری ۔ تغلق ۔ خلجی ۔ مغل ۔

حضورﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے خدا کا گھر کعبہ تعمیر کیا تھا جس کی بنیاد آدمؑ نے رکھی تھی اور جو حجر اسود وہ جنت سے لائے تھے اسے یہاں نصب کیا تھا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے کعبۃ اللہ سے سیدھا معراج کے سفر پر آپ کو لے جانے سے پہلے بیت المقدس کیوں لے گئے؟۔اس بات کو مان لیتے ہیں کہ آپؐ سردار الانبیاء خاتم الانبیاء تھے بیت المقدس میں تمام انبیا کی امامت کروانی تھی ،پھر بھی سوال ہنوز باقی رہے گا کہ کہ سیدھا کعبۃ اللہ سے کیوں نہیں لے جایا گیا؟ یہاں بھی تو انبیاء کی امامت کرائی جاسکتی تھی؟ اس سے کئی باتوں کا خلاصہ ہو جاتا ہے کہ تمام انبیاء مرسلین قیامت تک عالم برزخ میں ہی ہونگے جب تک کہ محشر قایم نہیں ہوتا۔اس طرح ارواح انبیاء کا زمین پر آنا موجود ہونا ثابت ہوا' دوسری بات یہ کہ کعبۃ اللہ بے شک اللہ کا گھر تھا' مگر وقت اور زمانے کی دوری کی وجہ سے مکہ میں شرک و بت پرستی رائج تھی' لہٰذا اس مقام پر جہاں تین سو ساٹھ سے زیادہ بت رکھے ہوں وہاں خدائے واحد لم یزل کی نماز یا عبادت ممکن نہ تھی جب تک ان سے اس مقام کو پاک صاف نہ کر دیا جائے ,یہی وجہ تھی کہ حضورﷺ ہجرت مدینہ کے بعد کعبہ کے رخ نماز کا حکم ہوا کعبہ میں نہیں اُس وقت تک بیت المقدس قبلہ اول ہی رہا' فتح مکہ کے بعد کعبہ کو بتوں سے صاف کیا گیا۔مگر بیت المقدس بھی تو مسیحی عیسایوں کے قبضہ میں تھا جو بت پرست ہی بن گئے تھے' اس کا جواب ہے کہ وہ اپنی چرچوں میں عیسیٰؑ کے بت رکھتے تھے بیت المقدس یا مسجد ایلیا میں نہیں کیونکہ یروشلم جہاں بیت المقدس ہے یہودیوں کی کثیر آبادی تھی جہاں ان کے عبادت خانے اور دیوار گریہ تھی جسے وہ مقدس مانتے تھے اور عیسایوں کی بت پرستی کے مخالف تھے۔اس لئے بیت المقدس کی طرف رخ کرنا یا وہاں عبادت کرنے میں حرج نہیں تھا کیونکہ وہاں بت نہیں تھے۔اس لئے شاید تمام انبیاء کی امامت حضورﷺ سے بیت المقدس میں کرائی گئی۔یہی بات لگتی ہے کہ مکہ سے تقریباً آج کے 1470 کلومیٹر دور انبیاء کی امامت ہوئی۔ورنہ مشرکوں کو اس بات کے کہنے کا موقع مل جاتا کہ اسلام کے نبیوں نے کعبہ کے ساتھ ہمارے بتوں کی بھی عبادت کی تھی' اس لئے اس معروضے کو پہلے ہی ختم کر دیا گیا۔اور معراج مقدس مکہ میں واقعہ ہوئی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بھی واقعہ ہوسکتی تھی ,اللہ تعالی مسبب الاسباب ہے ایسا نہیں کہ حضورﷺ نے مدینہ میں محفوظ ہونے کے بعد اس رات کے سفر کا اعلان بلکہ مکہ کے نامساعدہ اور پریشان کن حالات میں اپنی خدا سے ملاقات اور دیدار کو بتایا۔حالانکہ مکہ میں لوگ اس کے بعد مرتد ہوگئے لیکن! آپؐ نے یہیں پر کفار مشرکین کے درمیان بابانگ دہل اس کا اعلان کیا کہ مجھے اللہ تعالی نے آسمانوں کی سیر کرائی' حالانکہ معراج کی تفصیل مدینے میں ہی بیان ہوئی جب

صحابہؓ نے اس کے متعلق استفسار کیا' اور یاد رہے کہ مکہ میں سوال جواب یا استفسار اور وضاحت کا ماحول نہیں تھا اور صحابہ کی تعداد دوسو سے زیادہ نہیں تھی ان میں ابوبکرؓ عمرؓ علیؓ جیسے کچھ ہی پڑھے لکھے تھے حضرت عثمانؓ حبشہ ہجرت کر گئے تھے اپنے اہل خانہ کے ساتھ۔ نبوت کی ابتداء شروع ہوئی مکہ مکرمہ میں مگر بہت سارے باتوں کی توضیع اور تکمیل مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حالانکہ جو مدینہ منورہ میں تحول قبلہ یعنی قبلہ تبدیل کا حکم ہوا تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ حضورؐ نے ہمارے دین سے اعراض کیا ہے جبکہ پہلے ہی یہود ونصاری کی مذمت قرآن کرچکا تھا' مگر وہ پھر بھی سمجھتے رہے کہ ہو نہ ہو محمدؐ ہمارے آباواجدا کی تعمیل اور ہماری اتباع ہی کرر ہے ہیں' جب کعبہ کی طرف رخ ہوگیا تو ان کا بھرم ٹوٹ گیا اور وہ چراغ پا ہوگئے بالکل یہی بات معراج کے واقعہ میں ہوسکتی تھی کہ محمدؐ نے کفار ومشرکین سے محفوظ ہونے کے بعد ایسی باتیں کی ہیں کہ آسمانوں کی سیر کی۔ معراج کے مکہ میں واقعہ ہونے سے ثابت ہوگیا کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے جسے آدمؑ اور ابراہیمؑ واسماعیل نے بنایا تھا اور تبدیل قبلہ سے ثابت ہوگیا عبادت کا رخ یا جہت کعبہ کی ہے نہ کہ وہاں رکھے ہوئے بتوں کی۔ اور معراج کے دن حضور نبی کریمؐ کو پہلے بیت المقدس بعد میں آسمانوں کی سیر پر لے جایا گیا اس بات کی شہادت سورہ نجم کے بیان سے بھی ہوجاتی ہے۔ جب حضورؐ نے معراج کی حقیقت بیان کی اور سورہ نجم میں اس کی تصدیق اللہ نے کی تو ابولہب کے ایک بیٹے نے کہا کہ "وہ اس (آیت کی یا واقعہ معراج کا انکار کرتا ہے) کہ یہ سب نعوذ باللہ جھوٹ ہے تو اللہ کے رسولؐ نے کہا کہ عنقریب اللہ تعالی اس پر اپنا کتا مسلط کریگا۔ بعد میں ہوا وہی کہ ابولہب کا یہ بیٹا ایک سفر میں قافلے کے ساتھ نکلا' (اُسے حضورؐ کی بات یاد تھی) اس لئے قافلے کے درمیان میں سویا ہوا تھا کہ رات میں ایک درندہ آیا اُسے سر پکڑ کر اُٹھالے گیا اور مار دیا (دلایل النبوہ۔ ابونعیم۔ صفحہ ۱۶۴) اور سورہ نجم کہ جس میں معراج کی تصدیق اللہ نے پہلی بار کی جو نزول قرآن کی ۲۳ ویں سورہ ہے اس میں نزول کا پہلا سجدہ آیا اسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے بیان کیا اور اس کی تلاوت پر سبھی سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور سورہ بنی اسرائیل میں بھی اللہ نے یہی کہا ہے کہ (ہر عیب سے پاک ہے) وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل عرصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک۔ سورہ اسراء نزول کی ۵۰ ویں آیت ہے کہ جس میں دوبارہ تفصیل سے معراج کا ذکر ہوا۔ یعنی اللہ نے وضاحت فرمادی کہ معراج کی رات انبیاء کی امامت حضورؐ نے بیت المقدس میں کی نہ کہ کعبۃ اللہ میں' تاکہ آگے چل کر بحث مباحث کا دروازہ نہ کھل جائے کہ ایسا ہوا ویسا ہوا جیسا کہ روایات میں بیان ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالی نے شرک بت پرسی کے تمام اشکال کا یکمشت خاتمہ کردیا۔ یہ دراصل هدی اللمتقین کا معاملہ

ہے کہ کفر وشرک کے کسی بھی زاویہ سے انسان کو بچنا ہے' کہ جہاں ذرہ بھر بھی گمان ہو کفر شرک یا بدعت کا اس سے کنارہ کرنا ہے'اللہ تعالی نے بڑے رقیق اور دقیق انداز میں یہ بات یہاں سمجھائی ہے کہ اگر خدا کی گھر میں چاہے وہ مسجد ہو یا کعبہ اگر وہاں کسی قسم کی بدعت کفر یا شرک کا شایبہ ہو وہاں سے دور ہو جانا چاہئے۔ یہی بات بے دین جماعتوں فرقوں طایفوں خانقاہوں کے لئے بھی حکم ہے۔ یہ بات مسجد ضرار میں نماز پڑھنے سے حضورؐ کو اللہ نے روکا تھا۔

تصورات اور محسوسات میں دونوں پہلو ہوتے ہیں حقیقتوں کو جامہ پہنانے کے اور ایک خیال کو صرف خیال محض سمجھ کر چھوڑ دینے کے'جب انسان نے مشین موٹر کار ہوائی جہاز کمپیوٹر راکٹ بنایا'تو اس سے پہلے وہ محض ایک خیال اور تصور ہوا کرتے تھے'پھر انسان نے اس میں رنگ بھرے تصور اور خیال کو حقیقت میں بدلنے کی کوشش کی محنت کی تو کامیابی اور ترقی کی راہیں کھلتی چلی گئیں' دوسری طرف کچھ لوگ صرف تصورات کے بل پر سامنے موجود حقیقتوں کا انکار کیا وہ اندھیروں میں بھٹکتے رہے۔ مثلاً انسان کے سامنے کائنات کا سارا نظام موجود ہے اس میں غور کرنے عالم غیب کو جاننے کے بجائے بے جان اشیا مٹی پتھر بت ستارے چاند سورج کہکشاں میں مقید ہو کر رہ گیا ہے'اور اپنی ساری توانائی لگا دیتے ہیں جبکہ ہزاروں برسوں کا انسان کا تجربہ کہتا ہے کہ ان بتوں نے کبھی ان کی کوئی مدد اور رہنمائی نہیں کی'ورنہ فرعون کے اہرام مقبرے بتوں کے دیو ہیکل بناوٹیں مندر آج کھنڈر اور تباہ حال نہ ہوتے۔ جبکہ خدائے واحد ولم یزل کے ماننے والوں کا ہر زمانے میں موجود ہونا ہر جگہ رہا ہے۔ مگر کلام اللہ کے ذریعہ قرآن نے انہیں قوموں کے واقعات حالات ان کا عروج زوال بت پرستی کفر شرک الحاد کے ثبوت فرہم کر کے ثابت کیا ہے کہ بت پرستی اور شرک ہمیشہ زوال پذیر ہوتی رہی حق کچھ عرصہ کے لئے غایب نظر آیا مگر جب بھی آیا پورے جلال اور دبدبہ کے ساتھ آیا ۔ جب بھی مسلمان اللہ پر یقین کر کے اس کے احکام پر عمل کر کے آگے بڑھے دنیا میں کامیاب رہے ایک وسیع وعریض قطعہ ممالک کے حاکم رہے'مسلمانوں کا زوال ان کی بدعملی کی وجہ سے ہوا یہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ ہندو شرک وبت پرست ہیں اُنہوں اپنی تاریخ میں ایسا عروج کبھی نہیں دیکھا کچھ محدود علاقوں کی کامیابی ہی کو وہ اپنا عروج اور شاندار ماضی مانتے ہیں'اہل اسلام کا عروج اور شاندار ماضی ابتداء سے رہا'قوم بنی اسرائیل جب تک موحد رہی دنیا کے وسیع قطعہ پر قابض رہی آج وہ محدود ہو چکی ہے اپنی حکم عدولی اور انحراف خلق کی وجہ سے۔ مسلمانوں کی مملکت افریقہ چین ہندوستان ترکی اور اسپین تک قایم ہوئی آج محدود تو ہے مگر باوجود اس کے دنیا کے کئی ممالک اسلامی ہیں اور کئی ممالک میں مسلمانوں کی کثیر آبادی ہے'جس سے یہودی عیسائی ہندو چینی منگولی مغربی مشرقی ممالک کو حسد اور بغض ہے' آج

بھی حق و باطل کا مقابلہ جاری ہے مسلمانوں میں ہی کئی ایسے فرقے ہیں جو اسلام کی مخالفت میں کوشاں ہیں سب سے پہلے روافضہ و اہل تشیع وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت اسلامی یہ سب کہنے کو مسلم ہیں لیکن ان کے اعمال غیر مسلموں سے بد تر ہیں یہ خود ایک دوسرے سے حسد بغض رکھتے ہیں۔ آج عیسایت دنیا کا بڑا مذہب ہے مگر دنیا میں عیسائی مما لک کی تعداد 15 ہے ۱) ارجنٹینا ۲) ارمینیا ۳) کوسٹاریکا ۴) ایل سلاوڈور ۵) ڈنمارک ۶) گرین لینڈ ۷) انگلینڈ ۸) جارجیا ۹) گریس ۱۰) ہنگری ۱۱) آئس لینڈ ۱۲) لیچٹ ٹنسٹن ۱۳) مالٹا ۱۴) موناکو ۱۵) ناروے ۱۶) سموا ۱۷) سربیا ۱۸) ٹونگا ۱۹) ٹوالو ۲۰) ویاٹکن ۲۱) زامبیا۔ جبکہ اسلامی مما لک کی تعداد ۴۹ ہے یعنی ایک کم پچاس۔

یہودی ہزار ہا برس سے ایک قوم کے رہے مگر کبھی یہودی ملک یا ریاست نہ بن سکی۔ عیسایوں کے کئی مما لک ہیں ان میں کئی ملک خود کو عیسائی بتاتے ہیں لیکن وہاں عیسایت برائے نام ہے ان ملکوں میں دوسرے مذاہب اور قوموں کا اثر ورسوخ ہے۔ ہندو خود کو ہزاروں برس کا ہونا مانتے ہیں' مگر دنیا میں ہندو ریاست ایک بھی نہیں ایک نیپال ہوا کرتی تھی وہ بھی اب کمیونسٹوں کے ماتحت ہے بودھوں کے ملک جاپان' چین' کوریا' تایوان ہیں مگر انہیں بودھ ملک نہیں مانا جاتا یا وہ خود کو بودھ ملک نہیں مانتے۔ دنیا میں صرف اہل اسلام کے اسلامی مما لک ہیں اس وقت ۴۹ یا ۵۴ چون مما لک اسلامی ہیں۔ کیا یہ اسلام کا معجزہ نہیں جو قوم مسلمانوں کو نہیں مانتی وہ انہیں محمڈن کہتے ہیں یعنی محمدؐ کے متبعین یعنی محمد کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے والے۔ کہنا مقصود یہ ہے کہ وحدت اور اسلام ہر زمانے میں ایک حقیقت رہا ہے مگر بت پرستی شرک اور شخصیت پرستی کا ہمیشہ زوال ہی رہا عروج نہیں۔ امریکہ یوروپی مما لک اور ہندوستانی بائیں بازو کی جماعتوں کو یہی غصہ حسد اور شرمندگی ہے کہ وہ اسلام پر کبھی قابو نہ پا سکے' جس کے لئے نت نئی سازشیں کر کے خون خرابہ جنگ و فساد کراتے رہتے ہیں' آخر میں شکست خوردہ ہو کر بھاگ جاتے ہیں بوسنیا۔ ایران۔ افغانستان۔ صومالیہ۔ اور افریقہ کے کئی مما لک اس کی مثال ہیں۔ اور آج اسلام ملکی اور زمینی حدود سے آگے بڑھ چکا ہے لوگ خود اسلام کا مطالعہ کر کے دین قبول کرتے ہیں۔ آج دنیا کا پہلا مذہب عیسائی ہے مگر! خود عیسایت کو نہیں مانتے اگر مانتے بھی ہے تو انہیں عیسایت کا نہ مذہب معلوم ہے نہ عیسائی قوانین' ہندو خود کو دنیا کا پرا طریقہ ہونا مانتے ہیں مگر ایک ہندو دوسرے ہندو کے بھگوان کو نہیں مانتا ایک کے مندر میں دوسرا نہیں جاتا' ہر گھر اور محلے کا بھگوان الگ۔ صرف اسلام واحد مذہب ہے بجائے مختلف گروہ فرقے جماعت ہونے کے خدا کے ایک ہونے محمدؐ کے رسول ہونا

کے اقرار کا پابند ہے۔اس طرح اسلام ایک واحد ملک ہے جس میں چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں اور حکمران ہیں۔

آج دنیا میں کل ملا کر چار ہزار طریقے اور مذاہب ہیں،ان تمام میں اسلام اور عیسایت ہی سب سے بڑے مذہب مانے جاتے ہیں ہندو مذہب نہیں طریقہ زندگی ہے ہندوؤں میں ہزاروں طریقے اور اکائیاں ہیں،عیسائی دنیا کی آبادی کا ۳۱فیصد ہیں مسلمان ۲۵فیصد ہندو ۱۵فیصد بودھ ۶فیصد دوسرے طریقے ۱۵فیصد ہیں۔دنیا میں مذہب کہے جانے والے یہودیت اور اسلام ہی ہیں حالانکہ عیسایت مذہب ہی ہے لیکن اس میں شرک پوری طرح رائج ہے۔مذہب آسمانی کتابوں کے احکام پر چلنے والوں کو کہا جاتا ہے۔خود ساختہ خود پرست ملحدین مشرکین اور کافرین کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ کسی مذہب کے پابند نہیں ہوتے۔اسلام آج جس تیزی سے پھیل رہا کہتے ہیں کہ سنہ ۲۰۵۰ تک اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہو جائے گا۔دیکھا جائے تو اسلام آج بھی دنیا کا پہلا مذہب ہے اسلام کی کتاب ایک رسول ایک،جبکہ عیسایوں اور یہودیوں کو یہ خصوصیت حاصل نہیں کیونکہ عیسایوں کی ستر ۷۰ سے زیادہ مختلف بائیبل ہیں جن کے بیان اور واقعات ایک دوسرے سے نہیں ملتے اور یہودیوں میں بھی یہی حال ہے۔مسلمانوں میں تفرقہ عروج پر تو ہے لیکن کتاب اور رسولؐ ایک ہیں۔

مسلمانوں میں بہت زیادہ تبدیلی وہابیوں کے بعد آئی جن میں اہل حدیث بنے اہل قرآن بنے بعد میں دیوبندی اور تبلیغی بنے جماعت اسلامی بنے سلافی بنے اور بھی کئی غیر معروف فرقے ہیں بریلوی یہ سب کی ضد تو ہیں لیکن ان میں تصوف ولایت کا جو نظریہ ہے وہ رسم و بدعت کا شکار ہو گیا۔آج سے تیس چالیس برس پہلے دیوبندی اور تبلیغی جماعت اسلامی اور اہل حدیث کا غلغلہ اور ہر طرف شور تھا۔یہ جماعتیں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی ہوڑ میں مقابلہ آرائی پر کمر بستہ تھیں۔آج ان تمام کی چکاچوند ماند پڑ چکی ہے جو بات آج سے چالیس برس پہلے تھی اب ان میں نہیں رہی ان کی تمام خامیاں ایک دوسری کی جماعتیں بیان کر کے ان کے ارادوں کو طشت از بام کر چکی ہیں۔حالانکہ اجتماعات اور مدرسوں کے ذریعہ اپنی شناخت باقی رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر جیسے کہا اب ان کا وہ شور وغوغا باقی نہیں رہا۔وہابیہ حکومت طاقت پیسے کے ذریعہ دین کو اپنے قابوں میں رکھنا چاہتے ہیں تا کہ اپنی مرضی کا اسلام نافذ کر سکیں ان کی نیتیں بھی فاش ہو چکی ہیں۔حالانکہ ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جاتا ہے مگر اب لوگ چوکنا ہو چکے ہیں۔اب ان جماعتوں گروہوں فرقوں اور مکاتب فکر کو اب وہ پذیرائی حاصل نہیں ہے۔دیوبندی و تبلیغی کوششوں میں طالبان نے سینڈ لگا دی،وہابیہ کو القایدہ اور اسلامی مملکت نے رسوا کر دیا،جماعت اسلامی اپنی مصری اسلامی برادر ہوڑ

کے طریق پر پاکستان میں دم توڑ رہی ہے۔اہل حدیث اب غیر موثر ہیں'تصوف اور ولایت کے مدعی اب برائے نام سنی ہیں'جو ہندوستان ترکی وسط ایشیائی مما لک تا جکستان ترکمینستان آزر بایجان وغیر میں اغیار خصوصاً اہل مغرب اور اہل اشتراکت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔افریقی مما لک میں قرآن سے کچھ لگاؤ تو ہے مگر دنیاوی علوم اور مفلسی اور جہالت کے مارے ہوئے ہیں۔ان تمام کے درمیان اسلام کا ایک ایسا طبقہ اُبھر رہا ہے جو ان تمام جماعتوں سے متاثر بالکل نہیں ہے جبکہ یہ تمام جماعتیں اور فرقے اس کا سہرا اپنے اپنے سر باندھنے کے چکر میں ہیں'لیکن انٹرنٹ اور مواصلات کے حصول نے دنیا کے تمام مذاہب اور طریقوں کو جاننے کا لوگوں کو موقع مل گیا ہے جس کی وجہ اسلام کی حقانیت کو قبول کرتے جا رہے ہیں۔مگر مشکل یہ ہے کہ برائے نام یہ مسلم فرقے قرآن کے ترجموں میں اپنے عقاید کو ٹھونسنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔خود مسلمانوں میں یہ احساس جاگ رہا ہے کہ حقیقی اسلام کو پالیں'اس لئے وہ ان جماعتوں فرقوں گرہوں کے بجائے حقیقی اسلام کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔یہاں تعلیمات مہدی کا اہم کردار ہوسکتا ہے مگر؟صد افسوس کے خاندانی وموروثی نظام یہاں پنجے گاڑے بیٹھا ہے جو پچھلے سوا سو برسوں میں ایک عفریت کی طرح اسلام اور مہدویت کی سچائی اور حقانیت کو جکڑا ہوا ہے'اور اس میں شخصیت پرستی سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس عفریت سے عہدہ براہ ہونا اس بت کو توڑنا اس خاندانی متعصب نظام سے مقابلہ کرنا عام لوگوں کے بس میں نہیں ہے۔مہدویت کو غیروں سے کم خود مہدویہ عالموں رہنماؤں سے نقصان ہوا ہے۔بے علم جاہل غیر تربیت یافتہ لوگوں نے اسے جکڑ رکھا ہے اور جو اغیار کے مدرسوں سے تعلیم حاصل کرکے آئے ہیں وہ ان فرقوں کی مالی اور اخلاقی مدد کے ذریعہ مہدویت کو مسخ کرنے کی درپہ ہیں انہیں کے خطوط پر مہدویت کو چلانا چاہتے ہیں۔مہدویوں میں بھی ایک علم آشنا حقیقت پسند طبقہ ضرور اُبھرے گا اور ان کا بھرم توڑے گا۔قرآن سنت رسول ﷺ اور تعلیمات مہدی کی بنیاد پر اپنی راہ کا انتخاب کرے گا۔یہ اس لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ آج سے پچاس برس پہلے مہدویہ مسند نشینوں نام نہاد اہل رشد و ہدایت کے خلاف بات کرنا نا قابل معافی جرم ہوا کرتا تھا'ایسا کرنے والے کا حقہ پانی بند کر دیا جاتا'مجال نہیں تھی کہ کوئی لب کشائی کرے۔آج بے علم جاہل رہنماؤں نا اہل لوگوں کی زبانیں کنگ ہیں'اور دوسروں کے مدارس سے آئے بھمنوا اسے اپنی مرضی سے مہدویت کو قابو کرنے میں ناکام ہیں اور دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں'اور اب مہدویہ کا سب سے نزاعی مسلہ میاں کے فرزنداں مہدی کے فرزنداں کی پول کھل چکی ہے اور ہکا بکا ہیں کہ کیا کیا جائے 'اس میں حیراں وسرگرداں ہوکر اپنا مقام اور مرتبہ بچائے رکھنے کے لئے بجائے تعلیمات واعمال مہدی پر عمل کرنے

کے تقریر و اعظ بیان جلسہ جلوس میں اپنا مقام تلاش کرر ہے ہیں' اور تاریخ گواہ ہے ان باتوں کا لوگوں پر کم اثر ہوتا ہے جبکہ اعمال صالحہ کو ہر دور اور زمانے میں قبول کیا گیا ہے۔ مہدویوں میں آج جو متاع دنیا میں ملوث ہیں اپنے فقر و فاقہ کو مفلسی اور غربت خیال کر کے مال متاع زمین جائیداد بنانے اور اولاد کا مستقبل محفوظ کرنے کے چکر میں ہیں ان کا دور ختم ہوا جا رہا ہے۔ جو دین ایمان میں مخلص ہیں تقوی توکل نوبت ذکر کے اعمال کو اختیار کریں گے وہی باقی رہیں گے' جس کی مثال آج کے کئی مہدویہ دایرے جماعت خانے مساجد ہیں جنہوں نے دنیا میں ملوث ہونے کا فیصلہ کیا وہ غیر آباد اور بے نام نشان ہو چکے ہیں۔ آج مہدویت کو ہر گلی کوچہ میں مسجد جماعت خانہ کی ضرورت نہیں ہے صرف عمل صالح کرنے والے رہنما رہبر اہل رشد و ہدایت کی ضرورت ہے' چاہے ساری مہدویہ آبادی میں ایک ہی رہ جائے ۔ مذہب دین ایمان رہبری فقر و فاقہ رشد و ہدایت دوکان داری نہیں ہے' ایک جذبہ حق ہے ولولہ ہے ہدایت کا سر چشمہ ہے' جس کے لئے جھوٹ دکھاوا ریا کاری شہرت نام نمود کی بالکل ضرورت نہیں۔ قباے گل میں گل بوٹا کہا ہے ۔

آج مہدوی دوسرے نظریات خیالات عقاید سے اتنا متاثر ہو گئے ہیں کہ اُن کی تمام برایوں کو دین ایمان سمجھ لیا ہے' اور اپنی اچھایوں کو نظر انداز کرر ہے ہیں یا بھلا چکے ہیں۔ ایسا دور ہر زمانے میں آیا ہے حضور ﷺ سے پہلے توریت زبور انجیل کی رہبری موجود تھی مگر یہود و نصاری نے خود اپنے مذہبی ورثے کو اپنی بدعملی اور دخل اندازی سے مشکوک کر چکے تھے' اس طرح وہ کفار و مشرکین کے لئے مشعل راہ اور رہنمائی کے قابل نہیں رہے۔ حضور ﷺ نے جب اللہ کے حکم سے قرآن پیش کیا سارے مذاہب و عقاید چونک پڑے اور حیران رہ گئے، ہمارے پاس بھی ایسا کچھ تھا جسے ہم نے بگاڑ دیا قدر نہیں کی لہذا اللہ نے تمام سابقہ شریعتیں مسترد کر کے قرآن کو آخری شریعت کے نافذ کر دیا اور اسلام کو دنیا کا مذہب قرار دیا۔ حضور ﷺ کے دوسو برس بعد مسلمانوں نے دین میں بگاڑ شروع کر دیا وہ اس طرح کہ حکمران اپنی حکومت کی حفاظت میں شریعت چاہتے تھے اس کے لئے انہوں نے آیمہ اربعہ اور علماے حق کو منصب قضا پر بٹھا کر من مانی کرنے کی کوشش کی جب انہوں نے انکار کر دیا تو انہیں شہید کر دیا امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبل کی مثال سامنے ہے۔ مہدی موعودؑ تک اور اس کے بعد بھی یہی حال رہا مسلمان دین میں اپنی مرضی اور عقیدہ کو مقدم رکھنے لگے ۔ تعلیمات مہدی نے انہیں رسم و بدعت قرار دے کر صرف عمل اور اعمال صالحہ کی تلقین کی تو علماے سُو اور جھوٹے صوفیا نے دیکھا کہ ہمارا نظام مہدی بگاڑ رہا ہے تو چال بدلی خود مہدی کی تعلیم کو بگاڑ کر اپنی جماعتیں فرقے طایفے مدرسے خانقاہ بنا لئے۔ اور مہدوی بزرگان سلف کے اعمال صالحہ کو چھوڑ کر اپنی حقیقت کو بھلا کر دوبارہ انہیں جماعتوں فرقوں

مدرسوں کے حوالہ ہوگئے انہیں کے نظریات اور طریقہ کو دین سمجھ لیا۔ جب کوئی قوم اپنی حقیقت بھلا کر اغیار کی من گھڑت باتوں کو اپنا لیتی ہے تو وہ اخلاقی پستی کا شکار ہو جاتی ہے۔مہدویوں میں عام لوگ مہدویت سے بیزار نہیں ہیں بلکہ یہاں رائج وراثت اور شخصیت پرستی اور لاعلمی اور جہالت سے بیزار ہیں انہیں مہدویہ اسلاف کی پیش کردہ مہدویت نہیں ملتی۔مہدویہ میں اسلاف دایرے باندھتے جب نقل وطن کرتے تو مقام چھوڑ جاتے کیونکہ انہیں دنیا سے رغبت نہ تھی' آج سے سو برس پہلے کے مرشدین مسلسل اپنے مریدین کی تربیت اور تعلیم اور دیکھ بھال کے لئے سفر اور نقل وطن میں رہتے۔آج کے دایرے اور جماعت خانے میراث ہیں جنہیں مرید اور معتقد بناتے سجاتے ہیں اور وہ ملکیت سجادوں کی بن جاتی ہے اور اب تو طریقہ یہ ہوگیا ہے کہ مریدوں معتقدوں کے پیسے روپیہ سے مسجدوں جماعت خانوں مدرسوں کے آس پاس کی زمین خریدی جاتی ہے مسجد جماعت خانہ اور مدرسے کے لئے کچھ دن بعد انہیں بند کرکے ملکیت میں شامل کرکے اولاد کی میراث بنائی جاتی ہے۔یوں لگتا ہے کہ مہدویت کی حقیقت اب صرف حضرت عیسیٰ ہی بیان کرسکتے اور بحال کرسکتے ہیں۔

جیسے کہا دنیا میں چار ہزار سے زیادہ طریقے کی عبادت کرنے والے ہیں مگر مشہور یا معروف شرک و بت پرستی ہے یا پھر وحدت جسے Monothism کہا جاتا ہے اسکے علم بردار یہودی عیسائی اور اسلام ہے' عیسایت بت پرستی کا شکار ہو چکی ہے یہودیت اپنا مقام کھو چکی ہے۔آج سے پچاس برس پہلے ہر طرف عیسایت کا غلغلہ ہوا کرتا تھا جیاں دیکھوں مشنری کام کرر ہے ہیں مگر وہ عیسائی بناتے تھے بے علم جاہل لوگوں کو مگر زمانہ بدلا عیسایت کے مشنری غایب ہوگئے اور لوگوں نے عیسایت میں بت پرستی کو جان لیا رہ گیا اسلام کچھ دنوں پہلے تک مسلم جماعتوں طایفوں فرقوں کا غلغلہ رہا وہ بھی اب دھیما پڑ گیا' اب خدائی نظام دوسرے ذرائع سے اپنی وحدت کی شمع جلا رہا ہے' مغرب میں لوگ قرآن کی معجزہ نمائی اس کے کلام اور بیان سے متاثر ہو کر اسے پڑھ رہے ہیں بعد تحقیق اسلام قبول کرر ہے ہیں 'اس میں کسی جماعت گروہ فرقہ کی کوشش یا عمل کا حصہ نہیں۔لوگ حق کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔مہدویہ تعلیم حق ہے مگر یہاں لاعلمی جہالت وراثت خاندانی نظام پنجے جمائے بیٹھا ہے۔پچھلے سو برسوں میں کوئی تحقیقی کام ہوا ہی نہیں ۔میرا مرشد تیرا مرشد میرا مرید تیرا مرید کی مقابلہ آرائی ہی ہوتی رہی اور مرشد کو خدا کا نمایندہ بنا کر پیش کرنے کی خوب کوشش ہوئی جیسا آرتھوڈکس چرچ کا فادر جو دنیا میں ہی گناہ سے نجات کے فیصلے سناتا ہے اس کے لئے اس کا دامن پکڑ کر چومنا اسے سجدہ کرنا پڑتا ہے۔مہدویوں میں کچھ عرصہ سے ان لوگوں نے ایسا تاثر پیدا کردیا کہ اگر یہ نہیں تو دین

ہی نہیں خدا کو اگر پانا ہے تو انہیں کے ذریعہ پایا جا سکتا ہے۔اس تصور نے مہدویہ کی رہی سہی قربت الٰہی ومعرفت کے اعمال اور کوششیں بھی ضایع ہوگئیں ۔اب اس کا بھی خاتمہ ہوگیا رہ گئے بے دین مدارس کے بدنظم امام وہ بھی اپنا وقار کھو چکے ہیں۔ان میں کچھ مٹھی بھر لوگ رہ گئے ہیں جو مہدویت کی حقیقت کو اپنائے ہوئے ہیں کچھ باعمل ہیں کچھ بے عمل مگر اعتقادی طور پر پختہ ہیں۔

مہدویت میں مرکزیت نہیں ہے' دیکھا جائے تو آمریت بھی نہیں ہے ,لیکن قبایلی نظام جیسا ماحول ہے کہ جس کے دل میں جو آئے کرے یہ بات پچھلے سوا سو برس میں پیدا کی گئی ہے عوام میں اس سے بکھراؤ تو ہے مگر آزادی ہے لیکن اس آزادی کو شخصی نظام نے گھیر رکھا ہے۔لگتا ہے مہدویہ عوام میں انتشار اور بغاوت ہے وہ اسی شخصی نظام کے خلاف غم وغصہ ہے جس نے مہدویت کو جکڑ رکھا ہے۔جیسے کہا کہ مہدویہ میں دو خانوادوں نے انتشار کا ماحول بنایا ہوا ہے۔

حسد اور بغض

حسد اور بغض کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔حضورﷺ نے فرمایا حسد دین و ایمان کو کھا جاتا ہے۔انسان میں حسد اور بغض کے اوصاف ہوتے ہیں' حسد اور بغض میں فرق یہ کہ حسد صرف ایک جلن ہے انسان چاہتا ہے کہ جو دوسرے کے پاس ہے میرے پاس کیوں نہیں ہے؟ دولت ۔مقام ۔مرتبہ۔خوبصورتی۔ترقی ۔اولاد۔علم ۔عقل ۔شہرت میں ہر قسم سے حسد کیا جاتا ہے۔اور بغض ایک اندرونی نفرت ہے جس کا اظہار کے بغیر دشمنی میں مبتلاء ہوجانا۔بغض میں انسان تمام حدیں پار کر جاتا ہے آگے والے کو نقصان پہنچانے کے لئے مقابلہ 'جھگڑا' جادو سحر' سازش۔اور حسد میں پہلی قطار میں قریبی دوست اور رشتہ دار ہوتے ہیں' اور یہی سب سے زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں' کیونکہ وہ ہماری اندرونی خوبی خرابی طاقت اور کمزوری سے واقف ہوتے ہیں' وہ وہیں پر وار کرتے ہیں جہاں گہری چوٹ لگے۔حسد و بغض انبیا مرسلین سے بھی کیا گیا' کہ وہ اچھے کیوں کہلائے گئے یہود و نصاری نے حضور ﷺ سے حسد اس لئے کیا کہ وہ آل اسماعیل سے تھے۔ابو جہل ابولہب نے حضورﷺ سے حسد اس لئے کیا کہ ان کے خاندان میں عرب کی سرداری نہیں تھی' کعبہ کی کنجیاں نہیں تھی' اب نبوت بھی چلی گئی۔مہدیؑ موعودؑ سے علماء نے حسد اس لئے کیا کہ فقر وفاقہ کے باوجود لوگ ان سے قریب ہوتے چلے گئے' اور ان کے علم سند و دستار کی قدر و قیمت نہیں کرتے تھے۔بعد میں یہی لوگوں نے ,نئے نئے طایفے اور جماعتیں بنائیں' تا کہ انہیں شہرت حاصل ہو' کتابیں لکھیں

تا کہ ان کا نام ہو۔ باوجوداس کہ بحثیت قوم ان کی پہچان نہیں ہوئی ,جماعت اور گروہ کے ہوئی' جبکہ مہدویہ ایک قوم کے بطور اُبھری' قومیں اپنا علاقہ' معاشرت' اپنا مذہب اپنا طریقہ رکھتی ہیں' آج کی جماعتیں اور فرقے صرف تنظیم اور شہرت کی بنیاد پر قایم ہیں ان کی کوئی قومیت نہیں ہے اور مہدویہ ایک قوم ہے خلیفۃ اللہ مہدی کے مصدقوں کی۔ حسد میں انسان اللہ کی بنائی دوسروں کی تقدیر پر نا خوش ہوتا ہے گویا یہ اللہ سے گلہ کرنا ہوا۔ برصغیر میں جو جماعتوں اور فرقوں کا سیلاب آیا وہ بعثت مہدی کے بعد کا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ نظر بد حقیقت ہے اس سے بچو یعنی نظر بد سے نقصان ہوتا ہے' اس کی مثال زبان ہے جس سے کہے ہوے الفاظ انسان کو نقصان' دکھ درد' پہنچاتے ہیں کو فت میں مبتلا کرتے ہیں حالانکہ ان کا راست تعلق ہمارے ذہن دل و دماغ سے نہیں ہوتا مگر اس سے انسان کو نقصان ہوتا ہے اسی طرح نظر بد سے انسان کا نقصان ہوتا ہے جو دکھائی نہیں دیتا ایک قسم کی تابکار لہریں ہیں جو نقصان کرتی ہیں۔ اور حسد دل اور دماغ کا غبار ہے جو ناحق کسی کی مخالفت میں نکلتا ہے۔

عظمت محمدﷺ یہ ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت اسپین ایران روم یونان انڈا کیہ مراقش لبیا ایتھو پیا افریقہ میں عیسایت وحدت میں بت پرستی کے ساتھ شامل کرکے پیش کردی گئی تھی جو ایک کامیاب تجربہ تھا عیسائی مبلغوں کا۔ دوسری طرف ایران کی آتش پرستی' اور ہند نیپال تھائی لینڈ ویٹنام میں شرک بت پرستی میں ہندو بودھ سبھی مبتلاء تھے۔ وسطی ایشیا میں چینی فلسفوں کا راج تھا۔ ان سبھی کے درمیان اچانک مکہ مکرمہ سے صدائے وحدت گونجتی ہے جس کی گونج ہر چہار دو عالم میں سنائی دیتی ہے۔ شخصیت پرستی بت پرستی انتشار وفساد اور غلامی میں دبی کچلی انسانیت روشنی کی کرن دیکھتی ہے اور اسلام اور ایمان کے پرچم تلے جمع ہونے لگتی ہے' اس طرح اسلام کی دعوت عام انسانیت کے لئے تھی' یہ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ حضور نبی کریمﷺ کے دعوی نبوت کے بعد سب سے پہلے جو دور دراز سے وفود پہنچے ان میں نجران کا عیسائی وفد تھا' واقعات بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں کیرالہ سے ایک راجہ چیرومن پیرو مال مدینہ پہنچا اور اسلام قبول کیا واپسی میں راستے میں وفات کی وجہ سے آج کے عمان میں دفنایا گیا راجہ تھا ظاہر ہے اس کے ساتھ بہت سارے لوگ بھی گئے ہونگے' اسی طرح روایات بتاتی ہیں کہ افغانسان سے پٹھانوں کا ایک وفد گیا جنہیں حضورﷺ نے دعا بھی دی' یہ پٹھان بنی اسرائیل کے کسی قبیلے سے تھے اور عقیدتاً ان کا یہودی ہونا بتایا گیا ہے۔ ان حالات کے دوسو برس بعد کی تاریخ میں مسلمانوں میں رسم بدعت علمی مباحث حجت مناظرہ کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا۔۔ اس کے بعد مسلمانوں میں جب بگاڑ پیدا ہوا کفر رسم و بدعت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو ہدایت کے لئے

مہدویت کو پیش کیا گیا۔جن کو ایمان مکمل کی تلاش تھی اور وہ محسن بننا چاہتے تھے۔ دوسرے مذہب وطریقہ انسانوں اور بتوں پر بھروسہ کرنا سکھاتے ہیں جبکہ اسلام خدا پر یقین اور بھروسہ کرنا سکھاتا ہے۔اور مہدویت اپنے بھروسے کو بھی خدا کے حوالے کردینا سکھاتی ہے''تو ہی تو ہے میں نہیں''۔مہدویت کے بعد مسلمانوں میں جن جماعتوں کا چرچہ ہوا انہوں نے لوگوں کو صرف بولنا سکھایا سننا نہیں،جو علم کی کمی اور معلومات کی زیادتی سے ہوا ہے۔ ہر کوئی عقلمند بن گیا سمجھدار کوئی نہیں۔اور عقل کی زیادتی فساد کا باعث ہے،اطمینان وسکون سمجھداری کی علامت ہے۔**مہدویت سننا بولنا نہیں صرف عمل کرنا سکھاتی ہے اللہ کے آگے خودسپردگی کی تعلیم اور تربیت دیتی ہے**۔لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ مہدی موعودؑ کے بعد کے گروہ اور فرقے میں ہر کوئی بولتا ہوا نظر آئے گا سنتا ہوا نہیں نہ عمل کرتا ہوا۔ دیوبندی تبلیغی جماعت اسلامی کی تحریکیں صرف حکومت حاصل کرنے کے لئے دین اسلام کو چارہ بنانے کے لے بنائی گئیں جب بات نہیں بنی تو دینی مدرسے اور جماعت بنالئے۔اور آج کا یہ سوشیل میڈیا کا بخار ہے وقتیہ ہے کیونکہ اس سے صرف معلومات حاصل ہوتی ہیں علم اور آگاہی نہیں ہوتی،لوگ جزوی معلومات اور سرسری علم ہی حاصل کرتے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ،جیسے قرآن کو جب تک پڑھا نہیں جاتا حقیقی علم اور احکام نہیں معلوم ہوتے دوسروں کے کہے سنے پر اکتفا کرنا پڑتا ہے اسی طرح ہر کتابی علم جسے مطالع کہا گیا ضروری ہے کہ جس میں ہم اپنا مافی الضمیر تلاش کرسکتے ہیں،دوبارہ لوگوں کو کتابوں کے مطالع کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

حسد اور بغض کا تعلق ابلیس سے ہے جو بعد میں انسانوں میں نفس کے بطور داخل ہوگیا،نفس کا مقام پیٹ میں آنتوں کا سرا ہے،جو انسان کے مادر رحم میں غذا پہنچاتا ہے اور پیدایش کے بعد اسے الگ کردیا جاتا ہے جہاں پر گندگی یا فضلہ جمع رہتا ہے۔ جب تک غذا پیٹ میں رہتی ہے غذا ہے جیسے باہر آئی گندگی اور فضلہ کہلائی جس کا ایک چھینٹا بھی جسم پر گرنا عبادتوں ریاضتوں کو ضایع کردیتا ہے۔اور یہیں سے آدمی کا نفس جڑا ہوا ہے،جبکہ روح کا تانتا انسان کی سانسوں سے جڑا ہے جو حیات اور تحریک کا سبب ہے جو آنکھوں میں متحرک رہتی ہے۔روایات بھی یہی بتاتی ہیں کہ جب آدمؑ میں اللہ تعالی نے روح پھونکی تو انہیں چھینک آئی انہوں نے الحمدللہ کہا اور روح ناف سے ہوتے ہوئے آنکھوں میں آئی اور آدمؑ نے آنکھیں کھول کر دیکھا اللہ نے ان کے جواب میں یرحمک اللہ کہا۔ دراصل انسان سانس نہیں لے رہا ہے بلکہ اپنے اندر روح کو تازگی پہنچا رہا ہے یعنی کائینات میں جو اللہ کی برتری وبزرگی پھیلی ہوئی ہے اُسے اپنے اندر تازہ دم کررہا ہوتا ہے اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے انسان کفر وشرک اپناتا ہے،روح کا دایرہ وسیع تر

ہے وہ خلائق عالم میں سفر کے قابل بنائی گئی ہے جبکہ نفس کو انسان کے اندر محدود کیا گیا یا قید کیا گیا ہے۔اس طرح روح ہمیشہ خدا سے رابطہ میں رہتی ہے اللہ تعالی اس روح کی اچھائی برائی گناہ و نیکی سے ہر لمحہ واقف رہتا ہے اور اللہ نے فرمایا کہ ''کہدو اے محمد لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، روح اللہ کی جانب سے ہے جس کا تمہیں کم علم دیا گیا ہے'' اس کے علاوہ اللہ تعالی فرماتا ہے ''میں اپنے بندوں سے دور کب ہوں؟ میں ان کی شہ رگ سے قریب ہوں'' اور فرماتا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے''۔اللہ فرماتا ہے کہ ''**من عرفه نفسه فقد عرفه ربــــه**'' جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا''۔یعنی انسان کو اپنی حیثیت اور کم مائیگی اور حقارت کی بخوبی پہچان ہونی چاہئے۔ **عرفه** کے معنی پہچاننے اور جاننے کے ہیں۔علامہ احمد فیون نے عِرْفَانٌ کے معنی کسی شئے کو حواس خمسہ میں کسی حاسہ (حس۔محسوسات) کے ذریعہ معلوم کرنا جیسے سونگھ کر، چھو کر، سن کر، دیکھ کر پہچان کرنا ہے ۔مَعْرِفَةٌ اور عِرْفَانٌ جس کے معنی پہچاننے کے ہیں کسی چیز کی نشانیوں پر غور و فکر کے بعد اس چیز کے ادراک کرنے کا نام معرفت ہے اور عرفان علم سے مخصوص ہے اور انکار اس کی ضد ہے۔یعنی یقین، بے یقینی نہیں۔انسان کی معرفت کی پہچان اللہ کی موجودگی سے ہے نہ انسان کی اپنی قابلیت پر، وہ جسے چاہے اپنی معرفت عطا کرے، جس طرح پیڑ کی جڑیں زمین میں پیوستہ رہتی ہیں اسی طرح انسان کی روح سانسوں کے ذریعہ عالم دنیا میں اللہ سے وابستہ رہتی ہے جیسے ہی جسم سے روح نکلی انسان مردہ ہے دھڑام سے زمین پر۔انسان کی روح نکلنے میں جو تکلیف کا ذکر ہے اُسے محسوس کیا جاسکتا ہے۔انسان کے اندر سے روح قطرہ قطرہ نچوڑ کر نکالی جاتی ہے اسی لئے موت یا سکرات میں انسان کو تکلیف محسوس ہوتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جیسے پتلا باریک کپڑا کانٹوں بھر پیڑ سے نکالتے وقت کہیں کہیں سے پھٹ جاتا ہے اسی طرح روح کے نکلنے میں تکلیف ہوتی ہے'' اس سے بہتر مثال موت کی حالت اور کیفیت کی نہیں ہوسکتی۔اس کی ایک مثال جسم میں خون کی گردش ہے جو حیات حیوانیت کے لئے ضروری ہے اگر جسم سے قطرہ قطرہ خون نکالا جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔حادثہ یا ایکسڈنٹ میں جب خون بہہ جاتا ہے تو آج کی طب میں نسوں کے ذریعہ فوراً خون داخل کیا جاتا ہے تاکہ جان بچائی جائے اگر باقی خون نچوڑ گیا تو انسان مر جائے گا، مگر روح کا فرق یہ ہے کہ روح دوبارہ جسم داخل نہیں کی جاسکتی یا کہیں ملتی ہے یا کوئی اپنی روح دوسرے کے جسم میں داخل کرسکتا ہے۔انسان نے ہر طریقہ اور ہر حربہ استعمال کرکے دیکھ لیا بچنے بچانے کا مگر خالق و مالک کی ایک چھوٹی سی تخلیق کے قریب بھی نہیں پہنچ پایا۔

عظمت محمدﷺ کی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں کئی انبیا مرسلین آئے کہیں پر اُن کی پیدایش ہے کہیں پر ان کا مرقد ہے مگر کسی بھی نبی یا رسول کے نام سے شہر نہیں آباد ہوا سوائے محمد الرسول اللہﷺ کے۔ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس مذہب کے معبود یعنی اللہ کا ایک مرکزی مقام مکہ مکرمہ ہے جس کی طرف رخ کر کے عبادت کی جاتی ہے اور اس کے رسولﷺ کا ایک شہر ہے جسے مکہ کے بعد مرکزیت حاصل ہے۔ حالانکہ یہودی اور عیسائی حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ کو نبی رسول مانتے ہیں اور ان کی کتاب زبور اور توریت کو آسمانی نزول بھی مانتے ہیں مگر اپنے مذہب کی مرکزیت کے تعلق سے وہ انجان ہیں حالانکہ وہ دیوار گریہ کو مقدس تو مانتے ہیں مگر اس کی وہ مرکزیت نہیں جو کعبہ کی ہے ان کا حدف مسجد اقصیٰ ہے جو حضرت عمرؓ نے بنائی جس میں ایک چٹان ہے جس پر تابوت سکینہ رکھا گیا تھا جو ایران یا بابل و نینوا کے بادشاہ بخت نصر کے کنعان یا آج کے یروشلم کے تاخت وتاراج کرنے کے وقت کہیں چھپا دیا گیا جو آج تک غایب ہے۔ اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کا ناصرہ Nazareth میں پیدا ہونا مانتے ہیں جو یروشلم کا قصبہ ہے مگر نہ ہی داودؑ نہ ہی موسیٰؑ اور نہ ہی عیسیٰؑ کے مقام پیدایش اور مدفن کا انہیں مرکز یقین ہونا معلوم ہے۔ یہودی یروشلم کو اہم مانتے تو ہیں مگر جو عبادت خانہ داؤدؑ نے بنایا اس کی مرکزیت نہیں ہے جسے دیوار گریہ Wailing wall یا وہ Kotel کہتے ہیں وہ دیوار حضرت سلیمان کی تعمیر کردہ ہے۔ نہ وہ داؤدؑ سے نہ ہی موسیٰؑ سے منسوب ہے۔ مگر مسلمانوں کا قبلہ مکہ ہے اور اسلام کے پیغمبر محمدﷺ کا مقام مرقد (سکون و آرام کی جگہ) مدینہ منورہ ہے۔ عیسایوں کا مرکز ویٹکن Vatican روم اور اٹلی کی سرحد پر ہے جو صرف کیتھولک عیسایوں کا مقدس مقام ہے دوسرے عیسائی جیسے پروٹسٹنٹ۔ چرچ آف ایسٹ۔ اورینٹل آرتھوڈیکس۔ ریسٹوریشنزم۔ اور دیگر کئی عیسائی فرقے ویٹکن کو مرکز اور اہم نہیں مانتے۔ دنیا میں واحد مذہب اسلام کی ہی مرکزیت ہے اور اس کے رسولﷺ کی بھی، یہ خصوصیت کسی بھی دین مذہب طریقہ کو حاصل نہیں، اور نہ ہی ان کی کتابوں کو۔ اور عبادتوں میں بھی یہ فرق صاف محسوس ہوتا ہے مذہب اسلام کی عبادتیں اور فرایض طے شدہ ہیں روزہ نماز زکواۃ حج، نہ ہی یہودیت میں نہ عیسایت میں ایسی تخصیص عبادتوں کی نہیں ہے۔ عیسائی کرسٹ ماس جو مناتے ہیں وہ بھی ان کا اپنا نہیں ہے، وہ رومن دیوتا سن گاڈ کا دن ہوا کرتا تھا جب عیسایت روم پہنچی اور عیسائی مبلغوں نے یہودیوں کو زچ کرنے انہیں رومی فوجی طاقت سے مجبور کرنے کے لئے عیسایت کو رومی و یونانی بت پرستی سے ملحق کر دیا اور ڈاینا کی بت کی جگہ میری کو دے دی اور سن گاڈ کی جگہ سن آف گاڈ جیسس کو بنا دیا اور اسی کو سن آف گاڈ کی پیدایش کا دن مان لیا۔ جبکہ اسلام کا ہر ایک دن اور تاریخ کی ایک اہمیت ہے، معراج کی

رات مقرر ہے‘لیلۃ القدر مقرر ہے‘شب برات مقرر ہے‘ایام الحج مقرر ہیں‘عیدین مقرر ہیں‘ماہ صیام مقرر ہے۔اور اسلام کی ہر تاریخ دن موقعہ انسانوں کے طے شدہ تاریخوں پر نہیں نظام کائنات کے مطابق ہے معنی چاند کی تاریخوں پر۔اور دوسری تمام قوموں کے مخصوص ایام دن تہوار فسٹیول فکسڈ ہیں یا تو سردیوں میں ہی ہونگے یا گرمیوں میں۔جبکہ اسلام کا ہر موقع چاہے روزے ہوں‘عیدین ہوں‘حج ہو‘یا مخصوص راتیں وہ سردیوں گرمیوں برساتوں کے موسم میں آتی جاتی ہیں یعنی فطرت اور قدرت کے مطابق ہیں انسان کے مقیدہ اُصولوں کے تحت نہیں ہے۔مذہب اسلام کی غذا رہن سہن بھی فطرت کے مطابق ہے جو ملا کھالیا‘ایسا نہیں ہے حلال حرام کی تمیز ہے۔دوسری قوموں میں غذا طے شدہ نہیں خنزیر بندر چوہے بلی بھی کھالی‘کیڑے مکوڑے سانپ بچھو بھی کھالئے آبی وسمندری مخلوق میں جو ملا کھالیا‘شراب نشہ بھی کرلیا‘۔مگر اسلام میں انسانی غذا کی پابندیاں ہے اس کے ساتھ حرام حلال کی شرایط ہیں‘تقریباً سبھی مسلمان فرقے اس پر عمل کرتے ہیں۔آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ چین جاپان کوریا جیسے ممالک کے مسلمان بھی اس کے پابند ہیں ایسا نہیں کہ ان قوموں کے میل جول میں کچھ بھی کھالیا کچھ بھی کرلیا۔دنیا میں بہت ساری قومیں ہیں کچھ کفر میں کچھ شرک میں کچھ الحاد میں ملوث ہیں مگر دنیا کی سب سے بدترین اور آزاد بے حیا بدکار اخلاقی گراوٹ کی انتہا پر عیسائی قوم ہے دنیا کی کوئی ایسی برائی فحاشی عریانی بدکاری ایسی نہیں جو عیسایوں میں نہیں ہے۔دنیا کا سب سے آزاد معاشرہ عیسایوں کا ہے جن کے لئے برائی برائی نہیں ان کے لئے مذہب برائے نام ہے اس لئے کہ اس قوم کے رہنما رہبر عالموں نے سارے عیسایوں کے گناہ اور برایوں کا کفارہ جیسس کرائیسٹ Jesus Christ کے سرمنڈ دیا ہے یعنی دنیا کے عیسایوں کے گناہوں کا سارا بوجھ یسوع مسیح نے لے لیا۔حالانکہ کئی مشرک اور ملحد قومیں بھی معاشرتی لحاظ سے اتنی بے حیا اور بے باک نہیں ہیں۔ترقی پذیری اور آزادی رائے کے نام پر حیوانوں اور درندوں کو بھی عیسایوں نے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔آج ان کی تہذیبی گرواٹ کی انتہا یہ ہے کہ پہلے ڈیٹنگ کے ذریعہ بچے پید کرتے ہیں بعد میں ویڈنگ‘وہ بھی کبھی نہیں کرتے آج امریکہ یوروپ میں سنگل مدر کا رواج ہے جو زنا اور بدکاری کا کھلا مظاہرہ ہے۔اسلام میں اسی لئے ولد الزناء کی اقتداء سے منع کیا گیا ہے‘معنی ناجایز اولاد کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس میں کراہت ہے۔محققوں کا کہنا ہے کہ امریکہ میں دنیا کی سب سے زیادہ عریانی فحاشی بدکاری زناء ہونے کا سبب یہ مانتے ہیں کہ آج سے دوسو برس پہلے امریکہ ایک غیر آباد قطعہ زمین ہوا کرتا تھا جہاں کہیں کہیں ریڈ انڈین آباد تھے‘کولمبس کی دریافت کے بعد وہاں اسپین۔پرتگال۔فرانس۔انگلینڈ۔اٹلی۔اور یوروپ سے مجرم اور قیدیوں کو لے جاکر جہازوں میں چھوڑ دیا جاتا

۔امریکہ انہیں کی اولاوں سے آباد ہوا بعد میں سونے اور معدنیات کی کھوج نے ساری دنیا کو امریکہ جانے پر مجبور کر دیا اور وہاں کی کھدانوں میں مفت کام کرنے کے لئے افریقہ کے باشندوں کو غلام بنا کر لایا اور فروخت کیا جاتا ۔اس طرح آج کے امریکہ میں ان مجرموں کی اولادوں کی آبادی کا بڑا تناسب ہے اور یہی اس کی بدکاری اور گناہوں کا سبب ہے۔اور کچھ لوگ مانتے ہیں کہ یوروپ کے چرچ کلیسا اور خانقاہ عیساشی اور زناء کے مرکز بن گئے تھے۔اور مذہبی رہنما یا فادر بہت طاقتور بن گئے تھے'اور عیسایت کے مختلف چرچوں میں انتشار ٹکراؤ اور مقابلہ آرائی شروع ہوگئی تھی'زندگی کے ہر معاملے میں عیسائی رہنما اور چرچ کے عملے کی دخل اندازی بڑھ گئی تھی پاپائے اعظم یعنی پوپ خدائی خودمختار بن گیا'اور بے بنیاد مذہبی کہاوتیں کہانتیں عیسایت کا حصہ بن گئی تھی ۔اور چرچ کے اہل کار عیسایوں کو رجھانے کے لئے اندھوں کو بینا کرنا بیمار کو اچھا کرنے کے جھوٹے اجتماعات اور کمالات دکھانے میں لگے ہوئے تھے۔بعد میں لوگوں کو ان کی حقیقت معلوم ہونے لگی۔اور یہی لوگ امریکہ میں عیسایت کے مبلغ بن کر گئے'وہاں پر عیاشی فحاشی اور گناہ کی عیسایت سے لوگوں کو متعارف کروایا اور سارا امریکی معاشرہ بدکاری میں ملوث ہوگیا اور براعظم امریکہ تک یہ گندگی پھیل گئی ۔ جب کبھی دنیا میں حکومت سلطنت کچھ مخصوص ہاتھوں کی آلہ کار بن جاتی ہے تو وہا ظلم بربریت اور مطلق العنانی اور آمریت کا بول والا ہو جاتا ہے آج شمالی کوریا چین ہندوستان سعودی عرب کے ساتھ کچھ جنوبی امرکی ممالک اور افریقی ممالک مبتلا ہیں۔اگر یہ آمریت حکومت کی نہ ہو کر مذہبی اور دینی اقدار میں داخل ہوتی ہے تو لوگوں کا دین و ایمان تباہ ہو جاتا ہے ایسے مذہبی آقابندوں کو بعد کفر اور گناہ کی طرف دھکیل دیتے ہیں تا کہ ان کی ساکھ بچائے رکھیں ۔اللہ تعالی نے ہر زمانے میں نبیوں کی شریعتوں کے ذریعہ انسان کو بدکار برائی گناہوں سے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا مگر لوگ اس میں سے راستہ نکال ہی لیتے ہیں۔روم اور اٹلی میں جب عیسایت عروج پر پہنچی تو بڑے کلیسا قانقاہ اور گرجے بنے جس کی شان میں کھو کر عورتیں نن یعنی مجرد بن گئیں اور جب ان خانقاہوں میں گئیں تو عیسائی مبلغوں اور پادریوں نے عیاشی گناہ بدکاری کے تمام ریکارڈ توڑ دئے ۔ایسا ہی کچھ مسلمانوں کیا ہے بارھویں صدی ہجری کے بعد جب مدرسوں کا سیلاب آیا تو مدرسوں میں نابالغ کمسن مرد بچوں کے کے ساتھ بدکاری کی گئی اور عام مسلمانوں میں غم وغصہ پھیل گیا'اسی طرح تبلیغ کے نام پر کمسن بچوں کو لے جا گیا اور بدکاری کی گئی ۔ یہ کوئی الزام نہیں ہے حقیقت ہے اس وقت کی کتابیں اخبار جرایدنکال کر دیکھیں کہ کیسے کیسے گناہ ہوئے ہیں'جن عورتوں کو چھوڑ کر مہینوں سالوں تبلیغ کے نام پر گے گھروں میں زناء وبدکار داخل ہوگئی۔اس لئے کسی بھی عقیدہ طریقہ جماعت کی حقیقت جب تک معلوم نہ ہو اس

سے متاثر نہیں ہونا چاہیے خوب تحقیق کرنا چاہیے۔

دنیا کے کئی انسان جانتے ہیں کہ اسلام محمد ﷺ کے ذریعہ آیا انہوں نے قرآن کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو مجھے لوگوں تک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا یا پیدا کیا گیا ہے۔ اور میں اللہ کا نبی رسول اور پیغمبر ہوں اس کے احکام اور اخبار پہنچانے والا وہ ہم سبھی کا مالک اور خالق ہے اسی کی عبادت کرنا چاہیے ہم سبھی کو آپؐ نے دوسروں کو تو حکم دیا پہلے خود اس پر چل کر دکھایا ہمیشہ خدا کی بندگی میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ اس طرح آپ ﷺ نے خدا کی طرف سے کتاب پیش کی جبکہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے ,آپؐ نے خود عمل کیا بعد میں دوسروں کو عمل کرنے کا حکم دیا، جب اسلام کو ترقی اور کامیابی ملی وہ دنیا میں پھیلا تو آپؐ نے خود کبھی حاکم بادشاہ سلطان کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ تاریخی روایات بتاتی ہیں کہ جب مدینہ میں مال غنیمت اور دولت کے انبار آنے لگے اس وقت آپ کے گھر میں زیادہ فاقہ ہوا کرتا تھا کیونکہ اس مال کو وہ اپنا نہیں بلکہ اللہ کے بندوں کا حق سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا تین دن کا فاقہ تھا جب ایک صحابیؓ نے آپ کی دعوت کی اور اس میں روٹی اور سالن پیش کیا تو آپؐ نے اس میں سے روٹی اور سالن اُٹھا کر کسی کہا کہ فاطمہؓ کے گھر دے آئیں کیونکہ ان کے گھر سات دنوں کا فاقہ تھا' یہ وہ دور تھا جب آپ کہتے لوگوں سے تو آپؐ کے خاندان میں مال دولت اور غلہ کے انبار لگ جاتے۔

دوسرے مذاہب کے ماننے والوں میں وہ جنہیں گاڈ بھگوان یا اوتار کچھ بھی مانتے ہیں وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہیں کتاب خالق و مالک نے دی یا لوگوں کی اصلاح کا انہیں حکم ہوا تھا یا انہوں نے اس پر پہلے عمل کیا تھا' ان کی کتابیں بعد میں لوگوں نے قصہ کہانیوں کے طور پر لکھیں ان کے واقعات ان کی جنگیں ان کے اچھے برے کاموں کے بارے میں لکھا اور ان کے اقوال کو جمع کر کے مذہب طریقہ بنایا لوگوں نے ان کو دیکھ کر کچھ اچھے اعمال اختیار کر لئے مگر محمد ﷺ نے اچھے کاموں کا حکم اللہ کی طرف سے دیا اس پر عمل کیا اور کرایا۔

قیامت اور روز محشر

قیامت اور حشر دو الگ حقیقتیں ہیں۔ قیامت شمسی نظام کا خاتمہ جس میں چاند سورج ستارے ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے' اور ان کے درمیان جو بھی شے ہے وہ تباہ و برباد ہو جائیگی۔ حیوانوں جانداروں انسانوں کی حقیقت ہی کیا! پہاڑ سمندر زمین و آسمان تہہ و بالا ہو جائیں گے۔ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا , لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا وہ آپؐ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کرتے

ہیں (کہ قیامت میں یہ کیسے تباہ ہونگے) تو آپ کہہ دیں میرا رب انہیں اڑا کر بکھیر دیگا۔ پھر اسے (زمین کو) ایک ہموار میدان کر چھوڑے گا۔ نہ دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی (تیڑا پن' اوبڑ کھابڑ زمین یا کھڈے) اور نہ کوئی بلندی ۔ یہاں معلوم ہورہا ہے زمین ہموار کردی جائے گی سپاٹ اور میدان کی طرح جس میں کھڈے اونچائی کھائی نہیں ہوگی' نہ جنگل نہ بیاباں' نہ صحرا نہ سمندر نہ ندی نالے سب برابر ہونگے حشر کے دن۔ یہ صرف اللہ کے لئے ممکن ہے بس وہ کن کہے گا سب کچھ موجود ہوگا' اس زمین کی تنابیں اتنی کھچ جائیں گی کے حشر برپا ہوا' اور آدمؑ سے قیامت کے آخری شخص تک اس میں سما جائیں ۔ یہ اللہ کے لئے مشکل نہیں وہ خالق و معبود اور قدرت والا ہے۔ فرشتوں کا اعمال نامہ حساب کتاب انسانی سمجھ کے لئے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی وسعت کا اندازہ نہیں کرپاتا۔ انسان کو دنیا میں پیدا کرنا اور ایک مدت بعد انہیں ختم کردینا کس لئے؟ جیسے کہا انسان کو آزمایش کے لئے پید کیا گیا ہے کہ دیکھیں خالق و مالک کو پہچانتا ہے کہ نہیں, جو انسان بدکاری بے حیائی گناہ فساد ظلم دنیا میں کرتا ہے اس کا خاتمہ حشر میں جہنم میں سے ہمیشہ کے لئے ڈال کر۔ رسول مقبول ﷺ کے بعد کسی نبی رسول کو آنا نہیں تھا ہدایت کا کام مکمل ہو چکا تھا صرف معرفت الہی کی تعلیم کے لئے مہدی کو بھیجا۔ جو انسان نہ دین ایمان پر قایم ہوا نہ معرفت الہی کی کوشش کی تو اللہ کا غضب ہونا یقینی ہے جو دنیا میں بطور عذاب تو نہیں ہے بلکہ بروز محشر احتساب کے بعد عذاب جہنم ہے۔ پہلے کے انسان تیر بھالے تلوار بنا کر ظلم کرتا تھا تو ظلم مانا گیا' آج تو بندوق۔ توپ۔ ٹینک۔ بکتر بند گاڑیاں۔ راکٹ ۔ میزایل ۔ زہریلی گیس ہوائی جہاز ۔ ایٹم بم ۔ جیسے مہلک ہتیار لے کے بیٹھا ہے' جو خدا کی ملکیت اس زمین کو تباہ و برباد کرکے کسی دورے کرہ یا ستارہ میں جا بسے اس دنیا کو اجاڑ کر رات دن اسی کے منصوبے بنا رہا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ تمام ممالک اور قوموں کو تباہ کرکے دنیا سے بھاگ جائے کہیں اور جا بسے یہودیوں عیسایوں کو بچالے' ہندو چاہتے ہیں کے تمام مذاہب کو ختم کرکے شرک و بت پرستی کا بول بالا کردیں' چینی روسی کوریائی چاہتے ہیں کے دنیا میں مذاہب کے ماننے والے ہی نہ رہیں انسان آزاد ہو جائے پابندیوں سے حیوانوں کی زندگی اختیار کرلے' یہودیوں عیسایوں نے اسی مقصد سے دوسری قوموں کا قتل عام کیا خصوصا مسلمانوں کا تا کہ صرف انہیں کی حکومت رہے۔ مسلمانوں نے دور خلفائے راشدہ کے بعد اپنے خیال ارادوں کی حکومتیں بنائیں اپنا رقبہ بڑھایا' کیا کسی مسلم حکمران نے صرف اسلام اور ایمان کے لئے کام کیا؟ سوائے خلفائے راشدہ کے' کون زمین پر خالق اللہ کی حکومت بنانا چاہتا ہے آج سعودی عرب اور عرب ممالک کے حکمران کے خاندان اسلام کو نہیں بدکاری بے حیائی بت پرستی کا ساتھ دے رہے ہیں تا کہ انکی عیاشی کی دولت میں اضافہ

ہو۔سعودیہ دنیا میں وہابیہ حکومت کے لئے کوشاں ہیں اسلام کے لئے نہیں‘شیعہ دنیا میں روافضت کے لئے جدوجہد کررہے ہیں خدا کے لئے نہیں‘وہ سنی مسلمانوں کو صفۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں‘صدام نے دوسروں کو تباہ کرنے کی کوشش کی‘یہی کام قدافی‘حافظ الاسد‚بشر الاسد جیسے حکمرانوں نے کیا‘پاکستان میں رشوت خور خودغرض لیڈر فوجی جرنیل دنیا دار مولوی قابض ہیں۔کون خدا کی حکومت بنانا چاہتا ہے کون رسول کی شریعت نافذ کرنا چاہتا ہے ہر کسی کا اسلام اس کی جماعت گروہ اور طایفے کے زیر اثر ہے‘ کہنے کو اسلام ہے مگر ہر کوئی اپنے عقیدے اور خیال کا اسلام مسلط کرنا چاہتا ہے‘طالبان کا اسلام الگ‘مولویوں کا اسلام الگ‘ حاکموں کا اسلام الگ‘جرنیلوں کا اسلام الگ۔کون ہے رسول ومہدی کی طرز زندگی کو اپنانا چاہتا ہے کہ جس میں عیش وعشرت نہیں صرف مساوات کا درس ہے‘عالم صوفی سالک مشائخ پیر فقیر اپنے طرز کے اسلام کو نافذ کرنے کے در پہ ہیں۔ایسے میں اس دنیا کا مالک وخالق کیوں نہ قیامت برپا کرے اسے تو حق ہے۔اس نے چودہ سو برس پہلے بتادیا کہ سورہ الزلزال میں ’’جب زمین اپنی پوری شدت سے ہلادی جائے گی۔اور اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی۔اور انسان کہے گا یہ اس کو کیا ہورہا ہے۔اس روز اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی‘ کیونکہ تیرے رب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا۔اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے۔پھر جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی دیکھ لے گا۔اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی دیکھ لے گا‘‘۔اور انسان جس کے جیسا کیا ہوگا ویسا سلوک اس کے ساتھ ہوگا‘حشر میں یہی سوال ہے تم نے سب کچھ اپنے لئے کیا میرے لئے کیا کیا؟ کیوں جنت میں رکھوں کیوں نہ جہنم میں ڈالوں؟ دنیا میں وہابی نجدی کا اسلام تھا‘قاسم نانا توی کا اسلام تھا‘محمد الیاس اور رشید گنگوہی کا اسلام تھا‘مودودی کا اسلام تھا‘احمد رضا خاں کا اسلام تھا‘۔اللہ کا اسلام تھا کہاں ؟ جو اللہ انعام دے۔ یہی حال مہدویوں کا ہے محمودی مہدویت۔ابراہیمی مہدویت۔اسحاقی مہدویت۔اشرفی مہدویت۔خوندمیری مہدویت۔ نظامی مہدویت ہی رہ گئی ہے مہدی کی تعلیم اور مہدویت ہے کہاں؟ کیوں نہ اللہ حشر بپا کرکے سوال کرے کہ میرا بتایا ہوا اسلام ایمان احسان کہاں ہے؟۔مشرک کافر دہریوں کو چھوڑ ہی دیں مسلمانوں میں خدا کا اسلام کہاں ہے؟

محاسبہ معنی حساب کتاب‘یا جایزہ یا تشخیص کے معنوں میں بھی لیا جا سکتا ہے‘یہاں نوٹ لکھنے یا ڈایری لکھنے کے معنوں میں نہیں ہے۔یا اپنے گناہوں کا حساب کرنا کہ آج اتنے گناہ کئے‘اتنی اچھائی کی‘یا اتنی پارسائی کی اتنے بے دین ہوگئے۔ یہاں محاسبہ معنی قرآن پر عمل کرنا ہے جس کا حکم اللہ نے ابتداے قرآن میں سورہ فاتحہ میں دیا تو

ہم کہتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنَ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔یعنی ہم اتنے قابل بھی نہیں کہ اللہ کی حمد وثنا کرسکیں اس لئے اسی سے مدد طلب کرتے ہیں کہ اتنی قابلیت ہم میں نہیں کہ تیری حمد و ثنا کرسکیں اسلئے اس کام میں تو ہماری مدد فرما۔جس کا صلہ تو ہی دے غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ جو تیرے غضب کا شکار نہیں ہوئے معتوب نہیں ہوئے ان کا راستہ ہمیں دکھا۔یہ محاسبہ کرنے کا پہلا اُصول۔

قرآن میں اللہ تعالی نے آدم کا واقعہ بتایا فرشتوں کی گفتگو بتائی ابلیس کی نافرمانی اور غرور کو بتایا اور آدم کو جنت میں رکھنا ان کی نافرمانی پر انہیں زمین پر اتارا جانا اس کے بعد ان کی اولادوں کے اچھے برے اعمال اور اس کے نتایج ان کا زمین پر اچھے برے اعمال کا صلہ بتایا اس کے بعد قوموں کی نافرمانیاں ان پر عذاب اس کی سرکشی کا بدلہ اس کے بعد ان کی بت پرستی شرک ان کا اللہ خالق عالم کو ناراض کرنا ان کی ترقی اور تنزل کے اسباب ان سبھی باتوں کو قرآن تفصیل سے بیان کرتا ہے یہ ایک طرح سے اسباق ہیں امتحان کی تیاری کے جو حشر میں لیا جائے گا جسے محاسبہ کہتے ہیں۔اور اس امتحان کی کامیابی پر جنت اور خدا کی رضا اور ناکامی پر جہنم کا عذاب دیے جانے کا فیصلہ بھی بتا دیا۔تاکہ ہر انسان اپنی زندگی کا محاسبہ کرتا رہے اور اس کی تیاری میں لگا رہے اور خود کا جایزہ لیتا رہے جو اس سے ارادۃً غیر ارادۃً جو نافرمانی اور گناہ سرزد ہوتے ہیں ان کا جایزہ لے۔زندگی میں ہونی والی فاش غلطیوں سے محفوظ رہے اور اپنی نیکی کے اعمال اختیار کرے۔اللہ تعالی نے جہاں انسانوں کی کارستانیاں بتائیں ان کی بیدینی بدعملی کی مثالیں دیں وہیں پر اصلاح کے طریقے بھی بتائے کہ انسان کیسے راہ راست اختیار کرسکتا ہے ورنہ بروز محشر اس کے ایک ایک لمحہ کی زندگی کا حساب لیا جائے گا اس کے لئے ضروری نہیں کہ حساب کتاب کے رجسٹر اور دیوان فرشتے پیش کریں بلکہ خود انسان کے اعضاو جوارح گواہی دیں گے کہ اس نے کیا عمل کیا کیا گناہ کئے میدان حشر کے بعد انسان کو انعام یا عذاب جہنم کا وعدہ بھی کیا۔اللہ تعالی نے انسان کی ارادۃً وغیر ارادۃً غلطیوں گناہوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں خود کا محاسبہ کرنے کے لئے صحایف کتابیں رسول نبی بھیجے ہیں تاکہ وہ اپنے اعمال کا نصاب دنیا میں تیار کرلے کے اسے کیا جواب دینا ہے کیا جواب دے سکتا ہے بنیادی فرایض پانچ ہیں انسان جانتا ہے لیکن وہ فرایض جو قرآن میں ہیں ماں باپ کے خاندان کے اہل وعیال کے تجارت کے دنیاوی معاملات کے زندگی گزارنے کے حقوق کے ظلم نہ کرنے کے دھوکہ نہ دینے کے خیرات کے صدقہ کے صلہ رحمی کے کفر نہ کرنے کے شرک سے بچنے کے وہ قرآن میں ہیں ان پر کتنا عمل کیا اس کا محاسبہ حشر میں ہونے سے پہلے دنیا میں اس کا خود محاسبہ کرنا قرآن اور نبیوں کی سنت سے معلوم ہوتا ہے

اور اس کے ساتھ درجات کی بلندی حاصل کرنے کے طریقے بھی۔اس کے بعد جنت کا تقاضہ اور جہنم سے چھٹکارے کی باتیں ہیں مگر انسان ان تمام فرایض کو بھول کر سیدھا جنت کا تقاضہ کرتا ہے۔ دنیا میں مزید اچھائی بھلائی اور سب سے بڑھ کر خدا کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مہدئ موعود کی تعلیم ہے جو حضور نبی کریم کے خاص اعمال کو اختیار کر کے حاصل کی جاسکتی ہے۔انسان کی خواہشیں بڑی ہوتی ہیں خواب چھوٹے جبکہ انسان کو خواب بڑے دیکھنے ہیں خواہشیں چھوٹی رکھنی چاہئے جب خواب ٹوٹیں تو احساس نہ ہو اور خواہشیں پوری نہ ہو تو افسردگی مایوسی نہ ہو۔

تمام نیکیاں دریا میں ڈال آئے ہو   چلو گناہ تجوری میں ڈالتے رہنا   عایشہ فرحان

جب اللہ تعالی نے اتنے سارے نبی رسول پیغمبر بھیجے تو صحیفہ اور کتاب کی کیا ضرورت تھی؟ دراصل نبی رسول جو اللہ کے احکام پیغام سناتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں مگر انسانوں کی ایک فطرت ہے کہ وہ سنتے کم ہیں جو کچھ سنا وہیں کا وہیں بھلا دیتے ہیں ,سننے کا اثر وقتیہ ہوتا ہے دیرپا نہیں۔ابراہیمؑ سے پہلے کی قومیں بہت جلد بدی اور گناہوں پر مایل ہو جاتی تھیں ,کیونکہ انہیں احکام زبانی ملا کرتے تھے ,حضرت ابراہیمؑ کو صحیفہ دیا گیا ان کے بعد داوٗدؑ کو زبور دی گی جو غالباً تختیوں میں کندہ کی گئی ہو گی یا خدا کی طرف سے یا اس وقت کے نبیوں کی طرف سے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کو توریت تختیوں میں کندہ کر کے دی گئی پہلی بار ,اس وقت کاغذ جیسی کسی چیز کا چلن نہیں تھا مگر لوگوں کے اعمال م یں استحکام آیا 'بنی اسرائیل اہل کتاب کہلائے۔اس کے بعد انجیل نازل ہوئی تو لکھنے لکھانے کا چلن شروع ہو گیا تھا بابل بیتوا روم و یونان میں 'مگر وہاں بھی مٹی کے ٹھیکروں اور پتھروں پر ہی لکھا جاتا تھا ,اس کے بعد فرعانہ مصر اور چین میں کاغذ کا چلن شروع ہوا طلوع اسلام سے پہلے بہت کم تعداد میں مگر حاکموں اور عالموں کو کاغذ دستیاب ہونے لگا ,جب قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو کاغذ دستیاب تو تھا مگر عرب میں ناخواندگی اور غربت تھی جس کی وجہ سے قرآن کو اُونٹ کی ہڈیوں کھالوں اور کھجور کی پتیوں پر لکھا جاتا رہا 'ہجرت مدینہ کے بعد حضور ﷺ کا حکمرانوں اور سلاطین وقت کو خطوط کاغذ پر لکھنا بتاتا ہے کہ مدینے میں کاغذ ملنے لگا تھا ,اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد قرآن حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت میں کاغذ مصحف کی شکل میں چار کتابوں میں محفوظ ہو گیا۔ جو ۲۲ ہجری کے بعد کا زمانہ ہے۔اس طرح دنیا کی پہلی مجلد کتاب قرآن مجید قرار پاتی ہے جس میں اللہ کے احکام اس میں بیان واقعات قانون اور قاعدہ ایک نصاب کی شکل میں منضبط ہو گیا جسے شریعت خداوندی کہا۔توریت انجیل قرآن سے پہلے کی کتابیں ہیں مگر اس کا اسلوب بیان مختلف ہے اس میں ابلیس کا واقعہ تفصیلی نہیں نہ ہی فرشتوں اور ملایکہ کا بیان ہے جنت جہنم کا ویسا بیان نہیں جیسا قرآن میں ہے

۔قرآن نے پہلی بار احکام قوانین واقعات آداب زندگی کے بیانوں کے علاوہ معرفت الٰہی کا درس دیا'توریت یا بائبل میں معرفت الٰہی کا تصور ہے ہی نہیں یا بنی اسرائیل نے انہیں کتاب سے ہٹا دیا'قرآن میں عبد ومعبود کے مضبوط اور پراثر تصور کے ساتھ جنت جہنم اور معرفت الٰہی کے بیان ہیں اور اللہ کا رحمٰن رحیم غفار کریم ستار ہونا تفصیل سے بیان ہے جو بندوں کو اللہ یا اپنے خالق سے قریب ہونے کا طریقہ سکھاتے یا درس دیتے ہیں۔کتاب کے علاوہ بیان صرف کانوں پر اثر کرتے ہیں مگر کتاب وصحیفہ زبان آنکھ دل دماغ پر منعقش ہوتی ہے اور اس میں سہولت یہ ہے کہ اسے دوبارہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔بیان پراثر تو ہوتا ہے مگر کتاب ایک دستاویز ہوتی ہے جس میں غور وخوص کرنے کا موقعہ بار بار ملتا ہے۔مہدی موعودؑ کو مبین کلام اللہ بنا کر بھیجا گیا کیونکہ پہلے سے کتاب اللہ موجود تھی بس اسے صحیح سنت رسول کے مغایر میں صحیح معنوں میں بیان کرنا تھا جو اللہ کی مراد ہے۔کیونکہ مفسروں متشرحوں مترجموں نے اس کے کئی بیانو کو غلط معنی دے دئے تھے اپنے اپنے خیال اور عقیدے سے۔کتاب کی ضرورت اس لحاظ سے زیادہ ہوگئی ,دنیا کی قدیم زبانوں میں تمل زبان کو مانا جاتا ہے اس کے بھی پتھر پر کتبے ہی ملے ہیں اور کنڑ زبان جو اسی سے نکلی اس کے بھی کتبے ۷۰ ۳عیسی کے دور کے دستیاب ہوئے ہیں۔دنیا کی تمام مذہبی کتابیں قرآن کے بہت بعد کاغذ پر چھاپی گئیں توریت زبر بائبل وغیرہ جب اسلام کے بعد تقریباً چار پانچ صدیوں ۵ اپندرھویں سولھویں صدی بعد چھاپے خانے بنے جبکہ قرآن تقریباً قرطاس ابیض یعنی کاغذ پر ۱۵ ۷عیسوی میں منضبط ہو چکا تھا۔اس طرح قرآن نے احکام اور واقعات کو مجلد کرنا دنیا کو سکھایا۔

مہدویہ میں تحـــتیہ الوضو کی اہمیت وضرورت

مہدیٔ موعودؑ نے اسے خصوصی طور پر بعد وضو اداء کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے مہدویوں میں اس کی اہمیت ہے۔اس کے نہ پڑھنے والے کو مہدیٔ موعودؑ نے ''دین کا بخیل'' کہا ہے۔نماز کوئی بھی ہو فرض۔سنت۔سنت موکدہ۔سنت غیر موکدہ ۔واجب یا پھر تحـــتیہ الوضو یہ بارگاہ خداوندی میں فرائض وسنن اور واجبات کی حاضری کا ذریعہ ہیں ۔لیکن مذہبی دینی معاشرتی (شرعی قوانین) کا ایک انفرادی اجتمائی اور نفسیاتی پہلو ہوتا ہے۔اور نماز کی خصوصیت اور انفرادیت یہ ہے کہ بارگاہ ایزدی میں پوری توجہ واخلاص کے ساتھ حاضری ہو۔اور یہ تب تک حاصل نہ ہوگی جب تک تمام حسیات یکسو اور متوجہ نہ ہوں۔انسان میں جبلت کی کیفیت ہونا فطری بات ہے'جلدی جلدی دوڑ دوڑ کر کسی کام کو نپٹا دینا'جبکہ بے کار لہو ولعب کے کاموں میں اور آج کل سوشیل میڈیا اور انٹرنیٹ میں انسان گھنٹوں

بیٹھے نکال دیتا ہے‘ مگر ! نماز پڑھنا اس کے لئے ایک بوجھ سے کم نہیں۔ اور نماز تحستیہ الوضو کی دو رکعت اسے ابتدائی سکون ٹھہراؤ اور اطمینان کے ماحول میں لے جاتی ہے یعنی بندہ آگے کی نمازوں میں سنن وفرایض میں کچھ حد تک متوجہ ہونے کے قابل بن جاتا ہے اور خشوع وخضوع کی حالت کو بھی اختیار کر سکتا ہے اور انسان کے اعضاء و جوارح پرسکون اور یکسوی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ سیدھا نماز میں جا کر سنن یا فرایض اداء کرنے سے صرف اُٹھک بیٹھک کا احساس باقی رہتا ہے کہ گویا ظلم زبردستی میں ٹھونگیں مار لیں۔ کوئی بھی عمل جس میں اخلاص نہ ہو بے سود ہے‘ مہدی موعودؑ نے نفل عبادتوں کے بجائے ذکراللہ کی تلقین اس لئے کی کہ نفل عبادتیں کچھ حد تک برداشت انسان کرتا ہے بعد میں لاپرواہی لاابالی پن اور بے ادبی شامل ہو جاتی ہے تھکن اور بے رغبتی کا احساس پید ہو جاتا ہے بلکہ اس میں خطرہ یہ ہے کہ فرایض سے بھی انسان بیزارگی کا احساس کرتے ہوئے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ذکر کی حالت بندے کی اپنی ذاتی کوشش اور آزادی کی حالت ہے کہ جتنا ممکن ہوا کیا اگر تھک گیا تو آرام کر لیا۔ مہدویہ کی ذکر دوام میں نوبت کا اہتمام اسی لئے ہے کہ لگاتار سالک ذکر سے اوب نہ جائے بلکہ لوگ باری باری ذکر کریں باری باری آرام کریں۔ تاکہ تھکاوٹ اور سستی نہ ہو۔ آخر اس نوبت کی کیا ضرورت ہوئی؟ دن میں پانچ وقت کی نماز کیوں فرض ہے ایک وقت دن میں نماز ہو جاتی‘ لیکن اللہ مخلوق کا خالق ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کمزور ہے اگر انسان کمزور نہ ہوتا تو آدم ابلیس کے بہکاوے میں جنت سے کیوں نکلتے؟ زمین پر انسان کے مصروف ہو جانے منتشر ہو جانے لاپراوہ ہو جانے خدا کو بھول جانے کے کئی اسباب ہیں اس لئے پانچ وقت کی نمازیں دن میں اسے یاد دلاتی ہیں کہ وہ بندہ ہے اسے دنیا میں زندگی گزارنے کے علاوہ خدا کی اطاعت و عبادت بھی کرنا ہے اس طرح وہ ایک نماز سے دوسری نماز کے انتظار میں مصروف کیا گیا‘ ذکر دوام میں کچھ یہی کیفیت ہے کہ بندہ یا سالک ذکر کے نوبت میں اپنی باری کا خیال رکھے اور اہتمام کرے کہ ہمیں خدا کی زمزید قربت اور معرفت کے لئے اُسے ہمیشہ یاد کرتے رہنا ہے صرف وقفہ حوائج ضروریہ کے لئے ہے۔ اس طرح خدا کی نظر عنایت ان بندوں کی طرف ہمیشہ رہے جو اسے یاد کر رہے ہوتے ہیں۔

یہ ایک نفسیاتی کلیہ ہے کہ کوئی بھی عمل یا کام غیر ارادتاً یا بےارادہ ہو تو اُس میں خلوص نیت کا فقدان ہو جاتا ہے۔ جبلت اور جلد بازی میں توجہ اور انہاک نہیں رہتا‘ اس میں بے ترتیبی و بے ضابطگی ہنوز باقی رہتی ہے۔ اس لئے کسی بھی کام یا عمل کو توجہ ترتیب اور انہاک سے کرنے کے لئے تیاری اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ نماز بارگاہ ایزدی میں حاضری کا سبب ہے تو اس کے لئے اطمینان اور سکون قلب کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا

اسے یوں سمجھیں خود کو تیار کرنا Warm up۔ فرایض سے پہلے سنت موکدہ وغیر موکدہ میں یہی بات پوشیدہ ہے۔ چونکہ بعض سنن موکدہ ہیں یعنی تاکیدی تو اس کے لئے پہلے سے تیاری دوگانہ تحیتہ الوضو ایک بہترین نعمت ہے۔ اسی لئے شریعت میں ان کا تاکیدی حکم ہے۔ شریعت معاشرت سے ہے یعنی انسانی نظم وضبط کے قوانین اور طریقہ۔ تحیتہ الوضو میں بندہ خود کو تیار کرلیتا ہے چاق وچوبند ہو جاتا ہے' کہ اب مجھے فرض یا سنت اداء کرنا ہے یہ ایک نفسیاتی اطمینان کا پہلو ہے۔ ہر کسی کام کو بغیر سوچے سمجھے حکم لگانے اور فتوے دینے کا چلن مہدویوں میں پچھلے پچاس برسوں میں آ گیا ہے اغیار کی دیکھا دیکھی۔ صحبت میں غیر کی پڑی ہے اُسے یہ خو دینے لگا ہے بوسے بغیر التجا کئے۔

مہدویوں میں پچھلے پچاس برسوں میں بلا تحقیق یہ بہی وہ غلط کہنے کا رواج کچھ وہابی دیوبندی متاثرین نے شروع کردیا۔ جو ان کی انانیت تکبر وغرور کی وجہ ہے لیلۃ القدر کو سنت واجب نفل جو کہتے ہیں ان کے خود کے اعمال نفاق اور بیہودگی سے بھرے ہوئے ہیں کئی ایسے ہیں جنہوں نے حکم نامے جاری کردئے بعد وہی حکم نامے واپس بھی کر لئے یہ حال ہے بے ڈھنگوں کا۔ ہوتا کیا ہے غرور میں انسان ہذیان بک دیتا ہے بعد میں ہوش میں آنے کے احساس ہو بھی گیا تو سبکی اور شرمندگی کے ڈر سے وہ اس پر سختی سے جم جاتے ہیں کہ انہیں شرمندگی یا نالش نہ ہو۔ میری زبان سے نکل گیا یعنی حرف آخر ان کے لئے خدا رسول کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ایسے لوگ مہدی کو کیا مانیں گے۔ اس طرح وہ راہ مستقیم سے بھٹکتے چلے جاتے ہیں خصوصاً ضدی اور ہٹ دھرم لوگ۔

نماز باجماعت کا حکم مہدی موعود نے دیا ہے وہیں پر مہدوی امام کی اقتدا ضروری قرار دی ورنہ انفرادی نماز پڑھنے کو کہا بلکہ اگر کسی مجبوری یا لاعلمی میں پڑھ لیا تو لوٹا کر پڑھنے کو کہا' نماز فرض ہے جو انسان پر خدا کا قرض ہے جب فرض یا قرض ادا ہی نہیں ہوا یا ضایع ہو گیا تو ایسی نماز کا کیا فایدہ؟ بہتر ہے منفرد نماز ادا کرلے نماز ثواب کی نیت سے نہیں کہ جماعت میں اتنے درجے ثواب ملے گا یا فلاں کے پیچھے اتنا ثواب ملے گا پڑھنا حقیقت سے انکار ہے نماز اللہ کے لئے ہے اس میں کسی قسم کی کراہت بدنظمی یا بے اعتدالی سے نماز فاصد ہو جاتی ہے' ایسی نماز کا کیا فایدہ جس سے ہمارا دل مطمعین نہ ہو۔ جو صرف دوسروں کی اقتدا کی اجازت اس لئے دیتے ہیں کہ ان کی علمی قدر ہو وہ دراصل خدا کے دشمن ہیں بندے کے اخلاص اور قربت خداوندی کو مدنظر رکھنے کے بجائے اپنی علمی قدر کو مدنظر رکھ کر اپنا اور دوسروں کا ایمان ضایع کرتے ہیں۔ یاد رہنا چاہے کہ ہر عمل کا بروز محشر ایک ایک پل لمحہ اور عمل کا حساب دینا پڑے گا دنیا کی ساری شیخ السلامی دھری کی دھری رہ جاے گی۔ خود اپنے گناہوں سے بری الزمہ ہونا مشکل ہوگا ایسے میں دوسرے کے

گناہوں کا بوجھ بھی اُٹھانا پڑے گاغلط صلاح یا مشورہ دے کر۔ جب پڑوسی بھوکا ہو اس کی خبر نہ لینے پر جواب دہی ہے تو حشر میں نماز ضایع کرنے غلط طریقے پر لگانے راہ مستقیم سے ہٹانے کا کیا عذاب نہ ہوگا۔

مہدیؑ موعودؑ نے کسی کو اپنا جانشین نہیں مقرر کیا' صحابہؓ نے تقوی تقوکل اور ان کے تبحر علمی کی بناء پر مہدی کے خلفاء کو چنا تھا۔ یہ طریقہ مہدویوں میں تین چار نسلوں تک برقرار رہا' لیکن خاندانی وورا ثتی اہل رشد وہدایت کا طریقہ کس نے رائج کیا معلوم نہیں کہ سلسلہ نسب میں ہی رشد وہدایت ممکن ہو۔ صحابہؓ مہدیؑ نے بندگی میراں سید محمود کو اپنا خلیفہ چنا وہ اُن کی اپنی ضرورت تھی بعد میں بندگی سید خوند میرؓ خلیفہ بنائے گئے یہاں تک سلسلہ سعادت اور فرزنداں کی بات ٹھیک ہے۔ بعد میں بندگی شاہ نظامؓ اور بندگی شاہ نعمتؓ کا تعلق شیخین سے تھا یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ سے مگر وہی صحابہؓ مہدی بندگی شاہ دلاورؓ کو اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں ان میں کئی مہدی کے فرزنداں میاں کے فرزنداں اور اشرف تھے' جبکہ بندگی شاہ دلاورؒ کا تعلق راجہ دلپت رائے سے تھا آپؓ اُس کے بھانجے تھے' اور انکے خلیفہ مہدی کے انتخاب میں مہاجر اور مصدق صحابہؓ کی بڑی تعداد تھی اس میں کوئی اختلاف اور تنازعہ نہیں دکھائی دیتا مگر بعد میں اسے ایک اصول اور قاعدہ بنا دیا کہ مہدی کے فرزنداں میاں کے فرزنداں۔ بندگی شاہ دلاورؓ کے بعد بندگی شاہ یعقوب حسن ولایتؓ اور بندگی خاتم المرشدین کا دور ہے وہاں بھی اولا د اور خاندانی وراثت کے آثار نہیں دکھائی دیتے' ان کی اولادوں میں اسلاف مہدویہ میں بھی یہ بات نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد کہیں کسی نہ کسی نے میاں کے فرزنداں مہدی کے فرزنداں کا گھڑاک کھڑا کر دیا ہے۔ جس کسی نے قوم میں یہ بدعت اور غلط روایت کو خاندانی عصبیت بنا دیا وہ ضرور اللہ کے پاس گرفت میں ہونگے۔ کیونکہ انہوں نے اس طرح مہدویت کو محدود اور مخدوش کر دیا اس طرح کے ھدایت اور رہنمائی کو خاندانی وراثت بنا کر' اس خاندانی جماوڑے کی وجہ سے آج مہدویہ میں نا اہل بے علم بے عمل لوگوں نے مہدویت کو یرغمال بنا دیا ہے۔ صحبت بد سے نوحؑ کا بیٹا شان پیغمبری کو کھو بیٹھا والی بات سامنے ہے۔ اس کے بعد ہی مہدیوں میں اپنی ساکھ اور مقام کو بنائے رکھنے کے لئے من گھڑت باتیں سینہ بہ سینہ علم کی کہاوتیں اور مقام ومرتبہ کا آسیب سر اُٹھا گیا' اب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہہ رہے ہیں کہ میرے باپ کے چہرے میں خدا دکھائی دیتا ہے اور میرے باپ کا لکھا قرآن وسنت کے برابر ہے نعوذ باللہ۔ اس سے بڑی بت پرستی اور کیا ہوسکتی ہے' حالانکہ صحابہؓ مہدی میں اس کے آثار تو کیا رمق برابر بھی بات نہیں تھی۔ اب تو بے ڈھنگے خدا رسول مہدی کے ناخلف لوگوں کا فیض تقسیم ہونے لگا ہے' اس سے زیادہ بے دینی اور منافقت کیا ہوسکتی ہے جب کہ معلوم ہے غلط کیا

تو اسے مذہبی شکل دے کر مقدس بنانے کی کیا تک ہے۔ آج کم عمر نا اہل بے علم لوگ مہدویوں کے مسیحا رہنما رہبر بن کر اُوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور حقیقی معلم رہبر رہنما متوکل متقی یہ تماشاہ خاموشی سے دیکھ رہے ہیں۔ جس کی جوابدہی بڑی سخت ہوگی۔ اب صرف ''پدرم سلطان بود'' معنی میرے باوا سلطان تھے میں بھی سلطان ہوں بھلے نا کارہ و نا اہل کیوں نہ ہوں والی ذہنیت پروان چڑھ چکی ہے۔ امام حسینؓ نے اسی یزیدیت کے خلاف مقابلہ کیا تھا۔ جو لوگ خود ہدایت پر نہیں وہ قوم کے ہادی راہبر اور اہل ارشاد بنے بیٹھے ہیں۔ اب اسی پر بس نہیں رہا مسند رشد وہدایت کو تعویذ گنڈے جادو سحر نہاون عملیات بھوت پریت بھگانے کا دھندہ بنالیا ہے متاع دنیا کی لالچ میں۔ اور لوگ ایسے لوگوں کے حلقوں میں بھی ہیں جو دیوبندی وہابی تبلیغی اہلحدیث کے نظریات کو مہدویت میں شامل کرنے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، روافضت اور شیعہ نظریہ تو قوم میں آہستہ آہستہ داخل کرکے میاں نہیں تو مہدی نہیں والی فضا سے قوم کو خاصا گمراہ کردیا گیا ہے۔ ایسے لوگ آج مہدویہ کے اہل رشد وہدایت کے مسند پر ہیں جن کی منافقی اور کفریہ باتیں ایک حقیقت بن گئی ہیں۔ مہدویہ میں مریدوں کی تعداد کم ہو کے رہ گئی اور رشد وہدایت کرنے والوں کی تعداد عوام سے زیادہ تجاوز کرگئی یہ بھی ایک سبب ہے اس کھیچا تانی کا اب تو یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ مسجد اور جماعت خانے میں ایک خلیفہ کے بجائے دو دو تین تین ہوگئے کچھ تو ایسے ہی جو تا عمر نوکری میں اور تجارت میں لگے رہے جب ریٹائرڈ ہوئے یا تجارت میں گھاٹا ہوا تو آ کر زبردستی مسند پر بیٹھ گئے شروع کردی رسہ کشی۔ **اللہ راستہ ان کو دکھاتا ہے جو اللہ سے راہ مستقیم کے طلب گار ہوتے ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت کچھ جانتے ہیں انہیں راستہ نہیں دکھاتا وہ اپنی انا کے اندھیرے میں بھٹک رہے ہوتے ہیں۔** ایسے کئی معاملات وواقعات ہیں قوم مہدویہ کو کمزور اور بدنام کرنے کا سبب بنتے جارہے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مہدیؑ کے لئے اپنے ہمنام ہونے کی شرط تو بتائی مگر مہدیؑ کے ماں باپ کا نام بھی اپنے ماں باپ کے ہم نام ہونے کی شرط بتانا خصوصی توجہ کا حامل ہے۔ ساری تاریخ اور سلسلہ انساب میں اسطرح کی کوئی خصوصیت کہیں نظر نہیں آتی، انبیا کے سلسلوں میں تو یہ بالکل نہیں ہے دیگر اقوام میں یہ خصوصیت نہیں ہے۔ مسلمانوں میں تو بالکل کہیں نظر نہیں آتی۔ ہو نہ ہو یہ تخصیص کسی خاص مسلئے کی طرف اشارہ کرتی ہے، اور مسلمانوں میں سوائے مہدی جونپوری علیہ السلام کے جس کسی نے مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے کے ان کے ساتھ ایسی تخصیص بالکل نہیں ہے۔ معنی کسی نے خود کو مہدی کہہ لیا تو کسی نے نام محمد ہونے پر مہدی کا دعوی کیا مگر کسی کے ماں

باپ کا نام اس طرح حضورﷺ کے ماں باپ کی طرح ہونا بیان ہی نہیں اور نہ ہی نویں صدی ہجری کی بعثت' کی خصوصیت صرف میراں سید محمد جونپوری کے ساتھ ہی معروف ومشہور ہے۔اور میراں سید محمد جونپوری کے باپ کا نام تو سید عبداللہ المعروف سید خاں تو تھا ہی آپ کی والدہ کا نام بی بی آمنہ ہونا محض اتفاق تو نہیں تھا' ایسا اتفاق لاکھوں میں ہوسکتا ہے کہ کسی سید عبداللہ کا نکاح آمنہ سے ہوا ہو' وہ بھی سعادات میں۔ البتہ حضرت عبداللہ پدر محترم کا سید خاں ہونا ہم نے اپنی کتاب ''توضیحات تعلیمات مہدی میں'' تفصیل سے کیا ہے۔ بی بی آمنہ کا اہل سعادت ہونا ان کے والد کا نام آقا ملک ہونا مہدویہ واقعہ نگاروں نے بیان کیا ہے' الاءیہ کہ جب آپ علیہ السلام کا مہدی ہونا مشہور ومعروف ہونا ہوا تو ظاہر ہے اس زمانے میں لوگوں نے آپؑ کے ماں باپ کے ناموں اور خاندانوں کی تحقیق تو ضرور کی ہوگی۔اس طرح آپ علیہ السلام کا نام محمد ہونا آپؑ کے ماں باپ کا نام سید عبداللہ و بی بی آمنہ ہونا اور سعادات میں ہونا عترت فاطمہؓ میں ہونے کی تمام شرایط کو بیان کرتا ہے۔اس کے علاوہ حضورﷺ کا خصوصیت سے اس تخصیص کا ذکر کرنا اس مہدیؑ کے حق ہونے اور ان تمام شرایط کے جمع ہونے کا بین ثبوت ہے۔ ورنہ ایسی کیا بات تھی کہ یہ شرایط آپ بیان کرتے ؟ مخالفوں اور منکروں کا پہلے ان باتوں کا جواب تلاش کرنا ہوگا۔میراں سید محمد جونپوری کا ان شرایط پر ہونا 'آپؑ کا قرآن سے اپنے دعوی کا ثبوت بہم پہنچانا' اور اپنی تعلیمات کو' مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسول اللہ'' کی بنیاد پر قایم کرنا نہ کہ محض اپنی ہدایت کی بنیاد پر اور معاندین ومخالف علماء کا یہ کہنا کہ میر سید جونپوری میں جو اعمال اتباعًا تھے وہ حضورﷺ میں اصالتًا تھے' یہ ایسی حقیقتیں ہیں جو آپ علیہ السلام کے مہدی برحق آخرالزماں ہونے کی بین دلیل ہیں' معنی اتنی ساری تفصیل والی شرطیں مہدی برحق کی پہچان کی اللہ کے رسولﷺ نے بتایئں تا کہ کسی قسم کی غلط بیانی اور غلط استعمال نہ ہو اس منصب کا' ہوتا یہ ہے کہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں میں غلط تاویل کر دیتے ہیں۔قرآن کے معنوں میں غلو کر دیتے ہیں۔سورہ احزاب میں حضورﷺ پر درود بھیجنے کی بات ہے' اس میں مترجموں نے غلط تاویلات کی ہیں اگر کی بھی ہیں تو اس کی وضاحت نہیں کی ہے۔مثلًا سورہ احزاب آیت ۵٦۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓـئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔اس کا اردو ترجمہ یوں ہے۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم (بھی) اس پر (نبیؐ پر) درود وسلام بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ یہاں دو الفاظ پر غور کرنا ضروری ہے یُصَلُّوْنَ اور صَلُّوْا ۔یُصَلُّوْا جمع مذکر غایب۔ان کو نماز پڑھنی چاہے وہ نماز پڑھیں۔ صَلُّوْا معنی اس کو داخل کر دیا اس کو بھیجو ہے۔اس آیت کی پہلی عبارت میں یُصَلُّوْنَ ہے جس کے معنی

ہوے اُن کونماز پڑھنی چاہیے۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پرنماز پڑھتے ہیں ہوگا۔اس طرح کیا محمد پر اللہ اوراس کےفرشتے نماز پڑھتے ہیں؟ یہ تو بے معنی بات ہے کہ اللہ کسی کی نماز پڑھے بلکہ اس کوواضح کیا گیا ہے اگلے لفظ صَلُّوْا میں جس کے معنی بھیجنا ہے یا داخل کرنا ہے اس سے مزید سمجھانے کے لئے فرمایا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اس پر سلام بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضور محمدﷺ پر سلام بھیجتے ہیں تم بھی خوب سلام بھیجو۔اور مُصَلّی کہتے ہیں نماز پڑھنے کی جگہ کو بہر کیف صَلُّوْا , يُصَلُّوْا ,يُصَلُّوْنَ , مُصَلّی۔ یہ تمام الفاظ نماز پڑھنے کے معنوں میں ہیں اور نماز معبود اللہ کی عبادت سے متعارف ہے۔اس لئے اس آیت میں وضاحت کے ساتھ کہ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔اس نبی پر اللہ اور اس کے فرشتے سلام بھیجتے ہیں تو بھی ایمان والوں خوب سلام بھیجو ہوا۔سَلِّمُوْا کا معنی تم سلام کرو یا سلامتی بھیجو "تم سلام بھیجو تَسْلِيْمٌ بھی معنی سلام کرنے کے ہیں۔کل ملا کر حضورﷺ پر سلامتی بھیجنے کو اللہ کہہ رہا ہے۔اس طرح اللہ اور اس کے فرشتے حضورﷺ پر سلام بھیجتے ہیں تم بھی سلام بھیجو ہوا اس طرح نماز کے بعد کا درجہ سلام کا ہے یعنی سلامتی بھیجنے کا اسی لئے یہاں پہلے يُصَلُّوْنَ اور صَلُّوْا ۔يُصَلُّوْا کے الفاظ بیان کے بعد میں عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کہا گیا۔جیسے اسلام کے معنی اللہ کی سلامتی اختیار کرنا یا اللہ کی پناہ پکڑنا ہوا۔ اس آیت میں اللہ کے رسولﷺ پر درجات بلند کرنے اور اپنے فرط محبت میں جگہ دینے کی بات ہے۔اور دیکھیں نماز جوافضل العبادت اور اکبر العبادت ہے شروع ہوتی ہے جہت کعبہ۔تکبیر۔نیت اور اللہ کی ثناء سے مگر اس کا اختتام ہوتا ہے نکرین کو سلام کرنے سے یہاں بندہ حالت نماز سے باہر آجاتا ہے۔

بندوں کو کسی بھی معاملے میں اللہ سے تعلق بھروسہ اور اُمید ہونا چاہیے نہ کہ کسی اور پر نہ اپنی دعا پر ۔رسول کی زندگی ہمارے لئے نمونہ یا مثال ہے دنیا میں نبوت عطا کئے جانے کے بعد کہ اللہ ایک ہے وہی معبود ہے وہی خالق ہے وہی عبادت کے لائق ہے بتانے کے بعد تیرہ ۱۳ برسوں تک مصایب و آلام میں امتحان میں ڈالا گیا حالانکہ معجزات دیے مگر کوئی ظاہری مدد آپﷺ کی نہیں کی گئی آپؐ مشرکوں کافروں اللہ کے دشمنوں سے نبرد آزما رہے اور جب ہجرت کے بعد بھی مقابلہ کیا معرکے ہوے جنگیں ہوئیں غزوات ہوے ایک نظام شرعی حکومت کا نقشہ مدینے میں قایم ہونے لگا۔رسول اللہﷺ صرف اللہ اللہ کر کے کسی مسجد کے کونے میں بیٹھے نہیں رہے کل ۲۳ سالہ زندگی میں محنت مشقت جدوجہد کرتے رہے اور ایک اسلامی نظام قایم کیا یہ اللہ کی منشاء تھی یا مقصد یا مدد کسی جگہ بیٹھے بٹھاے کہ میں رسول ہوں اسلامی نظام قایم نہیں ہوگیا اس میں محمدﷺ کے عمل اور کوشش کو بھی دخل رہا۔مہدی موعودؑ

نے بھی یہی سب کیا آپؑ ایک امیر اور حاکم طبقہ کے خاندان میں تھے علم حاصل کیا ہجرت کی جد و جہد کی کوشش محنت کی تب جا کر مہدی کہلائے۔ انسان مال دولت زمین جایداد نوکر چاکر فوج مددگار کے ذریعہ حکومت بادشاہت قایم کرتا ہے۔ محمد ﷺ کے پاس نہ محل تھے نہ زمین نہ جایداد نہ نوکر نہ چاکر نہ فوج بلکہ نامساعدہ حالات تھے۔ مگر آج چودہ صدیوں بعد بھی دلوں پر محمد ﷺ کی حکومت چلی آرہی ہے ایسی بادشاہت کسی کو نصیب نہیں ہوئی' جس طرح آج سے چودہ سو برس وہ موجود تھے آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں یہ حیات جاویداں کسی نبی رسول کو میسر نہیں' آج بھی ہم انہیں کے احکام کو سینے سے لگائے عمل کرتے ہیں بندوں میں کون ایسا بادشاہ ہے؟ اگر ہم قرآن کو بھی مانتے اور عمل کرتے ہیں تو محمد پر نازل ہونے کی وجہ سے' توریت زبور انجیل بھی اللہ کی نازل کردہ ہیں کیوں نہیں انہیں مانتے ؟۔

روئے زمین پر اگر کسی ذات بشر نے بندوں کو اخلاقی۔ معاشرتی۔ خاندانی۔ دنیاوی۔ دینی۔ اصلاحی۔ جسمانی۔ تعلیمی۔ روحانی۔ اُصول و آداب کا درس دیا سکھایا اور اس کی تاکید کی تو وہ محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ کھانا کھانے کے اُٹھنے بیٹھنے کے بولنے کے میل ملاپ کے صحت و تندرستی کے انسانی طور طریق کے اطاعت عبادت کے اپنا دفاع کرنے کے اُصول اگر کسی انسان نے بتائے تو ذات محمد ﷺ ہیں۔ اتنی ساری خوبیاں اللہ تعالی نے کسی انسان میں جمع نہیں کیں۔ اسلام یعنی سلامتی کے معنی ہی یہی ہیں' حالانکہ یہودی و عیسائی اہل کتاب ہیں مگر ان کے پاس یہ آداب مذہبی و دینی معیار کے نہیں خود ساختہ ہیں' اور اس وقت روئے زمین پر دنیا کی سب سے بے حیا بدترین فحش قوم یہودی عیسائی اور اہل ہنود ہیں۔ دنیا کا کوئی مذہبی رہنما یا لیڈر ریا راہبر محمدؐ ایسا نہیں کہ اُس نے اس طرح انسانوں کی شرافت نفس کی تشکیل کی ہو۔ کالے گورے کا فرق مٹایا۔ آقا غلام کا فرق مٹایا۔ اعلی ادنی' کا فرق مٹایا۔ جیسے کہا دنیا میں نفرت اور تفریق فحاشی عریانی کو کسی نے بڑھاوا دیا تو یہود نصاری اور اہل ہنود ہیں۔ نسلی امتیاز کے یہ علم بردار ہیں مگر سب سے زیادہ نسلی منافرت انہیں قوموں نے پھیلا رکھی ہے۔

سب سے پہلے یہود و نصاری نے خدائی احکام میں اپنی من مرضی کی دخل اندازی کی' پھر انہیں میں مقابلہ آرائی شروع ہوئی تو یہودیوں کو نیچا دکھانے کے لئے عیسائی مبلغ رومی بت پرستوں کے گود میں جا بیٹھے اُن کے سن گاڈ بجائے عیسی کو سن آف گاڈ بنا دیا اور ڈیانا کے بت کو میری' اور رومی و یونانی ستاروں کی مخلوق پریاں بنا دیں' جو آسمانوں میں ننگ دھڑنگ تیرتی پھرتی تھیں۔ جب یہودیوں اور عیسایوں نے اپنے مخالفین پر زمین تنگ کی تو ان کے بہت سارے قبیلے جو کفر و شرک میں مبتلا تھے نقل وطن کرکے ایشیائی ممالک چلے آئے' ان میں زیادہ تر وہ جو خدائی وجود

کے منکر تھے وہ چین کوریا جاپان جیسے ممالک کو چلے گئے مشرکین کی بڑی تعداد برصغیر ویتنام تھائی لینڈ انڈونیشا چلے آئے اس زمانے میں صرف ایک زمین کا بڑا قطعہ ہوا کرتا تھا جس میں علاقائی طور پر حاکم اور حکمران ہوتے تھے بعد میں یہ ملکوں کے نام بنے جیسے جیسے انسان ترقی کرتا گیا۔ ہند میں آریاؤں سے پہلے انسانی تہذیب اور تمدن سے نا آشنا لوگ رہتے تھے جنہیں ڈراویڈ کہا گیا جو انسانی معاشرت اور تعلق سے دور ہونے کی وجہ سے بے علم جاہل اور غیر متمدن ہو گئے جب یہودیوں کے شرک و بت پرستی میں مبتلاء قبایل نے برصغیر کو نقل وطن کیا تو کچھ افغانستان میں ٹہر گئے کچھ ہند چلے آئے اور یہاں دیکھا کہ سارے علاقے میں غیر متمدن لوگ آباد ہیں تو انہیں بے دخل کرکے شمالی ہند میں بس گئے اور رفتہ رفتہ لوگوں کو منظّم اور متحد رکھنے کے لئے یہود و نصاری کے واقعات کو بت پرستی کے ساتھ جوڑ کر بیان کرنے لکھنے لگے اس طرح ان کی پہلی کتاب بھگوت گیتا بنی جس میں موسی کو کرشنا بنادیا اور فرعون اور اس کی قوم کو پانڈو اور ان کے مقابلے کی داستانیں شمالی ہند میں بیان کردیں' اور اس پر مزید اپنی بالا دستی اور قومی وقار کو بیان کرنے کے لئے انسانوں کے طبقے بنادئے۔ پہلے ہی یہودیوں میں طبقہ بندی ہوچکی تھی جو غیر یہودی تھا اسے وہ جنٹیل Gentile کہا کرتے تھے بعد میں عیسایوں نے ایسا ہی کچھ کیا جب آریائی یا یہودیوں کے کچھ قبایل برصغیر نقل وطن کرکے آئے تو یہاں انہوں نے طبقاتی نظام بنادیا برہمن ۔ ویش ۔ شتری ۔ شودر۔ برہمن یعنی برہما کی اولاد جو یہودیوں کا نظریہ تطابق اسرائیل خدا کے بچے اسی طرح برہمن' برہما بھگوان کے بچے۔ س کے بہت بعد میں رامایان لکھی گئی جو رام لکشمن اور سیتا کے اردگرد گھومتی ہے جس میں سری لنکا کے راون کے واقعات کو بیان کیا جس میں مذہبی عقاید سے زیادہ واقعاتی کہانیوں کا بیان ہوا جسے مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی' لیکن چونکہ ایک طبقہ گیتا کو ماننے والا اور دوسرا رماین کو ماننے والا بن چکا تھا اس لئے یہ مذہبی کتابیں نہ ہوکر طبقاتی نظام کی کتابیں بن گیئیں جس میں برہمن شتری ویش اور شودر کی تقسیم کردی گئی' اور ان تصوراتی حاکموں بادشاہوں کی بت پرستی عام ہوگئی اور یہ چونکہ دریائے سندھ کے آس پاس لکھی گیئی تھیں اسے سندھو تہذیب کہا گیا جو بعد میں ہندو قوم کہلائی ۔ مگر اس قوم کی اصلی کتابیں یا عقاید چونکہ اسرایلیات پر مبنی تھیں جن کے آثار کو جمع کرکے وید شاستر کا نام دیا جو ان کے طور طریق کو بیان کرتی ہیں۔ حالانکہ آج کے ہندو پنڈت ان باتوں کو چھپاتے ہیں مگر ان وید شاستروں میں بت پرستی کی مذمت کی گئی ہے اور ایک پرماتما کی عبادت کرنے کو کہا گیا ہے۔ دراصل جب کوئی پختہ ثبوت یا کتاب موجود نہ ہو تو قوم کے رہنما رہبر مذہبی آقا اپنا دبدبہ اور وقار بنانے کے لئے من گھڑت بناوٹی اور خیالی باتوں کو دین بنا کر پہلے لوگوں کو بدعات میں مبتلا کرتے ہیں بعد میں کفرو

شرک داخل ہوجاتا ہے۔ مذہبی عالم پہلے دین میں اصلاح وتبلیغ کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں جب شہرت حاصل ہوجائے تو اس میں اپنی جہالت اور من مانیاں شامل کرکے اللہ کے بندوں کو اپنا مذہبی اور ذہنی غلام بنا لیتے ہیں۔ مذہبی عالم اصلاح کم بیدینی زیادہ پھیلانے میں ماہر ہوتے ہیں' اس طرح اُن کا نفس اُن پر غالب آجاتا ہے۔

دعوی تو دعویٰ ہے دعوی موکد کیا ہے!

دعوی موکد کی اصطلاح صرف مہدویہ میں رائج ہے اس کی حقیقی وجہ ہے جو کہ نہ صرف معاشرتی ہے بلکہ نفسیاتی بھی ہے۔ کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو وقت اور زمانے کے لحاظ سے رائج اور زبان زدعام ہوجاتی ہیں اُس وقت ان پر توجہ اس لئے نہیں دی جاتی کیونکہ ان کی حقیقت سے اُس وقت کے لوگ واقف ہوتے ہیں' لیکن ان باتوں کو سمجھنے میں بعد میں دقت ہوجاتی ہے۔ بہت پہلے کی اردو نثر میں پاؤں کے درمیانی حصہ کو گومڑا کہا جاتا تھا آج اسے گھٹنا کہتے ہیں' اب تو گھٹنا بھی نہیں نی knee کہا جاتا ہے۔ پاؤں کے نچلے حصے کو ٹخنہ کہتے تھے اب اینکل ankle کہا جاتا ہے۔ دعوی موکد کا معاملہ ایسا ہونے کے ساتھ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کا ایک معاشرتی اور نفسیاتی پہلو ہے۔

مہدیٔ موعودؑ قطعہ ہند میں ۱۳ تیرہ برس ہجرت میں رہے' علمائے حق میں اولیائے کاملین میں محققین اور مجذوبوں میں اور عوام الناس میں آپ میں آثار مہدی کے شمائل کا ہونا مشہور ہو چکا تھا۔ جب آپ علیہ السلام نے صدائے حق اور آسمانی صداؤں اور آثار کے ظاہر پر جب اہل خانہ اور معتقدین نے آپ کا مہدی ہونا معروف ومشہور ہوگیا' مگر آپؑ نے کبھی دعوی مہدی ان تیرہ برسوں میں نہیں کہا جب دعوی کا تقاضہ کیا گیا تو کہا ابھی اللہ کا حکم نہیں ہوا۔ معنی **لوگوں کے کہنے پر آپؑ نے دعوی مہدی نہیں کیا'** حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ' مہدی کو معلوم نہیں ہوگا مگر لوگ انہیں پہچان لیں گے کہ مہدیٔ ہیں اور تقاضا کریں گے'' جب آپؑ مکہ مکرمہ پہنچے 901ھ میں تو کہا کہ اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ بندہ مہدی ہے دعوی کر لہذا السان شرح کے مطابق دعوی کیا' اس کے بعد لوگوں کو دعوت مناظرہ دیا کہ میرے دعوی کو قبول کرو تحقیق کرو یا مجھے قتل کرو اگر جھوٹا ہوں ورنہ میں جہاں جاؤں گا اپنا دعوی کا اعادہ کروگا۔ ہند واپس ہونے کے بعد احمد آباد میں تاج خاں سالار کی مسجد میں دوبارہ 901ھ میں دعوی کیا اور یہی الفاظ کہے۔ دیڑھ برس یہاں قیام کیا اور دعوت مناظرہ دیتے رہے۔ اس کے بعد مقام بڑلی پہنچ کر 905ھ میں دعوی کیا جسے گروہ مہدویہ میں **دعوی موکد** کہتے ہیں' یعنی تاکیدی دعوی۔ یہ موکد اس لے کہا جاتا ہے کہ اُمت محمدﷺ پر انکار کا وبال نہ ہو جب اللہ کا حکم تاکیدی ہوا تو کہا جس نے میرے انکار کیا وہ کافر ہے۔ اس کفر کے استبعاد (انکار پر اپنے سے دوری

۔علیحدگی اسلام وایمان سے) کی وجہ سے کفر کا حکم نہیں لگا تھا جب لگ گیا تو دعوی موکد یعنی تاکیدی ہوا۔اور دعوی مکہ مکرمہ کے بعد اللہ کے حکم سے اپنے ثبوت میں قرآنی آیات کو پیش کیا'اور اپنا تابع تام رسول اللہ خلیفۃ اللہ ہونا بیان کیا ۔اُس زمانے کے علمائے سُو کے پاس ان قرآنی آیات کے مخالف کوئی دلیل نہیں تھی۔وہ مناظرہ مباہلہ کرنے سے کتراتے رہے۔

جب اللہ کا حکم ہوا کہ تو مہدی ہے اظہار کر تو مہدی نے دعوی تو کر دیا لیکن اس پر حکم نہیں لگایا منکر پر تکفیر کا اس پر اللہ نے تاکید کی کہ اس کا اظہار کریں۔تو کیا مہدی نے اللہ کے حکم کا انکار کیا؟ ایسا نہیں ہے مہدی موعودؑ چونکہ تابع تام رسول اللہ تھے انہیں اپنے متبوع کی صفات سنت کو اختیار کیا اور تاخیر کی کہ اُمت کے انکار کی تکفیر کا حکم لگانا نہ پڑے۔یہ بلکل اُس واقعہ کی مثل ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ دعوت دین کے لئے طایف عازم سفر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں تو مخالفت ہو ہی رہی تھی مگر طایف کے شریر اور اوباش لوگوں نے پتھر مار کر لہو لہان کر دیا یہاں تک خون جسم سے بہہ کر نعلین میں جمع ہو گیا'تو پہاڑوں کے فرشتے نے آ کر عرض کی کے اے اللہ کے رسول ﷺ حکم کریں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیا اہل طایف کو کچل دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں آپؐ نے عذاب نازل کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ آج اگر میری مخالفت کرر ہے ہیں مگر انشاء اللہ کل ان کی اولا دیں دین وایمان کو قبول کریں گی۔آپؐ کا رحمت عالم ہونا ثابت ہوا اور یہی صفت کو مہدی نے اپنا اپنے تابع کی دعوی موکد کی تاخیر میں' کیونکہ آپ علیہ اسلام بے خطا آپؐ کے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں۔

حضور ﷺ کی تیئیس سالہ نبوت کے دو اہم پہلو

حضور نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کے ۱۳ تیرہ برس میں چند نفوس ہی ایمان لائے سُو دوسو سے زیادہ نہیں۔جبکہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ اور ان کے صحابہؓ کو دو مرتبہ حبشہ ہجرت کرنی پڑی' درہ ابی طالب میں تین برس محصور رہنا پڑا معاشرتی مقاطعہ کی وجہ سے'حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا'بی بی خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا'طایف میں ظلم وستم ڈھائے گئے,اور نبوت کے ساڑھے گیارھویں برس معراج واقع ہو گئ'اور مدینہ منورہ سے انصار کا ایک وفد حضورؐ سے ملنے آیا اور اسلام قبول کر گیا اس کے دوسرے برس ایک اور وفد آے جس نے آپؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔اس طرح مکہ مکرمہ کے آخری دور میں حضور ﷺ کی رسالت تسلیم کی جانے لگی۔ہجرت کے بعد معرکہ بدر سے اسلام کو ایک مضبوط حیثیت عطا ہو گئ'اس کے بعد معرکہ احد اور جنگ خندق نے اسلام کی مکمل بالا دستی قایم کر دی۔حالانکہ میدان

بدر میں صرف ۳۱۳ مجاہد تھے اس کے بعد مدینہ میں قرآن کو قبول کرنے جاننے سمجھنے کا دور شروع ہو گیا' اور یہود و نصاری میں بھی ایک نئی سوچ پیدا ہو چکی تھی اور مدینہ منورہ میں یہودیوں کی کافی آبادی تھی وہاں ایک آخری نبی کا آنا پہلے سے مشہور تھا جیسے آج مہدی کا آنا مشہور ہو رہا ہے۔ اور یہودیوں کی عبادتیں مشرکوں سے الگ طریقوں سے لوگ مانوس تھے جیسے آج ہندوستان میں ہندو بودھ عیسائی اور دیگر لوگوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات ہیں' اسی طرح مدینہ میں ایک واحد معبود اور آسمانی نزول کتابوں اور احکام کو مدینہ میں لوگ جانتے تھے۔ جب اہل مدینہ اسلام کو قبول کرنے میں پیش رفت کرنے لگے تو یہودیوں کے کان کھڑے ہو گئے' وہ اپنی مدافعت کے اسباب تلاش کرنے اور سازشیں کرنے لگے۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اسلام کا سارا منظر نامہ بدل گیا۔ حضور ﷺ کو اللہ کا نبی رسول قبول کرنے میں لوگوں کو مشکل نہ تھی اور قرآن اللہ کا حکم نامہ مان لیا گیا۔ اسی دوران عرب کے جنوب میں یمن کے عیسائیوں کی ایک بڑی آبادی تھی انہیں میں سے مکہ کو ڈھانے ابرہہ ہاتھیوں کی فوج لے کر آیا تھا مکہ کو ڈھانے کے بجائے' اور وہ خود ذلیل و خوار ہو کر گیا تھا حضور ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے نہ یہودیوں نے نہ عیسائیوں نے توجہ دی لیکن جیسے ہی مدینہ پہنچے یمن کے نجران سے جو مدینہ سے بارہ سو کلومیٹر پر ہے عیسائیوں عالموں کا ایک وفد مدینہ آیا جو اسلام کی تحقیق کے لئے' جبکہ مکہ ان سے قریب تر مقام تھا اس سے پہلے نہیں گئے' تھے۔ دراصل اہل مدینہ نیک طینت شفیق مہربان قسم کے لوگ تھے جبکہ اہل مکہ حکومت اور سرداری کے خواہاں لوگ تھے ہمیں یہ بات بعد میں بھی دکھائی دیتی ہے کہ اہل مدینہ یا انصار کی کوئی حکومت عرب میں قایم نہ ہوئی جبکہ اہل مکہ میں سے چاروں خلفاء راشدہ تھے اس کے بعد بنو اُمیہ جو مکی تھی ان کی حکومت حضرت معاویہ سے قایم ہوئی اس کے بعد کچھ مدت بنو فاطمہ کی حکومت بنی جو شیعہ تھے ان کے بعد بنو عباس جو مکی تھی ان کی حکومت چار پانچ سو برس تک قایم رہی جب تک کہ چنگیز خاں نے مسلمان حکمرانوں کو تاخت و تاراج نہیں کر دیا۔ اور آج بھی عرب میں اہل نجد وہابیہ کی حکومت ہے۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ کی قایم کردہ اسلامی مملکت سات آٹھ صدیوں تک دنیا کی عظیم طاقت بنی رہی اس کے بعد بھی کئی مسلم حکومتیں آج تک جاری ہیں۔

مہدویت کی دین مسلمانوں کو' مرکزیت۔ اتحاد۔ اجتماع۔ اور معاشرت اسلامی ہے۔ سقوط بغداد کے بعد مسلمانوں کا اتحاد ٹوٹ گیا تھا' اسلامی معاشرہ بکھرا ہوا تھا' اگر چنگیز خاں کی اولاد نے اسلام قبول بھی کیا تو مسلمانوں میں صرف جنگی اور انتظامی اُمور ہی باقی تھے۔ کہتے ہیں مسلمانوں کے لاکھوں سر کاٹنے کے ساتھ چنگیز خاں نے

سارے بغداد کو آگ لگا دی تھی اور اسلامی کتب کا بڑا ذخیرہ جس میں کروڑوں کتابیں تھیں جل کر خاکستر ہوگئیں مسلمانوں کو بحث مباحث کرنے مقابلہ مناظرہ کرنے کے لئے کچھ نہیں بچا تھا چنگیز خاں 1227 میں مر گیا اس کے 1443 میں مہدیؑ موعود کی پیدائش ہوئی اس کے بعد 1483 میں لگ بھگ 250 برس بعد آپؑ نے ہجرت اختیار کی جس میں قیام کے دوران دایرے باندھے لوگوں دوبارہ اتحاد اجتماع کا دور دوبارہ شروع ہوا دایروں کے اجتماعات نے اسلامی اخوت کے لاشعور کو دوبارہ جگا دیا اور دینی رغبت پیدا کردی جو کبھی خانقاہوں اور درباری ملاؤں تک محدود تھی۔چونکہ کتب اسلامی کا ایک بڑا ذخیرہ جل چکا تھا اور بہت سارے عالم مارے جا چکے تھے یا جورہ گئے تھے وہ اخوت اسلامی کو مجتمع کرنے کے قابل نہیں تھے اس کے بعد عالموں اور صوفیوں کی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی جو دینی احکام و معلومات سے بے بہرہ تھی۔سارے عالم اسلام میں علمائے سو یعنی جھوٹے عالموں اور صوفیوں کا غلغلہ ہوگیا ہر کوئی تھوڑا دین حاصل کرکے محدث مجدد بن گئے ایسے میں بعثت مہدی کی صداقت اور حق پرستی کی دعوت کو عرب ۔خراساں۔ہندوستاں میں محسوس کیا اور سراہا گیا اس بات کی گواہی حق پرست مورخوں عالموں نے دی ہے۔مہدی موعودؑ کے بعد ہی طایفے۔فرقے۔جماعتیں۔مدرسے۔معرض وجود میں آنے لگے اس سے پہلے کے دو تین سو برسوں میں انفرادی طور پر ہی لوگ دین کا کام نبھارہے تھے جن میں علمائے سو کا بہت غلغلہ تھا۔مہدیؑ موعودؑ کے بعد تیسری چوتھی صدی ہجری کا اسلام دوبارہ زندہ ہوگیا۔

مہدویوں کے مذہبی وعقایدی منظر نامے پر بھی ایسا کچھ ہوا ہے بندگی سید محمودؓ تک خاندانی وراثت کے کوئی معنی نہیں تھے۔بعد میں بندگی سید خوندمیرؓ کے خانوادوں کا غلغلہ شروع ہوا کچھ عرصہ تک۔پھر مہدی کے فرزنداں منظر عام پر آئے اس دوران شیخین کے سلسلے سے بندگی شاہ نظام بندگی شاہ نعمت کے خاندانوں میں کوئی تحریک نہیں ہوئی بندگی شاہ دلاوہؓ کے خاندان کو یوں ہی نظر انداز کیا گیا۔مگر پچھلے سواسو برسو میں میاں کے فرزنداں مہدی کے فرزنداں کے تنازعہ نے مہدویت کی تبلیغ اور پھیلاؤ کو کافی نقصان پہنچایا جو آج بھی جاری ہے۔

مہدویوں کے عالموں رہبروں کی اس فاش غلطی کے باوجود ایک حدیث کچھ اور حقیقت بیان کرتی ہے۔ثوبانؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہﷺ (ہند کے متعلق) دو گروہ میری اُمت کے ہونگے، جنہیں اللہ جہنم سے آزاد کرے گا۔ایک وہ جو ہند میں مقابلہ کرے گا (غزوہ ہند۔جو مہدویہ عقاید کے مطابق معرکہ بدر ولایت ہے) اور دوسرا عیسی ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔غزوہ ہند یا معرکہ بدر ولایت کی بات تو سمجھ میں کچھ حد

آجاتی ہے مگر ! عیسی ابن مریم سے ملاقات کی بات ہند کے تناظر میں دیکھیں تو لگتا ہے کہ **حضور ﷺ نے کیا حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا ہند میں بیان کیا ہے؟؟**۔ اور اسی تعلق سے ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ مہدی (امام) کے اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ اور مہدی موعودؑ کا متوطن جونپور ہند ہے اور مدفن فراہ مبارک جو برصغیر کا حصہ ہے۔ اس طرح کیا حضرت عیسی ابن مریم دوبارہ نزول اجلال فرمائیں گے تو کیا ہند میں؟؟ ایک حدیث میں حضرت عیسی کا صلیب کا توڑنا اور خنزیر کو حرام ٹہرانا بھی ہے تو کیا پہلے ہندوستان میں دوبارہ آکر جائیں گے یرشلم یا پھر یروشلم یا ویٹکن جا کر ہند وارد ہونگے؟ یہ اللہ جانے۔ واللہ عام۔

قرآن کا معجزہ ہونا

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس کے احکام کی کتاب ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی جو اللہ کے نبی رسول پیغمبر ہیں آخرالزماں ہیں خاتم الانبیاء ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اگر قرآن کی معجزہ نمائی کو بیان کریں تو اس کے ہر کلمہ آیت میں معجزہ ہے مسلمان تو اس بات کو مانتے ہیں لیکن آج غیر مسلم بھی قرآن کی حقیقتوں کا اعتراف کرر ہے ہیں کہ چودہ صدیاں پہلے جو باتیں قرآن میں بیان ہوئیں وہ آج من وعن پوری ہورہی ہیں ثابت ہورہی ہیں۔ اور ایسی عظیم کتاب کا محمد ﷺ کو دیا جانا محمد ﷺ کی عظمت کا ثبوت ہے۔ توریت زبور انجیل بھی آسمانی نزول اور اللہ کی کتابیں ہیں مگر ان میں یا جن قوموں کو وہ دی گیئں اس میں ایسی معجزہ نمائی نہیں ہے کیونکہ جن پیغمبروں کے زمانے میں وہ دی گیئں ان کی قومیں ایسی عظمت ترقی علم ہنر تہذیب تمدن سے آشنا نہیں تھیں۔ تیئس ۲۳ برس تک قرآن محمدؐ پر نازل ہوتا رہا کبھی ایک سورۃ کبھی ایک رکوع کبھی کچھ آیات' اس طرح ۱۱۴ سورتیں ۵۵۸ رکوع ۶۲۳۶ یا ۶۶۶۶ آیات بہ وقت ضرورت موقع محل کے حساب سے دی جاتی رہیں۔ اگر ۶۲۳۶ آیات میں مع بسم اللہ کو جمع کریں تو یہ ۶۳۴۸ آیات ہونگیں۔ اگر ۲۳ برس کو ۳۶۵ سے ضرب دیں تو ۸۳۹۵ دن ہوتے ہیں اس لحاظ سے ہر دن ایک یا دیڑھ آیت کا نزول ہوا ہے۔ اور اس میں نبوت کے ابتدائی دور کے ساڑھے گیارہ ۱۱ برس میں صرف ۲۳ سورہ اور ۳۳۵ آیات ہی نازل ہویں۔ باقی کے ساڑھے گیارہ ۱۱ برس میں ۹۱ سورتیں اور ۵۹۹۰ آیات کا نزول ہوا۔ پہلے کے ساڑھے گیاہ برسوں میں دین ایمان اسلام وحدانیت اور معبود اعلی کی عظمت ہیبت کو بتایا گیا بعد کے ساڑھے گیارہ برسوں میں تمام زمینی نظام انسانی معاشرت احکام اطاعات کا درس دیا گیا ہے۔ اگر باریک بینی سے غور وفہم کریں تو معراج کے بعد سارا قرآان اور محمد ﷺ کے نبی رسول پیغمبر ہونے کا منظرنامہ بدل گیا۔ ان ۲۳ برسوں میں ہر مہینہ ۲ رکوع کے احکام تعلیم اور انسانی

تبلیغ واصلاح کوپیش کیا جاتا رہا۔اورقرآن کاایک معجزاتی پہلو یہ بھی ہے کہ قصص واقعات بیان ہوتے ہیں انہیں کے درمیان اللہ تعالی ایسے احکام اعمال اور معرفت الٰہی کوانسانوں کے لئے پیش کیا ہے کہ عقل حیران ہے قرآن میں بالکل ایسانہیں کہ تمام احکام ایک جگہ بیان ہوئے قصایص کی کتاب الگ واقعات الگ عبادتوں بندگی کے معاملات الگ الگ ابواب میں بیان ہوئے ہوں۔جبکہ اس سے پہلے توراۃ اورانجیل میں یہ بات صاف دیکھی جاسکتی ہے کہ کہ ان میں ابواب کی تقسیم ہے۔توریت انجیل میں جینسس Genesis میں صرف سلسلہ انساب کابیان ہے اورتخلیق کااسی طرح دوسرے ابواب مخصوص بیانوں کے ہیں جیسے Exodus میں حضرت موسیٰ کامصرس اخراج اور سینا میں بنی اسرائیل کی آمد کا بیان ہے اسی طرح Leviticus-Numbers-Psalam-Deuteronomy کے ابواب ہیں ۔حالانکہ قرآن میں سورتوں کے نام تو ہیں مگران میں واقعات مختصر ہیں اورانہیں میں فرایض عبادتوں معاملات مسایل کابیان بھی ہوا ہے۔سورہ بقرہ سب سے بڑی سورۃ ہے اس میں کئی جگہ پراللہ کی عظمت قدرت بزرگی کابیان ہوا ہے جیسے آیت الکرسی بقرہ کی آخری آیات ۲۰۱ آیت میں یہ بات صاف دیکھی جاسکتی ہے مختلف عنوانات مختلف رکوع میں بیان ہوئے ہیں۔

حضرت عایشہؓ سے حضورﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال کیاتو عایشہؓ نے مسول سے پوچھاکے کیاتم نے قرآن نہیں پڑھا'ان کی ہاں پرفرمایا کہ ''حضورﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے''یعنی جوکچھ قرآن میں بیان ہے اس کاعملی نمونہ محمدﷺ کی ذات اقدس تھی۔آج بھی جب ہم قرآن پڑھتے ہیں تواحساس ہوتا ہے کہ یہ درس ہمیں محمدﷺ کے توسط سے دیاگیا ہے۔ایسامحسوس ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی رسول اللہﷺ آج بھی ہمارے درمیان ہیں'اوراس میں شک وشبہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ چودہ صدیوں بعد بھی ان کی موجودگی کیسی؟۔اللہ تعالی نے اپنے حبیبﷺ کوایک لمحہ میں جبکہ دروازے کی زنجیر ہل رہی تھی ہزاروں برسوں کاسفرآن واحد میں کرایا کیاوہ آپﷺ کی موجودگی کوتاقیامت قایم نہیں رکھ سکے گا؟حدیث میں آیا ہے کہ ''انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں''۔اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کے متعلق کہا ہے کہ ''انہیں مردہ نہ کہووہ زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے جسے تم نہیں جانتے''اورحضرت خضرؑ کے متعلق قرآن میں اللہ نے صرف انہیں بندہ کہا ہے جبکہ وہ ہزاروں برسوں سے حیات ہیں اورآسمانوں پرحضرت عیسیٰ حیات ہیں قرب قیامت دوبارہ اتارے جائیں گے تو کیاسردارالانبیا خاتم الانبیاء کامرتبہ اتنانہیں ہوگا کہ وہ حیات ہوں اورہم اسے نہیں سمجھ سکتے جبکہ اسراء کے دن بیت المقدس جاکراگلے گزرے ہوئے انبیاء کی اقتداء کرتے ہیں تو جوہزاروں

برس پہلے گزر چکے تھے تو کیا آج ہمارے درمیان نہیں ہو سکتے ؟۔ایسی باتیں صرف عالم غیب پر یقین رکھنے والے ہی یقین کرتے ہیں جو دنیا میں ملوث ہیں ان کے لئے یہ باتیں ممکن نہیں۔ جب تک روئے زمین پر لا الـه الا الـلـه کہا جائے محـمـد الـرسول الله کا ہونا ضروری ہے ورنہ دین کی تکمیل نہیں۔اللہ نے فرمایا ہے کہ''اے رسول ہم نے تمہیں سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔آپ ﷺ کی موجودگی ہی رحمت کا سبب ہے۔ جب آدمؑ سے محمد ﷺ تک روئے زمین پر نبی رسول پیغمبر آتے رہے تو آپؐ کے بعد کیسے اللہ کی رحمت خالی ہوگی محمد ﷺ کے بعد بھی آپ کا فیض جاری وساری ہے مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ اللہ ہیں ان کی پر چھائی اور حضرت عیسیٰ کو پہلے پیدا کرنے کے بعد دوبارہ بھیجے جانے کے لئے آسمانوں پر کیوں اُٹھالیا؟ پھر دوبارہ آینگے تو کیا رسول رحمت کا فیض بتانے نہیں آینگے۔اللہ کے رسول ﷺ نے بندوں کو اللہ سے متعارف کرایا اور مہدی کو ذمہ دیا کہ اللہ سے ملاقات کرائیں معرفت الٰہی کے ذریعہ۔فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے ''لوگوں میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور میری عترت اس رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو''۔مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ نے فرمایا ''مذہب ما کتاب اللہ واتباع محمد رسول اللہ''۔آجکل ایسے لوگ بھی اقوال پند و نصائح بیان کرتے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں' کیا کبھی حضرت اسماعیلؑ ہارونؑ سلیمانؑ کے قول یا احکام یا پند و نصائح سنے یا لکھے ہوئے پائے ہیں جبکہ وہ نبی تھے اپنے وقت کے' اگر اس بات کو سمجھ لیا جائے تو مہدی موعودؑ کے مقام مرتبہ اور بعثت کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔نبوت کڑی در کڑی چلی آئی ہے جس کا سلسلہ ٹوٹا نہیں' ابراہیم سے داوءدؑ اور موسیٰؑ تک' ان کے بعد عیسیٰؑ تک ان کے بعد محمد الرسول اللہ تک اور حضور ﷺ نے اس سلسلے کو اس طرح بتایا ہے کیف تهـلـک اُمتی انا فی اولها و عیسی ابن مریم آخرها والمهدی منی فـی اهـل بیتی وسطها کیسے ہلاک ہوگی اُمت جبکہ میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخر میں اور درمیان میں میری عترت اہل بیت سے مہدی ہے جو مجھ سے ہے۔نبوت رسالت خلافۃ اللہ یہ صحائف یہ تنزیل سب اللہ کی رسیاں ہیں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔آل عمران ۱۰۳۔سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوتی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

آج کے مسلمانوں کے فتوے اور ان کا معیار

ملکی نظام ہوا نتظامی نظام یا تعلیمی نظام بہتر اور کامیاب تبھی ہوتا ہے جب وہ قابل اور حساس لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے' اور اسی کے ساتھ جتنی جواب دہی قابل لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی وہ بہتر ہوگا۔دنیا میں امریکہ

یوروپ ہندوستان جاپان اور چین میں اس وقت تعلیمی معیار بہتر ہے اس لئے یہ ممالک ترقی کرر ہے ہیں جبکہ افریقہ جنوبی امریکہ اور کئی ایشائی ممالک ترقی کی دوڑ میں پیچھے ہیں اس کی وجہ وہاں کی نا کارہ حکومتیں اور تعلیمی نظام ہے۔ دنیاوی تعلیم میں کسی بھی اسکول یا کالج چلانے کے لئے تعلیمی بورڈ اور یونیورسٹی ہوتی ہیں جہاں قابل لوگوں کا ایک سنڈیکیٹ ہوتا ہے جو دنیا بھر کی یونیورسٹی اور تحقیقی اداروں سے برابر تعلق بنائے رکھتا ہے اور آئے دن ہونے والی تحقیق اور تعلیمی ترقی کو اپنا تا رہتا ہے اور طالب علموں کو نئی راہیں دکھاتا ہے اور یہ انتظام جتنا بڑا اور وسیع ہوتا ہے تعلیم اتنی ہی اعلیٰ اور اچھی ہوتی ہے۔ اور یونیورسٹی کا انتظامیہ بہتر سے بہتر اور اعلیٰ استادوں پروفیسر کو اپنے یہاں جمع کرتا ہے تا کہ تعلیم کا معیار بلند ہو۔

دنیا بھر میں ملکی قانون کے تحت انصاف اور سماجی ضرورتوں میں نا برابری مٹانے کے لئے ایک قانون ہوتا ہے اور اس کے تحت عدالتیں جج ہوتے ہیں اور ان میں بہتریں وکیل ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ایک طالب علم کو بارہ برس کی بنیادی تعلیم کے بعد وکالت پڑنا ہوتا ہے جو چار یا پانچ برس کی ڈگری ہوتی ہے اس کے بعد وکیل بننے کے لئے بار کونسل کے تحت کسی قابل یا تجربہ کار وکیل کے پاس کچھ مدت اس کی زیر نگرانی کام کرنا پڑتا ہے اس کے بعد بار کونسل عدالت میں مقدمہ کی پیروی کی اجازت دیتی ہے۔ یہ وکیل بننے کا معیار ہے جبکہ جج بننے کے لئے تجربہ کے ساتھ امتحان دینا پڑتا ہے کا پچیم کو کہ صحیح فیصلہ کرنے کے قابل ہے کہ نہیں تبھی کسی کو جج بنایا جاتا ہے۔

اب ذرا دیکھیں مسلمانوں کے مدرسوں معلموں اور طالب علموں کی سند و دستار کی حقیقت یہ ہے کہ عالم مولوی مفتی افضل العلماء کی سند دینے والا ہر مدرسہ خود مختار ہوتا ہے جس کی کوئی مرکزی حیثیت نہیں ہوتی وہاں صرف رٹایا اور پڑھایا جاتا ہے امتحان لینے کی کوئی قابل مجلس یا مرکز نہیں کچھ طلباء سے پیسے لئے کچھ چندہ اکٹھا کیا ایک مدرسہ کھولدیا جسے کسی قسم کی جوابدہی کی ضرورت نہیں جو ہم نے پڑھایا وہی صحیح اور ان میں استادو ہی ہوتے ہیں جو انہیں مدرسوں سے آئے ہوئے ہوتے ہیں کتنا طوطے کو پڑھایا پھر بھی وہ حیوان نکلا جیسے۔ اور ہر مدرسہ کسی نہ کسی جماعت گروہ فرقہ کے عقاید پر ہوتا ہے۔ ایک مدرسہ دوسرے مدرسے کے اُصول و تعلیم کو غلط مانتا ہے۔ صرف ناظرہ اور بنیادی تعلیم ہوتی ہے وہ بھی نا تجربہ کار استادوں کے ذریعہ نہ مطالع نہ تحقیق نہ اُصول تعلیم سے واقفیت نہ معاشرے کی ضرورت نہ قومی احساس نہ مذہب کا پاس ولحاظ ہر مدرسہ اپنے طور پر انا نیت کا شکار صرف اپنی روزی روٹی اور دنیاوی ضرورتوں کا انتظام کرنے کے لئے مدرسہ کھولا جاتا ہے جس کی کوئی جوابدہی نہیں ہوتی ہم نے جو پڑھایا وہی دین ومذہب کا معاملہ

ہوتا ہے۔ ایسے میں جو عالم فاضل مفتی افضل العلماء بن کر نکلتے ہیں اُن کی انانیت اور غرور ساتویں آسمان پر ہوتی ہے صرف لباس رکھ رکھاو ہی دین باقی سب دنیا۔ اسی فیصد ان مدرسوں کے فارغ زبانی عربی کے قواعد لغات صرف ونحو سے ہی واقف نہیں ہوتے وہ کیا خاک قرآن وحدیث کے معنی مطالب سمجھا سکیں گے، لے دے کر چند واقعات قصایص کے وعظ وبیان ہی ان کے دین کا سرمایہ ہوتے ہیں، عقل فہم ادراک تحقیق جستجو تلاش حق کا ان کو کوسوں دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ تقریبًا نوے فیصد ایسے ہی مدرسے اور عالم ہوتے ہیں۔ جو باقی دس فیصد ہیں وہ اپنے عقاید مرضی خیالات مسلمانوں پر تھوپنے میں لگے ہیں۔ ایسے میں جو فتوے دَے جاتے ہیں ان کا حال سبھی جانتے ہیں۔

دنیاوی انصاف کے نظام میں ایک جج اور دو وکیل ضرور ہوتے ہیں کئی معاملات میں کئی کئی وکلا ہوتے ہیں جو مقدمات کی پیروی کرتے ہیں ۔ نچلی عدالت میں فیصلہ غلط ہونے پر بڑی عدالت میں کئی کئی جج کی بنچ ہوتی ہے تاکہ فیصلہ غلط نہ ہو جائے اور کچھ ملکوں میں جج کے ساتھ جیوری کی ایک مجلس یا پینل ہوتا ہے جو تمام کاروائی کو سنتا ہے اور جج کے فیصلے میں اپنی رائے رکھتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے فتوے کا باوا آدم ہی نرالا ہے، نہ طرفین کو بلا کرسنے جاتے ہیں نہ کوئی جج یا منصف ہوتا ہے، کوئی بھی جاکے فتوی مانگے تو یک طرفہ سن کر فتوی دے دیا جاتا ہے نہ مدمقابل سامنے ہوتا ہے نہ سایل، کئی فتوے ہزراوں میل دور بیٹھ کر کر دئے جاتے ہیں وکیل بھی وہی جج بھی وہی شاہد بھی وہی مشہود بھی وہی۔ دنیاوی عدالتوں میں جج دونوں وکیلوں کی دلایل سنتا ہے ان کے ثبوت مہیا کرواتا ہے اس کے بعد خود عرق ریزی کے چھان بین کر تمام قوانین اور حوالے اکھٹا کرتا ہے ان کی تفصیل لکھتا ہے اس کے بعد اس پر اپنا فیصلہ سناتا ہے۔ اور مدرسے کو فتوی کوئی بھی جائے فتوی طلب کرے تو فوراً فیصلہ لکھوا کرلا سکتا ہے نہ قرآن نہ حدیث نہ دلیل نہ حجت نہ بحث۔ کئی فتوے اس طرح دے جاتے ہیں کہ فلاں وقت پر فلاں مدرسے کے فلاں عالم نے یہ فتوی دیا تھا اس کے مطابق فتوی ہوتا ہے اس نے کس لئے دیا تھا کیوں دیا تھا آیا کہ وہ فتوی صحیح تھا یا غلط اسے جاننے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ کچھ فتوے اپنے عقیدے اور خیال کے مطابق دئے جاتے ہیں کہ یہ ہمارے فرقے اور عقیدے کا ہے وہ دوسرے فرقے اور عقیدے کا اس کا کھلا مظاہرہ فتوؤں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس پر مزے کی بات یہ کہ ہر مدرسہ دارالعلوم کہلاتا ہے معنی یونیورسٹی معنی مدرسے کا استاد یا مہتمم ہی چانسلر بھی استاد بھی سنڈیکیٹ بھی ایسا مذاق مسلمانوں کے سوا کسی قوم نے اپنے مذہب کا نہیں اُڑایا ہے۔ اور کئی فتوے وہ لوگ بھی دیتے ہیں جن کو کچھ روپیہ دے دیا جائے یہی حال سند و دستار کا ہے جو مدرسے ایک کمرہ یا دو کمروں پر مشتمل ہوتے ہیں وہ ایسے لوگوں کو عالم فاضل مفتی

کی سند دیتے ہیں جنہوں نے زندگی میں کبھی کسی مدرسے کا منہ بھی نہیں دیکھا ہو۔ایسے میں آج کے ان فتوؤں کی کیا حیثیت باقی رہ گئی ہے؟۔

فتوی ایک جڈ جمنٹ کی طرح ہے کہ فلاں قانون کے تحت فلاں معاملہ ہے۔دنیا کے ہر قانون میں دونوں فریق کو اپنی بات بتانے کا حق ہے حقیقت پوری طرح واضح ہوا سے حجت و دلیل سے ثابت کیا جا سکے مگر آج کے مسلمانوں نے فتوے کے معنی ہی بدل دیے اب فتوے صرف بہتان اور الزام تراشی کے لئے ہوتے ہیں تا کہ اپنے مخالف عقاید والوں کوز دوکوب کیا جائے جس میں نہ حجت نہ دلیل نہ منطق فتوی میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ جزب مخاف عقیدے والوں کو فرمان سنا دیا ان فتوں میں الفاظ اور بیان کی جورعونیت ہوتی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔

اس گفتگو کی اہم بات یہ ہے کہ ان مولویوں مفتیوں اور مدرسوں کے فتوے نوے فیصد صرف ایک دوسرے کو کافر قرار دینے پر ہی ہوتے باقی دین و مذہب کہیں نہیں ہوتا۔حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے بلا تحقیق نا حق کسی کو کافر کہا اور اس میں وہ کفر کی علامت یا آثار اور اوصاف نہیں تھے تو وہ کفر پلٹ کر کافر کہنے والے کے گلے میں پڑے گا۔معنی کسی کو نا حق کافر کہنے والا خود کافر کہلاے گا۔یہ تو ہوے علم فتوے اور عقاید کی مقابلہ آرائی اب ذرا انہیں فرقوں اور جماعتوں کے اندرونی انتشار اور خلفشار بھی دیکھ لیتے ہیں۔اس کے بعد ہم مہدویوں کا جایزہ لیتے ہیں جہاں سب کچھ ٹھک ٹھاک نہیں ہے۔جب بھی تقابلی ادیان کا جایزہ لیں تو ضروری ہے ہم اپنی کوتاہیوں کمزریوں کو بھی اُجاگر کریں جس سے قوم میں پھیلی بیدینی بے راہ روی کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔حالانکہ قوموں کا بڑا طبقہ ان باتوں کو اس لئے دباتا ہے کہ ان کی توقیر اور عزت کو اس میں خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے جتنے گروہ اور فرقے اور جماعتیں ہیں دنیا بھر میں ان کی بڑی تعداد گروہ اور عقیدے ہند و پاکستان میں میں پائے جاتے ہیں۔آج یعنی چودھویں صدی ہجری میں ہندوستان میں دیوبندی تبلیغی بریلوی وہابی جماعت اسلامی اہل حدیث کا چرچہ ہے۔حالانکہ یہ متحد اور واحد نظر آتے ہیں مگر ! ان میں بھی تفریق اور بکھراؤ ہو چکا ہے مگر بتاتے نہیں یا مانتے نہیں۔دیوبندیوں میں دیوبند کے عالموں کا بڑا طبقہ ہے جو ان کے طریق کو نہیں مانتا ان میں طارق جمیل کا دینی انداز شاہانہ عیش وعشرت کا ہے اس لئے کچھ دیوبندی نہیں مانتے' مفتی تقی عثمانی کا طریقہ دوسرے فرقوں جماعتوں کو برا بھلا کہنا انہیں نیچا دکھانا ہے محمد علی طارق کا انداز الگ ہے انجنیر محمد علی کا ان سبھی کی تنقید ہے' انہیں میں محمد الیاس کا ایک الگ طبقہ ہے رشید گنگوہی کا الگ گروہ ہے اشرف علی تھانوی کا الگ کو کب

نورانی کا الگ، مفتی فضل سبحانی کا الگ اور پاکستان میں مولانا فضل الرحمٰن نے بہت مدرسے قایم کرکے دولت اور شہرت میں ایک مقام بنایا ہے جبکہ ان مدرسوں میں پڑھنے والے بچوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں یہ ایک طرح کی مدرسہ بادشاہت قایم کر رکھی ہے انہیں میں بنوری مدرسہ بھی اپنا الگ خیال اور طریقہ رکھتا ہے۔تبلیغیوں میں دیوبندی تبلیغ الگ، دلی کی بنگلے والی مسجد کی تبلیغ الگ، پاکستان کی بنوری و دیگر تبلیغی الگ، ان میں پاکستان میں فضل الرحمان نے جماعت انصار کی ایک ڈنڈے والی تبلیغ بھی بنائی ہے جو دوسروں کو ڈنڈوں کے زور پر ڈراتی دھمکاتی ہے اور ان کا باقاعدہ یونیفارم ہے، افغان طالبان کا تعلق ہے تو دیوبند سے مگر ان کا دینی وعقایدی تشدد ایک مثالی ہے۔ جماعت اسلامی میں مودودی گروپ بڑا ہے اسرار احمد کا گروہ الگ ہے۔اہل حدیث میں کچھ خود کو خالص اہل حدیث کہتے ہیں کچھ وہابیت کے ساتھ شامل ہیں، کچھ نے سلافی طریقہ اختیار کر رکھا ہے، انہیں میں مصر کی برادر ہوڈ کی طرح جو جماعت اسلامی کی بنیادی تحریک ہے ایک برادر ھوڈ بن گئی ہے جو اپنے عالموں کو مولوی فاضل نہیں بلکہ برادر کہتے ہیں۔ان میں ذاکر نایک کا ایک گروپ ہے جو ساوتھ افریقہ ڈربن کے احمد دیدات کے طرز پر دوری قوموں کی کتابوں میں غلطیاں کمیاں دکھا کر مسلمان بنانے کی کوشش کرتا ہے۔بریلیویوں میں تو لا تعداد گروہ ہیں چشتی، نقش بندی، قادری، سہروردی، کبراوی، ملاوی، ان کے علاوہ جہاں کہیں ایک درگاہ یا بجی سجائی قبر ہے وہاں کا بریلوی مختلف ہوتا ہے۔کوئی قوالی کا دلدادہ کوئی زور زور سے ذکر کرنے والا، کوئی صرف وظایف پڑھنے والا، کوئی وجد کے لئے چرس کے کش لگانے والا، حدیث کے مطابق ہیں تو تہتر فرقے مگر ان میں اتنے فرقے اور تفریق ہے کہ جن کی تعداد کی سو کی ہے۔

آج کی تمام فرقوں جماعتوں میں قوم مہدویہ پرانی ہے جس کو پانچ سو برس سے زیادہ ہوگئے, یہاں انتشار بگاڑ اور تفرقہ تو آیا مگر دیر سے۔پچھلے سوا سو برسوں میں دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم بھی کچھ ہیں کی ذہنیت جاگ گئی''اس کی شروعات مجتہد کہلانے سے ہوئی'' معنی دین میں نیا پن لانے والے یا اصلاح کرنے والے جبکہ تعلیمات مہدی میں ''میں کچھ بھی نہیں'' ہے ان برسوں میں مہدویوں میں مولانا افضل العلماء مفتی مجتہد مفسر بننے کی ایک دوڑ سی لگ گئی، اور کچھ منصب ارشاد کے ذریعہ مقام ومراتب کے طلب گار ہوگئے اور کچھ سیاست میں اپنی موجودگی اور حصہ پانے کے طلب گار ہوگئے۔اس میں منصب اور خاندانی تعصب کا عفریت اتنا قوی اور مضبوط ہوگیا کہ اس نے مہدویت کو بھینٹ چڑھا دیا، اس وجہ سے مہدویت پھلی پھولی نہیں۔ ہماری ساری زندگی گزر گئی سوائے مہدی کے

فرزنداں میاں کے فرزنداں کے دوسرے صحابہؓ مہدی اور اسلاف مہدی کا نام سنا ہو یا بیان و تقریر میں لیا گیا ہو۔ آج بھی کوئی اہل رشد و ہدایت ہے جس نے اسلاف مہدی کے فضایل بیان کئے ہوں؟ صرف ایک موقع بہرہ عام کا ہوتا ہے اس دن یا بعد ان کے فضایل بیان کر کے پلہ جھاڑ لیا جاتا ہے' ابوالکلام آزاد نے تذکرہ میں اشارۃ اسی بات کو کہا ہے کہ عبداللہ خاں نیازی کو مہدی ہونے کا ذکر تو کیا لیکن مہدویوں نے میاں کے فرزنداں مہدی کے فرزنداں کے کسی بھی اسلاف مہدی کو دین و ایمان کے لئے قبول ہی نہیں کیا یہی خاندانی وراثت اور عفریت ہے جس نہ مہدویت کو محدود و مختصر کر دیا اور اب تو عالم یہ ہے کہ کئی خانوادے دوسرے خلفائے مہدی کی بہر ہعام بنانا گوارہ نہیں کرتے۔ اور آج یہ حقارت اتنی قوی ہوگئی ہے کہ سوائے اپنے ہر مصدق مہدوی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے' چاہے اولادیں کتنی ہی ناکارہ اور بے دین کیوں نہ ہوں۔ ہمیں ذاتی طور پر اس کا تجربہ ہوا ہے' بے علم نااہل لونڈے قسم کے لوگ جن کی مسیں بھی نہیں بھیگی نہ عمر کا لحاظ کرتے ہیں نہ علم کا' حقارت سے دوسروں کو خطاب کرتے ہیں' ایسوں کی تربیت کا یہ عالم ہے اور دعوی رشد و ہدایت کا جس کے معنی اور الف بے نہیں معلوم ایک جہالت ہے تہہ بہ تہہ جمائی گئی ہے۔

سب نے ملائے ہاتھ یہاں تیرگی کے ساتھ کتنا بڑا مذاق ہو اروشنی کے ساتھ وسیم بریلوی

قرآن مجید کی حیران کن حقیقتیں

قرآن جب بھی پڑھیں پھر اسے دوبارہ پڑھیں اس میں حیران کن حقیقت نظر آ یگی۔ پہلے جو بات ہمارے نظر سے نہیں گزری وہ دوبارہ پڑھنے پر نظر آ یگی۔ مثلاً سورہ ھود قرآن میں ۱۱ گیارھویں سورۃ ہے' اسے مہدی موعودؑ نے اس سورۃ کی ۱ اور ۱۷ آیات کو اپنے دعوی مہدی کے ثبوت میں پیش کیں۔ اس سورہ کی ۵ پانچویں آیت میں اللہ فرماتا ہے مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں' بیشک وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اس کی پہلی آیت الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ۔ یہ کتاب ہے اس کی آیات مضبوط کی گئیں' پھر تفصیل کی گئیں حکمت والے خبردار کی طرف سے۔ یہاں ثُمَّ فُصِّلَت کا لے الفاظ ہیں ثُمَّ کے معنی وہاں۔ وہیں۔ اس جگہ۔ اسم اشارہ ہے مکان بعید کے لئے آتا ہے۔ یعنی "پھر" حرف عطف ہے ما قبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ثُمَّ "پھر" پہلے یا بعد میں تاخیر زمانی و مکانی کے لئے ہے یعنی بعد میں دوبارہ۔ فُصِّلَت معنی کھول کر بیان کرنا' تفصیل سے وضاحت کرنا۔ اردو کے ہر مترجم نے اسے ماضی کے بطور ہی لیا ہے جبکہ اس میں مابعد یعنی مستقبل کا پیرایہ بھی ہے۔ یہ اس لئے ہوا

ہے کہ انہیں قرآن کے مترجم اور مفسر ہی نظر آئے ,انہوں نے کبھی رسول اللہﷺ کے تابع خلیفۃ اللہ مہدی کا خیال ہی نہیں کیا' کہ مہدی کا آنا کس لئے ہے؟ وہ مہدی کو صرف مسلم حکمران ہی مانتے ہیں'مہدی کو مبین کلام اللہ صرف مہدوی مانتے ہیں' کیونکہ اللہ نے اس بات کا وعدہ کیا کہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہ' پھر ہم اس کا (قرآن کا) بیان کریں گے۔اس وعدے کو مترجم اور مفسر نے بالکل نظر انداز کیا۔مہدی موعودؑ نے اس آیت کو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا کیوں کہ وہ لسان شریعت میں خلیفۃ اللہ مبین کلام اللہ مراد اللہ ہیں'اللہ کے کلام کا بیان کرنے والے اور اللہ کی مراد یعنی مرضی بیان کرنے والے۔خلق الا نسان علمہ البیان (رحمٰن ا) اور اسی سورہ کی ۱۷ ویں آیت میں اس کی وضاحت بھی کردی کہ ''پس کیا وہ ''اُس'' کے برابر ہوسکتے ہیں جو اپنے رب کے کھلے راستے پر ہو اور اس کے ساتھ (اللہ کی طرف) سے گواہ ہو (اللہ کے رسولؐ جنہوں نے خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ کے آنے کا وعدہ کیا) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام ہے اور رحمت ۔اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''جس طرح موسیٰ کی کتاب توراۃ حضورﷺ پر گواہ تھی کہ نبی آخرالزماں آئینگے'' اسی طرح اللہ کے رسول گواہ ہیں مہدی مراداللہ کے آنے کے۔

اب اس تناظر میں سورہ ھود میں فہم وادراک کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ میں 10 دس انبیاء کا ذکر ہے'اور یہ ذکر صرف عذاب دے ُ جانے کے خصوص میں آیا ہے۔۱) نوحؑ کی قوم نافرمان اور بت پرست تھی ان پرطوفان آیا ۲) صالحؑ کی قوم نے اللہ کی بھیجی ہوئی اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں پر زلزلہ آیا ۳) لوطؑ کی قوم بدکاری کرتی تھی ان پر کالے بادل اور آگ برسی ۴) شعیبؑ کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی تھی ان پر مٹی پتھر کا بجلی کی کڑک عذاب آیا ۵) ھودؑ کی قوم زورآور اور آفت ورتھی اور نافرمان ۶) ابراہیمؑ ان میں ۷) اسماعیلؑ ۸) اسحاقؑ ۹) یعقوبؑ ایسے نبی رسول ہیں جن کا ذکر ہے ان کی قوموں میں عذاب نہیں ہوا۔اور محمدؐ سے خطاب ہوا نام نہیں لیا۔اور چھ۶ نبی رسول ایسے ہیں جن کی قوموں پر عذاب آیا۔موسیٰ کے فرعون اور بنی اسرائیل پر کئی عذاب اور آزمائشیں آئیں۔اور ایک آیت میں کہا گیا کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو قوم میں عالم اور دیندار کہلاتے تو ہیں مگر قوم کی برائیوں سے نہیں روکتے خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں۔اس سورۃ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ حضرت لوطؑ کی قوم کو عذاب دینے سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو مطلع کیا گیا'اور حضرت سارہ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی خوشخبری سنائی گئی جبکہ وہ سن ضعیفی میں تھیں۔تو کیا حضور خاتم الانبیا کو نویں صدی میں مہدی موعودؑ کے متعلق نہیں بتایا گیا ہوگا؟ جبکہ مہدی موعودؑ نے اسی سورۃ کی ۱ اور ۱۷ آیت میں اپنا مہدی ہونے کے دعوت کے اسباب کو بیان کیا کہ '' وہ وہی

مبین کلام اللہ ہیں جن کا اس سورۃ میں ذکر ہوا ہے"۔اس سورۃ میں حضرت ابراہیمؑ کی حیات میں حضرت لوطؑ اور حضرت اسماعیل نبی تھے یعنی حضرت ابراہیمؑ کے تابع ۔جس طرح قرآن نے مہدی موعودؑ کو اللہ کے رسول محمد ﷺ کا تابع کہا ہے سورہ یوسف میں۔حضرت ابراہیم کے تابع لوطؑ اور اسماعیلؑ تھے،تاریخ السام میں ایسے کئی نبی رسول ہیں جن کا نام قرآن میں تو ہے مگر ان کی تفصیل اور واقعہ کا تفصیلی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی یہود و نصاری میں اور مسلمانوں میں ان کے قول اور عمل کا ذکر ہے۔جبکہ اہل تشیع اور کچھ مسلمانوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے اتنے قول پند و نصائح پھیلا دیئے ہیں کہ جن کی گنتی لاتعداد ہے ایسا لگتا ہے حضرت علیؓ نے نہ عبادت کی نہ خلافت ساری زندگی اقوال اور نصیحتیں ہی بیان کرتے اور لکھتے رہے ہوں۔جبکہ صاف ظاہر ہے کہ علیؓ کا مرتبہ بڑھانے کے لئے ہر کسی نے اپنے خیال قول کو حضرت علیؓ سے مشہور کر دیا۔ایسی بیدینی اور بے ایمانی مسلمانوں میں عام ہے کہ کسی کے ذکر بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور کسی کے ذکر بالکل چھپا دیا ان میں بعثت مہدی بھی ہے جس کا ذکر سورہ ھود آیت ۵ پانچ میں ہے۔

قرآن میں اللہ تعالی نے کئی آیات میں ایسی نبی رسولوں کا ذکر کیا مگر ان کا نام نہیں لیا اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْ هُمَا فَعَزَّزْ نَ بِثَالِثٍ مایدہ ۷۰۔ہم نے بنی اسرایل سے پختہ عہد لیا اور ان کے طرف بہت سارے رسول بھیجے مگر جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول ان کی خواہش کے خلاف کوئی کچھ حکم لے کر آیا تو کسی کو انہوں نے جھٹلایا اور کسی کو انہوں نے قتل کر دیا۔اور کئی ایسے ہیں جن سے کہا اِنَّا تَطَيَّرْنَا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (یسین ۱۸) ہم تو تمہیں فال بد سمجھتے ہیں۔اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں اور ہم سے بڑی دردناک سزاء پاؤ گے۔ایسا نہیں کے اگلی قومیں یا بنی اسرائیل ہی اللہ سے منحرف اور حکم عدولی کرنے والی ہیں بلکہ اہل قرآن بھی ایسی کئی باتوں میں مبتلاء اور سمجھتے ہیں وہی مومن ہیں اور سیدھا جنت کو جائیں گے۔دین و مذہب میں ہدایت کا پہلا اُصول خود کی ہدایت اور اصلاح کرنا ہے۔مگر ہم آج دیکھ سکتے ہیں کہ خود اللہ کی نافرمانی میں مبتلاء ہیں اور دعوی بندوں کی ہدایت کا' کیا اللہ ان کی اس خصلت سے واقف نہیں؟ کیا وہ نہیں دیکھ رہا؟۔

قرآن میں اللہ تعالی نے 25 پچیس نبی رسول پیغمبروں کے نام بتائے ہیں اور زمین کے ہر قطعہ قوم میں انبیاء مرسلین کو بھیجے جانے کا ذکر کیا ہے۔ان میں جن قوموں پر عذاب نازل ہوا ان کا ذکر تفصیلی ہے ان میں کچھ نبی رسول کا ذکر بطور مثل اور واقعتاً ہوا ہے۔اور ان کی قوموں کا بھی ہوا ہے جو اللہ رسول نبی پر ایمان کے گناہوں میں مبتلاء تھیں یا پھر حکم عدولی میں اور جو مشرک کافر اور بت پرست تھے ان کو بطور مثال ان کے انجام اور عذاب کے ہوا

ہے۔دنیا میں پہلی قوم وحدت کی علم بردار بنی اسرائیل تھی جو بعد میں حکم عدول انحراف خاندانی غرور تکبر اور اپنی مرضی اور خیال کو دین میں داخل کرنے والے بھی پہلے بنی اسرائیل ہی تھے اور شخصیت پرستی کا انہیں سے آغاز ہوا۔حضرت عیسیٰ تک آتے آتے دنیا میں موحد کافر مشرک ملحد کے طبقات بن چکے تھے۔طلوع اسلام کے بعد ان تمام میں اور دین وایمان میں ایک واضح لکیر کھینچ دی گئی کے باطل کو حق سے الگ کردیا گیا۔حضور نبی کریم ﷺ کے بعد مسلمانوں میں کفر وشرک تو نہ رہا مگر دین میں دخل اندازی بدعات رسم علم پرستی اور شخصیت پرستی کا دور شروع ہوگیا کئی ولیوں صوفیوں کے مداح اور طبقات ہوگئے جن میں بدعت اور رسول شامل ہوگئی اور کئی عالموں مفسروں محدثوں کے مداح اور طبقات ہوئے۔ان دونوں کی مقابلہ آرائی سے جو مسلمان طبقہ پیدا ہوا وہ ذہنی انتشار کا شکار ہوتا چلا گیا جن میں مناظر مقابلہ مباہلہ بحث ومباحث کا ایک طویل دور چلتا رہا۔آٹھویں صدی ہجری میں بالکل اسلام میں خوارجی واہل تشیع کو چھوڑ کر دو طبقے ہوگئے ایک ولیوں صوفیوں کا دوسرا عالموں مفسروں محدثوں کا'ان میں زیادہ فرق نہیں تھا مگر ایک طبقے کشف و کرامت کا دلدادہ اور ولیوں کے واسطے اور سلسلوں کا معترف تھا دوسرا مفسروں محدثوں کی شخصیت پرستی کا اور محدثوں میں دو طبقے ہوگئے'ایک صحیحین کا دوسرا دیگر محدثوں کے کلام وبیان کو ماننے والوں کا۔مگر ان دونوں میں اس بات پر اتفاق ضرور تھا کہ احادیث میں سقم ہیں۔بخاری میں غزوہ اُحد کے ذکر میں سائب بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ ''میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور طلحہ بن زبیرؓ۔مقداد اور سعد کی صحبت میں رہا لیکن انہوں نے کبھی اُن کو آنحضرت ﷺ کے متعلق حدیث بیان کرتے نہیں سنا بجز اس کے طلحہؓ غزوہ اُحد کا واقعہ بیان کرتے۔یعنی مقتدر اور عشرہ مبشر صحابہؓ نے کبھی احادیث بیان نہیں کی اس میں بہت احتیاط کرتے تھے(سیرت نبوی)امام احمد بن حنبلؒ نے کچھ تفسیروں کے متعلق لکھا ہے کہ''باقی تفسیروں کی کتابوں میں ان میں سے کلبی اور مقاتل کی کتابیں بہت مشہور ہیں اور کہا کہ کلبی کی تفسیر اول سے آخر تک جھوٹ ہے۔لیکن نویں صدی میں دعوی مہدی میراں جونپوری علیہ السلام کے بعد فرقوں جماعتوں مدرسوں خانقاہوں اور دین میں آزادی رائے رکھنے والوں کا زور ہوگیا۔جن کی بانی عالم مہتمم ولی صوفی مدرسے مقبرے مفسر محدث تھے۔اور ہر فرقہ ایمان کا مدعی تھا دوسروں کو کافر مانتا تھا اس کی شروعات عالموں نے کی اس کے بعد وہابیت دیوبندی مدرسہ کا نظام اہل حدیث واہل قرآن دین کے ذریعہ حکومت کے متمنی اسلام برادر ہوڈ جماعت اسلامی سلافیوں نے خود کے دین دار ہونے اور دوسروں کے بدعتی اور مسلمان نہ ہونے کے دعوے کئے۔یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ان تمام کے درمیان مہدی موعودؑ کے طریقہ وتعلیم کی ہر کسی نے نقل کی ولیوں صوفیوں کو ماننے والوں نے

اس کے ذکر واذکار کے طریقوں کو اپنایا' تو عالموں کے طبقہ نے بدعات کی خلافت کے نام پر مہدویہ کے اعمال کو اپنا طریقہ بنایا مگر کسی نے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ یہ تعلیم طریقے اور تاثرات انہوں نے مہدویہ سے مستعار لی ہیں یہ بات اس لئے کہی جائے گی کہ آج جو طریقے انہوں نے اپنائے ہیں وہ بعثت مہدی کے بعد کے
ہیں اس سے پہلے مسلمانوں میں ایسے کچھ طریقے رائج نہیں تھے' اس کی مثال غیر مسلموں میں ہے کہ اسلام کے بعد ہر قوم انسانی برابری رنگ نسل سماجی تفریق کے نام پر ڈیموکریسی سوشیلزم مشاورت انسانی غلامی سے آزادی کی علم بردار بن گئی مگر مانا نہیں کہ یہ اسلام کی دین ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ دور نبوت اور خلافت راشدہ کا پیش کیا ہوا ہے۔ طلوع السام کے بعد انسانوں کی خرید وفروخت غلامی اور نسل کشی تقریباً ختم ہوگئی۔ مگر اہل مغرب یا دنیا نے اسے ختم کرنے میں ایک ہزار برس لگے۔ لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد غلام لونڈی باندی کنیز کا تقریباً خاتمہ ہوگیا۔ کچھ تھا بھی تو صرف ایک صدی میں ختم ہوگیا' جس کسی نے اسلام قبول کیا وہ آزاد ہوتا گیا' یہاں تک کہ مسلمانوں میں خاندان غلاماں کی حکومتیں قایم ہوگئیں اور اسلامی حکمرانوں میں جو بھی غلام ہوا کرتے تھے کئی اہم عہدوں پر فایز کردئے گے اور رنگ ونسل کی بنیاد پر کوئی عربی کوئی حبشی کوئی پارسی نہ رہا۔ بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل یمن اہل ہند کے متعلق تعریفی کلمات کہہ کر عجمیوں کی عزت وتوقیر میں اضافہ کردیا جیسے آپ ؐ کا کہنا کہ ''آپ ؐ کو ہند سے ہواؤں میں خوشبو کا آنا'' اور یہ کہنا کہ ''میں عرب ہوں عرب مجھ میں نہیں ہے' میں ہند میں نہیں ہوں اور ہند مجھ میں ہے'' جیسے اقوال نے عجم کی عزت وتوقیر میں اضافہ کردیا۔ یہ صاف اشارہ تھا کہ ہند کو کچھ خصوصیت حاصل ہے' کیا وہ بعثت خلیفۃ اللہ مہدی کی طرف اشارہ نہیں ہے؟ اور ''غموہ ہند کے متعلق فرمایا' کہ اس میں حصہ لینے والے جہنم سے آزاد ہیں اور زندہ رہے تو جنت کے حقدار ہیں' اس طرح صحابہؓ کے عشرہ مبشر ہونے کی طرح اصحاب مہدی کے عشر مبشر ہونے کی خبر نہیں ہے؟۔
۔ بہرکیف اس دور میں یعنی پچھلے سوا سو برس میں مہدویہ عالموں رہنماؤں نے اس طرف سے بالکل غفلت کا اظہار کیا وہ اس حقیقت کو بتانے اوران کی وضاحت کرنے میں اس لئے نا کام ہوئے کیونکہ وہ خود خاندانی اور موروثی رسہ کشی میں گرفتار ہوگئے تھے۔ اور تو اور علم میں بھی پیچھے رہ گئے' اور عمل کو تو بالکل نظر انداز کردیا' اس طرح مہدویت کو خود مہدویوں میں غیر موثر کردیا۔ اب اپنی بے علمی بدعملی کی بنیاد پر اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آج مہدویوں میں عالم فاضل خاص لوگ عام لوگ بیان بازی میں ایک دوسرے سبقت لے جانے کی کوشش ضرور کررہے ہیں مگر تحقیق علم منطق دلیل قرآن سنت کی بنیاد پر بات بعثت مہدی پر بات کوئی نہیں کرتا' آج ہر کوئی قرآان کا درس دیتا

ہوا احادیث بیان کرتا ہوا واقعات بتاتا ہوا عالم ہے مگر مہدویت تعلیمات مہدی اوصاف صحابہؓ مہدی اسلاف مہدویہ اقوال اور اسلاف مہدویہ کے احوال بتانے سے قاصر ہے۔تقوی تو کل ذکر دوام عزلت از خلق ترک دنیا ہجرت ظاہری و باطنی صحبت صادقین کا علم ہی ندادر ہے دیدار اور بصیرت تو بہت بڑی بات ہے۔ آج دینی اجتماع تبلیغ درس قرآن درس حدیث کا چرچہ ہے۔ بیان قرآن کی بات نہیں کیونکہ بیان قرآن کی شرائط جو بندگی میاں سید خوندمیر نے بیان کی اُس پر ایک فیصد بھی کوئی نہیں اُترتا۔

آنکھوں کو موند لینے سے خطرہ نہ جائے گا وہ دیکھنا پڑے گا جو دیکھا نہ جائے گا وسیم بریلوی
کس سے ناراض ہو کس بات کا شکوہ کرنا چھوڑ بیٹھے ہو اگر خود پہ بھروسہ کرنا

غور طلب بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ پڑھے لکھے لوگوں میں سے تھے' ان کے علاوہ کئی کفار پڑھے لکھے تھے' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اُمی تھے کیوں اللہ نے نبوت پیغمبری کے لئے آپ ؐ ہی کا انتخاب کیا؟ سب سے پہلے تو یہ اللہ تعالی کی مشیت تھی جو پہلے سے مقدر ہو چکی تھی' دوسری بات یہ کہ پڑھے لکھے لوگوں میں اپنے علم کا غرور ہوتا ہے' جبکہ حضور ﷺ ایک صاف تختی یا ورق کے مثل تھے وہاں وہی نقش ہوا یا ثبت ہوا یا محفوظ ہوا جو اللہ کی طرف سے آپ ؐ کے قلب میں ڈالا گیا۔ اور تاریخ میں آپ ﷺ کا اُمی ہونا ہی آپ ؐ کی نبوت کی حجت بن گیا۔ وَپ ؐ پر قرآن نازل ہوا' جو انسانیت دبی کچلی جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی اچانک علم عقل تہذیب تمدن سے آراستہ و پیراستہ ہوگئی ۔ تمام روایتیں اور تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ عرب میں معدودے چند افراد ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ اچانک اتنے محدث مفسر آیمہ خلفاء حفاظ قاری کہاں سے پیدا ہو گئے؟ کچھ عرصہ پہلے یہی عرب تھے جنہیں دنیا بدو اور جاہل سمجھتی تھی' انہیں اپنے درباروں میں بلانا گوارہ نہ کرتے تھے' وہ کیسے مجبور ہو گئے کہ انہیں ہر صحابی رسول ؐ کو ایک نمایندہ ایلچی سفیر کے بطور درباروں میں عزت و توقیر سے بلانے لگے۔ جو عرب بدکار جاہل بد نظم غیر مہذب تھے اچانک دنیا کے امام کیسے ہو گئے؟ ایک غیر مہذب عرب قوم جنکی طرف دیکھنا رومی و ایرانی اپنی بے عزت خیال کرتے تھے وہ کیسے مجبور ہو گئے شاہی درباروں میں بلانے کے لئے؟۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو اس کی سب سے بڑی وجہ محمد ﷺ پر نازل کیا گیا قرآن اُس کا بیان اس کے احکام اس کی لسانیت اس کا دبدبہ و جلال و ہیبت نے دنیا کو چونکا دیا تھا۔ آج جو قومیں اپنی مذاہب طریقوں کو کتابوں کو قدیم اور علمی سرمایہ مان رہی ہیں کہاں تھے اُس وقت اُس دور میں نہ انجیل نہ توریت نہ زند اویستا نہ گیتا نہ راماین کا چرچہ تھا کوئی ان کے نام بھی نہیں جانتا تھا۔ قرآن کے نزول

نے ہرعربی کوعالم مہذب مدبر بنادیا دنیا کی دوسری کتابیں غیرمشہور ہوگئیں ۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہرقوم آناًفاناًاسلام کی طرف متوجہ ہوگئی۔اسلام بحراحمر بحرظلمات بحرہند بحرعرب کی سرحدوں کو پار کر گیا۔دنیا میں اسلامی حاکم اور فوج جانے سے پہلے اسلام داخل ہو چکا تھا کیونکہ قرآن غیرمسلموں مشرکوں کافروں کومتاثر کرر ہا تھا۔اور قرآن کا یہ سفر آٹھ صدیوں تک جاری رہا اس کے بعد مسلمانوں کی لاپرواہی بدعملی آپسی چقلپس اور دھینگا مشتی نے اس سفر کو دھیما کردیا۔حالانکہ عیسائی مبلغوں نچن قوموں کوعیسائی مذہب میں داخل کیا وہ بےعلم جاہل اور قبایل تھے جبکہ اسلام کو عالموں عقلمندوں نے قبول کیا۔جوبھی قرآن کومعلومات کے لئےایک بار پڑھ لےوہ اس کا گرویدہ ہوجاتا ہے'دنیا کے جن مدبر عقلمند فلسفی عالموں نے قرآن پڑھا وہ اس کی صداقت کے قایل ہوگئےآج بھی قرآن کے متعلق نئے زمانے کے لوگ اس کی تعریف تقدیم کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔کیا کسی عالم فلسفی مدبر محقق کوتوریت انجیل گیتا راماین کی تعریف کرتے سنایا لکھا دیکھا ہے اگر ہونگے بھی تو لاکھوں میں ایک مگر قرآن کی تعریف توصیف کرنے والے ہزاروں ملیں گے۔اور یہ لوگ نہ صرف قرآن کے مداح ہوجاتے ہیں بلکہ اس کے نبی رسول کے بھی قایل ہوجاتے ہیں۔یہ ہے مثال عظمت محمد مصطفیٰ ﷺ کی'جس کی مثال دنیا کا کوئی شخص قوم نہیں پیش کرسکتی۔مسلمانوں میں ہزار برائیاں جہالت ہومگر غیرمسلموں کونماز کا اجتماع,ماہ صیام میں روزے کی خصوصیت اوراہمیت اور حج کا اجتماع ضرورمتاثر کرتا ہے'اس کی بڑی وجہ اسلام کانسلی امتیازی سلوک برابری رنگ ونسل کی لاتعلقی اور دینی اتحادمتاثر ضرور کرتا ہے۔اسلام کے کچھ ایسے فرایض اور طریقے اور عبادتیں ہیں جوغیرمسلموں کومتاثر کرتی ہیں اوراس وقت السام کی جماعتیں اور فرقہ بازیاں انہیں نظرنہیں آتیں۔آج دنیا کی آدھی سے زیادہ غیرمسلم آبادی جانتی ہے کہ مسلمان کتناہی بدکار بدعمل ہومگر حرام شراب سوداور خنزیر سے پرہیز کرے گا'وہ کونسا جذبہ یا خوف ہے جو اسے یہ کرنے نہیں دیتا؟وہ ہےقرآن کے احکام اور سنت رسولؐ ۔آج دنیا کی ہرحکومت حلال فوڈ'حلال بینک'اور حلال طریقہ زندگی کواپنےملکوں میں لاگو کرنے پر مجبور ہے ۔آج جاپان کوریا چین جیسےمما لک میں لوگ جانتے ہیں کہ مسلمان شراب نہیں پیتا'حرام نہیں کھاتا خنزیر کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ دنیا کے ہرکونے میں مسلمانوں کی حلال دکانیں ہیں۔دنیا کی ہرحکومت جانتی ہے کہ مسلم سفیر۔کھلاڑی۔تاجر اسلام سے سمجھوتہ نہیں کرتا بھلےاسے کچھ بھی گنوانا نقصان اُٹھانا کیوں نہ پڑے۔مسلمانوں کی یہ عظمت رفتہ قرآن اور پیغمبراسلام کی دین ہے'قرآن اور محمدؐ اس طرح مسلمانوں میں بستے ہیں۔

بیشک آدمی دنیا میں اللہ تعالی کی حمد وثناء تسبیح وتمجید اطاعت وعبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔لیکن

بحیثیت انسان اُسے اپنی آدمیت کے تقاضے بھی پورے کرنے ہیں' ہر نبی رسول اللہ کے مبلغ و مصلح تھے باوجود اس کے کسی نے بکریاں چرائیں۔ کسی نے بڑھی کا کام کیا۔ کسی نے لوہے کی ذرہیں بنائیں۔ کسی نے تجارت کی کسی نے نظم و نسخ بحال رکھا۔ اسی کے ساتھ حدا کے دشمنوں سے مقابلہ کیا شادی بیاہ کیمعاشرتی ذمہ داریا نبھائیں' جب جا کر نبی رسول کہلائے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے حواری صحابہؓ اور اتباع کرنے والوں میں کسی نے صرف دنیا کی امامت کی کسی نے عقبی کا انتخاب کیا۔ آدمی پہلے بندہ ہے یعنی اللہ کی غلامی میں بندھا ہوا اس کے بعد وہ انسان ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین پر انسان نہیں فرشتوں کو بسایا جاتا' آدمی نے ہی انسان بن کر ترقی و ترویج کی اپنے اور دوسروں کے لئے سہولیات کا انتظام کیا' کسی نے گاڑی موٹر کسی نے بجلی کسی نے کچھ کسی نے کچھ بنایا سب نے مل ملا کر ترقی کی اور اس کے ساتھ بندگی بھی کی۔ فرشتے صرف عبادت اطاعت ذکت و تہلیل کرتے اور احکام بجالاتے ہیں' جن اور شیاطین آوارہ گردی اور فساد پھیلاتے ہیں اور انسان ان دونوں کے اعمال کے درمیان چلتا ہے۔ اور ان کے علاوہ حیوان یا جانور ہیں جو یا انسانوں کا اور دوسرے جانداروں کی غذا اور بار برداری کے کام کے لئے ہیں۔ ان میں کچھ گھاس چرنے والے ہیں' ان کی آبادی کی روک تھام کے لئے درندے کرندے پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر گھاس چرنے والوں کی روک تھام کا انتظام نہ ہوتا تو انسانوں کی غذا کا انتظام مشکل ہو جاتا کیوں کہ یہ سارا چٹ کر جاتے۔ اللہ تعالی نے زمین پر توازن برقرار رکھنے کے لئے ہر قسم کا انتظام کر رکھا ہے کیڑے مکوڑے چوہا نیولا مینڈک سانپ بچھو دیمک چیونٹی اور دوسرے حشرات گندگی کھانے والے کچرا صاف کرنے ہیں پھل پھول اجناس کی دوبارہ پیداوار کے لئے مکھیاں تتلیاں پرندے ہیں ان کی تعداد قابو میں رکھنے کے لئے چیل کوا باز شاہیں ہیں۔ اس کو ایکو سسٹم Eco system کہا جاتا ہے۔ جب سمندر کا پانی بھاپ بنتا اور بارش ہو کر برستا ہے تو ندی نالے تالاب چشمہ کنواں سیراب ہوتے ہیں۔ کہیں برف ہے جو جمع ہوتی پگھلتی رہتی ہے تا کہ سمندر کے پانی کی سطح برقرار رہے' صحرا کو بھی بیکار نہیں پیدا کیا صحرا سے اُٹھنے والی خشک ہوا اور دھوجنگلوں اور پہاڑوں کی رطوبت سوکھ کر انہیں سڑنے گلنے سے بچاتی ہے ہوائیں زمینی ن ِرام درہم برہم نہ کریں اس کے لئے پہاڑوں کے سلسلے چلائے ہمالیہ آنڈس اور آلپس اور یہ زمین کا توزن بھی بنائے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی نے ہر مخلوق کا غایت درجہ کی ذمہ داری دے رکھی ہے اور فرناتا ہے ''تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کا انکار کروگے''۔ اسی میں راز تخلیق خلایق پوشیدہ ہے۔

قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جو ہر مسلمان کے یا تو دل میں ہے یا پھر گھر میں' وہ عالم ہو بے علم یا

خاطی گنہگار ہی سہی وہ اپنے گھر میں قرآن ضرورر کھے گا'اور چونکہ بغیر سورہ فاتحہ اور ضم سورہ کے نماز نہیں ہوتی اس کی چند سورتیں یا آیات ضرور ازبرر کھے گا۔ دنیا میں یہودیوں کی عیسایوں کی بودھوں کی ہندوؤں کی کتابیں ہیں دوسری قومیں ان کے بارے میں کم جانکاری رکھتی ہیں اور ان کتابوں کے نام نہیں جانتیں' مگر دنیا کی کثیر آبادی جانتی ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی اور مقدس کتاب قرآن ہے جو ان کے رب کی طرف سے محمد ﷺ پر وحی کی گئی' اور لوگ یہ بھی جاتے ہیں کہ محمدؐ اُمی تھے۔ اور دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بھی قرآن ہی ہے جو ہر دن کسی نہ کسی جگہ پڑھی جاتی رہتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا کی کتابوں کے سرتاج قرآن ہے تو بیجا نہ ہوگا' اور قرآن پر مسلمان تو تحقیق کرتے ہیں غیر مسلم بھی تحقیق کرتے رہتے ہیں کوئی اس کی حقیقت جاننے کوئی اسے غلط ثابت کرنے بلآخر وہ بھی قرآن کے معتقد اور پیروکار ہو جاتے ہیں یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے کئی نامور ہستیاں قرآن سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر چکی ہیں عام لوگوں کی گنتی حساب ہی نہیں ۔ جو قرآن کو خدا کی کتاب نہیں مانتے وہ بھی جانتے ہیں کہ مذہب اسلام میں قرآن کا کیا مقام ہے۔ سرزمین عرب جس میں اس وقت گنتی کے چند لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے تب قرآن ایک اُمی رسولؐ پر نازل ہوا یہی حیرانی دوسری قوموں کو قرآن کے خدا کا کلام ماننے پر مجبور کرتی ہے اور سوری دنیا کی تاریخ میں ہر ملک قطعہ میں جہاں کہیں قومیں بسیں انہوں نے اپنے معاشرتی اور عقایدی اثرات مرتب کے جیسے مصریوں نے بت پرستی کی تو اہرام بنائے اور فرعانہ مصر کے دیو ہیکل بت بنائے' بابل ونینوا کی قوموں نے بت خانے بڑے بڑے محل تعمیر کئے ایران کے آتش پرتوں نے زرتشت کے بت بنائے محل بنائے' رومی و یونانیوں نے ستارہ پرستی کی تو سیاروں ستاروں کو انسانوں سے تشبیہ دے کر ان کے بت بنائے' ہندوؤں نے ہر حجر شجر جانور انسان کا بت بنا دیا' ساوتھ امریکہ کے قبایلیوں نے سیلاب کے طوفان کے بت بنا کر نشانیاں چھوڑی بودھوں جینیوں نے بھی گوتم بدھ اور ورمان مہاویر کے بت بنائے حتی کہ عیسایوں نے جیسس اور میری کا بت بنا دیا' یہ سبھی اسلام سے پہلے کی قومیں ہیں' مگر عرب میں حضرت اسماعیلؑ کے بعد بت پرستی داخل ہو چکی تھی لیکن مکہ اور اس کے آس پاس نہ بتوں کے قوی ہیکل بت ملے نہ محلات نہ کھنڈر۔ البتہ عرب کے شمال مغرب میں قوم عادھود صالح اور شعیب کی قوموں کے کھنڈر ملے ہے ں مگر ان میں بت نہیں ہیں کیونکہ وہ قومیں بت پرست نہیں بلکہ خدا کے نافرمان ضدی اور بدکار قوموں کے ہیں۔ آج قرآن کی جتنی مجلد کاپیاں ہیں اس سے زیادہ غیر مجلد قرآن لیپ ٹاپ' انٹرنیٹ اور موبایل فون پر دستیاب ہے۔ دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ قرآن صرف اس کے عالم ہی نہیں عام لوگ بھی پڑھتے اور اس کے مطالب کچھ نہ کچھ جانتے ہیں۔ جبکہ دوسری قوموں

کی کتابوں کو سوائے اُن کے عالموں مذہبی پیشواؤں کے کوئی نہیں پڑھتا جانتا اور سمجھتا ہے۔ دوسری قوموں کے بہ نسبت مسلمانوں کو مذہبی واقعات شرعی احکام معلوم ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کی عبادتیں اور مذہبی اعمال معلوم ہوتی ہیں، اور ان میں نظم وضبط ہوتا ہے جن میں بے اعتدالی نہیں ہوتی۔ جب قرآن کو کوئی مخالفت اور غلطیاں نکالنے کے لئے بھی پڑھے تو قرآن اس کے ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے اور ڈراتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اس کے لاشعور میں ایک غیر محسوس خوف کا احساس ہوتا ہے، اور جو اسے ادب ومحبت سے احترام سے پڑھتا ہے تو اسے ایک سکون اور طمانیت کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر زبان کو اچھی اور میٹھی ہونے کا دعویٰ ہے مگر زبان عربی کو قرآن نے انتخاب کرکے اسے دنیا کی میٹھی زبان بنا دیا ہے دنیا کی کوئی بھی مذہبی کتاب جب پڑھی جاتی ہے وہ کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتی یا اس میں کشش اور جاذبیت نہیں ہوتی، جبکہ قرآن کا قاری قرآن پڑھتا ہے قرآت کرتا ہے تو لوگ متوجہ ہوتے ہیں اور کلام اللہ ان کے دلوں پر اثر کرتا ہے۔ قرآن اللہ کے ساتھ انسان کا عہد نامہ ہے کہ گویا ہر دن بندہ خدا سے کئے گئے عہد کو دہرا رہا ہے ۔اور رب کے رحمٰن ورحیم ہونے کا اقرار کر رہا ہے۔

مہدی موعودؑ نے تفسیر نہیں کی بیان قرآن کیا یعنی معنی مطلب واقعات بتانے کے بجائے قرآن پر عمل کیسے کرنا ہے اس کی وضاحت کی ہے۔ اور قرآن کے بیان کی شرط یہ بتائی کہ جسے بینائی نہ ہو وہ بیان قرآن نہ کرے۔ اس طرح تو مہدوی نہ تفسیر کے نہ بیان کے اہل ہونگے'؟ مہدی موعودؑ کے قول میں غور کریں بینائی معنی دیدار یا بصیرت ہے معنی جسے معرفت الٰہی میں فہم وادراک نہ ہو وہ بیان نہ کرے، فہم وادراک پیدا ہوتا ہے جب بندہ خدا کے قریب ہوتا ہے اور اس کی قربت کے کیا تقاضے ہیں وہ معلوم ہونا چاہئے، یہ کاینات کے مالک وخالق کا کلام ہے اسے یونہی بغیر سوجھ بوجھ اور سمجھ کے نہیں پڑھا جانا چاہئے۔ مہدی موعودؑ خود اسد العلماء تھے وہ قرآن کے بیان سے کیسے روکتے؟ مہدی کا کہنا ہے کہ پہلے علم کے اسکا فہم کو حاصل کرو جو قربت خداوندی سے پیدا ہوتا ہے' آج دلیل حجت منطق کا دور ہے ایسے میں آدھا ادھورا علم اور ناسمجھی میں کی گئی بیان بازیاں کوفت اور پریشانی کا سبب بن جاتی ہیں۔ بغیر علم عمل اور تربیت کے کوئی کام نہیں ہونا چاہئے جس سے نقصان ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال میں غور کریں کہ ہمارے یہاں ایک بڑا مشہور شخص ہوا کرتا تھا کائی انگڑی پاپنا اس کا بڑا نام تھا' جو لوگوں کی ٹوٹی اور زخمی ہڈیاں جوڑتا تھا' جسے آج آرتھو پیڈک کہتے ہیں' مگر وہ سند یافتہ نہیں تھا اپنے تجربے سے کام کرتا جس کے پاس لوگوں کا اژدھام ہوتا' اس سے کافی بہت آمدنی ہو جاتی اس کے بیٹے بیٹیاں عیش کرتے مست رہتے۔ وہ شخص مر گیا کچھ دن تو اس کی اولا

دعیش میں رہی بعد میں مالی تنگی کی وجہ سے وہی ٹوٹی ہوئ ہڈیاں جوڑنے کا کام شروع کردیا مگر انہوں نے اپنے باپ سے تربیت نہیں لی عیش میں رہے اور اس فن کی باریکیوں سے واقف نہ تھے شروع شروع میں لوگ سمجھے اتنے ماہر باپ کے بیٹے ہیں کچھ تو کمال حاصل کیا ہوگا بعد میں لوگوں کو لگا یہ تو نرے اناڑی ہیں صرف پیسے کے خاطر دھندھا کھول لیا ہے بجائے لوگوں کا علاج کرنے کے انہوں نے الٹا سیدھا کر کے لوگوں کو مزید لنگڑا لولا بنانا شروع کردیا اور اس طرح وہ ناکام ہوگئے۔ اگر ایسی باتیں دین ومذہب کے معاملے میں لوگ اختیار کرلیں تو لوگوں کو مذہبی اعتقادی وایمانی طور پر تو لنگڑا لولا تو کریں گے ہی خود کی ذلت وخواری کا سبب بن جائیں گے۔

نماز حواس کو مجتمع کرکے روح سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

دل دماغ حواس خمسہ جسم اور نفس کو ایک نقطہ انجماد پر مجتمع کرکے روح سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہی نماز ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے الصلواۃ معراج المومنین فرمایا۔ اور مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ "بندہ اور خدا کے درمیان جو چیز حایل ہو وہ اس (بندہ کا) کابت ہے"۔ باری تعالی جو نور کا سرچشمہ ہیو ہی مرکز توجہ ہونا چاہے" انسان کے تمام محرکات احساسات جب ایک مرکز پر جمع ہوجائیں وہی حقیقی عبادت اور اللہ کی اطاعت وبندگی ہے' اور انسان یہی نہیں کرپاتا ! جو عادتاً نماز پڑھتے ہیں وہ بھی یہ نہیں کرپاتے' یعنی عادتاً نماز اور ہے اور اللہ کی نماز یا اللہ کے لئے نماز اور شۓ ہیا سی توجہ کے مرکز یا مقام کو روح کہتے ہیں جہاں انسان تمام حرکات سکنات حسیات کو روح کے مقام پر جمع کردے' وہی اللہ کی اطاعت وہی اللہ کی عبادت ہے جسے تخلیق آدمؑ پر اللہ تعالی نے آدمؑ میں پھونکی تھی۔ انسان میں ان کیفیات کا روح کی طرف پلٹ جانا اللہ کی طرف پلٹ جانا واپس جمع ہوجانا ہے جسے قرآن کہتا ہے یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ، ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اے نفس مطمین چل اپنے رب کی طرف کہ تو (اپنے انجام نیک) سے خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ (سورۃ الفجر ۲۷) اس کے لئے بندے کو دن میں کچھ لمحات کی ضرورت ہوتی ہے اور وہی انسان نہیں کرپاتا۔ انسان کا یہی بکھرنا منتشر ہونا مجتمع نہ ہونا ہی نفس اور ابلیس سے اور انکار سے ماخوذ ہے۔ یہی بات ہے آج دنیا میں مسلمان بہت ہیں اور مسجد میں نمازی کم ہیں۔

خلوص دل سے ہو سجدہ تو اس سجدے کے کیا کہنے وہیں کعبہ سرک آیا جبیں میں نے جہاں رکھ دی

جہاں مسجدوں میں اوقات کی پابندی ہوتی ہے وہیں پر نماز وقت پر ہوتی ہے' کچھ لوگ مسجد جانے میں بھی تاخیر کرتے ہیں۔ انسان کو ہوا میں اڑنے جہاز میں سفر کرنے کا وقت ہوتا ہے' سمندر صحرا جنگل پھلانگ دیتا ہے' مگر

چند منٹوں کی نماز پڑھنا گوارہ نہیں ہوتا۔تین گھنٹے فلم سیریل کرکٹ فٹبال دیکھے گا' گھنٹوں انٹرنیٹ پر بیٹھ کر گزار دیگا' دن رات گیم کھیلے گا مگر نہیں پڑے گا چند منٹ کی نماز۔یہی انسان کی آزمائش ہے اس کا ذہنی انتشار' اللہ تعالی خالق کو کمزور قوت ارادوی اور ارادے کے مسلمان نہیں' دنیا میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرنے والے بندے چاہئے ۔انسان دنیاوی زندگی گزارے مگر خالق کی اطاعت عبادت کے ساتھ دنیا و دین میں توازن برقرار رکھنا ہی انسان کا کمال ہے۔جس طرح کھانا کپڑا ضروریات مکان سواری علم وہنر کی ضرورت ہے اسی طرح معاشرہ تہذیب تمدن رکھ رکھاو اور دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے اُصول وضابط طور طریقہ کی ضرورت ہے جو ہمیں دین مذہب قرآن شریعت سے حاصل ہوتے ہیں ۔دین حاصل کرنے کے لئے انسان پہاڑوں جنگلوں اور غاروں میں جا کر نہیں بیٹھ جاتا انسانوں کے درمیان ہی رہ کر دین و مذہب حاصل کرتا ہے'اسی طرح دنیا حاصل کرنے کے لئے کسی کو دھوکہ دینا زیادتی کرنا لوٹ مار اور فساد کرکے یا بغیر علم وہنر محنت ومشقت کے غذا کھانا کپڑا گھر بار نہیں ملتا ان کے لئے کوشش اور محنت کرنی پڑتی ہے۔جو صرف دنیا کے ہوگئے انہوں نے دین کھودیا جو صرف دین کے ہوگئے انہوں نے خدائی اُصول کو توڑا اس لئے وہ کیا کرتے ہیں دنیا میں اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کے لئے ہر غیر شرعی اور ناجایز کام کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں ۔جو دنیا کے لئے ٹھیک نہیں وہ بھی کردیتے ہیں جو دین کے لئے صحیح نہیں وہ بھی کرتے ہیں ۔مذہب اسلام میں صرف مہدویت میں خلیفتہ اللہ مہدی نے اس کا صحیح حل پیش کیا ہے ؛ضروریات دنیا کے لئے کاسبوں کا طبقہ بنایا جو محنت مشقت کوشش علم وہنر سے جایز طریقہ سے اسباب دنیا کا اہتمام کرے'اور جنہوں نے علم دین حاصل کرنے یا اللہ کو پانے کی کوشش میں ہوں وہ تقوی وتوکل کی بنیاد پر کاسبوں کی رہنمائی کریں اس سے سماج میں ایک نظام بنایا ''اللہ دیا'' کا جس سے ایسے لوگوں اور تارک الدنیا کی کفالت ہوا اور انہیں مشکل نہ ہو۔ہوا یہ کہ جنہیں کسب حلال کے ذریعہ اپنے خاندان اور معاشرے کی کفالت کرنا تھا وہ دیندین کے نام پر نہ دنیا ڈھنگ سے کر رہے ہیں نہ دین'اور جو خدا کے طالب اور دنیا سے کنارہ کرنے کے مدعی ہیں وہ خود کی منتخب کردہ زندگی کو دین اور دنیا میں گڈمڈ کرکے نہ دین نہ دنیا ڈھنگ کی کرر ہے ہیں اس طرح دونوں طبقے آدھے تیتر آدھے بٹیر کی زندگی گزار رہے ہیں۔نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ہر کوئی اس بات کا جایزہ لے کہ اس کو کیا کرنا ہے اور کر کیا رہا ہے۔

دور حاضر اور اس کے تقاضے

پہلے کتابوں قدر و قیمت تھی' پھر ایک دور آیا اخبار جریدے رسالے ماہ نامے ہوا کرتے تھے۔ پھر دور آیا سوشیل میڈیا انٹرنیٹ کا جس نے جرایدرسایل اخبار کے ساتھ کچھ حد تک کتابس پر اور مطالع اور معلومات پر اثر ڈالا' جن میں گوگل فیس بک ٹویٹر انسٹا گرام واٹس ایپ و دیگر شامل ہیں' کہ جن میں مختصر چھوٹی خبریں اور معلومات ہوتی ہیں جو وقتیہ ہوتی ہیں۔ ان تمام میں کتابوں کی اہمیت نہ کبھی کم ہوئ ہے نہ کم ہوگی' کتبوں میں سے مطالع اور استفادہ کی ضرورت باقی ہمیشہ رہے گی۔ اخبار رسایل گوگل انٹرنیٹ نے تہلکہ مچایا تو صحیح مگر اس کی معلومات اور علم کا ذریعہ کتابیں ہی تھیں اور رہیں گی۔ بغیر سائنس جغرافیہ تاریخ معنی مطالب لغات گرامر قاعدے کے نہ ہی اخبار پڑھا جا سکتا ہے نہ ہی گوگل پر معلومات حاصل ہونگیں۔ گوگل انسٹا گرام واٹس ایپ پر ویڈیو تصویریں اور نصیحتیں قول اور مکالمے دیکھ کر سمجھ لینا کے ہم نے بہت کچھ جان لیا بالکل ایسا ہے کہ جیسے کسی جنگلی قبیلے کے فرد کو آینہ مل گیا مگر اس کی حقیقت سے واقف نہیں اور اس میں خود اپنا چہرہ دیکھ کر کبھی خوش ہو رہا ہے کبھی گھبرا رہا ہے۔ آج جو سہولیات دستیاب ہیں ان سے فایدہ ہوا ہے مگر ایک بڑی آبادی علم کی باریکیوں تحقیق جستجو اور معلومات سے عاری ہے' اس کی وجہ مطالع اور تحقیق کی کمی ہے۔ جس طرح دنیاوی علوم میں معلومات کی کمی انسان کی تخلیقی اہمیت کو گھٹا رہی ہے اسی طرح دینی معلومات علم اور مطالع کی کمی دین ایمان کو کمزور کر رہی ہے آج اسلام کا غلغلہ ہے ایمان کا نہیں' اور مہدویوں میں ایمان کی کمی تو ہوئ مگر احسان غایب ہے' کیونکہ مہدویوں میں بے علم بدعمل اور نا سمجھ منصب نشین اہل منصب ہو گئے ہیں۔ جو لوگ صرف قرآن کی آیات احادیث کے غلط ترجمے اور بے بنیاد روایات پیش کر رہے ہیں وہ خود ان کی حقیقت سے نا آشنا اور ضروریات دین و ایمان سے واقف نہیں۔ آج اسلام اور مہدویت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جس سے وہ واقف نہیں۔ ہم نے تیس مار خاں کی کہانی سنی تھی آج دینی عالموں کا حال بالکل ایسا ہے۔ کسی ملک میں ایک بے کار اور کاہل اور بے علم قسم کا آدمی رہتا تھا ایک دن اس ملک پر دشمن ملک نے حملہ کر دیا جو بہت طاقتور تھا فوج اور بہت سارے ملک کے باشندے ملک اور شہر چھوڑ کر جانے لگے، رات آ گئی اُس بے کار اور نا کارہ آدمی نے فوجیوں اور سپاہیوں کے چھوڑے ہوے ہتھیار اُٹھاے اپنے جسم پر سجا کر بہ ازارہ شوق اندھیرے میں چل پڑا غلطی سے دشمن کی فوج کے قریب پہنچ گیا 'اس کے جسم پر تلوار بھالا ڈھال دوسرے ہتھیار سجے تھے جن کے ایک دوسرے سے ٹکرانے کی آواز آ رہی تھی دشمن فوج نے سمجھا کے شہر والوں نے اپنے دفاع میں حملہ کر دیا ہے مگر اندھیرے میں سجھائ نہیں دیا اس لئے بھگدڑ مچ گئی اور وہ

ایک دوسرے کو مار کاٹنے لگے اور صبح ہونے تک خود اپنی فوج کو بڑا نقصان پہنچا دیا یہ دیکھ کر باقی ماندہ فوج قبضہ اٹھا کر بھاگ گئی۔ صبح تڑکے شہر والوں نے دیکھا کہ دشمن بہت سارا اپنا نقصان کر کے بھاگ گیا ہے قلعہ کے دروازہ کھول کر آئے تو دیکھا کہ وہ نا کارہ بے کار اور کاہل جسم پر اصلحہ اور ہتھیار سجائے آرہا ہے انہوں نے سمجھا کہ اس نے تن تنہا دشمن کو بھگا دیا لہٰذا حاکم کے پاس لے گئے سارا ماجرا بیان کیا حاکم نے دیکھا کہ اس نا کارہ شخص کے جسم پر تیس ہتھیار لگے ہیں تو اس نے اسے بہادر سمجھ کر تیس مار خاں کا خطاب دیا اور مصاحب بنا دیا۔ آج مہدویہ دایروں میں دینی علم اور اعمال کی ادائیگی کی ذمہ داری ایسے ہی تیس مار خاں قسم کے رہبروں مسند نشینوں کے ہاتھوں میں ہے جنہیں نہ دینی علم حاصل ہے نہ صحیح تربیت اور عمل تو ہے ہی نہیں۔

حضرت بی بی مریمؑ نبیہ نہیں تھیں لیکن قرآن میں ان کے پاس حضرت جبرئیلؑ کے آنے انہیں احکام اور پیغام دیئے جانے کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی خوشخبری بھی دی گئی۔ حضرت موسیٰؑ کی ماں کو وحی کئے جانے کا ذکر قرآن میں ہے۔ حضرت سارہؑ کو حضرت اسحاق و حضرت یعقوبؑ کی خوش خبری دی گئی تو سارہؑ نے کہا کہ مجھے اس ضعیفی میں اولاد کیسے ہوگی؟ حضرت موسیٰؑ کو ایک بندہ سے علم غیب کے متعلق سکھایا اور دکھایا بعد میں جنہیں خضرؑ کہا گیا، بیہقی نے حضرت خضرؑ کا حضورﷺ کے وصال پر حضرت عمرؓ اور حضرت علی سے ملاقات اور تعزیت کا واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا آسمانوں پر اٹھالیا جانا روایات میں بیان ہے، حضرت خضرؑ کا بروز قیامت تک حیات رہنا بیان ہوا ہے۔ حضور نبی کریمﷺ کا معراج کے دن انبیاء و مرسلین کو نماز پڑھانا بیان ہے اور حضور نبی کریمﷺ خاتم الانبیا ہیں مگر آپؐ نے اپنے بعد خلیفۃ اللہ مہدی کا آنا بیان کیا ہے۔ اور مہدی موعودؑ نے فرمایا "میرا بھیجا جانا ہی طلب دیدار کے لئے ہے" فرمایا۔ یہ تمام حقیقتیں کیا بیان کرتی ہیں؟ غور کیا جانا چاہئے

قومی مشاہیر کی رطب اللسانی

ہر قوم کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ اپنی قوم کے معروف و مشہور افراد کی تعریف و توصیف میں رطب اللسانی کرنا اور دوسرے افراد کی تضحیک و تحقیر کرنا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس تعریف و تحقیر میں حد سے گزر جانا یعنی جو باتیں حق نہیں یا غیر معروف ہوں یا ان میں وہ اوصاف نہ ہوں انہیں بڑھا چڑھا کر یا مخالفین کو گھٹا کر بیان کرنا۔ یہ سلسلہ بنی اسرائیل سے چلا آرہا ہے یہ پہلی قوم ہے جس زیور علم سے آراستہ کیا گیا تھا مگر اس نے خود کو اتنا بلند اور عظیم بنالیا کہ دوسری اقوام کو تحقیر اور تضحیک آمیز مقام کا سمجھ لیا۔ ان کی دیکھا دیکھی نصاری نے جو بنی اسرائیل کی ہی شاخ ہیں انہوں نے

یہودیوں کی تحقیر وتضحیک کے لئے بت پرست رومی و یونانیوں کے تابع انجیل کو کر دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو ان کے سن گاڈ یعنی سورج دیوتا کو عیسی کا تشخص دے کرسن آف گاڈ بنا دیا یہودیوں کو زچ کرنے کے لئے اس سے پہلے سورج دیوتا کی اولا دہونے کا فخر مصر کے قبطیوں یعنی فرعانہ مصر کو تھا۔اور ایسے ہی عقاید اہل ہنود کے بھی ہیں کہ ایک منصف مزاج راجہ رام کو بھگوان کا اوتار بنا دیا'اور برہمنوں کو برہما یعنی بھگوان کے بیٹے یا ان کی نسل قرار دے دیا۔اس عقیدے کو اسلام میں خوارجیوں نے داخل کر کے اہل تشیع کو یہ سمجھا دیا کہ نبیﷺ کے چچازاد ہونے کی نسبت سے حضرت علیؓ نبی ہیں یہ سلسلہ یہیں نہیں رکا۔حضرت امام حسنؓ امام حسینؓ کی نسبت حضورﷺ سے کی مناقب بیان ہیں اورعترت فاطمہ میں ہونے اور بزرگی و پارسائی کوایسا رنگ دیا کہ امام حسین کی شہادت'محض شہادت نہ ہوکر امامت اور نبوت کی بلندیوں کو چھونے لگی'اس کے بعد ان کی اولاد کو بھی اسی مقام پر لا کھڑا کیا۔مہدویوں میں حضرت بندگی میاں کی شہادت اُصولاً ایک شہادت کی تکمیل تھی بندگمیاں کے اہل خانہ نے ایک معاشرتی تقاضے کو خلافت وامامت کی بلندیوں سے بڑھ چڑھ کر بیان کر دیا اور اس میں رنگ وروغن بھرنے کے لئے چھند کو ایک آفاقی وروحانی نظم بنا کر پیش کی اور مجلسوں کا اس طرح اہتمام کیا جیسے شیعہ امام حسینؓ کا چالیس دن ماتم اور چہلم مناتے ہیں۔آج بھی یہ طریقہ رکا نہیں ہے اب مہدویوں میں شخصیت پرستی اپنی عروج پر ہے جبکہ مہدیٔ موعودؑ نے خدا پرستی کی تعلیم دی بلکہ درمیان میں سے اپنی شخصیت کو بھی ہٹا دیا یہ کہہ کر کہ "میرے دفن کے وقت مجھے کفن ہٹا کر دیکھو اگر بندہ موجود رہا تو مہدیٔ نہیں تھا'تم اس ہاتھ سے دوگے خدا اس ہاتھ سے لیگا" معنی کسی کا مرنا جینا موجود ہونا معدوم ہونا شہید ہونا سبھی اللہ کی مرضی اور اختیار میں ہے۔اقبال اشعر کا یہ شعر دیکھیں۔

کبھی اجالوں کی سمت مائل کبھی اندھیروں میں کھو رہا ہوں تجھے بکھرنے سے کیا بچاؤں میں خود تقسیم ہو رہا ہوں

مہدویت کی اصلاح وتبلیغ میں آج کے سوا سو برسوں کے رہبروں کی ناکامی و نااہلی کو دو چار سطور میں بیان کیا جا سکتا ہے'مگر بے علم اور کچھ جاہل قسم کے مریدوں یا عقیدت مندوں کا دبدبہ ایسا ہے کہ وہ ہر کسی سے زیادتی گالم گلوچ پر اُتر آتے ہیں جس سے کچھ اہل حق پیچھے ہٹنے پر مجبور ہیں'اس شخصیت پرستی نے آج دہشت اور خوف کا ماحول پیدا کر رکھا ہے'اور جن لوگوں کے لئے وہ ڈھال بنے ہیں ان کے پاس مہدویت کے نام پر صرف لباس رکھ رکھاؤ اور وراثت کے سوا نہ مہدویت کا علم ہے نہ عمل'اپنی اس ناکامی کو چھپانے کے لئے تقریر واعظ و بیان کا سہارا لیا جاتا ہے جس میں من گھڑت روایات قصہ کہانیاں اور بے دلیل باتیں کر کے لوگوں کو تڑخایا جاتا ہے۔مہدویوں کے

درمیان ایک اور طبقہ ہے جو یا تو دوسرے فرقوں سے یا دوسری جماعتوں سے متاثر ہے ان کی رہنمائی کچھ زر خرید وارث اہل مسند کر رہے ہیں جن کو اس بات کا زعم ہے کے وہ مہدویوں میں انقلاب برپا کر دیں گے اس کے لئے ضد ہٹ دھرمی بدکلامی کی تمام حد و کو پار کر دیتے ہیں اور قوم و ملت کا کیا بھلا کریں گے ان کے پاس ادب لحاظ تہذیب نام کی کوئی شے ہے ہی نہیں، جن کا خاندانی ورثہ مذہب کے ذریعہ سیاست عہدے مقامات شہرت خود نمائی اور متاع دنیا کا حصول ان کے اگلوں کا رہا ہے جن کے معتقد بھی نرے جاہل اور علم و عمل سے بے بہرہ ہیں۔ آج ہر مہدوی ہم کیا تھے ہمارے اسلاف کیا تھے ہمارے اعمال کیا ہیں انہیں جاننے کے بجائے بے علم جاہل اور غیروں سے متاثر رہبروں رہنماؤں کے کہنے کو ہی دین سمجھ بیٹھا ہے، جبکہ وہ خود بے دین ہو چکے ہیں۔ اسے سمجھنے کے لئے ہم ایک عام فہم جایزہ لیتے ہیں، کہ شخصیت پرستی کیسے شرک و بت پرستی میں بدلتی ہے۔

خاص کو عام اور عام کو خاص بات بنانا !

یہ فطرت دنیا کی ہر قوم میں پائی جاتی ہے، کہ جس بات کو وہ ضروری نہیں سمجھتے اسے عام بنا دیتے ہیں اور جس بات کو وہ ضروری سمجھتے ہیں اسے خاص بنا دیتے ہیں۔ مثال عیسایوں کو لیجئے وہ بنی اسرائیل کا حصہ تھے مگر حضرت عیسیٰؑ کے مقام و مرتبہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کر دینے کے لئے انہوں نے رومی بت پرستوں کا سہارا لیا، اور مریمؑ کو رومی بت پرستوں کی میڈونا کی جگہ بت بنا دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو سن گاڈ یا سورج دیوتا کی جگہ سن آف گاڈ بنا دیا اور یہی نہیں بلکہ حواریوں کے بت بھی بنا دئے اور فرشتوں کو کمسن پریوں کا تصور دے دیا، ہندو مذہب میں ایک منصف مزاج راجہ رام کو بھگوان کا اوتار بنا دیا اور بنی اسرائیل کے واقعات کو ملکوتی و دیو مالائی تصورات دے کر مذہب بنا دیا۔ اسلام میں بھی ایسا کرنے کی کوشش ہوئی ہے مفسروں محدثوں کو ایسا مقام اور درجہ دیا کہ قرآن کے اور احادیث کے تمام احکام اور بیان ان کے تابع کر دئے اگر صحاح ستہ میں نہیں تو کہیں نہیں اس طرح قرآن کو مشکوک کرنے کی کوشش ہوئی۔ اگر مفسر محدث نے صحیح کہا تو صحیح غلط کہا تو غلط، اور خدا کے بنائے ہوئے انسان اور ولی خدا کی بارگاہ میں سفارشی اور عطا کرنے والے بن گئے جو کہ عین بدعت اور کفر ہے۔ مہدویوں میں چار سو برس تک سب ٹھیک ٹھاک رہا پچھلے ایک سو برسوں میں رہنما رہبر مرشد خدا کا وسیلہ سمجھے جانے لگے اس کی لئے ایسے بیان و اعمال بتائے کہ ان کے بغیر خدا کو پایا ہی نہیں جا سکتا اگر سلسلہ نہیں روا رکھا، اور مرشد کے اندر خدا کو دکھا دیا تا کہ مرشد کا دبدبہ اور رعب بڑھے۔ جبکہ مہدی موعودؑ نے فرمایا ''جو خدا اور بندے کے درمیان حایل ہو وہ اس کا بت ہے''۔ اور یہی وجہ ہے نا اہل

اور جاہل لوگ بھی اہل ارشاد ہیں۔

شرک وبت پرستی کی ابتدا پہلے آتش پرستی سے حضرت آدمؑ کی اولاد میں قابیل نے شروع کی جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنے کے بعد بھاگ کر ہمالہ سے ترائی والے علاقوں میں جانکلا جس کی اولاد میں بعد میں زرتشت ہوا جس کی اولاد ایران اور وسط ایشیا اور چین تک پھیلی۔ آدمؑ کی دوسری اولادیں جب بڑھنے لگیں تو ان میں بت پرستی پھیلنے لگی ان میں حضرت شیثؑ اور ادریسؑ نبی تھے نوحؑ کے آتے آتے بت پرستی بڑھتی گئی اور طوفان نوح میں یہ سب تباہ ہوگئے مگر ان کے آثار باقی رہے۔ جب نوحؑ کی کشتی کوہ جودی پر رکی طوفان کے چھ ماہ بعد تو نوحؑ کے ساتھ کل اسی ۸۰ افراد تھے انہیں سے دوبارہ دنیا میں انسانوں کو آبادی بڑھی۔ آدمؑ سے حضرت ابراہیم وموسیٰؑ تک علم لکھنا لکھانا دوات قلم نہیں تھے صرف کہاوتیں قصہ کہانی قصہ گوئی ہی تاریخ اور قومی روایات ہوا کرتی تھیں۔ ابراہیمؑ کے دور میں بابل ونینوا میں پتھر مٹی کے ٹھیکروں پر کچھ کچھ لکھا جانے لگا، مگر آسمانی احکام صحایف زبانی ہی ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ زبور کا زمانہ حضرت داودؑ پر گزر گیا جنہیں زبور کے احکام دیئے گئے۔ حضرت موسیٰؑ کو توریت تختیوں کی شکل میں لکھی ہوئی دی گئی۔ کیونکہ فرعانہ مصر نقشوں اشارات اور تصاویر کے ذریعہ لکھنا جاننے لگے۔ اس کے بعد لکھنے لکھانے کا چلن عام ہونے لگا، اس طرح ارمیا ک سریانی عبرانی رومی یونانی زبانیں پیدا ہوئیں۔ حضرت نوحؑ کے ۸۰ افراد سے دوبارہ دنیا کے بسنے کی وجہ سے نوحؑ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے، انہیں کی اولاد میں سام کی اولاد افریقہ میں بسنے لگی حام کی مصر عرب ایران کچھ برصغیر میں اور یافث کی اولادیں وسط ایشیا اور چین میں۔ اسی لحاظ سے انہوں نے اپنی معاشرت دین مذہب کو اختیار کیا جو آثار ہند میں بت پرستی کے اور ایران میں آتش پرستی کے باقی تھے اسی لحاظ سے برصغیر میں شرک وبت پرستی ایران وخراسان میں آتش پرستی اور افریقہ میں شرک اور توہم پرستی پھیلنے لگی یہی توہم پرستی مصریوں میں قبطی قوم کا طریقہ بنی جن میں بعد میں فرعون پیدا ہوئے، اور بت پرستی جو نوح کی اولادوں میں پھیلی اس نے روم و یونان اور ہند میں اپنے اثرات کو دوبارہ پھیلایا۔ دور وحدت نوحؑ سے تقویت پارہا تھا قوم عاد ہود ثمود کی سرکشی اور بدکاری میں بڑھتا گیا ان پر عذاب نازل ہوئے، اور موحدین ن کا غلبہ ہوا تو کچھ بت پرست یورپ اور جنوبی امریکہ کی طرف چلے گئے، انہیں حضرت نوحؑ کے زمانے میں کشتی بنانے اور سفر کرنے کا طریقہ آگیا تھا۔ اس طرح جنوبی امریکہ یورپ بشمول یونان وروم کے توہم پرستی میں ستارہ پرستی شامل ہوکر وہی ان کی بت پرستی بن گئی۔ علاقہ عرب اعراق ایران میں نبی رسول کی آمد اصلاح وتبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور ان بت پرست اور مشرک قوموں میں بھی

مصلح مبلغ آتے رہے۔ جہاں لگا تار نبی رسول اور اصلاح کرنے والے آتے رہے وہ علاقہ عرب اور خراسان اعراق و فلسطین کا تھا جب یہاں موحدوں کا غلبہ ہوجاتا تو مشرک اور بت پرست وہاں سے نقل وطن کرکے دوسرے علاقوں میں چلے جاتے جب ان میں مصلح مبلغ اور خدا کے انبیا کی آمد ہوتی تو ان پر اس کا کم اثر ہوتا۔ اس طرح جب انسان اپنی معاشرت اور حدود دین سے دور ہوجاتا ہے تو اس میں توہمات کفر و شرک داخل ہونے لگتے ہیں۔ یہی ان قوموں کے ساتھ ہوا جو انبیا مرسلین سے دور ہوتے گئے چین جاپان میں سورج پرستی آئی روم و یونان میں ستارہ پرستی عام ہوگئی برصغیر میں شرک عام ہوتا چلا گیا افریقہ میں توہم پرستی۔ عرب کے علاقے میں موحدین کی کثرت ہمیشہ رہی' یہی وجہ تھی کہ ہر ایک بت پرست نقل مکانی کرکے دور دراز علاقوں میں منتقل ہوگئے چونکہ قوم نوحؑ کشتی بنانا جانتی تھی انہوں نے کسی طرح بھٹکتے ہوئے جنوبی امریکہ پہنچ گئے۔ جن میں سورج چاند کے علاوہ طوفان اور سیلاب کی پرستش بھی ہونے لگی کیونکہ ان کے ذہنوں میں طوفان نوحؑ کا سیلاب کا خوف محفوظ تھا۔ موحدین کا علاقہ اکثر کنعان موجودہ فلسطین شام اعراق عرب ہی رہا۔ بت پرستوں کے درمیان ہند اور دوسرے علاقوں میں بودھ کے معتقد بھی پیدا ہوگئے جنہوں نے پہلے گوتم بدھ کو بھگوان مانا بعد میں خود نروان کے ذریعہ خدا کا روپ دھار لیا۔ ملیشیا اور انڈونیشیا میں پہلے بت پرستی تھی بعد میں عرب تاجروں کے ذریعہ اسلام وہاں پہنچا جیسے ہندوستان میں کیرل میں پہنچا۔ طلوع اسلام کے بعد یہودیوں اور نصرانیوں کے عقاید میں کمی آنے لگی' اور مجوسی یعنی آتش پرست تو تقریباً معدوم سے ہوگئے۔ مگر قسطنطنیہ یعنی آج کا ترکی روم و یونان میں عیسایت برقرار تو رہی مگر سلطنت عثمانیہ کے دور میں اس میں کمی آگئی۔ اسلام عرب سے اعراق ایران خراسان سے آگے برصغیر تک پھیل گیا۔ چین میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی آمد سے بہت سارا اسلام پھیلا۔ جو سمرقند بخارا کاشغر اور روس کے بہت سارے حصوں میں پھیلتا چلا گیا' اس میں روکاوٹ چنگیز خاں کی وجہ سے ہوئی بعد میں اس کی اولاد کے قبول السلام سے ایک نئی قوم مغل اور بیگ کا دور آیا۔ افریقہ میں اور یوروپ میں تھوڑی تاخیر سے اسلام اسپین اور مصر سے آگے بڑھا' اس طرح بت پرستی سمٹتی رہی۔ توحید پرستی نے نئے علاقے دریافت کر لئے۔ مگر اسلام کے سات سو برس بعد بت پرستوں اور مشرک قوموں کو عیسایت کے مبلغوں نے پھیلایا اس میں نہیں توحید اور بت پرستی دونوں کے لوازمات ملے اس لئے عیسایت تیزی سے پھیلی۔ مگر مسلمانوں کو اس عیسایت کی توحید و بت پرستی کے آثار کو مٹانے میں لمبا عرصہ لگا۔ جو آج تک جاری ہے' آج جو اسلام پھیل رہا وہ کسی فرقہ جماعت کی وجہ سے نہیں بلکہ حصول علم نے ہر قوم کو پڑھنے لکھنے تحقیق کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ اسلام میں فرقہ بندی پہلے بھی تھی مگر کم مگر

بعثت مہدی کے بعد ہر کسی عالم صوفی نے اپنی جماعت اور فرقہ بنالیا۔ جیسے کہ ہوتا آیا ہے خانقاہ ومدرسہ نظام نے اسلام میں شدت پسندی اور بے راہ روی اور دینی ومذہبی آزادی کا ایک نیا دور شروع کردیا۔ جس میں ہر مدرسہ کا ایک فرقہ اور جماعت بنتی چلی گئی جو خود ساختہ عالموں پر مبنی تھا۔ یہ سب کچھ بعثت مہدی کے بعد ہوا ہے' کیوں کہ لوگوں میں خاص کو عام اور عام کو خاص بنانے کا چلن شروع سے رہا ہے۔ جب اللہ تعالی نے اپنے مخصوص بندوں کو نبوت رسالت کے ساتھ بھیجا تو ہر بے دین نبی رسول کا مدعی ہوگیا اور جھوٹی نبوت کے دعویدار پیدا ہوگئے'مہدی خلیفۃ اللہ کے بعد ہر جھوٹا اور خودنما عالم خلافت مسلم کا مدعی ہوگیا' اولیا کاملین کی دیکھا دیکھی جھوٹے ولی صوفی بن گئے' حقیقی عالموں کی دیکھا دیکھی جھوٹوں نے عالم مفسر محدث مجتہد کے دعوے کردئے۔ وہابی تحریک نے عربوں کو متاثر کیا دیوبندی تبلیغی نے برصغیر کو متاثر کیا'۔ ان تمام میں مہدویہ تحریک خلیفۃ اللہ مہدی سے موسوم ہونے کے باوجود اس لئے سمٹ گئی کیونکہ اسلاف مہدویہ میں صرف عمل پر زور دیا جاتا تھا' لکھنے لکھانے کا دور پچھلے دو تین سو برسوں میں آیا تو اس وقت مہدویوں میں لکھنے لکھانے ذرائع ابلاغ کتابوں رسالوں جریدوں کی طرف مہدویہ عالموں رہبروں نے توجہ نہ دی جنہوں نے دی وہ کچھ مخصوص لوگ ہی تھے اور اسے لکھنے لکھانے کو وراثت اور مسند نشینی سے مخصوص ومحدود کردیا' اس طرح مہدویہ میں خاندانی اور موروثی نظام رائج ہوگیا' جو مسند وارشاد کو ہی دین کا ذریعہ بنا بیٹھے' جب دوسرے فرقوں جماعتوں کا زور ہوا تو جب تک ہوش آیا دیر ہوچکی تھی اس لئے خاندانی وموروثی وراثت کی حفاظت کو ہی دین کا ذریعہ بنا دیا۔ اس طرح تحقیق جستجو لکھنے لکھانے کا چلن مہدویوں میں ناپید ہوتا چلا گیا۔ اس ناکامی کو چھپانے کے لئے بدعقیدہ گروہ کے مدرسوں کا سہارا لیا یہی مہدویوں کے انتشار کا سبب بن گیا' اس طرح نہ خود عمل پر قایم رہے اور نہ ہی علم کی جستجو کی اب مہدویوں کے پاس اپنے طور پر معلوم کی ہوئی مہدویت نہیں ہے بلکہ سنی سنائی اور غیروں کی بتائی مہدویت رہ گئی ہے۔

انبیاء ومرسلین کے خاتم حضور نبی کریمﷺ ہیں' دنیا میں انسانوں کی اصلاح کے لئے جو نبی رسول بھیجے گئے ان میں چند نام ہی رسول اور پیغمبر کے ہیں جنہیں احکام کتاب یا صحیفہ دیا گیا' مگر باقی ایک لاکھ چوبیں ہزار کا جو ذکر احادیث میں ہوا اور قرآن نے کہا کہ ہم نے ہر قوم اور قطعہ زمین پر اللہ کے نبی بھیجے' اس کے مطابق صاحب احکام صحیفہ اور کتاب رسول پیغمبر کے احکام کو من وعن بیان کرنے والے اسی راستے پر بلانے والے انہیں کی شریعت پر چلنے کا حکم دینے والے نبی ہیں لیکن قرآن نے انہیں ''اتباع'' کرنے والے کہا' اور اتباع کرنے والے کی خصوصیت یہ بتائی کہ وہ خدا کا بھیجا ہوا ہو یعنی معصوم عن الخطا ہو اپنے متبوع یا سابق نبی کے قدم بہ قدم چلے خطا نہ کرے وہی نبی ہونگے' لیکن

لوگوں نے ہر زمانے میں خود کو رسول نبی اور پیغمبر کی اتباع کرنے والا بنا کر پیش کر دیا غلطی یہیں سے شروع ہوئی اور پیغمبر آخرالزماں خاتم الانبیا ﷺ کے بعد ختم نبوت کا اعلان ہو گا تو ظاہر ہے کہ نبی رسول تو آنے والے نہیں اس لئے اللہ تعالی نے اپنے رسول نبی پیغمبر کی اتباع کرنے بھیجے جانے کا وعدہ کیا جسے رسول اللہ ﷺ نے خلیفۃ اللہ کہا یہی نہیں اس کی ختمیت کا بھی اعلان کر دیا مہدی آخرالزماں کہہ کر **کیف تھلک امتی انا فی اولھا و عیسی ابن مریم آخرھا و المھدی منی اھل بیتی فی وسطھا.** یعنی حضور ﷺ اور عیسی کے درمیان کوئی نبی رسول نہیں مہدی اللہ کا خلیفہ ہو گا۔ اور ستم ظریقی یہ کہ تمام عالموں مفسروں محدثوں نے اپنے بیان اور ترجموں میں ہر اُمتی کو تابع رسول بنا دیا اس طرح مدرسہ خانقاہ کا ہر خاطی گناہ گار تابع رسول بنا دیا' جبکہ یہ اتباع خاص تھی۔' کیسے کوئی بالکل بے خطا خاتم النبین ﷺ کے قدم بہ قدم چلنے کا دعوی کر سکتا ہے؟۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ نبیوں کا کام کرنے والے اور عالم انبیا کے مقام پر ہونے کے مدعی ہو گئے۔ حالانکہ تابع رسول جو خلیفۃ اللہ ہے اسے ایک صاف اور واضح مقام سے یاد کیا گیا وہ ہے ''مہدی'' یعنی ھدایت یافتہ جو اُمت کی ہدایت پر معمور ہو گا۔ اور انبیا کی یہ سنت رہی ہے کہ ان کو احکام با ضابطہ فرشتہ لقا وحی صحیفہ کتاب کے ذریعہ دیا جاتا ہے' چونکہ یہ منازل و مقامات کا خاتمہ ہو گیا تو اللہ تعالی نے خلقت آدم کے مخصوص لوگوں کو خلیفہ کہا تو مہدی کو اس خلافت کا خاتم بنا کر بھیجا' اور یہ خلافت صرف لفظی نہیں تھی بلکہ عملی طور پر اللہ تعالی کے خاص بندوں کی ولایت یا قربت اعمال صالحہ کی وجہ سے ہوتی تھی اس کا خاتمہ بھی کر دیا مہدی کو خاتم ولایت بنا کر' وہ اس طرح کہ جب مہدی موعودؑ نے بندوں کو خدا سے ملانے روبرو کرانے واصل حق کرنے کے طریقے اور تعلیم عام کر کے فرایض ولایت کو قطعی طریقہ بنا دیا کہ اب خدا سے ملنا ہے تو بس ان اعمال کے ذریعہ ''طلب دیدار'' کی کوشش کرو یہی نوشتہ قیامت کے آنے سے پہلے کا ہے۔ یہی بات اللہ تعالی نے کہی۔

اصلاح و تبلیغ کا پہلا اُصول خود کی اصلاح پہلے

اسلام پہلے خود کی انفرادی اصلاح اور عملی و نفسیاتی و اخلاقی کردار کی بلندی کی تعلیم دیتا ہے۔ **ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ , فِیْهِ , هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ** یہ اللہ کی کتاب ہے, اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پرہیز گاروں کے لئے۔ یعنی جو خود کی اصلاح کرنے کی متمنی ہوتے ہیں قرآن انہیں کو ہدایت دیتا ہے نصیحت کرتا ہے۔ مگر مسلمان دوسروں کی اصلاح اور تبلیغ کا دعوی تو کرتے ہیں مگر خود کی بداعمالیوں گناہوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ اور دعوی دوسروں کی اصلاح و تبلیغ کا' یہ صفت انفرادی نہیں ہے بلکہ قوموں جماعتوں فرقوں سبھی کا یہی حال ہے۔ مثل وہابیہ

دیوبندیہ تبلیغی جماعت اسلامی بریلوی ان تمام کے بنیادی عقاید میں غلطیاں بریپّاں ہیں اوران کے بانیوں نے ہر دوسرے فرقے کوکافر جانا ہےاور خودانہوں نے خدااوررسول کی شان میں گستاخیاں اورتضحیک کے کلمات کہے ہیں مگر ہرکسی کودعوی ہے کہ وہی مومن ہیں سیدھے جنت کو جائیں گے۔آج کل یہ بات مہدویوں میں بھی پیدا ہوگئی ہے'اللہ کےرسولؑ مہدی اوران کی اولادوں کوفتنہ کہنے والے اب خودکو عالم اورمعتبر ماننے لگے ہیں۔جیسے کہا اسلام پہلے خودکی اصلاح کی تعلیم دیتا ہے بعد میں دوسروں کی نصیحت کی۔خودکی اصلاح کے بعدقوم معاشرے میں پھیلی بداعمالیوں برایوں اور گناہوں وبدعتوں کے مخالفت کرنا ایمان کااصول ہےمگرلوگ اور عالم اوررہبر ورہنمانہیں چاہتے کے ان کمیوں غلطیوں اور بدعملیوں کاذکرکیا جائے'اور برائیاں پھیلتی رہیں اوران پر پردہ پڑار ہے۔جوبولنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں ڈرایادھمکایا جاتا ہے کہ ہماری غلطیوں پر پردہ ڈالوچھپاؤ'ہمیں برابھلامت کہو۔ظاہر ہےاس سے مزید برائی پھیلتی ہےمگران رہنماوں کواس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس پر دعوی کے ہمیں ہی دیندار مانوصرف ہماری سنو۔حضور ﷺ کواللہ تعالی نے پہلے ہدایت سے سرفراز کیاتو جاکربندوں کی اصلاح اورتبلیغ کابارگراں سونپا۔آپؐ کے تابع کوبھی ۲۸برس دنیاوی آزمایشوں سے گزاراپھر۱۲برس حذبہ حق میں رکھاتب جاکرہدایت کی ذمہ داری سونپی۔جب لوگوں نے دیکھا کہ آپؑ میں اوصاف حمیدہ ہیں جوخلافتہ اللہ کے لئےضروری ہیں تو آپؑ کے گردجمع ہوگئے'اوردنیا کوٹھکرا کر آپؑ کے ساتھ سفرحضر ہجرت کی سختیوں کواپنالیا تاکہ فیض ہدایت مل سکے جوطلب دیدار کے سوا کیاہوسکتا تھا۔قرآن صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ ہربندے کواس کے اپنے اعمال کاحساب دینا ہےاسے دوسروں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا'مگرلوگ اپنی بداعمالیوں گناہوں برایوں پرنظرنہیں کرتے دوسروں کی اصلاح میں غلطاں وپیچاں ہیں'اگر ایک ایک انسان خودراہ حق کواپنالےتو اس کے مثبت اوراچھےاثرات دوسروں پر پڑیں گے۔حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت اپنے بچے کولے آئی اورامیر المومنینؓ سے درخواست کی کہ اس بچے کوتاکیدکریں یا ڈرائیں یہ گڑ بہت کھاتا ہے نا کھائے'حضرت عمرؓ نے اس عورت کوکچھ دن بعد آنے کوکہاجب وہ عورت بچے کولے کر حاصر ہوئی تو آپؓ نے اس بچے کہا کہ ایلو کے گڑمت کھایا کر'عورت کوجانے کوکہاعورت نے تعجب سے کہا کہ یہ بات آپؓ اُس وقت بھی تو کہہ سکتے تھے'توامیر االمومنین نےفرمایا:بات یہ ہے کہ میں بھی گڑشوق سے کھایا کرتا تھا'اگرمیں اُس وقت کہتاتومیری زبان میں وہ تاثیر نہ ہوتی چونکہ میں نے اب گڑ کھانا چھوڑ دیا ہےلہٰذامیری بات میں اثر ہوگااور یہ لڑکا کر کھانا چھوڑدے گا۔ہمیں دوسروں کاحساب کتاب حشرمیں نہیں دینا ہےاپنے حساب کتاب سے فارغ ہوجائیں بس یہی کافی ہے۔آج ہرکوئی

مصلح اور مبلغ بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق کا ارادہ کیا جب اللہ نے تو فرشتوں نے کہا کہ تو ایسی مخلوق پیدا کرتا ہے جو زمین پر فساد کریگی' ہم تو تیری تسبیح و تمجید کرتے ہیں۔ اس بات میں ملا یکہ اور فرشتوں کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں اولا د آدم کو بلند درجات و مقامات نہ دے دےئے جائیں' اور وہی ہوا اللہ نے انہیں نہ صرف خلیفۃ اللہ کہا بلکہ اشرف المخلوقات کہا' اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی بھی مخلوق کو اللہ نے اپنے دست قدرت سے نہیں بنائی سوائے آدم کے یہ بات ملا یکہ کو معلوم تھی اسی کا اندیشہ انہوں نے ظاہر کیا۔ اقبال نے اسی بات اس طرح بیان کیا۔

عروج آدم سے ماہ وانجم سہمے جاتے ہیں کہیں ٹوٹا ہوا تارہ ماہ کامل نہ بن جائے

جس طرح نبوت رسالت خلافتہ اللہ ذمہ داری کے مقامات ہیں اسی طرح رشد و ہدایت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے آج لوگ اسے اوڑھنے بچھونے کی طرح استعمال کرر ہے ہیں۔ ہر نااہل خود کو مقام رشد و ہدایت کا مستحق سمجھ بیٹھا ہے' جبکہ بروز حشر نہ صرف اسے اپنا حساب کتاب دینا ہوگا بلکہ جن لوگوں کو گمراہ کیا غلط راستوں پر چلے گئے شخصیت پرستی اور بدعات کی وجہ سے ان سبھی کا حساب دینا ہوگا۔ یہی بات قرآن نے کہی ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا الاْمَا نَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَحْمِلْنَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْ لًا ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین او پہاڑوں پر پیش کیا وہ گھبرا گئے اس امانت کے بار کو اُٹھانے سے معذرت کی' اور انسان نے خود پر بڑا ظلم کیا اور اس نے یہ بار اُٹھالیا وہ بیشک وہ جاہل اور ظالم ہے خود اپنے لئے ۔احزاب ۷۲۔ جو لوگ رشد و ہدایت کے مدعی بنے پھرتے ہیں انہیں اس کی جوابدہی خدا کو کرنی ہے۔ دنیا کا ادب لحاظ واہ واہی سلام دعا ریشہ ختمی عزت وقار مقام مرتبہ چندروزہ ہے' قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھانے والا' سوائے راہبروں کے۔

بحث و مباحثہ کی کوئی انتہا نہیں

بحث چاہے دنیا کے معاملات میں ہو یا دین کے معاملات میں یا خاندانی و معاشرتی مسایل میں اس کی کوئی انتہا نہیں۔ کوئی بھی فریق اپنی بات کے سوا دوسرے کی بات ماننے یا قبول کرنے پر راضی نہیں ہوتا کہیں نہ کہیں کوئی ردوقد باقی رہجاتی ہے اس میں حق و ناحق کی بات نہیں رہ جاتی وقار کا مسلہ بن جاتا ہے' اس لئے مناظرہ مباہلہ مقابلہ اور حجت کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا۔ بات ختم ہوتی ہے دلیل اور منطق پر یہی بات ہے کہ اللہ نے قرآن میں کہا کہ کوئی برہان یا دلیل دو قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَا نَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے

ہو(بقرہ۱۱۱)۔اور دین میں دلیل یا برھان صرف قرآن ہے اس کے علاوہ کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ یہی بات ہر زمانے میں اللہ کے رسول نبی اور پیغمبروں نے کہی ہے۔ مگر اللہ کے دشمنوں نے کبھی دلیل اور برہان نہیں پیش کی فرعون نمرود یا مطلق العنان حاکم بادشاہ سربراہ لیڈر علمائے سو جھوٹے رہنمائے سو کوئی بھی ہو وہ بحث میں اپنی غلطی نہیں تسلیم کرتے ہار نہیں مانتے صرف جیت کے لئے لڑتے ہیں کیونکہ وہ ان کی عزت اور وقار کا مسلہ بن جاتا ہے۔ فرعون و نمرود بحث میں ہارنا نہیں چاہتے تھے مگر وہ دلیل و منطق میں ہار گئے تو ظلم و زیادتی پر اُتر آئے،حضرت ابراہیمؑ نے نمرود سے کہا کہ میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو مغرب سے طلوع کرکے دکھا اگر تو سچا ہے' تو وہ ظلم پر اُتر آیا آگ میں ڈلوایا۔ فرعون نے موسیٰؑ سے جادوگروں سے مقابلہ کرا دیا ہارنے کے باوجود نہیں مانا ظلم اور زیادتی کی آپ کا مقابلہ کیا اور بنی اسرائیل کو جانے نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ اس کی قوم مفت کی بیگار نہیں کرسکتی تھی بنی اسرائیل مجبور اور غلام تھے اس کے مگر اللہ نے دریائے نیل میں راستہ بنا کر موسی اور ان کی قوم کو پار کرا دیا۔ حضورﷺ نے جب نبوت و رسالت کے بعد اصلاح و تبلیغ کی کوشش کی تو کافر و مشرک یہود و نصاری بحث و مباحثہ ہی کیا کرتے تھے کہ تم تو اُمی ہو کیا خدا کو تمہارے سوا کوئی پڑھا لکھا بااثر دولت مند اور رتبہ والا نہیں ملا جو تم جیسے اُمی یتیم اور نادار کو نبی بنادیا؟ اگر ایسا ہے تو تم ہمارے لئے عرب میں ندیاں بہادو' مکہ کی پہاڑیوں کو سونے کے بنادو ہمارے لئے عیش و عشرت کے اسباب پیدا کردو' یہاں تک کہ ایسا تقاضہ کیا کہ چاند کے دو ٹکڑے کرو تو ہم مانیں گے مگر جب حضورﷺ نے چاند کے ٹکڑے کردے تو بھی نہیں مانے۔ اللہ نے حضورﷺ سے کہا کہ اگر یہ اتنے ہی باکمال ہیں تو کہیں کہ قرآن جیسی ایک آیت بنا کرلائیں' نہیں بنا سکے مگر بحث و مباحث ہی کرتے رہے' جبکہ وہ جانتے تھے کہ قرآن کے کلام اور بیان بلیغ اور صاف ہیں' ایسا کلام و بیان انہوں نے اس سے پہلے نہیں سنا تھا جبکہ وہ دوسری قوموں کو عجمی یعنی گونگے سمجھتے تھے,ان کے ایسا سمجھنے کی یہ وجہ تھی کہ اس وقت فارسی رومی و یونانی یا عبرانی زبانوں میں ایسی لطافت اور بلاغت نہیں تھی جو عربی میں تھی' یہی وجہ بنی عربی میں اللہ نے کلام نازل کیا۔ مہدیٔ موعودؑ نے حتی المقدور بحث مباحث سے پرہیز کیا' قولاً و عملاً قرآن و سنت رسولﷺ کو پیش کیا علماء سو نہیں مانے کہنے لگے کہ آپ ہر بات کو قرآن کی دلیل پر پیش کردیتے ہیں جس کا ہمیں کم علم ہے ہم سے روایات اور احادیث پر بحث مباحثہ مناظرہ کریں' آپ علیہ السلا منے فرمایا کہ احادیث میں سقم پیدا کردئے گئے ہیں جنہیں حق اور ناحق سے الگ کرنا ممکن نہیں اس لئے قرآن اور سنت رسول ہی حجت اور دلیل ہے اور قرآن سے اپنے دعوی مہدی ہونے کے دلایل دئے اور قرآن کے بیانوں سے خود کا حق اور خلیفۃ اللہ ہونا ثابت کیا

علمائے سُو مانے نہیں۔ان میں جو علمائے حق نے نہ مباحثہ کیا نہ دلایل مانگے دیکھا کہ آپ علیہ السلام کے اعمال احوال حضور ﷺ کے بیان کردہ حقایق کے مطابق ہیں لہٰذا تصدیق کر لی اور عوام نے دیکھا علمائے سُو ناحق ضد پر اڑے ہیں تو جوق در جوق آپؑ کی تصدیق کر لی اور سفر و ہجرت میں ساتھ ہو لئے۔ بحث و مباحث میں اکثر ضد ہٹ دھرمی بے کار کی تو تو میں میں اور غیر ضروری تکرار ہوتی ہے، جس کا کوئی حل نہیں نکلتا جو خود کو عالم سمجھتے ہیں اگر انہیں احساس ہو کہ غلطی پر ہیں تو نہیں مانتے اس لئے کے لوگوں میں ان کی عزت اور وقار کا مسلہ ہوتا ہے۔اور اس میں شدت جب ہو جاتی ہے کہ جب ان میں کے چند کوئی گروہ یا جماعت مدرسہ خانقاہ پیری مریدی مسند نشینی خود ساختہ اہل علم وارشادی سے وابستہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی تحقیر کے ڈر سے حق کو قبول نہیں کرتے' اور من گھڑت باتیں اور احوال کو ہی وہ دین و ایمان سمجھ بیٹھتے ہیں۔

لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ صحابہؓ کے دور کے بعد بے شمار مفسر محدث پیدا ہوے جنھوں نے اس میں بحث و مباحث کئے ہیں لیکن ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جلیل القدر صحابہؓ سے بہت کم احادیث بیان ہوئی ہیں عشرہ مبشر سے تو نہیں کے برابر احادیث کا بیان ہوا ہے۔جبکہ وہ نبوت کے ابتدائی دور سے حضور ﷺ سے وابستہ رہے ہیں سفر حضر ہجرت معرکے مقابلے میں شامل ہونے والے صحابہؓ کی ایک فہرست ہے ان سے کم احادیث بیان ہیں' جبکہ آج دین اسلام کا سارا ڈھانچہ احادیث پر کھڑا کر دیا ہے اس طرح قرآن کو نظر انداز کرنے کی ایک سازش اور کوشش ہوئی ہے اور باقاعدہ ایسے لوگوں نے جماعتیں اور فرقے بنالئے ٰاہل حدیث کے نام سے فرقہ ہے' دیوبندی تبلیغی وہابی اور جماعت اسلامی کے علاوہ بریلوی بھی قرآن اور سنت رسول کو اہمیت کم اپنے عالموں خانقاہوں مدرسوں کے بانیوں جماعت کے سربراہوں کے کہے کو ہی اسلام اور دین مانتے ہیں۔مہدی موعودؑ کی مخالفت میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے خلیفہ ہونے کے قرآنی ثبوت اور دلایل انہوں نے پیش کئے بلکہ اپنے قول و عمل سے ثابت بھی کیا مگر جنہیں نہیں ماننا تھا نہیں مانے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا کہ ''جو اعمال و احوال حضور ﷺ کے تھے وہ مہدی جونپوری میں اصالتاً پائے جاتے تھے'' معنی اُصولاً سید محمد جونپوری میں اعمال نبی قولاً وفعلاً موجود تھے۔رسول ﷺ نے بھی کہا تھا المھدی منی یقفو اثری و لا یخطی مہدی مجھ سے ہے (عترت فاطمہ سے) میرے قدم بہ قدم چلے گا خطا نہیں کرے گا۔

موت کا ڈر

دنیا میں پہلے انسان کی موت حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل کی ہے جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا' اور بعد میں دفنا بھی دیا تو اسے معلوم تھا کہ موت کی حقیقت کیا ہے ورنہ وہ نہ دفناتا۔ اس کے بعد سے حیات اور موت کی کشمکش چلتی آئی ہے۔ مگر شروع دن سے ہی انسان خدا کے سامنے جانے یا روبرو ہونے سے ڈرتا آیا ہے' یہی وجہ تھی کہ ہابیل کے قتل کے بعد قابیل بھاگ کھڑا ہوا اور آدمؑ نے سے بد عا دی تھی۔ اس کے بعد قابیل کو شیطان نے بہکا کر اسے آتش پرستی پر آمادہ کر لیا' یعنی خود شیطان کی پرستش کروائی کیونکہ شیطان آگ سے بنا تھا۔ اس طرح انسان ہمیشہ موت سے ڈرتا آیا ہے تا کہ اسے خالق کے سامنے جواب دینا نہ پڑے۔ کبھی اپنے مردے کو دفنا دیا' کبھی آگ میں جلا دیا' کبھی پرندوں کو نوچ کھانے کے لئے چھوڑ دیا' کبھی تابوت میں دفن کر دیا کہ محفوظ ہو جائے۔ آج بھی یہ تمام طریقے رائج ہیں' پارسی اپنی مردوں کو مردار خود گدھوں کو نوچ کھانے کے لئے مینارہ خاموش پر چھوڑ آتے ہیں۔ ہندو جلا دیتے ہیں' مصر کی خبطی قوم جن میں فرعون پیدا ہوئے' وہ مردوں کو کبھی تابوت میں کبھی کھلے میں حنوط Mummy کر کے رکھ دیا کرتی تھیں' رومی و یونانی ستارہ پرست مصریوں کی طرح تابوت بند دفن کرتے تھے' جب عیسائیوں نے یہودیوں کے بغض میں روم اور یونان کو اپنا مرکز بنایا تو وہ بھی اپنے مردوں کو تابوت بند کرنے لگے' بودھ دھرم میں ایک فرقہ ہے جو تبت میں اپنے مردوں کو پہاڑی پر لے جا کر جسم کے اعضا جیسے دل دماغ معدہ انتڑیاں کلیجہ وغیرہ نکال کر جس کے ٹکڑوں کے ساتھ مردار خود گدھوں کے حوالے کرتا ہے اور بودھوں میں کچھ لوگ اپنے مردوں کو تابوت بند کر کے گھر کے زیر زمین تہہ خانے میں رکھ لیتے ہیں' انڈونیشا میں ایک قوم اپنے مردوں کو سجا کر تابوت یا کپڑے میں لپیٹ کر اپنے گھروں میں رکھ لیتے ہیں اور ہر سال ایک دن تہوار میں انہیں نکال کر صفائی کر کے نئے کپڑے پہنا کر سجا کر دوبارہ گھروں میں رکھ لیتے ہیں' چین میں ملحد اپنے مردے جلا دیتے ہیں اور کچھ ایک قبیلے میں رواج ہے کہ مردے کو بکسے میں ڈال کر پہاڑ کی چوٹی سے رسیوں سے لٹکا دیتے ہیں مصر میں لاشوں کو جسم کے اعضا نکال کر حنوط کرنے کا پرانا رواج تھا' یہ رواج ساوتھ امریکی قبایل میں بھی ہے۔ لاشوں کو جلانے میں ملحدین بھی ہیں جو جلا کر اس مردیکی کچھ راکھ مرتبان میں ڈال کر گھر میں رکھ لیتے ہیں ہندو مردے جلا کر راکھ ندی میں بہا دیتے ہیں اور کچھ سالم مردہ ندی میں بہا دیتے ہیں اور کچھ دفناتے بھی ہیں ہندوں میں ایک طبقہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پاوں مروڑ کر بٹھا دیتا ہے اور بیٹھے ہی دفن کرتا ہے' مسلمانوں میں ہر فرقہ اور طبقہ میں مردے دفنانے کا طریقہ ہے۔ یہ تمام جو طریقہ ہیں ان

میں مسلمانوں کے سوائے سبھی اس بات سے ڈرے ہوتے ہیں کہ مالک یا خالق کے آگے جواب دہی نہ ہو حالانکہ وہ بتاتے نہیں اسے ایک رسم کے طور پر ادا کرتے ہیں لیکن انسان کے لاشعور کا وہ خوف ہے جو انہیں ستاتا ہے کہ جواب نہ دینا پڑے اگر جسم ہی باقی نہیں رہے گا تو سوال جواب کس سے ہوگا۔صرف موحدوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ جان ڈالی جائے گی اور ثواب وعذاب ہوگا۔مسلمانوں میں صرف مہدویہ کا عقیدہ ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہونے کی وجہ سے دیدار ہوسکتا ہے بشرطیکہ انسان اس مقام اور کمال کو پہنچے کہ وہ سر کی آنکھوں سے دیدار کا مستحق ہو۔اس عقیدے سے انسان میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ جو خدا ہر جگہ موجود ہو وہ ہمیں حشر میں کہا چھوڑے گا ہمارے گناہوں کا حساب ضرور لے گا اس لئے کیوں نہ دنیا میں اس کے حوالے ہو جائیں۔

خالق کو جوابدہی اور موت کا ڈر انسان کو بت پرستی وکفر کی طرف بھی لے جاتا ہے' دنیا میں ملحدین Aethist یعنی لا مذہب بھی تو ہیں کیوں نہیں مشرک اور کافران جیسے بن جاتے ؟ دراصل انسان میں عقل فہم اور تجدیدی صلاحیت تو ہوتی ہے مگر احساس کمتری بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے' انسان میں خود کی بے بضاعتی ناپاسی کا قوی احساس ہوتا ہے' اور اپنے اندر کا بے یقین ہونا جیسے میں نے جو کیا ٹھیک کیا یا نہیں ہے؟ وہ خود کو نامکمل ہمیشہ محسوس کرتا آیا ہے' دنیا کے انسان حکمران بادشاہ محقق مجدد سانیس داں سب کچھ کر گزرتے ہیں مگر کہیں نہ کہیں ان کے اندر ایک خلاء اور کمی کا احساس رہتا ہے' یہی احساس انہیں خالق و مالک اور معبود کے آگے جھکنے پر مجبور کرتا ہے' اس کی سب سے بڑی وجہ موت کا احساس اور ڈر ہے کہ مجھے ایک دن مرنا ہے' اور موت کہیں بھی کسی وقت بھی آسکتی ہے۔موت کے ڈر نے انسان کو مجبور کر رکھا ہے کہ وہ معبود کو تلاش کرے' ایسے میں کم عقل اور کم ذہن لوگ طاقت قوت کے تو کبھی پتھر پیڑ مٹی ندی نالے کو دیکھ کر جھک جاتے ہیں اور جو دانا و بینا ہوتے ہیں وہ حقیقی مالک اور معبود کی تلاش کرتے ہیں۔اکثر دیکھا جاسکتا ہے کہ حقیقی مالک کی تلاش کرنے والے خاموشی سے اپنی منزل تلاش کر لیتے ہیں اور مشرک شور وغوغا ناچ گانا ڈھول تاشے اُچھل کود میں اس لئے لگ جاتے ہیں کہ وہ ان غیر حقیقی معبودوں کو خوش کرسکیں' وہ اپنے ڈر اور خوف کو دبانا چھپانا چاہتے ہیں' وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے یہ بے جان مجسمے متحرک ہو جائیں گے۔موحد قومیں جانتی ہیں کہ ایک دن مرنا ہے اور جواب دہی ہونی ہے اس لئے وہ خاموشی سے اپنے محاسبہ میں لگے رہتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ ''جس نے خود کو پہچانا' اُس نے رب کو پہچانا'' اس کے معنی ہیں جس نے اپنی کم مائیگی حقارت اور حقیقت کا اعتراف کرلیا وہی رب العالمین کا اعتراف کرے گا' اس کی عظمت قدرت طاقت کو پہچانے گا کہ یہ آسمان بے سہارا کیسے کھڑا ہے یہ برسات

کیوں اور کیسے کس لئے ہوتی ہے یہ دن اور رات کس لئے بدلتے ہیں ان سب کا نظام کوئی تو چلاتا ہے؟۔اس طرح جب انسان ناکامی بھی محسوس کرتا ہے تو وہ موت کو ہی گلے لگاتا ہے۔ایک موحد جانتا ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا وہی معبود ہوسکتا ہے وہ اسی کے آگے جھکتا ہے، جبکہ مشرک کا ذہنی تضاد اُسے ہر اُس شے اور طاقت کے سامنے جھکنے پر مجبور کرتا ہے جو اسے ڈرائے یا ڈراونی سی لگے لٰہذا دنیا میں جتنے بت پرست ہیں ان کے معبود کریہہ اور ڈراونے ہی ہوتے ہیں۔انسان کے لاشعور کا ڈر جب اسے ورطہ حیرت میں ڈالدیتا ہے تو وہ کہیں بھی کسی کے آگے بھی جھک جاتا ہے اسی لئے قرآن غور وفکر فہم وادراک کی دعوت دیتا ہے تاکہ مالک حقیقی کو پہچانیں۔جو شیوالے بت کدے مندر کسی زمانے میں انسان کے معبود سمجھے جاتے تھے وہ آج ویران پڑے ہیں لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے کہ وہ خود ویران ہیں ہمارا کیا بھلا کریں گے؟۔

طلب دیدار یا دیدار کا ہونا اللہ کی مرضی پر ہے۔حضورﷺ کو معراج میں دیدار ہوا اور آپ ﷺ نے دعوت دیدار کا آغاز اللہ کے حکم سے کر دیا جس کا بیان سورہ یوسف کی ۱۰۸ ویں آیت میں ہے مگر اس کی تعلیم اور تربیت بعد میں خلیفۃ اللہ مہدی کے ذریعہ دی گئی ۔سوال یہ ہے کہ وہ صحابہؓ رسول جنہیں قطعی جنتی ہونے کا مژدہ رسول نبی کریم ﷺ نے سنایا تھا یا ایسے اور صحابہؓ جو معرفت الٰہی میں یکتا تھے کیا وہ اس بصیرت یا دیدار کی حقیقت سے واقف تھے؟ یہ امر غور طلب ہے۔حالانکہ کسی بھی صحابی رسولؐ سے ایسا کوئی بیان نہیں ہے لیکن آثار وشواہد کچھ اور بیان کرتے ہیں کہ آخر کس بنا پر ان صحابہؓ کو قطعی جنتی قرار دیا گیا؟ بغیر معاملہ حشر کے بغیر حساب کتاب کے جنت کا مژدہ سنائے جانے کی کچھ تو حقیقت ہے؟ لگتا تو یوں ہے کہ انہیں رسول مقبول ﷺ نے کچھ ایسی حقیقتوں سے واقف کرایا تھا جو مخفی اور عالم غیب سے متعلق تھیں۔ورنہ سوائے انبیاء مرسلین کے کسی صحابیؓ یا حواری کو ایسی خوشخبری نہ پہلے ملی ہے نہ بعد میں ہے۔اس کے علاوہ حضور ﷺ کے اور بھی بہتر صحابہؓ صاحب کمال تھے پھر یہ دس ہی کیوں؟ حضرت عیسیٰؑ کے بارہ حواری تھے۔عشرہ مبشر کے بارے میں مشہور ہے کہ ابتدائے نبوت سے یہ حضور ﷺ کے جانثار رہے۔ابو بکرؓ۔عمرؓ۔عثمانؓ۔علیؓ۔طلحہؓ۔زبیر بن عوامؓ۔ابوعبیدہ بن جراحؓ۔عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔سعد بن ابی وقاصؓ۔سیعد ابن زیادؓ۔ یہ وہ صحابہؓ ہیں جو قبول اسلام ہجرت حدیبیہ اور دیگر معاملات میں سب سے اول ہوا کرتے تھے۔اور ان صحابہؓ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کے اتنے قریب اور مخصوص ہونے کے باوجود ان سے احادیث بیان نہیں ہوئی ہیں اگر بیان ہیں تو بہت کم بیان ہیں یعنی انہوں اس ضمن میں خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔جبکہ ابو ہریرہؓ ابو ذر غفاریؓ جسے جید صحابہؓ اور

دوسرے اصحاب رسولؐ سے بے شمار احادیث بیان ہیں۔آخر ان کے احادیث نہ بیان کرنے کی کیا وجہ ہے؟اس بات کو حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں سمجھا جاسکتا ہے کہ فرمایا''میں نے حضورؐ سے دو علم حاصل کئے'ایک کو میں نے بتادیا اگر دوسرے کا اظہار کروں تو میرا گلا کٹ جائے گا''۔حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ نے مدینہ میں بعد ہجرت اسلام قبول کیا اور اصحاب صفہ میں تھے۔حضورﷺ اور ان صحابہؓ کا مقطعات کی وضاحت میں خاموشی اختیار کرنا لیلۃ القدر کو بتا کر بھلانا 'اویس قرنیؓ سے اُمت کے لئے دعا کروانا'روم و یونان کی فتح کی پیش گوئی کرنا'ہند سے ٹھنڈی ہوا کا آنا'غزوہ ہند کا حضرؐ کے بعد ہونا ایسی کئی حقیقتیں ہیں جو علم غیب کی باتوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں'۔اگر دیکھا جائے تو اگلے انبیا کے کچھ اصحاب کے ساتھ کچھ خاص معاملات ہوئے ہیں حضرت عیسیٰؑ کے دنیا سے آسمانوں پر اُٹھالئے جانے کے بعد آپؑ نے اپنے حواریوں سے آکر ملاقات کی تھی'اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے کلام کرانے طور پر بنی اسرائیل کے ستر افراد کو لے گئے تھے'اور یہ افراد کوئی عام لوگ تو نہیں ہونگے۔اصحاب کہف سات ہی کیوں جو تین سو برس سوتے رہے اور بھی تو اس وقت ایمان والے ہونگے ؟۔کچھ معاملات اللہ تعالی خاص لوگوں سے ظاہر کرواتا ہے'جس کی کوئی عام حقیقت لوگوں کو معلوم نہیں ہوتی۔مہدیٔ موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ''دانستاً ایمان گفتاً کفر''۔

دیدار کی بات یہ ہے کہ ہر کوئی تو طلب دیدار کا متحمل نہیں ہوسکتا؟انسان کو احساس رہتا ہے کہ اسکے گناہ کیا ہیں اللہ کی حکم عدولی کیا اس نے کی ہے'اس کی بدعملیاں کیا ہیں'اس میں تقوی توکل ہے کہ نہیں'اپنی عبادتوں اور ریاضتوں کی حقیقت کا ہر انسان کو اندازہ ہوتا ہے اس طرح ہر کوئی طلب دیدار کی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوسکتا ۔جب اللہ کا دیدار دنیا میں ہوسکتا ہے تو نبی کریمﷺ کو معراج میں بلا کر دیدار کرانا کیا معنی؟اس کی ایک وجہ ہوسکتی ہے کہ یہ ظاہر بات ہے کہ انسان کتنا ہی متقی پرہیز گار کیوں نہ ہو وہ اللہ کی قدرت کا احاطہ نہیں کرسکتا چاہے سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہی کیوں نہ ہو؟اسی لئے اللہ نے بصیرت کی بات کی ہے نظر کی نہیں حالانکہ بصیرت کے معنی بینائی اور نظر ہی ہے'حضورﷺ نے بھی یہی بتایا کہ اللہ تو نور ہے میں نے اُس نور کو دیکھا۔مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ایک تنکہ دیدار بھی دیدار ہی ہے۔تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی صادق و امین متوکل و متقی کو رتی بھر دیدار ہو بھی گیا تو وہ دیدار ہی ہے'یہی بات اللہ کہتا ہے کہ''تم دنیا میں گھومتے پھرتے ہو اور اللہ کی نشانیوں میں غور کیوں نہیں کرتے''اور یہ بھی کہا کہ''جو دنیا میں اندھا وہ آخرت میں اندھا''اور مہدی موعودؑ نے فرمایا''ہر شخص خدا کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں''۔رسول نبی کریم ﷺ کا معاملہ الگ ہے اس لئے انہیں تمام کائنات کی سیر کرائی جنت جہنم ملا یکہ انبیا سبھی دکھائے'اور دیدار کس طرح

ہوا کیسے ہوا کتنا ہوا ہم نہیں جانتے۔البتہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی کیاتم اس سے اس بات پر جھگڑتے ہو کہ جسے وہ آنکھوں سے دیکھتا ہے؟۔آیت الکرسی میں اللہ کا خالق ہونا ہمیشہ زندہ ہونا قایم ہونا اور اس کی عرش وکرسی یعنی اس کی عظمت کا تمام کاینات کو ڈھانکے رہنا جیسی کچھ حقیقتیں ہیں جو دیدار کے معنی ومطلب کو سمجھنے میں مددگار ہیں۔اور اللہ کا یہ کہنا کہ "تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے"۔

انسان کی زندگی میں اُتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں' کبھی خوشحالی اور فراغت تو کبھی تنگی اور پریشانی ' کچھ حوصلہ ہار جاتے ہیں کچھ حالات کا مقابلہ کرتے ہیں کچھ دگرگوں ہوجاتے ہیں۔اس حالت یا پروسس سے ہر انسان گزرتا ہے اس میں خدا کو ماننے والے نہیں ماننے والے موحد کافر مشرک کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔سوال ہے مستقل مزاجی کا کہ انسان حق کے ساتھ کتنا رہتا ہے اور کتنا ناحق کے۔کافر ومشرک کی بات نہیں کبھی کبھی خدا پرستوں کو بھی ڈگمگاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے' یہی ہے انسان کی آزمایش جس میں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں وہ بھی ایمان کے حدود سے باہر ہوجاتے ہیں' مگر ہر کوئی خود کو مسلمان ہی مان کر چلتا ہے' مسلمان ہونا انسانی معاشرت میں خدا کے نام لیوا ہونا ہے مگر مومن متقی پرہیز گار ہونا دنیا کے ساتھ دین کے لئے ہے' کہ پہلا شخص زندگی گزار لیتا ہے جبکہ دوسرا شخص زندگی کے ساتھ بندگی بھی کررہا ہوتا ہے اسی توازن کو ایمان کہتے ہیں۔مہدیؑ موعودؑ خلیفۃ اللہ نے مصدقوں کو دنیا یعنی کسب اور دین یعنی ترک دنیا دونوں کی تعلیم دی جو جس راہ کا ہوا انتخاب کرلے مگر سنت رسول کی بنیاد پر۔ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دوسرے فرقوں اور گروہوں میں عالم فاضل دین دار دنیا دار خانقاہ والے مدرسوں والے سبھی ایک کشتی میں سوار ہیں حصول دنیا' ان کے لئے دین محض عقبی کے لئے ہے اور دنیا تو دنیا ہے جب تک زندہ ہیں جو کرنا ہے کرلوں' معافی مانگ لیں گے' کبھی حج پر جاکر کبھی حوض کوثر پر نبی کی شفاعت میں کبھی معلومات نہ ہونے کے بہانے کبھی عالم ہونے کے اعزاز میں اگر تھوڑی بہت سزا رہے تو بس بطور مسلمان یوں ہی سی ہوگی' مگر یہ بس یوں ہی سی اتنی بھیانک ہوگی کہ دنیا میں واپس آکر اعمال نیک کرنے کی دعا کرنے لگیں گے مگر گلو خلاصی ممکن نہ ہوگی۔اور مہدویوں میں آج کچھ کا سب ترک دنیا کی راہ اختیار کرنے فکر میں ہیں اور ترک دنیا طلب متاع دنیا اور نشاط حیات کے لے کسب میں مبتلا ہیں اس تیقن کے ساتھ کے مسند ومنصب انہیں بچالیگا۔

جب اللہ تعالی نے آدمؑ وحواؑ کو اُس درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا تو شیطان اُن کے پاس آیا وہ جانتا تھا کہ آدمؑ میں ہمیشہ زندہ رہنے اور فرشتہ بن جانے کی خواہش ہے اس نے اسی خواہش یا کمزوری کا فایدہ اُٹھایا

کہا وَ قَالَ نَھٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اِلَّآ اَنْ تکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْتَکُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ اوروہ بولا تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ سے جنت میں رہنے لگو۔اعراف آیت ۲۰۔اور آدمؑ اس کے فریب میں آ گئے۔اوروہ اناج کھالیا کھاتے ہی وہ برہنہ ہو گے شرمندگی سے پتوں سے خود کو چھپانے لگے۔مگر آیت ۲۶ میں اللہ نے ایک غیر معمولی بات کہی ہے یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْ اٰتِکُمْ وَرِیْشًا , وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی , ذٰلِکَ خَیْرٌ , ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۔۲۶اعراف۔اے اولا د آدمؑ ہم نے تم پر اُتارا لباس جو ڈھانکے تمہارے ستر (جسم) کو اور (موجب) زینت ہو اور پرہیز گاری کا لباس سب سے بہتر ہے اور یہ (لباس) اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ یہاں زاویہ یہ کہ جسم کے لباس کی بات کرنے کے بعد تقوی کے لباس کے کیا معنی؟اس کا مطلب جو تقوی اور توکل اختیار کرے گا وہ ظاہر ہے بدی اور گناہ کا ارادہ نہیں کرے گا۔لیکن یہاں جو آدمؑ کا واقعہ بیان ہے اس میں لباس کے اترنے بر ہنہ ہونے کی بات ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقوی اور توکل سے انسان کے دل دماغ ظاہر و باطن پر ایک روحانی غلاف چڑھ جاتا ہے جس سے اس کے تمام عیوب سے مدافعت ہوتی رہتی ہے وہ معاصی و گناہوں سے بچار ہتا ہے۔

لپیٹی !

یہ لفظ مہدویہ قلمی نسخوں میں دیکھنے کو ملا' بہت عرصہ تک معلوم نہ ہوسکا یہ ہے کیا؟ ہمارے ایک عزیز سے اس پر گفتگو ہوئی انہوں نے بتایا کہ کچھ بزرگوں کو کوئی بات ان کے علم میں آتی یا منکشف ہوتی تو وہ ایک کپڑے پر خاص قسم کی دوات یا سیاہی سے لکھ لیتے بعد میں اس کپڑے کو لپیٹ کر محفوظ کر لیتے۔ایسا دوسری قوموں میں لکھی ہوئی چیزیں پتوں اور چمڑے پر لکھی ہوئی ملی ہیں جنہیں ایک جگہ جمع کر کے باندھ کر رکھ لیا جاتا اور اسے مقدس سمجھا جاتا ۔تاریخ میں ایک ایسا نوشتہ لکھا ہوا ملا جو ایک چروا ہے کو بحیر مردار Dead Sea ارض فلسطین میں ۱۹۴۶ یا ۱۹۵۶ میں ملا تھا جس میں توریت کے کچھ باقیات لکھے تھے' مگر اس کا کچھ حصہ ہی تھا مکمل نہیں۔ہندوؤں میں اور بودھ دھرم میں ایسے لکھی ہوئی بہت چیزیں ہوتی ہے جو پتوں میں لکھی ہوں انہیں آگے پیچھے ایک لکڑی کے پتلی سی تختی سے دھاگوں سے باندھ کر رکھا جاتا ہے' ہندو دھرم کے تمام وید شاستر انہیں اسکرال میں قلمبند ہیں' بلکہ بودھ تو آج بھی ایسے ہی لکھ کر کچھ باتیں رکھتے ہیں' جنہیں وہ متبرک ومقدس مانتے ہیں۔لوگوں میں ایسی چیزوں کو مقدس ومتبرک ماننے کا ایک چلن سا ہے' درحقیقت صحایف انبیاء اور صحایف نزول کے سوا اسلام میں کچھ بھی متبرک ومقدس نہیں ہے۔چونکہ پہلے

زمانے میں کاغذ دستیاب نہیں تھا تو پتوں چھالوں پر لکھنے کا رواج تھا' کاغذ پہلے مصری اور چینی قوم نے بنایا وہ صرف مخصوص اور محدود لوگوں کو ملتا تھا بہت بعد میں چین میں کاغذ کا عام چلن ہوا۔ آہستہ آہستہ عام لوگوں تک پہنچا' 10&9 صدی عیسوی میں کاغذ کا چلن عام ہوگیا یعنی نزول قرآن کے تین سو برس بعد اس سے پہلے قول و بیان ایسے ہی محفوظ کے جاتے' اسلام کے وقت کاغذ کا چلن ہوگیا مگر محدود طبقے تک کاغذ دستیاب تھا۔ بحیثیت کتاب قرآن مجید چار نسخے لکھے گے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اسلام چین تک پھیل چکا تھا وہاں سے کاغذ کا ملنا ہوا ہوگا۔ کچھ لوگ اپنی اپنی مذہبی کتابوں کو پہلی کاغذ کی کتاب مانتے ہیں مگر اس کے ٹھوس ثبوت نہیں مگر قرآن حضورﷺ کے بعد حضرت عثمان کے دور میں چار کتابیں لکھ کر چاروں اطراف کے مسلم مما لک میں بھیجا گیا' تا کہ قرآن کے کلام و بیان میں غلطی نہ ہو۔ اسکرال یا لپیٹی کی بس اتنی حقیقت ہے اگر کسی بزرگ نے اپنا کوئی حال یا کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ایسا لکھ کر رکھا بھی ہے تو وہ ان کا اپنا ذاتی تجربہ ہے نہ کہ اسے دین وایمان سمجھا جائے گا۔ اسے یوں بھی سمجھا جائے کہ یہ اُن کی خاص نوٹ بک یا ڈائری ہوا کرتی تا کہ کچھ بھول نہ جائیں۔ پہلے قرآن بحیثیت کتاب کے مذہبی خانقاہوں' عالموں 'حکمرانوں کو ہی دستیاب تھا' مہدی موعودؑ کے وقتوں میں بھی یہی حال تھا بعد میں کاغذ وافر مقدار میں بننے لگا تو کتابوں کا چلن عام ہوگیا' اور قرآن کے نسخے بھی بنائے جانے لگے' ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلم حکمرانوں اور مغلیہ دور میں بھی کتابیں عام نہیں تھیں چیدہ چیدہ لوگ ہی اس کا استعمال کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے ہمیں کسی بھول بھلیاں میں بھٹکنے کے بجائے ایک مثبت حکم نامہ قرآن دیا ہے اور اس پر عمل کا طریقہ نبی کریمﷺ کو بتا دیا اور اس کا بیان یعنی اس پر عمل کی تعلیم مہدی موعودؑ کے ذریعہ دے دی اب ہمیں کسی بھی انسان کی نئی جدت یا بدعت کی ضرورت نہیں نہ مدرسہ و خانقاہ میں سر کھپانے کی ضرورت ہے۔ جتنا قرآن نے بتایا اس پر عمل کرلیا تو دین وایمان مکمل ہے لوگوں سے تو تو میں میں کرنے مقابلے کرنے ہاتھی کرنے کی ضرورت نہیں اصلاح کے لئے قرآن وسنت کی بنیاد پر کچھ بتایا اگر لوگوں نے نہیں مانا تو وہ ان کا اپنا معاملہ ہے مانیں یا نا مانیں' کوئی کچھ کھانا نہیں چاہتا تو زبردستی منہ میں ٹھونسیں گے تو ظاہر ہے وہ الٹی ہی کریگا ماحول کو پراگندہ ہی کرے گا۔ بہتر ہے اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ دی جائے' یہی بات اللہ نے کہی ہے کہ " پیغام پہنچانے کی ذمہ داری اللہ کے رسولؐ پر ہے ماننا نہ ماننا بندوں کی ذمہ داری ہے"۔ اور لپیٹی اس طرح منفرد یادداشت کے اوراق کی طرح ہے اس سے زیادہ ان کی حقیقت نہیں۔ ان باتوں کو ہی دین ایمان سمجھ لینا فاش غلطی ہے دین ایمان سنت رسول اور قرآن کے سوا کچھ بھی نہیں۔

تصوف کے طریقوں اعمال اور لیپٹی جیسی چیزوں میں جب بندہ مبتلاء ہو جاتا ہے تو اسے اپنی عبادتوں ریاضتوں اعمال ذکرواذکار پر زیادہ بھروسہ ہو جاتا ہے بلکہ ایک طرح سے گھمنڈ ہو جاتا ہے کہ میں بہت کچھ جانتا ہوں مجھے بہت کچھ معلوم ہے اس طرح وہ قرآن کے احکام اعمال پر اطاعت و بندگی کرنے کے بجایائے اپنے وضع کردہ اُصولوں کے حصار کا غلام ہو جاتا ہے۔ایسا ہندؤں میں ہے کہ اس بت کی بھی پوجا کر کی اس بت کو بھی ماتھا ٹیک دیا کسی بت کو دولت مانگنے کے لے' اپنالیا کسی کو علم کے اپنایا' کسی کو جادو ٹونے کے لئے' استعمال کرلیا' خدا ایک رسول ایک قرآن ایک سنت ایک' بات ختم' اطراف ادھر ادھر منہ مارنے کی کیا ضرورت ہے اگر اس کے بعد اللہ کی قربت اور معرفت درکار ہے تو خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ کا طریقہ اختیارر کرلیا۔کیا انسان دنیا کے ہر اچھے علم کو حاصل کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ اگر ایسا زندگی بھر کرتا رہیگا تو پھر عبادت کا حق کب ادا کریگا' اور ضرورت بھی کیا قرآن تو مینارہ نور ہے کونسی بات ہے جس پر قرآن اپنی روشنی نہیں ڈالتا؟ تھوڑا تبلیغی ہو گے تھوڑا اہل حدیث ہو گے تھوڑا صوفی بن گئے کیا تماشہ ہے یہ؟۔اللہ نے بندہ بنے رہنے کو کہا اور ہم پتہ نہیں کیا کیا بنا چاہتے ہیں۔ہم فرشتہ بن کر پرواز تو نہیں کر سکتے' انسان اور بندہ بنے رہنے کے لے گوشش محنت مشقت کرنا پڑتا ہے' سب سے آسان ہے شیطان بنا کیونکہ اللہ نے قرآن میں کہا کہ بعض انسان شیطان ہوتے ہیں' یہ نہیں کہا کہ جن اور شیطان ہمیشہ کے لئے' انسان بن جاتے ہیں' بلکہ بعض انسان شیطان ہیں کہا ہے۔

مہدویوں میں بسم اللہ یا تسمیہ خوانی کا رواج !

آج کل مہدویہ میں نام نہاد مجد داور مجتہد پیدا ہو گئے' ہیں وہ بلا تحقیق و دلیل حکم لگا دیتے ہیں کہ یہ صحیح وہ غلط یہ سب کچھ بے دین لوگوں کی صحبت کا نتیجہ ہے اور خود وہ نام نمود یا شہرت میں خود کو بنائے رُکھنا چاہتے ہیں۔اس تناظر میں مہدویوں میں بسم اللہ خوانی یا تسمیہ خوانی کو ایسے لوگ بدعت سنت کے فتوے داغتے نظر آئیں گے۔تسمیہ خوانی کوئی سنت نہیں ہے مگر کچھ اہل اسلام نے اسے روا رکھا ہے جس کا ذکر بہشتی زیور میں تفصیل سے ہے۔جب ہم اپنے طور پر اس طریقہ کے بارے میں دیکھتے ہیں تو ہمیں بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ کی مولود شریف میں ایک مختصر واقعہ ملتا ہے کہ جس میں انہوں نے حضرت مہدی موعودؑ کی بسم اللہ خوانی کا ذکر کیا ہے کہ جس میں حضرت شیخ دانیالؒ اور خواجہ خضرؑ کی موجودگی کا بھی ذکر کیا ہے۔حضرت شاہ عبدالرحمٰن بن حضرت شاہ نظامؓ خلیفہ مہدی موعودؑ کی پیدایش مہدی موعودؑ کے سفر ہجرت میں ہوئی تھی' جب یہ مولود شریف انہوں نے لکھی تو اسکی تفصیل ہمیں نہیں ملتی کہ انہوں نے یہ کب

اور کہاں لکھی مگر انہیں یہ واقعات کیسے لکھے اس کی اسناد کم ہیں ۔اس کے باوجود مسلمانوں میں بچے کو مکتب یا مدرسہ میں داخل کرنے سے پہلے کچھ دعوت کرنے یا شیرینی تقسیم کرنے کا رواج عام طور پر پایا جاتا تھا۔اور اس کے لئے سُورہ فاتحہ کی تلاوت سے ابتداء کرنے سے بہتر کیا بات ہوسکتی تھی ۔کہ اللہ تعالی کی حمد وثنا کے ساتھ تعلیم کا آغاز کیا جائے۔آج اس حقیقت کو ٹوینکل ٹوینکل لٹل اسٹار اور بابا بلاک شیپ پڑھانے والے سمجھ نہیں پائیں گے۔حالانکہ بابا بلیک شیپ میں عیسایوں نے جان بوجھ کر غیر محسوس طریقہ سے حضرت عیسیٰؑ کے حال کو بیان کیا ہے عیسائی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ یا سن آف گاڈ بکریاں چراتے تھے یہی طریقہ ہر قوم کے سرتھوپ دیا گیا۔بات بسم اللہ خوانی کی رہ گئی تو مسلمان مکتب ومدرسہ میں بھیجنے سے پہلے خدا کی حمد وثنا سے آغاز کیا کرتے اور پہلے آج کی طرح اسکول کا رواج نہیں تھا یا بے بی سٹینگ اور نرسری ۔مسلمانوں کے پاس دینی تعلیم خصوصاً قرآن کی تعلیم کی پہلے اہمیت ہوا کرتی تھی۔اس طرح یہ طریقہ مہدویہ کا معاشرتی طریقہ بن گیا۔اس کا جواز ہم عہد نبوی یا سنت رسولؐ یا شرعی اُصول سے ثابت نہیں کرسکتے ۔البتہ کچھ احوال ہیں جو اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جب حضورﷺ کی پیدایش ہوئی تو آٹھ یوم یا دن کے تھے انہیں دائی حلیمہ سعدیہ کے حوالے کیا گیا جو قبیلہ بنو سعد اور ہوازن سے تھیں جو طایف کے قریب آباد تھا ان دنوں عربوں میں رواج تھا کہ نوزائید کو شہر اور آبادی سے دور کھلے اور غیر آباد قبیلوں میں رکھا جاتا تاکہ صحت مند بنیں اور مختلف لسانی وزبانی تہذیب سے آراستہ ہوں۔آپؐ دائی حلیمہ سعدیہ کے پاس دو برس رہے جب واپس مکہ لائے گئے تو ایک تو دائی حلیمہ کچھ اور یوم انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں اور دوسرا یہ کہ مکہ میں طاعون کی وبا بھی پھیلی ہوئی تھی لہذا انہیں واپس دائی حلیمہ کو دیدیا گیا پرورش کے لئے۔اس طرح حضورﷺ ایام طفلی میں دائی حلیمہ کے پاس کل پانچ برس رہے اور انہیں دنوں حضورؐ کے شق الصدر یعنی سینہ چیر کر صاف کرنے کا واقعہ پیش آیا تھا جو تقریباً چار برس کے آس پاس کی عمر کا دور ہے ۔بعد میں حضرت عبدالمطلب کے حوالے انہیں کردیا گیا حضورﷺ کی نبوت اور ہجرت کے بعد آٹھ ۸ سنہ ہجری میں غزوہ حنین کے بعد دائی حلیمہ اور ان کے قبیلے نے اسلام قبول کیا اور نو ۹ ہجری میں مدینہ میں انتقال ہوا۔اس واقعہ میں ہمیں دیکھنا ہے کہ حضورؐ کا سینہ چاک کرنے کا واقعہ تبھی کا لگتا ہے جب آپؐ کی عمر چار برس یا کچھ تھی شاید اسی سے متاثر ہوکر یہ بسم اللہ خوانی کا طریقہ مہدویہ میں شروع ہوا ہو یہ محض ایک قیاس ہے اور مہدی موعودؑ کی بسم اللہ کا ذکر میاں شاہ عبدالرحمٰن کے مولود شریف میں کرنے اور اس میں حضرت خضر اور شیخ دانیال کے ہونے سے اس کی اہمیت بڑھ گئی ۔اور دیکھا جائے تو نہ یہ رسم ہے نہ بدعت کیونکہ دین میں برائی کی شروعات کرنا یا نیا پن لانا بدعت ہے بسم اللہ

خوانی میں ایک کوشش ہے کہ بچہ اللہ کے نام سے اپنی تعلیم کا آغاز کرے۔اس طرح مہدویہ میں ہجرت کا عمل عام طور پر بیان ہوتا ہے جبکہ ہجرت اس واقعہ کو کہتے ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ مکہ میں کفار و مشرکین کے ظلم سے تنگ آ کر مدینہ عازم سفر ہوئے' اور اس سفر کا مقصد تبلیغ دین تھا اور معلوم تھا آپ کو کہ اب مکہ واپس آنا نہیں ہے۔مہدی موعودؑ کو جب جذبہ حق سے افاقہ ہوا تو اصلاح و تبلیغ دین کے لئے جون پور سے سفر اختیار کیا فراہ تک اسے ہجرت کہا جاتا ہے ۔جس میں آپؑ نے اور صحابہؓ نے دنیا کے تمام لوازمات اور عیش و آرام کو اللہ کے لے ترک کر کے راہ خدا میں چل پڑے تھے ۔تاریخ اسلام یں بہت سارے غازی مجاہد علماء صوفیا نے ایسے سفر اختیار کئے ہیں لیکن انہوں نے اسے ہجرت نہیں کہا' مہدی موعودؑ کے سفر کو ہجرت اس لے کہا جائے گا کیونکہ وہ تابع تام رسول اللہ اور خلیفۃ اللہ تھے ان کی اصلاح و تبلیغ دین کے لے کا ملک اور وطن کو خیر باد کہہ دینا ہجرت کہلاتا ہے۔حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے صحابہؓ نے دو مرتبہ حبشہ کو سفر کیا کفار مشرکین کے ظلم سے تنگ آ کر ان دونوں سفر کو اسلام میں ہجرت ہی مانا گیا ہے۔ایسا نہیں کہ حضورؐ کی ہجرت مدینہ کے بعد یہ لفظ عام ہوا ہو' البتہ مہدی موعودؑ کے وصال کے بعد مہدویوں میں **اخراج** کا لفظ عام ہو گیا۔ہجرت لفظ ہجر سے ہے جس کے معنی مفارقت۔جدائی۔علیحدگی۔اور وطن سے دوری۔کو کہتے ہیں اسلام میں حضورؐ کے مدینہ چلے جانے کو ہجرت کہا گیا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ اب مکہ واپس آنا نہیں ہے مدینہ وطن ہو گا۔مہدیؑ موعودؑ کو معلوم نہیں تھا کہ منزل کہاں ہے۔

سیرت نبویؐ کے بیانات کی ترتیب

قرآن سے پہلے کوئی بھی کتاب قصہ کہانیوں کی طرح مسلسل لکھی جاتی تھی' اہل ہنود نے تو باقاعدہ اہل یہود و نصاریٰ کے قصہ کہانیوں کو ہی اپنے دین کا حصہ بنا دیا' اس لئے انہیں صرف اپنی یادداشتوں کو ہی بروے کار لانا پڑا۔جو کچھ بت تراشے وہ وہی خیالی اور دیکھے ہوئے بت تھے جو بابل و نینوا اور ایران میں ان کے بزرگوں کے بنائے ہوئے تھے صرف اتنا کیا کہ اس میں نقش و نگاری کر کے انہیں جاذب نظر بنا دیا۔پارسیوں کی زنداویستا جو مذہبی کتاب ہے وہ بھی کچھ یوں ہی ہے اور یہودیوں کی کتابیں زبور اور توریت کو دیکھیں اس میں بھی ایسا ہی طریقہ ہے ۔حضرت عیسیٰؑ کی کل نبوت کا زمین پر وقفہ 3 تین برس بتایا جاتا ہے اور آپؑ زمین پر کل 30 برس موجود رہے ان میں 12 برس کہاں تھے کسی کو نہیں معلوم یہ بات خود عیسائی کہتے ہیں' اسی دوران انجیل دی گئی معجزات صادر ہوئے' اور مخالفت کے بعد آپؑ کو آسمانوں پر اُٹھا لیا گیا۔سلیمان ندوی اور شبلی نعمانی نے سیرت نبوی میں ان باتوں کا ذکر کیا

ہے۔اب اگر آج کے حالات کا اور جو کتابیں دستیاب ہیں ان کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا کہ قرآن حق اور اللہ کی نازل کردہ صحیفہ ہے حالانکہ دوسری کتابیں جیسے زبور توریت انجیل بھی نازل کردہ کتابیں ہیں جبکہ ان میں انسانی دخل اندازی کو بخوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔یہ باتیں توریت اور انجیل کے ابواب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔Genesis, Exodus, Leviticus, Numbers, Deuternomy یہ سب توریت کا حصہ ہیں جو یہودیوں کا مذہب ہے۔بائبل کی دوسری کتابیں جو عیسائی مذہب کی ہیں اس میں جوابواب ہیں جوشوا۔جڈجس۔کنگ۔کرانکل۔جاب۔سالم۔سانگ آف سالومن۔اسایہ۔جرمیہ۔کورتھین۔سبھی کچھ توریت کے بیانوں سے کچھ زبور سے لئے گئے ہیں۔عیسایوں کی اصل کتاب انجیل بائبل نہیں ہے ان کی کتابیں گوسپل Gospel ہیں مگر وہ کئی مختلف لوگوں نے لکھی ہیں جیسے گوسپل آف میتھیو۔گوسپل اُف یوحنا۔گوسپل آف مارکس۔گوسپل آف لیوک۔گوسپل آف جان۔یہی بائبل ہیں مگر یہاں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ کئی گوسپل یا انجیل ہیں 'معنی ایک بائبل کو کئی لوگوں نے الگ الگ لکھا۔بعد انہیں کے ماننے والے اس میں کمی زیادتی کرتے چلے گئے۔یعنی بائبل لکھنے والے مختلف تھے اس طرح یہ بائبل **انجیل عیسی نہیں** ہے ۔اور عیسایوں کو دعوی بھی نہیں کہ کہ یہ انجیل عیسی یا گوسپل آف عیسی ہے۔اور عیسی کی نبوت کے 3 برس میں انہوں نے جو احکام سنانے تھے سنا دے مگر اتنا ضرور کہا کہ ''میں حضرت موسی کی شریعت کی اتباع کرنے والا ہوں یعنی موسیٰ کا تابع ہوں۔آج جو بائبل ہیں ان کے تقریبًا ستر 70 الگ الگ نسخے ہیں جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے اور عیسایوں کا ہر گروہ اپنی بائبل کو ہی مانتا ہے۔گوسپل جو اصل بائبل یا انجیل عیسی ہے وہ دستیاب نہیں اور نہ اس کا کوئی وجود ہے۔

قرآن نے کتاب لکھنے کا ایک مختلف اور انوکھا فن سب سے پہلے دنیا کو سکھایا وہ تھا مرتب کرنے کا کہ سورتوں الفاظ جملوں کو کس طرح کہاں کیسے مرتب کرنا چاہئے۔ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن کی سورتیں مختلف اوقات میں کبھی پوری سورہ کبھی ایک رکوع کبھی ایک یا دو آیات کی طرح نازل ہویں۔مگر حضورﷺ نے آخری ایام میں حضرت جبرئیل کی مدد سے لوح محفوظ کی ترتیب پر اسے محفوظ کرا دیا۔یہی قرآن کا نرالا انداز ہے جو دخل اندازی کو قبول نہیں کرتا یہ بات قرآن کا ہر حافظ اور قاری جانتا ہے کہ کونسی آیت کہاں ہے۔اور قرآن جیسے جیسے نازل ہوا اُونٹ کی کھال پر پتھر پر کھجور کی پتیوں پر لکھ لیا گیا اور ساتھ ساتھ سینوں میں محفوظ کر دیا۔جب مصحف عثمانی لکھا گیا تو حافظوں سے پہلے اس کی تصحیح کروالی گئی ۔قرآن کا نزول سورتوں کا آگے پیچھے ہونا آیتوں کا مختلف اوقات میں ہونے کی جو روایات ملتی ہیں وہ

اسی حفاظت کی تاید کرتی ہیں ۔جسے آج کے دور میں ایڈیٹنگ کہا جاتا ہے یہ طریقہ قرآن سے پہلے نہیں تھا۔آج کے اخبار کتابیں جریدے جو لکھے جاتے ہیں اس میں ایڈیٹنگ کو بڑا عمل دخل ہے اور اسے سب سے زیادہ ویڈیو اور فلموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔مثلاً فلم کے حصوں یا شاٹ میں ٹکڑے ٹکڑے کیمرے میں قید کرلیا جاتا ہے پھر اسے کہانی کے لحاظ سے ایک سلسلہ وار ترتیب دیا جاتا ہے اس میں میوزک مکالمے اور رنگ بھرے جاتے ہیں اور کہاں اندھیرا اجالا ہونا ہے اسے بھرا جاتا ہے اور جاذب نظر بنایا جاتا ہے۔یہی بات فلموں کے گانوں میں بھی ہوتی ہے کہ کونسے بول کہا کیسے ہونا انہیں ترتیب دیا جاتا ہے پھر مختلف راگ راگنیوں سے اسے پرکھا جاتا ہے پھران تمام ٹکڑوں کو جمع کر کے ایک گیت یا گانا بنایا جاتا ہے۔اور آج سوشیل میڈیا میں اس کا استعمال ویڈیو ایڈیٹنگ میں خوب ہوتا ہے۔یعنی قرآن نے اپنے بعد آنے والے زمانے کی تکنیک کو اس دور میں استعمال کیا قرآن نے ہر علم دنیا کو سکھایا۔حضور ﷺ کے سوانح حیات بعد میں اسی طور پر لکھی گئی۔آرکسٹرا میں دیکھیں ہر سازندہ اپنے وقت پر اپنا ساز بجاتا ہوا نظر آئے گا کیونکہ اسے پہلے سے کاغذ پر نوٹ لکھے ہوئے دئے جاتے ہیں کہ کب کونسے ساز کو آواز دینا ہے کتنی دینا ہے زیادہ یا کم کہا کرنا ہے آواز کو کتنا اونچا اُٹھانا کتنا دھیما کرنا ہے۔اس لئے آرکسٹرا میں بے ہنگم اور بھونڈی آوازیں نہیں ہوتیں سب کچھ ایک لے اور لہر میں چلتا ہے۔یہی بات ہے جس قرآن نے یہ طریقہ سکھایا اسے اس کے قاری ایک لے اور لہر میں ترتیب سے قرآن کی قرآت کرتے ہیں۔دنیا کی کوئی کتاب کو یہ فخر حاصل نہیں کہ وہ حفظ بھی کر لی جاتی ہو اور قرآت میں لحن کے ساتھ پڑھی بھی جاتی ہو۔کبھی دیکھا ہے کہ توریت انجیل یا گیتا اور راماین کو کوئی بغیر دیکھے پڑھے اور لحن میں پڑھ سکے' جبکہ ان کے بیان سلسلہ وار ہے۔اور قرآن مرتب کیا ہوا ہے'اس سے بڑا قرآن کا معجزہ اور کیا ہوسکتا ہے۔قرآن نے قصے بیان کرنے نہیں سکھائے عمل کس طرح کرنا ہے وہ سکھایا اور قانون خداوندی کو جاننے پہچاننے کا طریقہ بتایا' یہی وجہ ہے کہ قرآن کی کئی سورتیں اور آیات ایک دوسرے کی تاید کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔آج قانون Law کے علم میں حوالوں اور ریفرنس کی بڑی اہمیت ہے جس میں سکشن سب سکشن امینڈ منٹ ہوتے ہیں۔یہ تفسیر کے علم جیسا ہے کہ ایک آیت پیش کی اس کا ترجمہ کیا اس کی وضاحت کی اسے مزید حدیث سے پیش کیا اس کے روایتوں حکایتوں سے سمجھانے کی کوشش کی'اس طریقہ کار کو دنیا کی قوموں نے علم قانون میں بخوبی استعمال کیا ہے۔ایسا یہود و نصاری یا اہل ہنود یا دوسری قوموں کی کتابوں میں ممکن نہیں ہے۔وہ ایک مسلسل واقعہ یا قصہ کے طور پر چلتے ہیں۔قرآن ایسا نہیں ہے ایک واقعہ اگر بیان بھی کرتا ہے تو اس واقعہ کی ضرورت اور وجہ بھی بیان کرتا ہے اسی کے اچھائی کی تاںید اور برائی کی

مذمت کرتے ہوئے اللہ اپنے کلام میں حکم لگاتا ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے اس کے بعد بھی غور وخوص کرنے فہم و ادراک کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن نہ شاعری ہے نہ سنگیت مگر ایک ایسا صحیفہ ہے جسے پڑھنے کے لئے اللہ تعالی اس میں منظوم انداز بیان استعمال کیا ہے اور لوگوں کو بھلا لگنے کے لئے اس کی قرآت کی جاتی ہے اس طرح سننے والے اگر زبان عربی سے واقف ہیں تو وہ خدائی احکام کو سن بھی لیتے اور یاد بھی کر لیتے ہیں اسی لئے اسے ایک خاص لحن میں ہی پڑھا جاتا ہے تاکہ لوگ اسے گانا نہ بنالیں اور اس کی ممانعت ہے۔

قرآن میں دشمنان خدا فرعون نمرود اور بدکار قوم لوطؑ کا ذکر کیوں؟ وہ اس لئے کہ بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ کہ گناہ اور برائی غرور وتکبر کیا ہوتا ہے بتایا جانا تھا اسی لئے اصلاح وتبلیغ میں ہر زمانے کے لحاظ سے مثالیں دی گئیں اور آج کے تقاضے اور تمثیل بالکل جدا ہیں اس میں بات کو آسان ور سہل طریق پر سمجھانے کے لئے مثال کوئی ہو وہ صرف اصلاح اور تبلیغ کے لئے ہونی چاہئے۔

اگر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے مراتب اور اور موسیٰ کی شریعت پر عیسیٰؑ کے چلنے کے معاملے کو غور کر لیا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ اور مہدی موعود آخر الزماں کی حقیقت کو آسانی سے سمجھ لیا جاسکتا ہے کہ جس طرح سے انجیل میں توریت کے بیان اس کا حصہ بنے ایسا ہی کچھ تعلیمات مہدی اور دعوی مہدی کی آیات قرآن مہدی کے کلام بیان اور ثبوت کا حصہ ہیں۔ جسے علمائے اسلام نے جاننے کی کوشش نہیں کی اور مہدویہ عالموں رہبروں نے بتانے کی کوشش نہیں کی۔ مہدویہ عالموں کے پاس آپسی رسہ کشی کے لئے ہی وقت نہیں تھا وہ کہاں ان باتوں میں سر کھپاتے۔

مہدویہ تعلیمات میں تقوی توکل ذکر دوام اور ترک متاع دنیا کی ترغیب ہی اس لئے ہے کہ بندے قرآت لحن نمایش دکھاوا بحث مباحث مقابلہ مناظرہ سوال جواب مدرسہ خانقاہ جماعت میں اُلجھنے کے بجائے وہ اعمال اختیار کریں جو حبیب خدا ﷺ کی زندگی کا حصہ تھے یعنی عین سنت رسول ﷺ کی تعلیم جو عمل ہی ہوسکتی ہے۔ یہ دوسروں کی دیکھا دیکھی کے اثرات مہدویہ میں داخل ہوگئے ہیں جو حقیقی اعمال کے بجائے دکھاوا اور خود نمائی ہے۔

انسان سوچتا وہی ہے جو وہ چاہتا ہے

کسی بھی انسان کو اس کی مرضی کے بغیر نہ موحد بنایا جاسکتا ہے نا مشرک۔ انسان وہی بنتا ہے جو وہ چاہتا ہے جو سوچتا ہے اُسی کی کوشش میں نکل پڑتا ہے کوئی مسلمان یا مشرک یا منافق بنتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا

کہ اسے زبردستی بنادیا گیا ہو بلکہ اُس کے اندر پہلے سے وہ عناصر موجود ہوتے ہیں۔ جب کہیں سے اس کی تحریک ملتی ہے تو وہ متحرک ہوجاتا ہے۔ جسے عام زبان میں فطرت کہتے ہیں۔ جو انسان کے خواہشات کا مرصع ہوتی ہیں ایسا نہیں کہ اک بت پرست بت پرستی پر پیدا ہوگیا ہو بلکہ فطری طور پر وہ موجودات و حاضرات کا دلدادہ ہوتا ہے بلکہ وہ کسی اندیکھی غیبی طاقت وقوت کو ماننا جانتا نہیں ہے۔ اُسے سامنے موجود حاضرات وموجودات سے ہی اپنا مدعا بیان کرنا ہوتا ہے، وہ اسی میں خوشی محسوس کرتا ہے جسے ظاہر پرستی کہتے ہیں ایسی لوگ کسی بھی چیز کے تابع ہوجاتے ہیں کسی رشی منی سادھو بابا گرو پیر فقیر مرشد کے ظاہری قد و قال کے تابع ہوجاتے ہیں اور انہیں کو اپنا ملجا و ماوا مان کر ڈھونڈ لیتے ہیں۔ بت کے معنی مورتی۔ مجسمہ۔ چپ۔ خاموش۔ احمق۔ مورک۔ یہ لفظ فارسی سے اردو میں آیا' دراصل گوتم بدھ کے مجسمے افغان ایران کے علاقے میں تھے جہاں تک راجہ اشوک کی حکومت تھی کیونکہ اس نے بودھ دھرم اختیار کرلیا تھا۔ اور گوتم بدھ کی اکثر مورتیاں خاموش بے بس مسکراتی دکھائی گئی ہیں: پہلے جو گوتم بدھ تھا وہ کچھ عرصہ تو بدھ رہا بعد میں یہ لفظ بدھ ''بت'' بن گیا۔ ایسا ماہر لسانیات مانتے ہیں پروفیسر گوپی چند نارنگ کا ایسا ماننا ہے۔ اور جو غیبی طاقت وقوت کے دلدادہ ہوتے ہیں جو موجودات کی حقارت میں تجدید و تحقیق میں محقق یا سائنس دان ہوتے ہیں وہ یقین نہیں کرتے کہ جو سامنے ہے وہ آخر نہیں مزید کچھ اور ہے اسی تلاش میں انہوں نے زمین آسمان سمندر دریا پہاڑ کہکشاں چاند ستارے کھنگال دئے، اور کھنگال رہے ہیں قرآن ایسی ہی کوشش کو بصیرت کہتا ہے اور دعوت دیتا ہے کہ ''تم دنیا میں گھوم پھر کر کیوں نہیں دیکھتے اللہ کی نشانیوں کو''۔ جو مسلمان نماز کے عادی ہوتے ہیں وہ محسوس کرسکتے ہیں کہ تکبیر قیام قومہ جلسہ رکوع میں بندگی واطاعت تو ہوتی ہے مگر اس کی ساری حسیات سمیٹ کرا سکے سامنے تب آتی ہیں جب وہ سجدے میں جاتا ہے اس کی ساری حسیات محسوسات کا مرکز مسجود ومعبود کی طرف مرکوز ومنتقل ہوجاتے ہیں یہ حالت رکوع میں بھی پیدا نہیں ہوتی۔ یہی بات ہے اللہ تعالیٰ نے اطاعت وعبادت میں سب سے پہلے سجدہ کرایا سجدے میں بندے کی مظلومیت حقارت اور کم مایگی کا اظہار ہوتا ہے کہ میں ظالموں میں سے ہوں تو معاف کریں کوئی چیز خود سے حاصل کرسکوں تو اور عطا کر۔ اسلام کے علاوہ صرف یہودیوں میں سجدے کا رواج ہے عیسایوں میں صرف گھٹنے کے بل کھڑے ہوکر عبادت کرنے کا رواج ہے جو ستارہ پرست قوموں کا طریقہ ہے اور عیسایوں کے سامنے عیسیٰ کا یا مریم کا بت ہوتا ہے۔ بہت سی دوسری قوموں میں سجدہ تو نہیں لیکن سجدے کی طرح لمبے لیٹ کر بت کے سامنے گر جانے کا رواج ہے یہ ہندو بودھ قوموں میں ہے۔ سجدہ اپنی بندگی خودی انا کو معبود کے آگے سرنگوں کرنے کی علامت ہے سجدہ

علامت ہے خودسپردگی کا کہ میں مجبور و بےبس ہوں۔انسان کومجبور و بےبس بنائے رکھنے کے لئے نمرودفرعون نے انسان سے سجدہ کرایا' اور صدیوں غلام بنائے رکھا' انسان چاہتا ہے کہ وہ کسی عظیم قوت وطاقت کے آگے جھکے اس کا احساس اور یہ اُس کی چاہت اور خواہش کا حصہ ہوتا ہے۔انسان کے تمام اعضا میں صرف آنکھیں ہیں جو حقیقت آشنا ہوتی ہیں ورنہ جسم کے سارے اعضاء بلا اختیار سجدہ کرتی ہیں جو آنکھیں جھکتی ہیں تو سارا جسم جھک جاتا ہے۔اور آنکھیں تب تک نہیں جھکتیں جب تک وہ حقیقت کا ادراک نہیں کرلیتیں یا اعتراف نہیں کرلیتیں بصیرت کی یہ ابتداء ہے۔جو دیکھا اس کا اعتراف کیا اسے محسوس کیا' جب بصیرت بلوغ کو پہنچتی ہے تو وہیں سے دیدار کا مرحلہ شروع ہوتا ہے سجدہ ظاہری اعتراف ہے بصیرت غیبی اعتراف ہے کہ جو دیکھا وہی حق ہے۔انسان کے محسوسات کو حواس خمسہ کہتے ہیں معنی چھ احساسات سننے بولنے چھونے سونگھنے چکھنے اور دیکھنے کو' ان تمام کا دل ودماغ سے فیصلہ ہوتا ہے کہ کیا چیز ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔اور آنکھوں میں احساس کی زیادہ استطاعت ہوتی ہے۔کیونکہ وہ رنگ روشنی اندھیرا اجالا گہرائی اونچائی وسعت تنگی خوشی مایوسی ہر حالت کیفیت کو دیکھ سکتی ان کا ادراک کرسکتی ہیں' آنکھوں میں نور یا روشنی ہوتی ہے۔

دنیا کی تمام عقایدی و مذہبی کتاب کو یہ اعزاز حاصل نہیں کہ حجت و دلیل سے اپنی بات کو ثابت کرسکے سوائے **قرآن مجید کے** ۔قرآن کی آیات اور احکام اتنے مربوط اور دلیل و حجت سے جڑے ہیں کہ اگر ایک آیت میں اس کا سوال ہے تو دوسری آیت میں اس کا جواب ہوتا ہی ہے۔یہ بات قرآن کے مطالع اور فہم سے ہی معلوم ہوسکتی ہے۔دنیا کی کوئی کتاب اپنے ہی آیات عنوان احکام سے دلیل نہیں دیتی سوائے قرآن کے' جہاں قرآن کی بات سمجھ میں نہیں آتی وہاں قرآن خود سایل اور مسعول ہوتا ہے۔یہ بات قرآن کے مطالع اور غور وفہم سے معلوم ہوتی ہے کہ اتنا بہترین جواب اس سے پہلے ہماری نظروں سے کیوں نہیں گزرا؟ عقل حیران ہوجاتی ہے۔قرآن کو جاننے کے لئے پڑھیں گے تو صرف جان پائیں گے کے خدا اور اس کے احکام کیا ہیں اگر سمجھنے کے لئے پڑھیں گے تو ہر آیت اور حکم میں ایک حیرت اور اچنبا ہوتا ہے۔ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم نے پہلے ایسا کیوں نہیں سوچا' قرآن کو عقل سے سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں قرآن میں خود ایسی آیات ملیں گی کہ خودبخود ہمیں سمجھ میں آجاتا ہے کہ معاملہ کیا ہے۔قرآن کو قصہ کہانی والی کتاب نہیں بلکہ دلیل و حجت پیش کرنے والی کتاب سمجھ کر پڑھا جائے' قرآن میں ضدین ہیں ایک مسلہ قرآن بتاتا ہے تو اس کا حل بھی وہی پیش کرتا ہے۔قرآن خود سوال کرتا ہے خود جواب دیتا ہے' خود مسایل بتاتا ہے خود

حل بھی بتاتا ہےقرآن تمام مسایل اور حالات کے جوابات مسایل شمایل سامنے رکھ کرانسان کوصحیح انتخاب کاحکم دیتا ہے'انسان کواپنے راستے کاتعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

مہدی موعودؑ اوراولیا اللہ

مہدی موعودؑکوخاتم ولایت کہا جاتا ہے'جبکہ اس کی پوری وضاحت **خاتم ولایت محمد یہؐ** ہے۔معنی مہدی موعودؑمحمد الرسول اللہﷺ کی اُس ولایت مخصوصہ کے خاتم تھے جو آپؐ سے منسوب تھی یعنی حضورﷺ کی قربت خداوندی کے وہ اعمال جو آپؐ نے اختیارکر رکھے تھے۔'جسے بعد میں تابعین کے بعد اولیاے کاملین کے ایک طبقے نے اختیارتو کیامگراپنے طوراورطریقے پرنہ اس کی کوئی تعلیم حضورؐ سے منسوب تھی نہ ہی صحابہؓ سے یعنی حضورﷺ کے اعمال صالحہ کوان اولیاءنے خوداختیارکیاقربت خداوندی کے لئے'جسے آپؐ کی حیات میں' اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہ اجمعین نے اختیار کیا تھااورحضورﷺ نے انہیں منع نہیں کیاایسا کرنے سے اور اللہ نے بھی حکم دیا کہ''اے رسولؐ ان سے تعلق بنائے رکھیں اورانہیں اپنے سے دور نہ کریں''اس طرح یہ اصحابؓ صفہ کاطریقہ ہےمگرحضورﷺ کا کسی کسی کوعشرہ مبشر بتانا اویس قرنیؓ سے دعا کرانا اس طریقہ ولایت کاطریقہ بن گیا۔نہ یہ دین کا حصہ ہےاور نہ بدعت بلکہ رضائےالٰہی کی کوشش کاطریقہ ہے'جیسےاللہ کی راہ میں شہید ہونااللہ کے دین کے لئے'اب ایساتونہیں ہوسکتا کہ جہاں دین کی مخالفت نہ ہووہاں انسان خوامخواہ کسی سےلڑبھڑکریااپنامال اسباب اورحکومت بچانے کے لئےمرجائےتو وہ شہید کہلائے۔اورحضورﷺ کی حیات میں جس نے دین ایمان قبول کیااورآپﷺ کی بذات خودزیارت کی وہ صحابیؓ ہیں جنہوں نے کبھی حضورﷺ سے ملاقات نہ کی مگراسلام قبول کیاانہیں صحابیؓ نہیں مانا جاتا۔اسی طرح ہرکوئی ولایت کا مدعی نہیں ہوسکتایاکسی ولی یا دیندار بزرگ کے ساتھ رہنے سے ولی کہلائے گا۔ولایت ذاتی محنت مشقت اورکوشش سے عطاہو وہ ولایت کسبی ہےاوراللہ تعالی کسی کواپنی قربت یوں ہی عطا کردے وہ ولایت وہبی ہےولایت وہبی کا راست تعلق خدا سے ہوتا ہےایسےاولیا بہت کم ہوئے ہیں۔خودساختہ ولیوں کی اُس زمانے میں بھی بہتات تھی آج بھی ہے۔پھرمہدی موعودؑکس ولایت کے خاتم ہیں؟۔مہدی موعودؑاُس ولایت کے خاتم ہیں جوحضور نبی کریمﷺ سے منسوب ہو۔ایسےاولیا کے بڑے مراتب ہیں انہیں بغیر مانگے بہ وقت ضرورت کرامات اورامداداللہ کی طرف سےہوئی ہے'تا کہ اصلاح وتبلیغ میں مددگارہو۔اس میں بندے یا سالک کواللہ کی طرف سے ہدایت اورمدد دی جاتی تھی اورایسے بندے تقوی توکل اوراعمال صالحہ میں یکتائے زمانہ ہوا کرتے تھے'اورانہوں نے کسی ایسی ولایت کودعوی نہیں کیاالبتہ

ان سے ظاہر ہونے والے کرامات سے لوگ انہیں ولی مان لیا کرتے اوران کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ مہدی موعودؑ اسی ولایت مخصوصہ کے خاتم ہیں جس کا فیض بذات خودرسول مقبولﷺ سے دیا جاتا۔ جس طرح نبوت کے خاتمہ کے بعد وحی اوراحکام کا سلسلہ بند ہوگیا اسی طرح خاتم ولایت محمدیہ مہدی موعودؑ کے بعد کشف کرامات کا سلسلہ بند ہوگیا۔ اب جو کوئی ایسی ولایت کا دعوی کرے وہ کاذب یعنی جھوٹا ہے۔ حتی کہ مہدی موعودؑ کے صحابہؓ نے بھی ایسے کسی کشف و کرامت کے ہونے کا نہ دعوی کیا نہ عندیہ دیا بلکہ ایسی باتوں کو حضرت مہدی موعودؑ نے اپنے حیات میں ہی خاتمہ کا اعلان کردیا' اس میں میاں بھیک کا مردہ زندہ کرنا اورایک برادر کا کشف سے معلوم کرلینا کہ نماز سہو ہے کہ نہیں اور بی بی الہ دیتیؓ کی قبر پر پھولوں کا تازہ رہنا۔ آپؑ نے اللہ سے دعا کی کہ میری تصدیق کرنے والوں میں اس جیسے کشف و کرامات نہ ہوں اور اللہ تعالی نے یہ دعا قبول کرلی۔ آپؑ سے ولایت مخصوصہ کا تو خاتمہ ہوگیا لیکن! ہر خاص و عام کو جو قابلیت و استطاعت رکھتا ہو خدا کی قربت کے تمام لوازمات سے آراستہ ہو معرفت الٰہی سے بہرہ ور ہو چکا ہو تو اسے طلب دیدار کا حکم دیا۔ اور یہ طلب تمام ولایت قربت اور معرفت کی منتہی ہے' جس میں خاص وعام کی قید نہیں' اس کے لئے ولی عالم فاضل پیر فقیر مرشد کامل ہونا ضروری نہیں' بس اخلاص خشوع وخضوع محنت ترک علایق ذکر دوام کے ساتھ اللہ کی رضا کا ہونا ضروری ہے' کیونکہ ایسے اعمال کرکے ہر کوئی طالب دیدار یا قربت الٰہی کا متمنی یا مدعی نہیں ہوسکتا۔ اس پر دال ہے سورہ انعام کی آیت کہ اللہ چاہے تو۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ ۱۰۳ انعام۔ اور مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ہیں **ولی یا صوفی نہیں جو کشف و کرامات کا اظہار کرتے**۔ انہیں بحیثیت تابع رسولﷺ ان انسانی عوامل ومراحل سے گزر کر اصلاح تبلیغ کرنا تھا جیسا کہ متبوعﷺ نے کیا' آپؑ نے قرآن سنت رسول کے ذریعہ لوگوں کو خدا کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دی نہ کہ ہمیشہ معجزات کو پیش کیا۔ بہت کم معجزات لوگوں کے کہنے پر پیش کئے جبکہ بلا طلب بلا اختیار کچھ معجزات آپؑ سے صادر ہوگئے ان کے صدور میں آپؑ کی مرضی کو دخل نہ تھا' اگر ایسا ہی تھا تو معرکہ بدر میں فرشتوں کی فوج سامنے دکھائی دیتی اور کفار مشرکین پر تیر بھالے آسمانوں سے برسائے جاتے' ایسا کچھ نہیں ہوا ہاں مگر اللہ نے فتح ونصرت کا وعدہ کیا وہ غیب سے کسطرح پورا ہوا وہ اللہ جانے یا پھر اللہ کے رسولؐ۔ جس طرح رسول مقبولﷺ نے نہ عذاب طلب کیا نہ وقتاً فوقتاً معجزے اسی طرح مہدی موعودؑ نے کرامات اور کشف کا بے جا مظاہرہ نہیں کیا۔ جس طرح نبوت کا ایک دبدبہ و جلال ہوتا ہے اسی طرح خلافۃ اللہ کا ایک دبدبہ وجلال ہوتا ہے وہ کرامتوں اور کشف سے اپنی بات نہیں منواتے بلکہ

ٹھوس حقایق سے ثابت کرتے ہیں لہٰذا تعلیمات و اعمال ولایت مخصوصہ کے ذریعہ آپؑ نے اپنی دعوت اور حجت کو ثابت کیا ہے۔ لہٰذا بعثت مہدی کے بعد کوئی بھی ولایت کا دعویٰ جھوٹا ہے' یہی بات ہے مہدویوں میں ولی یا قبر پرستی کی کوئی گنجایش نہیں ہے اور نہ ہی مہدی موعودؑ سے پہلے کے اولیاے کاملین کے بعد مہدوی کسی کو ولی نہیں مانتے اور نہ ان کی زیادت کرتے ہیں' اور مہدویہ میں منت ساجت چراغاں چادر صندل عرس کا کوئی رواج نہیں ہے' یہ بدعتی اعمال کی مناہی مہدویوں میں ہے۔ مہدویہ نقل اور روایات میں اس کا بار بار ذکر ہوا ہے' حالانکہ مہدویہ تعلیم اور ادب میں فارسی زبان کو زیادہ دخل رہا جو اس زمانے کی درباری زبان ہوا کرتی تھی لیکن' مہدی موعودؑ نے کبھی کبھی گوجری زبان میں کبھی برج بھاشا یا ہندوی میں بھی کلام کیا ہے ہندوی کو ہی ریختہ کہا گیا جو بعد میں اردو بنی۔ حالانکہ اردو کا عام چلن برصغیر میں تین چار سو برسوں میں ہوا لیکن اس سے پہلے برج بھاشا فارسی اور دوسری زبانوں سے ملکر ایک نئی زبان کا چلن ہوگیا تھا جو پہلے ہندوی کہلائی بعد میں ریختہ Lingua Franca پھر اردو۔ اردو زبان کے ماہر لسانی محقق پروفیسر گوپی چند نارنگ کا کہنا ہے کہ اردو زبان کا چلن امیر خسرو کے زمانے میں ہو چکا تھا جنہیں طوطی ہند کہا جاتا ہے جو مہدی موعودؑ سے ۱۸۰ برس پہلے گزر چکے ہیں۔ ان کے زمانے میں فارسی برج بھاشا پرکرت بھاشا سے ملکر جو بولی جانے والی زبان ''ریختہ'' کہلائی جاتی تھی جس کے معنی ''ملی جلی زبان''۔ جس کا اثر فارسی' دکنی' ہندوی' اودھی' کھڑی بولی اور برصغیر کی دوسری زبانوں پر بھی پڑھا۔ مگر مسلمانوں کی عام بول چال فارسی تھی لیکن مہدی موعود کے زمانے میں ''ریختہ'' یعنی ملی جلی زبان کا چلن ہوگیا تھا یہی بات ہے کہ آپؑ نے گجروی میں بھی بیان کیا ہے۔ ایسا ہی کچھ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی تھا' بھلے آپؐ فارسی اور حبشی زبان نہیں جانتے تھے لیکن اس سے واقف ضرور ہونگے کیونکہ بالکل پڑوس میں ایران کی حکومت تھی جہاں کی درباری زبان فارسی تھی اور حضرت سلمان فارسیؓ آپؐ کے صحابیؓ بھی تھے تو کیا ان کی زبان سے حضورؐ واقف نہ ہونگے بھلے نہ بولتے نہ سمجھتے ہوں' آپؐ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کے سفر پر جایا کرتے اور خود شام کو تجارت کا سفر کیا ہے حضرت خدیجہؓ کا مال و اسباب لیکر تو ظاہر دوسری زبانوں سے واقف ہونگے یا شام میں عربی بولی جاتی ہوگی اگر نہیں تو یہ زبانیں بولی او سمجھی جاتی ہونگیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے بجائے اُمی ہونے کے قرآن جیسا فصیح اور بلیغ کلام دنیا کو دیا کیا وہ دوسری زبانوں کی سمجھ نہیں رکھتے تھے؟ اگر نہیں تو ان کے بارے میں علم ضرور تھا۔' یہی بات حبشہ کی زبان کی تھی ایک تو حبشہ کے غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور حضرت بلالؓ آپؐ کے خاص صحابیؓ تھے اور حضرت عثمان اور بی بی رقیہ یا زینب دختر رسولؐ حبشہ کی دو

ہجرتوں میں ساتھ تھےاور کئی صحابہؓ اُن کے ساتھ تھے ظاہر ہے کہ انہیں حبشہ کی زبان یا تو آتی ہوگی یا سمجھتے ہونگے، جبھی تو وہ حبشہ ہجرت کر گئے۔ اس تمام گفتگو سے کہنا یہ ہے کہ مہدی موعودؑ بحیثیت عجمی یہاں کی زبانوں سے واقف تھے مگر بولنا صرف لکھنا پڑھنا عربی فارسی میں اور بول چال دوسری زبانوں میں کرتے ہونگے اور آپؑ جونپور آج کے علاقہ اودھ کے رہنے والے تھے، یہی بات ہے کہ آپؑ نے گوجری زبان میں دو ایک اشعار اور کلمات بھی کہے اور بھگت کبیر کے متعلق مختلف بیان ہیں کہ کوئی مسلمان کوئی ہندو مانتا ہے مگر آپ نے بطور مثال کبیر کے دوہے بھی پڑھے ہیں، جو برج بھاشا یا پراکرت میں ہیں۔

کیا مہدی موعودؑ صرف خاتم ولایت ہیں؟

مہدویوں میں کچھ عالموں نے یہ بھرم پیدا کر دیا کہ مہدیٔ موعودؑ صرف خاتم ولایت ہیں، جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ آپ علیہ السلام خاتم ولایت مخصوصہ اور **خاتم علم** سو ہیں یعنی قرآن میں جو جھوٹے بیانات کے ذریعہ لوگوں نے دخل اندازی شروع کی اسکے بھی خاتم ہیں، آپؑ نے قرآن کے حقیقی اور صحیح معنوں کے ذریعہ کلام اللہ کو بیان کیا جس کی مثال آپؑ کی پیش کی گئی آیات تو ہیں ہی اس کے ساتھ بہت ساری قرآن آیات کی مراد بیان کی۔ یہ بات آج دوسروں کی مدارس میں تعلیم حاصل کر کے آنے والے نہیں سمجھ پائیں گے، کیونکہ وہ دین کا جھوٹا نشہ پی کر آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ مہدیٔ موعودؑ نے رسوم و بدعات کی مخالفت تو کی ہی، جو ولایت کے سلسلوں میں رائج ہو چکی تھی اسی کے ساتھ آپؑ نے قرآن میں علم الکلام کے معلموں نے جو ناسخ و منسوخ کی غیر ضروری بحث چھیڑ رکھی تھی اس کا بھی رد کیا اس طرح کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے، جب اللہ ایک آیت منسوخ کرتا ہے تو اس سے بہتر دوسری آیت نازل کرتا ہے۔ اور احادیث یا محدثوں کی کبھی تعریف یا توصیف نہیں کی بلکہ فرمایا احادیث میں سقم یا غلطیاں پیدا کر دی گئی ہیں اس لئے غلط احادیث سے صحیح حدیث کو الگ کرنا مشکل ہے۔ مفسروں کا رد اس طرح کیا کہ "بھایو قصہ کہانیوں سے خدا کو نہیں پا سکتے عمل کرو"، اور کہا "با عمل مقبول بے عمل مردود"، اور جھوٹے ولیوں اور ان کی بیدینیوں کو پہلے ہی مسترد کر چکے تھے، آپؑ نے چند ایک معتبر اور مقدس ہستیوں کے کسی کا نام نہیں لیا اور سفر ہجرت میں ان ولیوں اور مزاروں کا رخ کبھی نہیں کیا، آیہ اربعہ کے متعلق فرمایا کہ بھایوں نے موشگافی کی ہے جو اغلبیت پر ہے لے لو جو رخصت ہے اُسے چھوڑ دو۔ سوائے محمد گیسو دراز کے کسی کی قبر پر زیارت کی کوئی نقل نہیں ہے۔

ولی معنی دوست، اولیا معنی اللہ کے دوست یہ ولی کی جمع ہے اس کی صفت ولایت یعنی کسی کی قربت

۔چاہت۔محبت۔نزدیکی۔دلجمعی۔ ہے جو کسی سے بھی ہوسکتی ہےمگر مسلمانوں میں ولایت کا مطلب اللہ کی دوستی۔اور ولی اچھے لوگوں کے بھی ہوتے ہیں برے لوگوں کے بھی قرآن نے شریر لوگوں کو شیطان کے دوست ساتھی کہا ہے۔مسلمانوں میں جو ولی کالفظ رائج ہے وہ خدا کے دوست ہونے کو کہا ہے'اور یہ یکطرفہ دوستی ہے جس کی سنداللہ کے طرف سےنہیں ہے یاانہوں نے اپنی طرف سے کچھ احوال بتائے اللہ سےقریب ہونے کے یا پھر لوگوں نےمشہور کردیا۔ ولایت کے مدعی سچے بھی ہوئے ہیں جھوٹے بھی'مگر جھوٹوں کا تناسب زیادہ ہے۔جو سچے تھےانہوں نے خلقت سے دوررہ کرخلق کے خدا کی اصلاح رہنمائی کی اور جھوٹوں نے لوگوں کا اژدھام اکھٹا کیااور درباروں میں رسائی حاصل کی جوان کامقصد تھا کہ عیش کوشی اور مقام ومرتبہ حاصل ہو'جو سچےاورحق پرست تھے وہ اس جھوٹی مقبولیت سے دور ہے بلکہ ستائے گئےزندان میں ڈالے گئے بلکہ شہید کئے گئے'اور جھوٹوں نے مسلمانوں کے دین وایمان کا استحصال کیا جھوٹی کرامتیں اور کمالات مشہور کرکے۔یہی حال علمائے سُو کا تھا انہوں نے بھی یہ تمام طریقے اور ہتکھنڈے استعمال کرکے خودکومشہور کیا اور بعضے ایسے تھے کہ انہوں نے درباروں میں رسائی کے لئے ہر برائی رسم بدعت اورشہرت کے ذرائعہ کااستعمال کیااور جب اس مقام کو حاصل کرلیا تو حق پرستوں پرظلم وجبر کے پہاڑتوڑے شہید کروایااور دولت وشہرت کے لئے ہرظلم وستم روارکھا۔ان جھوٹے ولیوں اور عالموں نے جاہل بےعمل بدبخت شریروں کاایک ایسا حلقہ بنایا جس کی وجہ سےلوگوں میں یہ بات عام ہوگئی کہ یہ ولی بدعتی ہیں اس کاان علمائےسُو نے خوب فایدہ اُٹھا کراپنےمدرسے جماعتیں اورطایفے قایم کرلئے۔بعدمیں ان جھوٹےولیوں اورجھوٹے عالموں کے تعلق سے عام مسلمانوں میں بےدلی بدتعلقی اورنفرت کی فضاءپیدا ہوگئی'یہ سب کیا گیا خدا کے نام پراوررسولﷺ کی شریعت کے نام پر۔اسطرح جھوٹے ولیوں اورجھوٹے عالموں کی رسہ کشی میں حق پرست ولی اور عالم پس کررہ گے ٔ۔کھیت کھلیاں جہاں اناج اُگتا ہےاگراُس کی صحیح دیکھ بھال اورنگہداشت نہ ہوتو خودرواور کانٹے دارجھاڑیاں اُگ جاتی ہےاور کچراابن جاتا ہےاس خس وخاشاک کو بہانے کاانتظام صرف خدا کی طرف سے سیلاب کی شکل میں ہوتا ہے ورنہ لوگ توایسےلوگوں کے ہاتھوں میں بےبس ہوجاتے ہے۔جوسارے معاشرےاورخدائی نظام کوپراگندہ کردیتے ہیں۔جب ان جھوٹےطبقوں سےنجات دلانے کے لئےاللہ تعالی نے نویں صدی ہجری میں اللہ کے رسول کے وعدہ کے مطابق خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ آخرالزماں کی بعثت کی'جنھوں نے دایروں کا نظام قایم کرکےعلم القرآن اورسنت رسولﷺ کی بنیادپرتعلیم اورعمل صالحہ کادرس دیا'اورولایت مصطفیٰ کوزندہ کیا کہ اب کسی جھوٹےولی جھوٹے عالم کی

پیروی کرنے کے بجائے خود کو خدا کے حوالے کرد اور راہ خدا اختیار کرو اور اس کی قربت اور معرفت کی جستجو میں لگ جاؤ ۔مہدی موعودؑ کی تعلیم سے جھوٹے ولیوں کی خانقاں اور جھوٹے عالموں کی درس گاہوں پر قدغن لگ گیا؛ ظاہر ہے ان کا بھڑک جانا یقینی تھا وہی ہوا سب سے زیادہ مخالفت اسی طبقہ نے کی اور عوام جوق در جوق مہدویہ دایروں کی طرف راغب ہونے لگے تو انہوں نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے مہدویوں کے اخراج کا حکم دیا۔ حالانکہ ان دایروں میں لوگوں کا اژدھام بھیڑ بھاڑ کے بجائے فقر وفاقہ تنگدستی تھی باوجود اس کے لوگ ان دایروں کی طرف متوجہ ہونے لگے اور مہدویہ تعلیم معروف ومقبول ہونے لگی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام نہ صرف خاتم ولایت مخصوصہ ہیں بلکہ خاتم علم سوبھی ہیں۔اس طرح مہدویہ دایرے خدا کی ہدایت رسولؐ کی شریعت کی مرکز بن گئے جہاں عالم اور ولی کی جگہ حقیر فقیر لوگوں کی علم ورشد وہدایت اور ایمان کی ہدایت اصلاح وتبلیغ کا مرکز بنتے چلے گئے۔اور مہدیٔ موعودؑ نے کسی ولی یا ان کی مزار کی تکریم کی نہ انہیں سراہا' اور نا عالموں کی تعریف وتوصیف کی کیوں نکہ **آپ علیہ السلام خلیفۃ اللہ تھے** حضورؐ کے مطابق نہ آیہ کو صحیح یا غلط کہا۔ بلکہ مصدقوں کو صرف عمل نیک اور اصلاح کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔یہی ہے المہدی منی یقفو اثری ولا یخطی۔اکثر انسانوں کی حسد بغض اور مخالفت کی وجہ ہوتی ہے ان کا اپنا احساس کمتری اس کو چھپانے کے لئے وہ مخالفت اور دروغ گوئی کو اپناتے ہیں کہ مجھ میں یہ قابلیت کیوں نہ آئی چاہے اصلاح کرنے کی ہو بولنے سننے کی ہو یا پھر لکھنے لکھانے کی ہو یہ صفات عام انسانوں کے علاوہ عالموں میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔مگر اللہ کے برگزیدہ خلیفوں کی اللہ کی عنایت کردہ تعلیم اور مدد حاصل ہوتی ہے وہ اسی بنیاد پر اپنا مقصد اور مدعا بیان کرتے ہیں۔علم تبھی ترقی کرتا اور محفور ہوتا ہے جب اُس پر علم اور مطالع کی بنیاد پر عمل کیا جاتا رہے۔آج زمانہ جھوٹے عالموں اور مقرروں کا ہے جو صرف چند روپیوں میں سند خرید کر عالم کہلاتے ہیں ایسے لوگ حق پرست اور صحیح عالموں ہدایت کرنے والوں کے حسد او جلن میں ہمیشہ گرفتار رہتے ہیں تاکہ ان کی حقیقت لوگوں کو معلوم نہ ہو۔مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں بھی یہ چلن ہے اور مہدویوں میں یہ ظاہر اس لئے ہو جاتا ہے کہ جو لوگ زندگی میں کسی مکتب ومدرسہ نہیں گئے وہ مفتی افضل العلماء کیسے بن گئے۔

نبیؐ کے صحابہؓ کے علاوہ دین میں کسی کے مرتبے کا بیان نہیں ہیں سوائے مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کے' یہ ولی۔ابدال۔قطب۔یہ سب تخریج ہیں مگر ایسے اوصاف کے لوگوں کا' جو بیان صوفیا کے حلقوں میں ہوا ہے وہ عین صحابہؓ مہدی کے اوصاف ہیں' مہدویہ میں یہ صرف تارک الدنیا کہلائے۔مگر کئی صوفیا کے معتقدوں نے ان ولیوں کے

ایسے کمالات کا حاصل ہونا بیان کر دیا کہ قریب قریب فرشتوں کا گمان ہونے لگتا ہے یعنی اتنے ابدال پر ایک قطب ہے اتنے قطب پر ایک ولی ہے وغیرہ یہ سب کچھ قیاسی اور تصوراتی باتیں صوفیا میں داخل ہو گئیں اسی سے رسم و بدعت بھی داخل ہو گئی۔ یہی وجہ تھی کہ کچھ علمائے اسلام صوفیا سے بدزن ہو گئے جس کا شاخسانہ وہابیت۔ اہل حدیث۔ اور دیوبندی جماعتیں بن گئیں۔ ایسا دوسرے انبیاء کے اُمتوں میں لوگ گزرے ہیں جن کی مثال اصحاب کہف ہے۔ دوسرے نبیوں کے وقتوں میں بھی ایسے لوگ ہوئے ہونگے مگر صاف طور پر ذکر نہیں ہے۔ جب ولیوں کی ولایت کے سلسلوں کا ہی کوئی بیان دین میں نہیں تو دوسرے مراتب کے لوگوں کا بیان کیسے ہوگا؟۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی نبی کی اُمت میں اچھے اور عبادت گزار پاکباز لوگوں کی ایک جماعت بن جاتی ہے تو ان کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے کیوں کہ آوے کا آوا صرف نام کا مسلمان ہوتا ہے عمل کرنے والے کم ہوتے ہیں ایسے میں تھوڑی سی عبادت کرنے والے معتبر و مہتمم بن جاتے ہیں۔ اسلام میں مفسروں محدثوں کی ذاتی زندگیوں کا بھی ذکر ہے مگر فرایض اور عبادادت کے علاوہ ان کے مخصوصہ اعمال کا کوئی ذکر نہیں ہوتا سوائے امام غزالیؒ کے جن کا بیان علما اور صوفیا دونوں حلقوں میں کیا جاتا ہے۔ مگر ایسے لوگوں کی گنتی بہت کم ہے ہوتا یہ ہے کہ جب عالموں میں کمال پیدا ہوتا ہے تو تھوڑی خودنمائی تو ان میں پیدا ہو جاتی ہی ہے اور جو ولایت کا دعوی کرتے ہیں ان کو اگر کوئی ہلکا سا حجاب ہٹا کر حقیقت سے روشناس کرایا گیا ہے تو انہوں نے یا تو اس کو شہرت دی یا بہت زیادہ اسے اپنا کمال سمجھ لیا۔ کرامات کا صدور بہت کم اولیا سے ہوا ہے مگر جھوٹے لوگوں نے اسکا اپنے سے ہونے کا تماشہ زیادہ کیا مگر لوگوں نے اس کا نہ مشاہدہ کیا نہ انہوں نے کرایا۔ عالموں اور صوفیا کے حلقوں میں کچھ خاص لوگ ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں کو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھاتے ہیں۔ صوفیا کے طریقوں میں غیر معروف اعمال اور باتوں کا بہت ذکر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے دوسرے لوگوں نے Mystic کہا ہے یعنی غیر مبہم جس کی کوئی وضاحت نہیں۔ مہدی موعودؑ کی تعلیم میں ایسا کچھ غیر واضح اور غیر مبہم نہیں ہے جو کچھ ہے قرآن اور سنت رسول ہے اگر رتی برابر ہے بھی تو اسکی وضاحت ملے گی حالانکہ پچھلے سوا سو برسوں میں کچھ باتوں کو غیر واضح اور مبہم بنانے کی کوشش یہ کہہ کر کی گی ہے کہ یہ سینہ بہ سینہ علم ہے مرشد سے خلیفہ کو منتقل ہو جاتا ہے وغیرہ مگر حالات شاہد ہیں کہ کسی مرشد کا کوئی عمل اور قول بعد کے خلیفہ میں نہیں دیکھا گیا بلکہ پہلے والوں سے زیادہ بے عمل بے علم بعد والے نکلے آج تو نہ علم ہے نہ عمل صرف ظاہری لباس اور رکھ رکھاؤ کے سوا کچھ نہیں۔ مگر ان کی نگاہوں میں معتقد مرید کا سب جیسے حقیر مخلوق لگتے ہیں ہم نے خود اس کا کئی بار مشاہدہ کیا ہے ایسا لگتا ہے کہ ساری روحانیت ان میں اتر آئی ہو جبکہ ایسا

کچھ نہیں ہے۔ہمیں بار بار ایسے الفاظ اور جملے اس لئے کہنے پڑتے ہیں کہ آج حالات اتنے مخدوش ہیں کہ ایسے لوگوں نے خود کو چال ڈھال رویہ سے خود کو اوتار بنالیا ہے' جبکہ زمانہ ایسا نہیں ہے لوگوں کو تھوڑا بہت علم اور جانکاری دوسرے گروہوں سے معلوم ہو جاتی ہے' اس لئے بہتر ہے کہ من گھڑت بیانوں قصہ کہانیوں سے اجتناب کر کے عمل پر توجہ دی جائے۔ عمل میں اخلاص جب پیدا ہوتا ہے تو ظاہر طور پر دکھائی دیتا ہے اُسے بتانے کی منوانے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔مگر اب لوگ ایسے نشہ کے اتنے عادی ہو گئے ہیں کہ سوائے حضرت عیسیؑ کے انہیں کوئی نہیں راہ راست پر لا سکتا۔

احادیث نبوی ﷺ اور مہدیٔ موعودؑ

قرآن کے بعد دین میں محمد ﷺ کے اعمال واقوال کا مقام ہے' لیکن خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں قرآنی آیات تو پیش کیں لیکن احادیث کے متعلق فرمایا کہ اس میں لوگوں نے ستم یعنی غلطیاں پیدا کردی ہیں' صحیح حدیث کو غلط احادیث سے الگ کرنا مشکل ہے۔آپؑ خلیفۃ اور تابع تام رسول اللہ ﷺ تھے آپؑ روح رسول سے استفادہ کر کے صحیح حدیث پیش کر سکتے تھے' مگر آپؑ نے ایسا نہیں کیا کیوں؟ سوال یہ ہے کہ کیا علماء اس بات کو مان لیتے جبکہ وہ خود آپؑ کو نہیں مانے علماء نے انبیاء مرسلین کو نہیں چھوڑا وہ کیسے مہدی کی بات کو مانتے ؟۔اس کے لئے قرآن اور اگلے انبیا کے واقعات ہمیں بتاتے ہیں۔ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (موسیؑ نے کہا) اے میری قوم !ارضِ مقدس میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی تمہارے لئے اور اپنی پیٹھ پھیرتے ہوئے نہ لوٹو ورنہ تم نقصان میں جا پڑو گے۔سورہ المایدہ ۲۰۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیؑ بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلا کر لے آئے تو فلسطین کی چل پڑے' فلسطین میں ایک قبیلہ جبارین رہتا تھا جو بنی اسرائیل کا مقابل تھا اور طاقت ور بھی' بنی اسرائیل ایک ہٹ دھرم اور ضدی قوم تھی انہوں نے کہا قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۔المایدہ ۲۱۔اُنہوں نے (بنی اسرائیل نے) کہا اے موسیٰ! بیشک اس میں ایک زبردست قوم ہے ,اور ہم وہاں ہرگز داخل نہ ہونگے یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں' پھر اگر وہ اس میں سے نکلیں تو ضرور اس میں ہم داخل ہونگے۔ دراصل جب جب موسیٰؑ نے خدا کا حکم انہیں سنایا تو وہ ضد ہٹ دھرمی میں کہنے لگے کہ تم اور تمہارا خدا ان سے جنگ کرو جب جیت جاؤ ہمیں بلانا ہم آجائیں گے۔ایسا ہی حضور ﷺ سے مشرکین مکہ نہیں کہا تھا کہ اگر تم نبی ہو تو کیوں نہیں ہمارے لئے عرب کے صحرا کو سرسبز و شاداب کر دیتے اور یہاں نہریں بہا دیتے تا کہ ہم آرام سے اناج

اُ گاتے اور کھاتے اور اُحد کے پہاڑوں کو سونے کا کیوں نہیں بنا دیتے تا کہ ہم عیش کی زندگی گزاریں۔ یہ تو موسیٰ اور سردار الانبیاءؐ کو کہا گیا' مہدی موعودؑ تو خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ تھے ان سے علماء حجت کیوں نہ کرتے ؟۔ اور بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے یہ تقاضا بھی کیا تھا کہ (اگر تم نبی ہو' اللہ تم سے کلام کرتا ہے) کیوں نہ ہم کو بھی اللہ سے کلام کراتے موسیٰ ان کے ستر ۷۰ لوگوں کو طور پر لے گئے' ظاہر ہے وہ عام لوگ تو نہ ہوں گے بنی اسرایل کے علماء اور ارباب اقتدار ہی ہونگے ؟۔ بات یہ ہے کہ جب بھی انسان نے تھوڑا علم حاصل کرلیا وہ مغرور اور متکبر ہوا ہے ہر زمانے میں۔ جب لوگوں نے اللہ کے جلیل القدر انبیاء کو نہیں بخشا تو یہ تو علم اور ترقی کے زمانے کی اُمت ہے جو یہ آس لگائے بیٹھی ہے کہ مہدی آئینگے تو جھولی بھر بھر کے مال دیں گے اور دنیا میں مسلمانوں کی حکومت قایم کردیں گے' ایسے میں اُس مہدیٔ کو کیسے قبول کرنے لگے جو ترک دنیا' ترک علایق ذکر دوام تقوی و توکل کی تعلیم دے رہا ہو! یہ اُن کے عقل و فہم سے ماورا بات ہے۔ قرآن کے متعلق پختہ اور یقینی بات ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔ جبکہ احادیث حضورﷺ کے قول و بیان کو لوگوں نے بیان کیا اور لکھا ہے اور اس کی صحت کے اُصول بھی لوگوں نے ہی بنائے ہیں' اور یہ مانا گیا ہے کہ اس میں دخل اندازی ہوئی ہے' قول و عمل رسولؐ کو مشکوک بنایا گیا ہے اس کے لئے معتبر اور ثقہ حدیث کی بھی جانچ پڑتال ضروری ہے' اور اس میں سارا عالم اسلام حیران و پریشاں ہے' ایسے میں مہدیٔ موعودؑ کی احادیث پر بحث کے یہ صحیح وہ غلط سے مباحث کا لمبا سلسلہ شروع ہوجاتا اور کار ھدایت جو مہدی کے ذمہ تھا وہ متاثر ہوتا۔ اس لئے آپؑ نے مختصر طور پر کہدیا کہ احادیث میں سقم ہے انہیں صحیح کو غلط سے الگ نہیں کیا جا سکتا' اور کبھی بھی آپؑ نے سایل کے جواب پر حدیث پر بات کی ورنہ کبھی اپنی طرف سے احادیث پر زیادہ نہ گفتگو کی' اور اپنا دعوی بھی قرآن سے پیش کیا۔

قرآن مجید کے محفوظ و معتبر ہونے کی بے شمار وجوہات ہیں ان میں اس کے کلام کا منظوم طرز بیان ہے جو سورۃ الرحمٰن جیسی دوسری سورتوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس لئے' ہم دیکھتے ہیں کہ حافظ قرآن لحن میں اکثر قرآن پڑھتے ہیں' قرآن کی حفاظت اللہ نے پہلے ہی کردی' باوجود اس کے حضورﷺ نے معتبر صحابہؓ کو حفظ کرادیا' پہلے تو حضرت جبرئیل امین تھے' اس کے بعد محمدؐ صادق و امین تھے اور اس کے حفاظ اور قراء میں عبداللہ ابن مسعودؓ ۳۲ھ۔ ابی بن کعب انصاری ۳۵۔ زید بن ثابت قریشی ۴۰ھ۔ عثمانؓ بن عفان ۳۵ھ۔ علیؓ بن ابوطالب قریشی ۴۰ھ۔ ابوعبدالرحمٰن سلمیؓ جیسے ماہر لسانیات حفاظ و قراء کی جماعت تھی جنہوں نے قرآن کی قرآت کے اُصول بنادئے تھے جو مصحف عثانی کو

محفوظ کرنے میں مددگار تھے۔اور بعد میں حجاج بن یوسف اور عمر بن عبدالعزیز جیسے لوگوں نے اس میں مزید اعراب لگا کر عجمیوں کے لئے محفوظ و آسان کردیا۔اس کے بعد اس میں رکوع منازل اور دوسری باریکیوں سے حفاظت کردی گئی۔یہاں تک کہ اس میں اس بات کا خیال رکھا گیا کہ حضورؐ نے کہاں توقف کیا کہاں نہیں اور اس کی علامتیں لگادیں'اور اس طرح تجوید کے اُصول وقواعد مقرر کردیے اور اعراب جیسے زیر زبر پیش جزم تشدید کے علاوہ آیات کے درمیان نشان لگادے کہاں رکنا کہاں نہیں اور کتنا سکون اور توقف کرنا ہے اس لئے ہم قرآن کی آیات کے درمیان چھوٹی ت ث ج دذزس ش ص ض ط ظ ف ق ٹ کے حروف دیکھتے ہیں جنہیں تنوین کہا گیا کہ نون کی آواز کہاں آتی ہے جہاں دو زیر دوزبر اور دوپیش ہوں' ہلکی سے ناک کی آوام نکالی جاتی ہے تا کہ سلسلہ کلام کا پتہ چلے۔اورادغام کے لئے میم کے ساتھ ایک چھوٹی میم لگائی ہوئی ہوتی ہے۔اگر ق ط ب ج ذ آیت کے درمیان آئے تو آخر میں اُسے قلقلہ کہتے ہیں جو پانچ یروف پر مشتمل ہیں جس میں سکون اور گونج کی ہلکی آواز نکالی جاتی ہے۔اس طرح تجویدی واعرابی کام انجام دیا گیا اس کا ایک مکمل علم ہے جس پر کتابیں دستیاب ہیں یہاں طوالت ہوجائے گی۔یہ سب اس لئے کیا گیا کہ اللہ کے کلام بیان اور احکام کا صحیح حق ادا ہوسکے' یا ترجمہ ہوسکے۔لیکن آج اردو کے ترجمے جو دستیاب ہیں وہ ان اُصوصلوں کو بالائے طاق رکھ کرکے جارہے ہیں۔اس لئے مہدی موعود کو مبین کلام اللہ اور مراداللہ کہا جاتا ہے۔ان باتوں کو قرآن کی حفاظت کے لئے تو استعمال کیا لیکن احادیث کو قلمبند کرتے وقت صحت اور روای کی ذاتی زندگی کا خیال رکھا گیا۔یہی وجہ ہے مہدی موعودؑ نے نہ احادیث سے اپنا دعوی پیش کیا اور نہ اس پر بحث کی۔اورمہدیؑ نے سنت رسول کی بات کی ہے اور تعلیمات ولایت مقیدہ مخصوصہ کو بھی قرآن کی بنیادوں پر پیش کردیا جو نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا تا کہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

دنیا کا کوئی مولوی عالم استاد مدرسہ خانقاہ نہ قرآن مجید پڑھاتا ہے نہ سکھاتا ہے بلکہ صرف رٹاتا ہے۔جب تک اللہ کی طرف سے رہنمائی اور ایمان نصیب نہ ہو قرآن کا سمجھنا مشکل نہیں ناممکن ہے۔آج دنیا میں دوسو کروڑ مسلمان ہیں ان میں کئی ہیں کچھ نہ کچھ قرآن پڑھتے ضرور ہیں مگر سمجھ کر کتنے عمل کرتے ہیں یہ بڑا سوال ہے'اس طرح ہر کوئی مسلمان ہے ان میں مومن کم ہیں۔سبحان اللہ قربان جائے مہدی موعودؑ کے آپؑ نے فرمایا''بـــــرائے فھـمیـدن قرآن نور ایمان بس است ''قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے نور ایمان کافی ہے۔کہہ کر صرف ان دوکلموں میں ایمان اور نور کی حقیقت آپؑ نے بتادی جو قرآن کو سمجھنے کے لئے درکار ہے۔یہ کلمات نبی کریم ﷺ کے بعد صرف

مہدی ہی کہہ سکتے ہیں۔مگر قرآن کو پڑھے بغیر اسے سمجھنے کا دعویٰ کرنا باطل ہے۔

مصدقہ اور غیر مصدقہ احوال کا ایک جائزہ

انسان ملایک فرشتہ یا جن نہیں بنتا' نہ ہوا نہ دھواں جبکہ فرشتہ وجن کو انسان سے مخاطب ہونے کے لۓ انسان ہی بننا پڑتا ہے۔جبکہ فرشتوں نے انسان کی تخلیق پر شک وشبہ ظاہر کیا کہ یہ فساد کریگا اور جن یا ابلیس نے تو کھلی مخالفت ہی کی۔بلکہ انسان اگر اپنے کسی قرابت دار کے خواب میں بھی آۓ گا تو اپنی اصلی شکل وصورت میں آۓگا'حضورﷺ جب معراج پر گۓ تو انبیاء کو دیکھا تو ان کی اصلی شکلوں میں ہی دیکھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنا جسم اور روح کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا معنی جو اس کا جسم ہے اس کی ہیت وہی ہے جو اس کی روح کی ہیت ہے۔یہ بات ہم حضرت جبرئیلؑ کی حضورﷺ کے پاس تشریف آوری میں دیکھ سکتے ہیں'جن کا آنا حضرت عایشہؓ اور حضرت اُم سلمہؓ کی روایات میں دیکھتے ہیں کہ وہ حضورؐ کے صحابی حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آیا کرتے تھے' دو دونوں امہات المومنین سے ایسی ہی روایت ہے۔کیا ایسی خصوصیت وحیہ کلبی میں تھی جو جبرئیلؑ ان کے جسم شکل وصورت میں آتے تھے؟ کسی اور صحابیؓ کی شکل وصورت میں کیوں نہیں؟ ایک بار جب آۓ تو ایک اجنبی کی صورت میں جب حدیث احسان بیان ہوئی۔حضرت وحیہ کلبی قبیلہ بنو کلب سے تھے جو عرب کے شمال میں رہتا تھا جس کی سرحدیں شام اعراق اور کنعان سے ملتی تھیں' یہ قبیلہ عیسائی تھا اور ان کے تعلقات رومی و یونانی حکومتوں کے ساتھ بھی تھے وہاں یہ جاتے رہتے تھے'طلوع اسلام کے بعد صرف دو لوگ اسلام لاۓ'ان میں ایک دحیہ کلبی تھے جو بڑے خوب رو وجیہ اور اچھی شکل وصورت کے تھے۔اور حضورؐ نے جب روم کے بادشاہ ہرقل کو نبوت نامہ بھیجا تو حضرت ذحیہ کلبی کو ہی سفیر بنا کر بھیجا'حضورؐ کے وصال کے بعد یہ قبیلہ پورا مسلمان ہوا جب مسلم فوجیں تمام علاقوں پر چھا گئیں۔حضرت جبرئیل کے ذحیہ کلبی کے شبیہ میں آنا حضورؐ کا انہیں سفیر بنانے سے مہدوئ موعودؑ کا کوئ تعلق نہیں ہے'لیکن حضورؐ کا کی صحابہؓ سے خاص لگاؤ رہا فرشتوں کا کسی سے خاص معاملہ رہا اور حضورؐ کا یہ کہنا کہ "میں عرب ہوں عرب مجھ میں نہیں' میں ہند میں ہوں (یا ہند سے ہوں) میں ہند سے نہیں" اور حضورؐ کا غزوہ ہند کے ہونے کی پیش گوئ کرنا' اور آپؐ کو ہند سے ٹھنڈی ہوا کا محسوس ہونا" اور حضورﷺ کا مہدی کے اتنے مراتب اور خصوصیات بیان کرنا کہ صحابہؓ نے سوال کیا کہ "کیا حضورؐ دوبارہ تشریف لائینگے تو آپؐ نے جواب نہیں دیا مسکرا کر خاموش ہوگۓ" ایسی کچھ حقیقتیں ہیں کسی خاص معاملہ اور حضرت آدمؑ خلیفۃ اللہ کا ہند میں اتارا جانا' اور مہدی آخری خلیفۃ اللہ کا ہند میں بعثت ہونا کچھ ایسی حقیقتیں ہیں

جوعلم غیب سے متعلق ہیں۔ دنیا میں کئی لوگ وں نے دعوی مہدی کیا ہے مگر کسی نے خود کو خلیفۃ اللہ نہیں بتایا جو حضورﷺ کے بعثت مہدی کا خاص مقام ہے اور نا ہی قرآن مجید کی نشاندی پر اپنا تابع محمدﷺ ہونا بتایا سوائے میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ آخرالزماں کے۔ ہند میں اسلام بھی رہا شرک بھی آدمؑ کے وقتوں سے اور یہاں ہر زمانے میں توحید و شرک کا مقابلہ ہوتا رہا، آج تو قرب قیامت کا دور ہے۔ آدمؑ کے بعد ان ہی کی حیات میں حضرت ادریسؑ کو نبی کہا گیا ان کے بعد نوحؑ نبی ہوئے مگر نوحؑ کی پیدائش کے وقت حضرت آدمؑ دنیا سے جا چکے تھے۔ اس طرح ادریسؑ آدمؑ کے تابع ہوئے جیسے لوطؑ اور اسماعیل و اسحاقؑ حضرت ابراہیمؑ کے تابع تھے، اور حضورﷺ نے مہدی موعودؑ کو خلیفۃ اللہ اور اللہ تعالی نے انہیں تابع رسول کہا۔ حضرت نوحؑ کے وقت طوفان آیا اور حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے پر قیامت ہے حضورؐ کی نبوت کے بعد ہندوستان میں اسلام آ گیا اور چھا گیا اور اور مسلم حکومتیں بھی بن گئیں، جبکہ عیسائی اور یہودی مذاہب اسلام سے صدیوں پرانے تھے، کیا بات ہے وہ ہندوستان میں اس طرح نہ پھیل سکے جیسے اسلام پھیلا، جبکہ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ عیسایت ہندوستان میں سنہ 52 عیسوی میں یعنی عیسیٰؑ کے بعد یہاں پہلے کیرلا میں آئی اور بہت سے یہودیوں اور مشرکوں کو عیسائی بنایا۔ مگر یہ ہندوستان میں پھیل نہ پائی صرف کیرلا میں رہ گئی آج جو عیسایت ہندوستان میں ہے وہ برٹش حکومت کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ عرصہ دراز سے عربوں کا کیرلا آنا جانا رہا یہی بات ہے کہ کیرلا کے چیرومن پیرومال کے مدینہ جا کر حضورؐ کے ہاتھوں اسلام قبول کرنے کا ذکر کیرلا میں ہوتا ہے۔ چونکہ واپسی میں راستے میں چیرومن پیرومال کا وصال ہو گیا تھا اس لئے یمن میں دفن کر دیا گیا۔ بات عیسایت کے ہند میں اُس وقت نہ پھیلنے کی ہے یہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں عیسایت سن آف گاڈ کے نظریہ کے ساتھ آئی جس میں عیسیٰ اور میری کی، جان کی پال کی بتوں اور بت پرستی کی بات تھی، چونکہ ہندستان میں شرک میں مبتلا قوموں کے پاس پہلے سے ہزاروں بت دیوی دیوتا موجود تھے وہ عیسایت کے بتوں کو قبول نہ کر سکے۔ ایسا یہاں کے بت پرستوں نے پہلے بھی بودھ دھرم اور جین دھرم کی بت پرستی سے کنارہ کر لیا تھا جو کہ گوتم بدھ اور وردمان جین ہندوستان یعنی آج کے بہار کے علاقوں کے رہنے والے تھے اور لگ بھگ اسلام کے پیغمبر محمدﷺ کے زمانے کے تھے گوتم بدھ ۶۲۳ اور مہاویر ۵۹۹ سنہ عیسوی کے۔ جین مذہب تو ہندوستان میں محدود ہو گیا البتہ بودھ دھرم چین جاپان کوریا چلا گیا اور ہندوستان میں ان کی جگہ نہ بن پائی اس کی وجہ وہی بے شمار بتوں کی پرستش ہے۔ اور ہندی بت پرستوں کو کسی باہر سے یعنی روم و یونان کی درآمد عیسائی بت پرستی سے بیر تھا اس لئے ہندوستان میں عیسایت اور یہودیت نہیں پھیلی، یہاں

سن آف گاڈ جیسس اور میری کا بت متاثر نہ کر سکا۔ اور اسلام میں چونکہ خالص وحدت کا تصور تھا جس میں کسی مخلوق کی دخل اندازی کا تصور نہیں تھا اور قرآن کے محفوظ اور خالص ہونے نے اسلام کی راہیں آسان کر دیں' حالانکہ اعراق ایران اور برصغیر کے صوفیوں کی تعلیم اور بعد میں در آئی ان میں بدعات بھی اسلام کا راستہ نہ روک سکے۔ جیسے ہم نے اس عنوان کے شروع میں کہا کہ حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے' اسلام میں حضرت خضرؑ کا ذکر بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے' جن کا ذکر قرآن میں ایک بندہ کے ہوا ہے' مگر ان کے شخصیت کی وضاحتیں مختلف ہیں' علما اور صوفیا کی کثیر تعداد ان کی موجودگی کا اقرار کرتی ہے۔ مہدیٔ موعودؑ نے حضرت خضرؑ کے متعلق کچھ نہیں کہا حضورﷺ کی طرح مگر مہدویہ روایات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ جیسے کہا کہ بودھ دھرم مشرقی ایشیائی ممالک میں پھیلا' مگر ہندو دھرم ہندوستان اور تھائی لینڈ میں رہ گیا اور انڈونیشیا میں جہاں ہندوں کی کثیر آبادی تھی وہاں اسلام نے اپنا راستہ بنالیا اور آج وہاں کی کثیر آبادی مسلم ہے اور دنیا کی سب سے بڑی مسلم آبادی والا ملک ہے۔ حالانکہ انیسویں صدی کے آخر تک دنیا میں سب سے تیزری سے پھیلنے والا مذہب عیسایت تھا جس کے مبلغ مشینری دنیا کے ہر کونے میں پھیلے ہوئے تھے مگر جیسے ہی تعلیم معلومات علم دنیا کے ہر کونے میں پھیلا اسلام سب سے تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کی حقیقت پسندی اور حقانیت لوگوں کو متاثر کرتی ہے' جبکہ پچھلے ایک سو برسوں میں عیسائی ملکوں نے عیسائی مشینری کی ایما پر اسلام کو دہشد گردوں اور جاہلوں کا مذہب بنا کر پیش کرنے میں پوری طاقت لگادی مگر امریکہ میں القایدہ کے فضائی حملے کے بعد ایکدم سے حالات بدلتے چلے گئے' جو سازش اسلام کو بدنام کرنے امریکہ یوروپ اور اسرائیل نے رچائی وہ اُلٹی پڑ گی۔ اب کہا جانے لگا ہے کہ سنہ ۲۰۵۰ تک اسلام دنیا کا سب بڑا اور تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن جائے گا عیسایت کو پیچھے چھوڑ کر۔ مگر آج سب سے زیادہ اسلام کو بدنام کرنے کی طاقت ہندی مشرک لگارہے ہیں' یہ وقتی کامیابی ہے' جس دن علم اور تہذیب مزید پھیلنے لگیں گے اسلام مزید پھیلے گا۔ حالانکہ فی الوقت ہر جگہ اسلام کی پسپائی اور رسوائی ہورہی ہے مگر یہ وقتیہ ہے۔

ان حالات کے تناظر میں ہم آج کے مہدویہ معاشرے پر نظر ڈالیں تو بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے پاس کم از کم ان کے اپنے مدرسے ہیں بھلے ان میں رٹایا جاتا ہو ان کی تنظیمیں ہیں حکومت میں اثر و رسوخ ہے ان کے ادارے ہیں۔ مہدویہ میں انجمنیں اور ادارے برائے نام ہیں وہ بھی صرف حیدرآباد اور چن پٹن میں جو قوم کی بوجھ کی وجہ بنے ہوئے ہیں جن سے قوم کوئی فایدہ نہیں ہے۔ اور رہبر و رہنما ان کو دین کی ضرورت صرف

اپنے خاندانی وقار کو بچانے اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہےقوم معاشرہ خدا رسول مہدی بس یونہی وقت گزاری کے لئے ہیں۔ایسے میں جولوگ دایرہ وں سے دور اور غیر مما لک میں بس گئے ہیں وہ نہ دین کے رہے نہ دنیا کہ ان کے دین وایمان کا اب خدا حافظ لے دے کر پرانے لوگوں کے پاس کچھ باتیں باقی ہیں نئی نسل ان سے بے پرواہ ہے۔ان کے رابطے اب صرف رشتہ داری کی حد تک ہیں ۔اور مقامی طور پر ایک نئی مہدویت جنم لے چکی ہے حیدرآباد کی مہدویت الگ' گجرات کی مہدویت الگ' چن پٹن کی مہدویت الگ ان سبھی کو نہ ایک دوسرے سے واسطہ ہے نہ تعلق ۔راہ ورسم اور تعلق کا کوئی ذریعہ ہی نہیں رہ گیا جنہوں نے راہ ورسم رکھی ہے وہ بس علاقہ اور ذریعہ مضبوط کرنے کے لئے۔اس سلسلے میں حیدرآباد اور گجرات کے علاقہ والوں نے کم از کم اپنی کچھ ان کے علاقوں میں شناخت باقی رکھی ہے،مگر چن پٹن والوں کا معاملہ ہی نرالہ ہے دھرم کوٹہ پالکوڑ کرگاول بنور پنگوڑی پلی بالیم ایروڈ بھوانی اور دیگر چھوٹی موٹی آبادیوں سے ان کا ناتہ اور تعلق ہی نہیں رہا اس لئے یہاں سبھی نفاق انتشار اور بکھراوٗصاف دیکھنے کو ملے گا۔اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور جن کے ذمہ قوم کو متحدہ کرکے اصلاح کی ذمہ داری ہے انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں بس حقہ پانی چلتا رہے انہیں مہدویت سے کیا لینا دینا اب تو اسلام بھی ان میں ڈھنگ سے نہیں رہا' اس پر طرہ یہ کہ القاب وخطابات ایسے کہ شاہی خطابات ان کے سامنے ہلکے لگتے ہیں۔ان پڑھ اور جاہل اب مرشدی و مولائی ہیں۔

ہمیں ایسی باتیں کہنے لکھنے بیان کرنے ضبط قلم کرنے میں بڑی کوفت پریشانی شرمندگی اور دکھ ہوتا ہے مگر پچھلے چالیس برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس میں روز بروز تنزل ہی دیکھا ترقی کے آثار ہی نہیں ہیں۔اور اس پر ستم یہ کہ ایسا کہنا گویا گناہ کبیرہ ہے کیونکہ لال آنکھیں یہی بیان کرتی ہیں۔اور جاہل نا ہنجاز بد بخت قسم کے طرف داروں نے قوم کو یرغمال بنا رکھا ہے۔اس کا بھر پور مظاہرہ تضحیک رسولؐ کے حالات میں بدگوئی اور گالم گلوچ میں دیکھنے کو ملا۔حق گوئی کی تلخی اور تلچھٹ اتنی زوراثر ہوتی ہے کہ جسم کارواں رواں جل جاتا ہے'ہم جو کر رہے ہیں وہی صحیح ہے بولو مت اگر بولو گے تو قہر خداوندی نازل ہو جائے گا جیسے کہہ رہے ہوں کہ۔

امبرین امبر قدر یوسفؑ کی زمانے کو بتائی ہم نے ... تم تو بیچ آئے اسے مصر کے بازاروں میں

قرآن مجید ایک منضبط اور مستقل کتاب اور اللہ کا حکم نامہ ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر وتبدل کی گنجایش نہیں۔احادیث نبوی میں دخل اندازی ہوگئی ہے ہاں مگر ان میں سے کچھ احادیث کی صحت اور حق ہونا ثابت کیا

گیا ہے اور بہت ساری احادیث کی تخریج ہوئی ہے بہت کو ضعیف مانا گیا ہے ثقہ اور متواتر کا مرتبہ ہے' رہی سنت رسول ﷺ اس کے صحیح اور حق ہونے کو علما صوفیا اور مفتی مجتہد نہیں فیصلہ صادر کر سکتے کیونکہ وہ نہ معصوم ہیں نہ ان کا علم معرفت الٰی اللہ کے معیار کا ہے' اس لئے قوم مہدی ہی سنت رسول ہیں کیونکہ مہدی اللہ کا خلیفہ اور تابع رسول ہیں' احادیث کی طرح چند ایک نقلیات میں ضعف ہے۔ اس لئے بہتر عمل اور طریقہ وہی ہے جو مہدی موعودؑ نے تعلیمات فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ میں بتایا ہے کیونکہ ان کی بنیاد قرآن پر ہے جو قول رسولؐ کی بھی بنیاد ہے۔ اس لئے بحث مباحث تکرار کے بجائے اعمال ولایت مقیدہ مخصوصہ پر عمل آوری ہی حقیقی مذہب ہونا چاہئے۔ یہ اس لئے کہا جائے گا کہ تقوی و توکل کا اسلام کے ہر گروہ اور فرقہ میں ایک ہی مقام ہے ھدی للمتقین ' طلب دیدار یومنون بالغیب ہے جو قرآن سے ثابت ہے صحبت صادقین قرآن سے اور سنت رسولؐ میں اصحاب صفہ سے ثابت ہے ترک دنیا ترک علایق عزلت از خلق حضور ﷺ کے مخصوص صحابہؓ ان کے تابعین ان کے بعد اولیاے کاملین اور علماے حق کا عمل رہا ہے ہجرت ظاہری و باطنی قرآن سے اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے اور ذکر کثیر کا قرآن میں کثرت سے ذکر ہوا ہے ذکر البتہ ذکر دوام سنت رسول نبی کریمؐ اور مہدی کا عمل ہے ذکر' صحابہؓ کثیر و صوفیا و اولیاء اور علماے حق کا یہ پسندیدہ مشغلہ رہا جو وہ اپنے اپنے طور پر کیا کرتے تھے۔' ذکر دوام یا ذکر خفی علامت صفت شرف مخلوق ہے۔

خلیفۃ اللہ مہدی موعود علیہ السلام کا یہ کہنا کہ "مذہب ما کتاب اللہ و اتباع سنت رسول اللہ" عظمت محمد ﷺ کا اقرار ہے کیونکہ وہ ہستی جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے بعد خلیفۃ اللہ کہا اور ان کی بیعت کو ضرورت دین و ایمان قرار دیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ میں نے کوئی نیا دین نہیں بتا نا ہے جو خاتم الانبیا ﷺ کا دین ہے اسی سے اُمت کی اصلاح و تبلیغ کرنا ہے تو یہی بات اللہ کے رسول ﷺ کی عظمت کا مظہر ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کی بیعت کی شرط یہ بتائی کہ "اگر برف پر سے رینگ کر جانا پڑے مہدی کی بیعت کے لئے تو جانا ہوگا" معنی برف پر چلنا ہی دشوار عمل ہے اس میں صحت زندگی کے خطرات ہوتے ہیں اور سفر کی مشکلات الگ ایسی حالت کے باوجود جانا ہوگا مہدی موعودؑ آخرالزماں کی بیعت کرنا ہوگا تو معلوم ہوا کہ بغیر اس بیعت کے دین و ایمان مکمل نہیں یعنی تکمیل دین نہیں ۔سلسلہ تربیت و علاقہ میں یہی اقرار ضروری اور حقیقی عمل ہے باقی سب اضافی باتیں ہیں جو بعد میں اختیار کی گئی ہیں ۔اور بیعت مہدی کا اقرار کرنا معنی ان کی تعلیمات فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ کا اقرار کرنا اور بہ وقت ضرورت اس پر عمل کرنا ہی دین و مذہب ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کی بیعت میں یہ شرط کیوں رکھی اس پر غور کریں تو اس بعثت کی خصوصیت کا اندازہ ہوتا ہے ٗحضور ﷺ نے اس نوعیت کی شرآ دین کے کسی معاملے میں نہیں رکھی۔ حالانکہ اس کے پختہ ثبوت اور دلایل تو آپ کی طرف سے نہیں ملیں گے لیکن ایک بات کا اندازہ وتا ہے کہ حضور ﷺ کو مہدی کی بعثت اور بیعت کی خصوصیت سے آگاہی تھی یہی بات ہے کہ آپ ﷺ اور حضرت جبرئیل امین کے درمیان نبوت اور آپ کی حیات کے آخری دور میں حدیث احسان کا بیان ہوا کہ جس میں **خدا کے** دیکھنے اور **خدا کو دیکھنے** پر گفتگو ہوئی یہ صاف اور صریح اشارہ ہے کہ اس بعثت میں ''طلب دیدار'' کی تعلیم ہوگی اور اس کا حصول آسان نہیں مشکل ترین ہوگا۔ کیونکہ دنیا کی ایسی کونسی تعلیم اور تربیت ہے کہ جس میں دنیا کو ترک کر کے ظاہری و باطنی ہجرت کے ساتھ تقوی توکل کی راہ اختیار کرنی پڑتی ہے معرفت الٰہی یعنی خالص اللہ کی طلب کے حصول کے لئے اور ایسا کرنا اس وقت میں ہوگا جب دنیا مکمل متاع دنیا اور حُب دنیا کے حصول میں دیوانگی کی حد تک پاگل ہوگی۔ لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بعثت مہدی سے پہلے اور بعد میں ایسے لوگ اور گروہ پیدا ہوے جنہیں دنیا اتنی عزیز ہوگی کے اسے حاصل کرنے کے لئے لوگ دین ایمان اسلام مذہب سب کچھ داؤ پر لگانے کو تیار ہوگے اور وہ بھی مذہب اور دین کے نام پر اس بات کا ثبوت اس زمانے میں پیدا ہوئی اور تک پیدا ہورہی جماعتوں گروہوں اور فرقوں کے بانیوں کے اعمال احوال میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی بنائی جماعتوں فرقوں کو مقبول کرنے کے لئے خدا پر سوالات اُٹھاے کہ ''اللہ جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ) اور حضور ﷺ کو تو اپنے برابر بنالیا کہ ''محمدؐ کو نبی آخر ماننا عوام کا خیال ہے ہم عالموں کا نہیں'' ان کے بیدین اقوال کو ہم نے اپنی کتاب ''مقطعات قرآن مجید اور شاہد بینہ میں'' جمع کر کے پیش کیا ہے۔ یہی بات تھی حضور ﷺ نے مہدی کی بیعت کو برف پر سے رینگ کر جانا بھی پڑے تو ! کی شرط کے ساتھ پیش کیا۔ برف پر سے پھر بھی رینگ کر جایا جاسکتا ہے اگر ایمان مکمل اور قوی ہو تو ٗ مگر بیدینی بدعملی اور متاع دنیا کی طلب غالب ہو تو یہ مرحلہ اتنا آسان نہیں ٗ اور ہوا وہی کہ مہدی موعودؑ نے اعمال ولایت مقیدہ مخصوصہ کو پیش کیا تو علماسوٗ اور بدعتی لوگ بدک گئے بہک گے اور مخالف ہوگے کہ یہ مہدی تو ہماری بنی بنائی دنیا کی حکومت اُجاڑ دیگا جو ہم نے اپنے دین وایمان کو داؤ پر لگا کر حاصل کیا ہے اور بعثت مہدی کے بعد مہدی کی شناخت پہچان تحقیق اور قبولیت کے بجاے اپنے اپنے مدرسے طایفے جماعتیں گروہ بنالے اور ان کے ذریعہ اُمت مسلمہ پر دینی حکومت قایم کرنے کی کوشش کی۔ یعنی مہدی موعودؑ نے ان کی بدعملی اور بیدینی کی حکومتوں کو ایوان ڈھا دے اور سیدھے سادھے جھاڑیوں پتیوں کانٹوں کی باڑ کے دایروں میں

بیٹھ کر ترک دنیا کر کے تقوی توکل فقر و فاقہ اور طہارت قلب کے ساتھ خدا کی اطاعت اور بندگی کی تعلیم دی' اور اس تعلیم سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے کسی نے نہیں قبول کیا۔ یہ بات صحابہؓ مہدی کی شب و روز اور اس وقت کے فقرائے گروہ مہدویہ کے حالات جان کر معلوم ہوتا ہے' یہاں تک مخالفت ہوئی کہ بندگی سید خوندمیرؓ کی شہادت ہوئی' بندگی شیخ مصطفیٰ گجراتی کو اذیتیں سہنی پڑیں' اور میاں شیخ عبداللہ نیازی کے سر کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے کچلا گیا اور ان کا مثلہ بنا کر لاشہ کو بے گورو کفن پڑار ہنے دیا گیا۔ اسلام میں اگر حمزہؓ ہیں حسینؓ بلالؓ ہیں تو مہدویت کو بھی ایسے لوگوں کے ذریعہ دین و ایمان کی قیمت چکانی پڑی ہے' کچھ ایسے حالات ہیں کہ جنہیں برف پر سے رینگتے ہوئے جانے سے مشکل حالات سے مہدویت کو گزرنا پڑا' اور یہ سلسلہ یہی نہیں رکا بعد اخراج اور ہجرت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ جہاں تک ہمارا اندازہ ہے مہدویوں کا آخری اخراج حکومت ٹیپو سری رنگا پٹنم سے مہدویوں کا اخراج ہوگا !۔ کیونکہ اس کے بعد ایسی کوئی نقل مکانی یا ہجرت مہدویوں کے حالات میں نہیں ملتی کہ مہدوی وہاں سے کرگاول چن پٹن اور دوسری جگھوں پر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے معہ زن بچہ راتوں رات ۔ وہ دوسری بات ہے کہ بعد میں ٹیپو حکومت کا دردانگیز خاتمہ خود نام نہاد مسلمانوں کی منافقت اور دھوکہ دہی سے ہوا۔ احادیث میں کمی زیادتی کے باوجود اگر غور سے دیکھا جائے تو کچھ ایسے الفاظ و واقعات بیان ہیں جو حضور ﷺ کے حقیقی احکام و بیان کو ظاہر کرتے ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ایمان اور احسان ہے !

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے یہ کلمہ اس بات کا اعلان ہے کہ تو معبود ہے میں بندہ ہوں اس کے سوا کوئی' اور نہیں تو باقی سب فانی کا اعلان ہے یہ کلمہ دراصل سورہ فاتحہ کا حاصل ہے۔ اس خصوص میں مہدئ موعودؑ خلیفۃ اللہ کا اسے عجمیوں کے لئے' الا اللہ تو ھے لا الہ ھوں نہیں کا نوبت کے ذریعہ ذکر دوام میں شامل کرنا اس بات کی علامت ہے کہ دور مہدی سے آج تک مسلمانوں کے کسی گروہ نے اسے مخصوص ذکر کا حصہ نہیں بنایا یہ مہدویت کا حقیقی اسلام ہو ثابت کرتا ہے۔ اگر اس کو سمجھنا ہے تو سمجھنا ہو رے گا ۔ الحمد للہِ رب العلمین اس میں پہلے ا ل الیف لام ہے لغت میں یہ حرف تعریف ہے جو نکرہ کو معروفہ Common Noun کو Proper Noun بنانے کے لئے آتا ہے۔ غیر موجود کو موجود ظاہر کرنے کے لئے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک عہد یہ دوسری جنسیہ' عہد یہ وہ کہ جس سے کسی شئے کو معہود ہ (اس کا عہد/ دور یا مقام) بتانے کے لئے یا اشارہ کرنے کے لئے خواہ وہ عہد ذہنی ہو یا خارجی' اور جنسیہ عہد یہ کبھی تو حقیقیہ ہوتا ہے معنیٰ جنس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کبھی استغراقیہ یعنی ہر فرد جنس پر عمومیت کے ساتھ

دلالت کرتا ہے۔

حــمــد کے معنی تعریف۔خوبی۔اوراللہ کی ثنا کو کہتے ہیں حمد صرف ان اُمور پر ہوتی ہے جو بہ تسخیر الٰہی ہوں اور وہ شکر وہ نعمت کے مقابلے یا عوض میں ہوں پس ہر شکر حمد ہے مگر ہر حمد شکر نہیں ہے جیسے ہر حمد مدح ہے اور ہر مدح حمد نہیں ہے۔لہٰذا ال اور حـــمـــد تعریف سے تعریف کیا ہوا'یعنی ایک ایسی تعریف کہ جس سے بڑی کوئی تعریف نہ ہو'تمام خلایق عالم کی سب سے بڑی تعریف کیونکہ اس کی شان اتنی اعلی وارفع ہے۔

لِلّٰـهِ ۔لل۔اس دولام کولام جارہ کہتے ہیں یہ معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔اور کسی ذات کے استحقاق یعنی کسی کے حق'یا حق کے حق کوظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔جیسے اَلْـحَـمْـدُ لِـلّٰـهِ , اَلـعِـزَّتُ لِلّٰهِ ,اَلْاَمْرُاللّٰهِ , لِلْـمُـطَّـفِـيْـنَ , لِلْكَافِرِيْنَ , ۔اس کے بعد رب العلمین مالک روز جزا ءکا۔عالموں کا رب۔(رب خلایق عالم کا)اس کے بعد ایــاک نـعـبـد و ایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد یااعناعت طلب کرتے ہیں۔کیونکہ جانتے ہیں کاینات میں تیرے سوامدد کرنے والا اعانت کرنے والا کوئی نہیں۔اس کے بعد اهدی نـاصـراط المستقیم بتا ہم کوراستہ سیدھا(جن پر تو نے انعام کیا) یہ تمام کلمات آیات زمانہ حال میں بیان ہوئی ہیں اور اس میں ماضی بعید اور مستقبل قریب اور بعید کا اقرار بھی ہے کہ جس میں انسان کی بے بسی کمزوری حقارت کا اقرار ہے یعنی بتار ہم کوسیدھا راستہ جس پر ایمان والے چلے تھے اور آگے بھی ایمان والے ہی چلیں گے۔کیونکہ تیرے اور سیدھے راستے پر چلنا مومنوں کا شیوہ ہے نا کہ تیرے انکار کرنے والے اور حکموں کا انکار کرنے والوں کا نہیں۔جس پر چل کر پہلے والوں نے تیری نعمت اور رضا حاصل کی اور آگے بھی ایسے ہی لوگ تیری نعمت اور رضا حاصل کریں گے۔اس میں ماضی حال اور متقبل کا اقرار ہے۔اور وہ لوگ نہیں جنہیں تو نے مغضوب کیا ناراض ہوا جن پر تیرا قہر و غضب ہوا ایسے لوگوں کا راستہ ہمیں نہ دکھا یہ ماضی اور مستقبل کا بیان ہے جس کا ذکر بار ہا اللہ تعالی نے قرآن میں کیا ہے قرآن کے واقعات میں ایسے لوگ ہر زمانے میں رہے اور آگے بھی رہیں گے تو بحیثیت رحمٰن ورحیم ہمیں اس راستے پر نہ ڈال نہ وہ راستہ ہمیں دکھا۔اور اس تمام دعایہ کلمات یا مدح حمد وثنا کا مخفف ہے لا الـه الا اللّٰہ یعنی اگر دیکھا جائے تو قرآن کے ابتدا میں ہی اللہ تعالی نے اللہ کی رضا اور اپنی موجودگی کا بیان پہلے کردیا جس کا خلاصہ یا ذکر'نبوت کے آخری دور میں اللہ کے رسول محمدﷺ اور جبریل کے مابین گفتگو میں حدیث احسان میں تفصیل سے ہوا ہے کہ جس کو تابع تام رسول اللہ خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ آخرالزماں نے طلب دیدار کی دعوت میں تخفیف کرکے ذکر دوام لا الــه الا

اللہ یا لا الہ ھوں نھیں الا اللہ توں ھے کی تعلیم میں سمودیا۔

کلمہ شہادت لا الہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللہ کے بغیر قبول اسلام اور تکمیل ایمان نہیں ہے۔لیکن محمد الرسول اللہ ۔لا الہ الا اللہ کے ساتھ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ حصول ایمان سلامتی وھدایت ہمیں محمد ﷺ کے توسط سے ملی ہے اس لئے اللہ کے معبود برحق ہونے کے اقرار کے ساتھ محمد ﷺ کے رسول ہونے کا اقرار اس شہادت کو قبول کرنا ہے کہ اللہ ہمیں محمدؐ کے ذریعہ اسلام ایمان ہدایت نہ دیتا تو ہم اللہ کے واحد ولاشریک ہونے کے حق کو جاننے سے محروم رہتے۔حالانکہ محمدؐ سے پہلے بھی انبیا ءمرسلین آئے کتابیں دی گئیں مگر جو جامع کلام اور ھدایت محمد ﷺ کے ذریعہ دی گئی وہ قطعی اور آخری حجت تھی اللہ کے بندوں کے لئے جس سے ہم محروم ہوجاتے جیسا کے کفار ومشرکین محروم ہیں۔اس طرح لا الہ الا اللہ کی تمام جامعت سورہ فاتحہ میں پہلے ہی بتادی گئی کہ جب بندہ اللہ کے سامنے حاضر ہوتو محسوس کرلے کہ وہ غیر موجود کے نہیں موجود معبود کے آگے حاضر ہے۔اس طرح تمام سورہ فاتحہ ایک موجود معبود اللہ رب العلمین حاضر وناظر کی اطاعت اور بندگی کے لئے ہے جو بظاہر غایب ہے مگر موجود ہے جس کا بیان سورہ حدید کی آیت میں کیا گیا وھو معکم این ما کنتم کہ تم جہاں کہیں ہووہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔اور اسکو نماز کے پہلے بھی اقرار کرنا پڑتا ہے انی وجھت وجھیی للذی فاطر السموت والارض حنیفا و ما انا من المشرکین ۔انعام ۷۹۔میں نے یکسو ہوکر اپنا رخ اس خالق کے طرف کرلیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔اس طرح سورہ فاتحہ میں مالک یوم الدین مستقبل ہے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ماضی ہے باقی کے کلمات وآیات حال یعنی جو موجود ہے اس حاضر کے آگے اقرار کے ہیں۔اس طرح کا اقرار قرآن مجید میں ہر جگہ کرایا گیا ہے جیسے سورہ نمل میں ''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے' جبکہ وہ اسے پکارے' اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا بھی ہیں؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔اور کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت سے ہواؤں کو خوش خبری دے کر بھیجتا ہے' کیا اللہ کے ساتھ دوسرا خدا بھی ہے؟ بہت بالاتر وبرتر ہے اللہ اس شرک سے پاک جو یہ لوگ کرتے ہیں۔اور کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا اور پھر ان کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون تم کو آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہے لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔یعنی سورہ فاتحہ میں اللہ کے حاضر وموجود ہونے کے اقرار کے ساتھ قرآن کی ابتداء ہے اس میں واضح کردیا گیا

کہ وہ تمہارے سامنے ہے مگر تمہارے اعمال کے حجابات نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اس حجاب کو تقوی توکل ترک دنیا اور ذکر دوام کے اعمال سے ہٹاؤ تو جانو کے اللہ تو دیکھ رہا ہے تم بھی کوشش کر سکتے ہوا سے دیکھنے کی جس کے لے اس نے اسباب پیدا کئے ہیں "نگاہیں اسے نہیں دیکھ سکتیں، مگر وہ (چاہے تو) نگاہوں کو پا سکتا ہے۔یعنی طلب دیدار کی دعوت ابتدائے قرآن میں ہی موجود ہے۔

لوگ اسلام قبول کرتے ہیں کیونکہ اس میں اچھی اور بھلی باتیں اور عمل کی تعلیم ہے۔مگر ایمان قبول کرنے سے نہیں عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے، کوشش کرنی پڑتی ہے۔ایمان کو حاصل کرنے کے لئے کچھ کھونا نہیں بلکہ بہت زیادہ اچھا اور نیک عمل کرنا پڑیگا ایمان حاصل ہوتا ہے قربانی سے امتحان سے گزرنے سے۔مشکل تب تک مشکل ہے جب تک اسے مشکل سمجھوگے اس لئے جو ڈھونڈوگے وہیں ملتا ہے۔کسی بت کو یا ظاہری اسباب کو سامنے حاضر جان کر اطاعت عبات کرنا کوئی بڑی بات نہیں وہ تو ہر کوئی حاضر کے سامنے مرضی سے یا مرضی کے بغیر سر خم کر لیتا ہے، کمال اور خوبی یہ ہے کہ غایب کو اس بنیاد پر خالق و معبود مانا جائے جس کے اس نے ثبوت اور دلایل دئے ہیں اپنے نبی خلیفہ کے ذریعہ۔کیونکہ اس میں مطانت سکون ٹھہراؤ غور خوص اپنا اور عالم کاینات کا جایزہ لینا، حق اور ناحق کی پہچان کا ہونا نہایت ضروری ہے۔یہ باتیں صرف مہذب معلم منظّم معاشرے میں یا انسانوں میں پیدا ہوتی ہیں۔بے راہ روی میں جس کو دیکھا مان لیا جس کو چاہا بڑا چھوٹا بنالیا، جس کو چاہا خدا مان لیا یہ کم ذہنی لاعلمی اور سطحی ظرف کی علامت ہیں۔خدا کو ہم حدا اس لئے مانتے ہیں کہ اس نے اپنے کلام میں اپنی نبی رسول کے ذریعہ ہمیں بتایا کہ ہم کیا ہیں کس لئے پیدا ہوئے ہیں، ایسا نہیں کہ کسی نے خوبصورت سجا سجایا سونے چاندی سے مرصع پھولوں میں ڈوبے چڑھاوے چڑھا کر بت بنالیا اور اسے بھگوان مان لیا، اسے تو ہم نے بنایا ہے۔مگر جس نے اپنے کلام احکام نبی کے ذریعہ ہمیں آگاہ کیا کہ وہی معبود ہے وہ رب العالمین تو ہم نے رب مانا ہے کہ واقعی یہ کائنات اس کی قدرت کا مظہر ہے۔جس کو ہم نے بنایا وہ ہم کو کیسے بنا سکتا ہے اس طرح تو اس بت کے خالق اور مالک ہم ہوئے، اسے جہاں جیسے جس طرح چاہیں رکھیں، مگر جو حقیقی خدا ہے وہ ہمیں جہاں جس طرح جیسے حکم دے گا ہمیں اطاعت کرنی پڑیگی۔

نماز میں اگر غور کریں گے تو سورہ فاتحہ ہی عبادت ہے، کہ خالق و مالک رب العلمین کی حمد وثنا کرنا۔ضم سورہ اطاعت بندگی کے لئے ہے کیونکہ ضم سورہ میں قرآن کے احکام واقعات اقوام عالم کے حالات کو یاد کرنے سمجھنے معلوم کرنے کے ساتھ راہ مستقیم اختیار کرنے کی تعلیم ہے، جس سے کہ نصیحت وعبرت حاصل ہو۔اسی سے

انسان شکران نعمت کو اختیار کرتا ہے' یہی فرشتوں نے تخلیق آدمؑ پر فرشتوں نے اللہ کے حکم سے کیا اس کے حکم کے آگے سجدہ ریز ہو گئے' دوسرے سجدے میں انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ قہر وغضب خداوندی سے بچ گئے اور شیطان دھتکار دیا گیا 'اور ابلیس بن گیا۔

نماز ہے کیا؟ لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز صرف ایک عبادت ہے دوسرے فرایض جیسے روزہ' زکواۃ اور حج کی طرح' مگر نماز پانچ فریض میں ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق روح سے ہے۔ روزہ جسم روح اور نفس سے متعلق ہے' زکواۃ مخلوق کی مدد اور انسانی ذمہ داری اور اطاعت خداوندی سے عبارت ہے' حج دین ایمان مخلوق کا اظہار اجتماع اُمت تفریق میں اتحاد کی علامت ہے۔ اللہ تعالی کی کاینات میں پھیلی قدر کو ایک وسیع وعریض درخت پہ تصور کریں جس کی جڑیں خالق سے جڑی ہوئ ہیں اس کی ٹہنیاں پتے پھول پھل یہ کاینات کی مخلوقہیں اگر کوئ بتہ پھول پھل درخت سے جدا ہو جاے تو پیلی اور زرد ہو کر درخت سے جدا ہو جاتا ہے مرجھا جاتا اور گر کر خس و خاشاک میں مل جاتا ہے جس کا کوئ وجود اور شناخت نہیں رہ جاتی' پیڑ سے جڑے رہنا معنی خود کی پہچان بناے رُکھنا ہے' کہ میں پتہ ہوں پھل ہوں پھول ہوں' اور اس میں تازگی توانائ خوبصورتی برقرار رہتی ہے اور جڑ سے نمی غذا مسلسل جاری رہتی ہے جو اسے سرسبز وشاداب رہنے میں مدد دیتی ہے'۔ اگر کوئ نماز بلا ناغہ پڑھ رہا ہے تو گویا وہ ان آسایشوں سے جڑا ہوا ہے' یہ اشیا اسے بلا کوشش جاری ہیں' یہ آسایشیں دین ایمان کی فرحت اور روح افزا ان دیکھی نعمتیں ہیں' نامخدا سے جز رے رہنا ہے۔ جہاں سے روحانی جسمانی حیات پابدنی سے ملتی رہتی ہے' وگر نہ خدا سے رابطہ ٹوٹ جاتا ہے اور مخلوق سے رابطہ رہجاتا ہے جس میں حیات تو ہوتی ہے مگر ایمان کی تر وتازگی نہیں۔ ایک مسلمان اور بت پرست کافر کی زندگی کا فرق یہ ہے کہ ایک کی منزل مقصود مقرر ہے ایک کی منزل کا پتہ نہیں' وہ سمجھتا ہے کہ دوبارہ جنم لے کر آے گا تو جانور حیوان بن کر آے گا جبکہ یہ اس کی غلط فہمی ہے اسے آنا نہیں بلکہ جل جانا ہے۔ روزہ زکواۃ حج اسباب نماز ہیں' جو بندہ مومن کو نماز کے ذریعہ خالق ومعبود سے جوڑے رکھنے کے لئے ایک جہد مسلسل ہیں' نماز ہی عبادت کیوں دوسرے طریقے عبادت کیوں نہیں؟ کیونکہ نماز ایک خداے واحد ولاشرک کی طرف سے بتایا گیا طریقہ عبادت ہے جبکہ دوسرے طریقے مختلف لوگوں کے بتاے اشتراک سے بنے ہیں جن میں کوئ نظم وضبط نہیں جس کے جو دل میں آے کرلے۔ نماز ذکر واذکار میں فرق یہ ہے کہ نماز خدا کا حکم اور بتائ ہوئ عبادت ہے جبکہ ذکر انسان کی قابلیت اور استطاعت پر منحصر ہے جو جتنا ہے کرے۔ ذکر اللہ کے ذریعہ بندے کا رابطہ خالق سے ہمیشہ بنا رہتا ہے نماز دن میں

پانچ وقت کی پابندی ہے۔ذکر اللہ یا ذکر خفی اختیاریٔعمل ہے بندے کا جو بندہ اللہ کی محبت اطاعت معرفت میں جتنا شدید ہوگا وہ اتنا شدید ذکر میں منہمک ہوگا' چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے' ہر کروٹ ذکر جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

اسلام کی ہر عبادت میں ایک تحقیق طلب پہلو موجود ہے۔نماز واجب الوتر کو لیں' جو فرض نمازوں کے بعد جس کی اہمیت ہے' سبھی نمازیں دو اور چار رکعت کی مگر مغرب اور وتر کی نماز تین رکعت کی کیوں؟ اور وتر میں تینوں رکعت میں ضم سورہ ہے اور تیسری رکعت کو توڑ کر دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے' دعائے قنوت کو قنوت نازلہ کہتے ہیں جو فرمابرداری' پاکبازی کے لئے اللہ سے ملتمس ہونا' کچھ عالموں نے دعائے قنوت کو قرآن کا حصہ مانا ہے اور کہا کہ یہ منسوخ ہوگئی تھی' مہدی موعودؑ نے اس ناسخ ومنسوخ کے مسئلے کو رد کیا ہے کہ قرآن میں کوئی ناسخ ومنسوخ نہیں ہے 'اس باب میں قرآن سے ہی حوالہ دیا۔لہٰذا یہ دعا یہ کلمات قرآن کی طرح نازل ہوئے تھے اس لئے اُسے نازلہ کہتے ہیں'۔جس طرح وتر میں تین رکعت ہیں مغرب میں بھی تین رکعت ہیں یہ کوئی ایسا معمہ نہیں ہے' اگر اسے معمہ مان بھی لیا جائے جو کہ نہیں تو دن بھر کی نمازوں میں فرض صبح کی 2 ظہر کی 4 عصر کی 4 مغرب کی 3 عشاء کی 4 ہیں یہ کل ہوئے 17 اگر اس میں واجب الوتر کی 3 رکعت نماز جو فرض کے بعد اہم ہے یہ کل ہونگیں 20 رکعت' اس طرح تمام نمازیں جوڑ ہونگیں طاق نہیں۔یعنی 17-19-21 نہیں۔اس طرح دن بھر دس 10 دوگانوں کی 20 رکعت۔جیسے کہا اس میں دعائے قنوت کی اہمیت یہ کہ بندہ دن بھر کے اپنے اعمال کو رات نیند سے پہلے خدا کے سامنے صحیح یا درست کرنے کی دعا کے ساتھ اپنا دن ختم کرے۔اور وہ اللہ کے بندے جو اللہ سے اپنی قربت اور معرفت کے طلب گار ہیں ان کے لئے تہجد میں مزید پانچ دوگانے کے ساتھ اپنی اس عبادت کو ختم کرنا ہے اس کا طریقہ ہوتا ہے کہ تہجد نماز بلاناغہ پڑھتے ہیں وہ بعد عشاء وتر نہیں پڑھتے بلکہ بعد تہجد نماز وتر پڑھکر اپنا پچھلا دن ختم کرتے ہیں' اس طرح کل دن کی نماز بغیر سنت موکدہ وغیر موکدہ کے کل 30 رکعت ہونگیں۔شروع میں حضور ﷺ نماز وتر فجر میں پڑھنے کی روایات ہیں مگر بعد میں اسے بعد عشاء یا تہجد کر دیا گیا۔مہدویہ میں تہجد اُن تارک دنیا کے لئے ضروری ہے جو اسے بلاناغہ پڑھیں ذکر دوام اور نوبت کے ساتھ تاکہ قرب الٰہی اور معرفت الٰہی حاصل ہو' جس کا منتہی طلب دیدار ہے۔چونکہ تارک الدنیا حقوق العباد کی ذمہ داریوں سے بری ہوتے ہیں' وہ عزلت از خلق کے ذریعہ خلق سے الگ رہ کر خدا کے حضور حاضر ہونا چاہتے ہیں اس لئے وہ ذکر دوام نماز فرایض اور نماز تہجد کی ادائیگی بر وقت پابندی سے ہر دن بلاناغہ کر سکتے ہیں' ایسا کاسبوں کے ممکن نہیں۔اُن پر خاندان اور حقوق العباد کی ذمہ داری ہوتی ہے' مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ ''بیوی بچوں کا ہاتھ پکڑ کر

جنت میں داخل ہو جاؤ'' جس کے معنی دنیا کی ذمہ داریوں کو حلال کمائی تقوی اور توکل سے اپنے کنبے کی کفالت کرو اور فریض ادا کرکے جنت میں داخل ہو سکتے ہو۔اس طرح تارک الدنیا تہجد کے اہل ہوتے ہیں اور ان کو اپنے ترک دنیا سے پہلے اقرار گناہ اور تعذیر سے گزارا جاتا ہے اگر گناہ کبیرہ وصغیرہ ہو گیا ہو تو ۔اسلام میں اعتدال کا حکم ہے کہ جتنا ممکن ہوسکے اتنا کرو مگر مسلسل بلاناغہ کرو خوامخواہ کی تکلیف اور پریشانی اُٹھانے سے اسلام منع کرتا ہے' اسی لئے اسلام میں عباتوں اور فرایض کا تعین ہوا ہے' کہ من مانی نہ ہو اور مہدی موعودؑ نے اسی لئے نفل عبادتوں سے پرہیز کرنے کو کہا کہ کہیں تھک ہار کر کفران نعمت کا شکار نہ ہوجاؤ جیسے وتر میں قنوت نازلہ میں اللہ سے مدد طلب اور بخشش کا اہتمام ہے کہ انسان سونے سے پہلے اپنا مافی الضمیر پاک کرلے کیونکہ نیند کو دین میں آدھی موت کہا ہے' کہ کب فرشتہ اجل آپہنچے ۔کیونکہ بہت ساری اموات بحالت نیند ہوتی ہیں۔مہدی موعودؑ نے تحتیہ الوضو نہ پڑھنے والے کو دین کا بخیل قرار دیا اور نفل سے منع کیا' کیونکہ کسی نفل کے تسلسل کا ذکر روایات میں نہیں نہ قول وعمل رسولؐ سے معلوم ہے البتہ وضو دگانے کی بات حضرت بلالؓ اور حضورؐ کے درمیان گفتگو سے ثابت ہے۔دعائے قنوت کو قنوت نازلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کچھ علماء کا ماننا ہے کہ یہ دعا قرآن کی طرح بجی کی گئی' کچھ کہتے ہیں کہ یہ پہلے قرآن کا حصہ تھی مگر اس کی کوئی مصدقہ توثیق ہمیں نہیں معلوم البتہ نماز جیسی عبادت میں دن کے آخری حصہ میں اسے ضم کرنے میں کچھ تو اہمیت اور خصوصیت ہے۔

جتنا ہم دین وایمان میں اخلاص سے عمل کرنے کی کوشش خوش اصلوبی سے کرنے کی کریں گے' اللہ کی اتنی مدد اور سمجھ پہنچتی رہتی ہے بذریعہ علم اس کے لئے عابد زاہد معلم مدرس پیر فقیر ہونا ضروری نہیں اللہ نے ہر بندے کو ایک منفرد مقام دیا ہے وہ اپنے طور پر اس کا صحیح استعمال کرسکتا ہے اُسے کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں' خارجی مدد اُن کو ضروری ہوتی ہے جو علم سے عمل سے اخلاص سے دین سے ایمان سے واقف نہیں ہوتے' بس بھیڑ بکریوں کی طرح کوئی اُنہیں ہانکے تو ادھر ہی چل پڑتے ہیں جہاں انہیں ہانکا گیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کیا صحیح اور کیا غلط ہے اسی کا فایدہ مفاد پرست لوگ اُٹھاتے ہیں انہیں جانوروں کے ریوڑ کی طرح استعمال کرتے ہیں۔

نبوت ختم ہوگئی ! رسالت اور پیغمبری کا کیا ہے؟

رسالت اور پیغمبری نبوت کا منتہی ہوتی ہیں جب نبوت کا خاتمہ ہو گیا تو اس کے منتہی کا مقصد بھی خود بخود ختم ہوجاتا ہے اس کے لئے الگ سے پیغمبری ورسالت کے خاتمہ کا اعلان ضروری نہیں' نبوت اللہ کی جانب سے بندوں کے لئے احکام واخبار اصلاح وتبلیغ کا ذریعہ رسالت وپیغمبری سے معمور ہے۔جب نبوت ختم کی گئی تو اس کے

اسباب خود ختم ہوگے اُسے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں جیسے وحی متلو یعنی نزول کلام اللہ اور وحی غیر متلوا حادیث ختم ہوگئی ,ہم نے یہاں وحی غیر متلو کا ختم ہونا اس لئے نہیں شمار کیا کہ اللہ تعالی نے قرآن میں مکھی کو وحی کرنے کی بات کی ہے اور حضرت موسی کی ماں کو وحی کرنے کی بات کی ہے ایسے کچھ اُمور بیان ہیں جن کا خاتمہ کیا گیا یا نہیں معلوم نہیں ہوسکتا ہے اللہ اپنی کسی مخلوق کو کوئی ذرا یعہ احکام بھیجتا ہو جو وحی کی کوئی اور شکل ہو اس لئے اس پر کلام نہیں ہوسکتا' شاید لقاء اللہ یا کشف بھی وحی جیسی کوئی شئے ہو؟ اس لئے مخلوق کا علم محدود ہے اللہ رب العلمین کا علم مطلق ہے اس پر حکم لگانا کفر ہے۔ دنیا میں مصلح اور مبلغ آتے رہے لوگوں قوموں کے مزاج کے مطابق سمجھانے مگر ! جب کوئی حکم نامہ یا قانون یا آین اللہ پیش کرتا تھا کہ ان قوانیں پر چلو تو صحیفے اور کتب نازل کئے جو تمام انبیاء مرسلین اور پیغمبروں کے لئے ایک مستند نوشتہ احکام خداوندی ہوا کرتا ہے۔ یہی بات ہے کہ چار کتابیں اور ایک سو صحایف نازل ہوئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو ان کے تابع کیا۔آج اس کی مثال یہ ہے کہ ایک ہوتا ہے لوکل لا مقامی نظم وضبط کا قانون' ایک ہوتا ہے اسٹیٹ لا مقامی یا ریاستی قانون ایک ہوتا ہے ملکی نظام اور آئین کا قانوں جو تمام ملک کو چلانے کے لئے درکار ہے' اور تمام ملکوں میں نظم وضبط امن وآشتی قایم کرنے کے لئے انٹر نیشنل لا بین القوامی قانون ان تمام کے کام کرنے کا ایک ہی مقصد ہے امن اور نظم وضبط قایم رکھنا' کسی کو چھوٹے پیانے پر یہ کام کرنا پڑتا ہے کسی کو بڑے پیانے پر۔ پہلے کے زمانوں میں اسے صلح نامہ آپسی اتحاد نامہ کے طور پر دیکھا اور سمجھا جاتا تھا' اب اس کے نام بدل گے معنی وہی ہیں مگر ایک منظّم طریقہ کار کے بطور۔اللہ تعالی نے یہ نظام روز اول سے قایم کر دیا' آدمؑ نبی تھے ان کے بعد ادریسؑ نبی ہوے اُن کے بعد نوحؑ نبی ہوے اُن کے بعد صالح ھود لوط ابراہیمؑ اسماعیل اسحاق یعقوب یوسف داود سلیمان آتے رہے جن میں کسی کسی کو صحایف دے موسیؑ کو کتاب دی پہلا انٹر نیشنل لا اس کے بعد انجیل اس کے بعد قرآن آخری یونورسل لا,آج یو ین او ہے اس کے اوپر کیا ہے؟۔نبوت کے خاتمے کے بعد صرف ایک گنجایش باقی تھی ہدایت اور بیان کی اسے بھی ولایت اور ہدایت کے خاتم کی بعثت کے بعد ختم کر دیا اور مہدی کو مراد اللہ اور خاتم ولایت کہا۔کوئی بھی اب خود کو کتنا ہی ولی عارف زاہد کہہ لے مگر ہدایت وہبی کا خاتمہ ہوگیا اب صرف لوگ اپنی محنت سے خود کو ولی مالیتے ہیں مگر اس کے اسناد نہیں ہیں یہ ان کی کسبی ولایت یا ہدایت ہے جس کے متعلق خاتم الانبیاءؐ نے نہیں فرمایا سوائے بعثت مہدی کے۔رسول اللہ ﷺ کو دنیا مانے یا نہ مانے وہ اللہ کے رسول ہیں قرآن اس کا گواہ ہے مہدی کو لوگ مانیں یا نہ مانیں مہدی نے قرآن سے خود کا مہدی ہونا ثابت کیا ہے۔اور اللہ کے رسولؐ نے بتادیا کہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے اس کی

بیعت کروتو جواس کے حکم کا انکار بغیر دلیل حجت اور تحقیق کے کرے اس کا وبال اُسی پر ہے۔ محمد ﷺ کو نبی رسول اللہ کا پیغمبر ماننا انفرادی ذمہ داری ہے قومی نہیں' اسی طرح مہدی کو ہادی ماننا خلیفۃ اللہ ماننا انفرادی ذمہ داری ہے قومی نہیں یہ فرض کفایہ نہیں ہے کہ جس سے گلوخلاصی ممکن ہو۔ عالموں نے انکار کیا اس لے ہم نے نہیں مانا یہ دلیل نہیں سنی جا سکتی کہا جائے گا تم نے تحقیق کیوں نہیں کی؟ ہر کوئی اپنی ذمہ داری کا جواب دہ ہے دوسرے پر اس کا بوجھ نہیں حتی کہ انبیا مرسلین اپنی قوموں کی شرک وکفر کے ذمہ دار نہیں انہیں جو حکم اور پیغام دیا انہوں نے پہنچا دیا وہ اپنی جواب دہی سے فارغ ہو گئے' حضور نبی کریم ﷺ بھی انہیں کی شفاعت کریں گے جو شفاعت کے قابل ہونگے چھوٹی موٹی کمیوں کے ساتھ' ہر مسلمان گنہگار کی شفاعت کرنا لازمی نہیں ہے۔ یہی نظریہ تو عیسایوں کا ہے کہ جتنے گناہ کرنا ہے دنیا میں کرلو عیسو مسیح معاف کرالے گا وہ سبھی عیسایوں کے گناہ اپنے سر لے چکا ہے اور یہی فاصد عقیدہ کی وجہ سے عیسائی دنیا کی بدترین عیاش بے حیا بدکار ظالم قوم بن گی۔ اور یہی عقیدہ بدعتی لوگوں کا بن گیا کہ ولی بچالیگا' فقیر عالم پیر مرشد بچالیگا یہ ذہنی سطح کے تنزل کی عکاسی ہے۔ ہر فرد اپنے کردار اور اعمال کا جوابدہ ہے' جس سے حشر میں گلوخلاصی ممکن نہیں۔ ہم نے اتنا قرآن پڑھا دیا ہم نے اتنے عالم بنادے' ہم نے اتنے لوگوں کی اصلاح وتبلیغ کردی بچ جائیں گے فاصد عقیدہ ہے' فیصلہ تو اللہ جبار قہار رحیم رحمٰن کو کرنا ہے اور وہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا تو یوں ہی انسانی مرضی کے مطابق فیصلہ صادر نہیں کرتا۔ اپنے خیال اور مرضی اور خواہش کے مطابق دین میں رائے قایم کرلینا اول درجے کی حماقت جہالت اور نادانی ہے' یہی حماقت ابلیس نے کی کہ سمجھ بیٹھا کہ میں تو آگ سے پیدا ہوا ہوں میری فضیلت بڑی ہے' اللہ کے پاس فضیلت نہیں ایمان اخلاص اعمال صالحہ اور نیک نیتی شمار ہوگی نہ کہ بڑائی بزرگی علم مقام مرتبہ۔ یہ اس لے کہنا پڑھتا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں ثم ان علینا بیانہ اور ثم اوثنا الکتاب فرمایا ہے جو اس بات پر دال ہے کہ آگے اللہ بیان فرمائے گا یا بیان فرماتا رہے گا۔ اور یہ آیات حضرت مہدئ موعودؑ نے اپنے دعوی مہدی کے ثبوت میں پیش کی اور فرمایا کہ میں اللہ تعالی سن رہا ہوں فرماتا ہے کہ اے سید محمد ہم نے تجھ کو ہدایت دی ہے اور ہم مہدوی اس بات پر ایمان اور یقین کرتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ کہ حضور ﷺ قرآن کو بیان نہ کر سکے یا سمجھا نہ سکے جو مہدیؑ کو بھیجنا پڑا تو یہ سمجھنے والے کی جہالت ہے کہ وہ بات کو سمجھے بنا مطلب نکالے۔ ہم انہیں سے سوال کرینگے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن اور سنت پیش کردی تو یہ تفسیریں ان کی شرح اور احادیث کی وضاحتیں حکایتیں بیان کرنے کی کیا وجہ ہے' کہ کیا اللہ کے رسولؐ نے سمجھایا نہ تھا کہ جو انہوں نے بیان بازی دین میں کی ہے۔ قرآن ایک ہے تفسیریں اور وضاحتیں

ہزاروں لاکھوں کیوں ؟ آج تو ہر جماعت اور فرقہ کی اپنی تفسیر اور حدیث کی شرح ہے ان کے عقاید کے مطابق کیا یہ اسلام ہے؟۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں ایسا کرنے کو کہا تھا' رسولؐ نے دین پہنچانے کو کہا تھا اپنے عقاید بیان کرنے کے لئے نہیں' اور کئی مفسروں نے قرآن جو اللہ کا کلام ہے اس پر بات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں سمجھتا ہوں یہ ایسا ہے یہ ویسا ہے اور کئی نے یہاں تک کہا ہے کہ یہ ایسا ہوتا تو ٹھیک تھا ویسا ہوتا تو ٹھیک تھا یعنی اللہ کے حکم اور کلام کو اپنی مرضی اور خیال سے کم گردانتے ہیں نعوذ باللہ یہ کوئی الزام نہیں ہے بلکہ کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اور جب اللہ کا خلیفہ یہ کہے کہ مجھے اللہ کا حکم ہورہا ہے تو مانتے نہیں۔ مہدی موعودؑ نے یہ نہیں کہا کہ یہ میرا حکم مانو بلکہ کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہوتا ہے۔

آج ہمارے یہاں مہدویت کو دوسری بے دین جماعتوں کے عقاید اور طریقوں کی بنیاد پر پیش کرنے کا چلن ہوگیا ہے جو کہ غلط ہے مگر جب انہیں کہیں تو برا مان لیا جاتا ہے اس کے لئے بیڈھنگی دلیل اور بحث کی جاتی ہے اور کچھ لوگ تصوف کی روایات اور باتوں کے ذریعہ مہدویہ تعلیم کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ مہدویت تصوف نہیں ہے۔ اسے صرف قرآن کی اُیات سے ہی سمجھا اور سمجھایا جاسکتا ہے اس کے لئے کوشش محنت اور مطالع کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ لوگوں میں نہیں ہے' آج وقت کٹ کاپی پیسٹ کا ہے جہاں کہیں کچھ دیکھا کاٹا اور پیسٹ کردیا اس میں نہ ہینگ خرچ ہے نہ پھٹکری' جبکہ قرآن حکم دیتا ہے کہ غور خوص کرو فہم ادراک کرو' اس کے لئے نور ایمان کی ضرورت ہوتی ہے جو پیدا ہوتا ہے خدا کی عبادت اطاعت تقوی توکل سے اور لوگوں کے پاس وہی نہیں ہے ' بے کار کی محفلیں مجلسین ہاتھ میں اسمارٹ فون جو سامنے آیا اُسے پیش کردیا نہ تحقیق نہ جانچ نہ پرکھ بن گئے عالم دین۔ ترقی جہاں اچھائیاں اور سہولیات پیدا کرتی ہیں وہاں مشکلیں اور پریشانیاں بھی لے آتی ہے۔ موٹر کار سہولت کے لئے ہے مگر فضا میں آلودگی پیدا کرتی اور ماحول کو خراب کرتی ہے اور غلط استعمال سے حادثہ کے شکار کردیتی ہے مگر ضرورت ہے لوگ نقصان کی پرواہ کے بغیر استعمال کرلیتے ہیں یہی حال بدعقیدہ بے عمل عالموں اور واٹس ایپ عقل مندوں کا ہے جس کی وجہ سے عوام میں اضطراب اور ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔

آج کتابیں پڑھنے والوں کا تناسب پانچ فیصد ہے پچیانوے فیصد لوگ ادھر ادھر سے کچھ محاورے مقولے نصیحتیں دو چار جملے اُچک لیتے ہیں اُسی میں گھنٹوں بلکہ مہینوں اُلجھے رہتے اور بحث کرتے رہتے ہیں' اچھی کتاب پڑھنے سے علم حاصل ہوتا ہے معلومات ہوتی ہیں مگر کتاب پڑھنا الگ بات ہے اور مطالع کرنا الگ

ہے'مطالع میں انسان سکون سے حق اور ناحق میں تمیز کرنا سیکھتا ہے کوشش کرتا ہے کہ جو کہا گیا وہ کتنا صحیح اور کتنا غلط ہے اور حق کی بنیاد پر تحقیق وتدقیق کرنے کا طریقہ پیدا ہوتا ہے۔ایسے لوگ اپنی زبان فوراً کھولتے ہوئے کتراتے ہیں جو کسی بھی بات کا فوراً جواب دے سمجھ لو اس نے پڑھا ہے سمجھا نہیں۔مسلمانوں میں یہ طریقہ حالیہ برسوں میں تبلیغیوں نے رائج کیا ہے'اور اپنی بات کو منوانے کی ضد جو کرے وہ دیوبند سے فارغ ہوتا ہے وہ نہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی کو بولنے دیتے ہیں اپنی ہی بات کو مقدم مانتے جانتے ہیں۔اب ایسا مہدویوں میں بھی چلن ہو گیا ہے' بلکہ یہاں تو غلط باتوں کو روایات کے طور پر بیان کیا جا رہا ہے۔اور ایک نیا اور غلط طریقہ شروع ہوا ہے سوال جواب کا'یہ بات دعوے کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ سایل کے سوال کا حقیقی اور صحیح جواب دنیا کا کوئ عالم بروقت اور فی البدیہہ دے سکے یہ صرف اپنی تبحر علمی دکھانے کا ڈھکوسلہ ہے'بات یہ ہے کہ جب کتابیں دیکھ کر غلط بیانا دئے جاتے ہیں بغیر دیکھے مسلہ کا جواب دینا کیا معنی؟ کئی مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کوئ سایل سوال کرتا تو وقت لیتے انتظار کرتے خدا کی طرف سے پیغام آنے کا پھر جواب دیتے تو کیا معمولی قسم کے ادھے پڑھے لوگ صرف اپنی ذہنیت کے بنا پر جواب دینے کے خود کو قابل ہو گئے ہیں؟۔یعنی دین کو اپنے گھر کا روزینہ بنالیا ہے'اور اس کے نتائج بھی دیکھے گئے گول مول جواب دے کر پلہ جھاڑ لیتے ہیں۔

مہدویت کیا ہے ؟

اس بات کو جاننے کے لئے سب سے پہلے حقیقی اسلام کو جاننا ضروری ہے۔اسلام کے معنی سلامتی کے ہیں'اس سلامتی کی راہ پر چلنے کا آغاز حضرت آدمؑ کے زمین پر اتارے جانے کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا کیونکہ رسول مقبول ﷺ کے مطابق آپؑ نبی تھے۔آدمؑ کی اولاد میں جنہیں انسان کہا گیا خدا کی عبادت اور اطاعت کا طریقہ اور سلیقہ سکھانے کے لئے اللہ تعالی نے جو خالق عالم اور رب العلمین ہے ابتداء سے ہی انبیاء مرسلین کا مبعوث کیا جانا ضروری کر دیا' کیونکہ آدمؑ کو شرف خلایق کا مژدہ سنانے کے بعد فرشتوں نے تو قبولیت کا اظہار کیا لیکن جنوں کا سرادار ابلیس حسد بغض اور مخالفت کی آگ میں جل گیا اور اللہ سے انسان کے دل دماغ میں گردش کرنے کی اجازت لی اور اللہ نے اجازت دی اور کہا کہ جو میرے مخلص بندے ہیں وہ تیرے بہکاوے میں نہیں آینگے۔اس طرح زمین پر انسان کی جب بودوباش شروع ہوئ تو ابلیس یا شیطان متحرک ہو گیا اور اپنی کارستانیاں شروع کر دیں'اللہ نے آدم کی اولاد کو موقع دیا کہ جتنا نیک عمل کر سکتے ہو کر و نفس یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر زمین پر فتنہ و فساد نہ پھیلا کر واپس میرے

حضور آ و گے تو زیادہ انعام و اکرام کے مستحق ہو گے۔ جتنا چاہو اپنے شرف خلایق کا استعمال کرو میری بندگی اطاعت عبادت کرو زمین پر مگر نافرمانی گناہ کے قریب نہ جانا اور اپنے نفس کی نہ سننا جو شیطان کا حربہ ہے۔ جبکہ زمین پر تمہیں اپنے اعمال کا پورا اختیار ہو گا عیش و عشرت کے ذرایع ہونگے شر و فساد کے مواقع ہونگے مگر تم ان سے گریز کرنا میرے احکام پر چلتے رہنا۔ چونکہ پہلے سے جن زمین پر آباد تھے انہوں نے آدم کی اولاد کو متاثر کرنے کے تمام طریقے آزمانے شروع کر دیے، مگر اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے نبی رسول کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ ان کی اصلاح و تبلیغ ہوتی رہے اور بندگی کے آداب اور اُصول بتائے جاتے رہے۔ اس طرح قطہ زمین پر جہاں کہیں انسان آباد ہوتے گئے وہاں پر مصلح مبلغ نبی رسول بھیجے جاتے رہے، جب انسانوں میں سمجھ بوجھ پیدا ہوئی تو صحایف کے احکام دیے گے جو پہلے زبانی تھے بعد میں انہیں محفوظ کرنے کے طریقے بھی ہونے لگے۔ مگر راہ راست کو قبول کرنے والے چند نفوس قدسیہ ہی ہوا کرتے تھے، باقی کثیر تعداد نافرمانوں کی ابلیس اور شیطان کے بہکاوے کا شکار ہوتی رہی، جنہوں نے زمین پر فساد کیے اور گناہ اختیار کیے، اور حکم عدولی کرنے لگے۔ اسی کے ساتھ اصلاح و تبلیغ کا سلسلہ بھی چلتا رہا، جب انسانیت میں تہذیبی اقدار بڑھنے لگے اور علم کا بول بالا ہونے لگا، کتابیں شریعتیں نازل کی گئیں، آخر میں اس اصلاح و تبلیغ کو سمیٹ کر ایک شریعت قرآن کے تابع کر کے محمد ﷺ کو نبی آخر الزماں خاتم الانبیاء کے بعد نبوت رسالت پیغمبری کا سلسلہ ختم کر دیا اور قیامت تک قرآن کو آخری شریعت بنا دیا۔ مگر اللہ تعالی نے اپنے رسولؐ سے اُمت کو وعدہ کرایا کہ ہدایت اور اصلاح کا سلسلہ ہادی و مہدی تک باقی رکھا گیا ہے۔ اور نویں صدی ہجری میں مہدی موعود کو بھیجا گیا، جو رسولؐ کے وعدہ کے مطابق عترت فاطمہ سے تھے۔ اور غیر متعصب عالموں نے گواہی دی کہ آپ کا عمل حضور نبی کریمؐ کے قدم بہ قدم تھا۔ اور کہا گیا تھا کہ وہ عیسیٰ سے پہلے آئینگے اور ان کی بیعت کرنا اُمت کے ضروریات دین سے ہو گا اور جس نے اس کا انکار کیا وہ دین سے خارج ہو گا۔

اُمت میں مفسر محدث مجتہد امام بہت آئے لیکن ھدایت کرنے والے یا ہادی کوئی نہیں آئے سوائے مہدی موعودؑ آخر الزماں کے، حالانکہ جھوٹے مدعی مہدی بھی ہوئے جھوٹے نبیوں کی طرح، مگر مہدی موعود میراں سید محمد جونپوری نے اپنی دعوی کی بنیاد قرآن اور سنت رسولؐ پر کی، اور نویں صدی میں مہدی کا دعوی کیا، حضورؐ نے ان کی بعثت کے تمام آثار بیان کر دیے تھے۔ اس بات کی شہادت غیر مہدویہ عالموں محدثوں مورخوں نے بھی دی ہے کے ان میں وہ تمام آثار و شمایل تھے۔ جب لوگوں کا اژدھام آپؑ کے اطراف ہونے لگا تو علماے سو اور شہرت

نام ونمود کے لوگوں نے آپؑ کی مخالفت کی کیونکہ آپؑ کی تعلیمات عین اسلام کے مطابق تھی جس پر چلنا ان کے لئے مشکل اور نا قابل قبول تھا' جب مکہ مکرمہ میں آپؑ نے دعوی مہدی کیا تو لوگوں کے یقین میں مزید اضافہ ہو گیا اس لے ' اگر لوگوں کی عقیدت اور قبولیت بڑھی تو علماے سو کی مخالفت بھی بڑھی۔ مگر آپؑ نے قرآن سے اپنا مہدی موعودؑ ہونا جب تب ثابت کیا' اور شریعت محمدیؐ اور اعمال صالحہ کو دایروں کے نظام میں کمال کو پہنچایا' آپ کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ آپؑ نے کبھی کسی مسلک مذہب محدث مفسر کے طریقے کو اختیار نہیں کیا نہ ہی ولیوں صوفیوں کی نہ حمایت کی نہ ان کی کہ اعمال کو صحیح یا غلط کہا البتہ جھوٹے عالموں اور صوفیوں نے جو رسوم وبدعات اور غلط بیانی اسلام میں داخل کر دی تھی اس کی مخالفت کی' یہی آپؑ کے مہدی حق خلیفۃ اللہ ہونے کا ایک بڑا ثبوت ہے کیونکہ خلافۃ اللہ کے تابع علما صوفیا اتقیا متوکلین متکلمین اور عوام سبھی ہوتے ہیں' حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی یہود ونصاری کے علماء زاہدوں عابدوں کی فہمایش نہیں کی بلکہ انہوں نے جو خرابیاں اور دخل اندازیاں پہلے کی نازل کتابوں میں کیں اس پر انہیں سرزنش کی اور ایسا کرنے پر انہیں پھٹکار لگائی اور کفر کا حکم لگایا اور خود کے خاتم الانبیا ہونے کی شہادت اور گواہی کی تلقین کی' اور آپؑ کے تابع مہدی موعودؑ آخرالزماں کا بھی یہی طریقہ رہا۔ **حضور ﷺ سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا ہم تورات وانجیل کے احکام کو اختیار کر سکتے ہیں تو آپؐ نے منع کر دیا کیونکہ ایک تو اس میں ان قوموں نے اپنے فاسد عقاید داخل کر دئے تھے دوسرا یہ کہ جب آخری شریعت قرآن نازل ہو چکی تو تمام پہلی شریعتیں معطل کر دی گئیں۔ بھلے اس میں کتنی ہی اچھایاں کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح جب مہدی موعود خاتم ولایت محمدیہؐ ہیں تو دوسرے علماء اور اولیا کے بیان اور کہاوتیں اقوال طریقہ علم ظاہر باطن سب ساقط ہو گئیں۔ دوبارہ انہیں تصوف اور ولایت کے حوالوں میں بیان کرنا مہدی موعودؑ کے قول وعمل کے انکار کے مترادف ہے۔ اس طرح خلیفۃ اللہ کے تابع بندگان خدا ہوتے ہیں چاہے وہ عالم فاضل ولی ہی کیوں نہ ہوں۔** اور بعثت مہدی کے وقت تک لوگ مذہبی مسلکی منصبی وعلمی غرور میں مبتلاء ہو چکے تھے۔ اس لئے قرآن وسنت رسول کی بنیاد پر تحقیق کرنے جاننے ماننے کی کوشش ہی نہیں کی نہ ہی اپنے اعمال کی اصلاح کی' سوائے چند نفوس قدسیہ صفات کے' جو آپؑ کی تعلیم پر متاع دنیا لہو ولعب سے کنارہ کر کے دایروں کی فاقہ مست زندگی کو اپنا کر عبادت اطاعت کی راہ پر خدا کی راہ میں ہجرت اختیار کی۔ آپؑ کے وصال کے بعد مخلص اور خدا کے شیدائی صحابہؓ کا طبقہ ارض ہند لوٹ آیا۔ مگران میں ایک متاع دنیا اور طالب دنیا طبقہ کے لوگوں نے آپ کے وصال کے 130 برس بعد مکران اور بلوچستان میں ملا محمد کو مہدی کا جانشین مان کر ایک نیا فرقہ بنایا جو سنی اور شیعہ اعمال کے امتزاج سے بنا تھا

جس نے ۱۷۷۹ میں ایک طایفہ قایم کیا جسے ذکری مہدی کہا گیا' جنھوں نے من گھڑت روایات واعمال مشہور کردئے اور بلوچستان میں کوہ مراد کی پہاڑی کونور کا پہاڑ مشہور کرکے ایک نئ مہدویت بنالی جس کا حقیقی مہدیؑ سے کوئی تعلق نہ تھا مگر انہوں نے اپنی جماعت کوتقویت دینے حضرت میراں سید محمد جونپوری علیہ السلام کی جماعت ہونے کا اعلان کردیا' ایسا حضور ﷺ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب نے بھی کیا تھا یہاں تک اس نے اذان برقرار رکھتے ہوئے محمدؐ کا نام نامی اس میں رکھا اس سے لوگ دھوکہ کھاگے کہ مسیلمہ کذاب تو محمدؐ کے دین پر ہے یہی طریقہ ملا محمد کنے اختیار کیا ۔اور اعمال مہدویہ کوتو ڑمروڑ کرلیا بقدر جو پہلے سے مہدویہ میں مقبول تھی اسے مخصوص کرکے اس کے مرشد ہونے کا اعلان کردیا' اس نے نماز کوموقوف کردیا صرف ذکر کرنے کو نماز قرار دیا' ان ذکر کے اوقات کے پانچ نام مقرر کردے ۔گورابامے ۔نمرو چے ۔روچاز ردی ۔سرشاپاشے ۔نمہا گامے ۔اور مسجد یا جماعت خانہ کے بجائے ذکری خانے بنائے جن میں دن کے تین وقت ان کا مرشد درمیان میں کھڑا ہوکر ذکر کے الفاظ زور سے کہتا ہے دوسرے لوگ اطراف کھڑے ہوکر اس کو دہراتے ہیں ۔اس جماعت خانہ میں وہ دن میں ایسا تین بار کرتے ہیں اور باقی دوبار گھروں میں ذکر کرتے ۔یہ ذکر فارسی اور بلوچی میں ہوتا اور یہ حج کرنا ضروری نہیں خیال کرتے اس کے بجائے کوہ مراد کا حج کرتے ہیں' اور کچھ قرآن آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور کسی دوسرے غیر ذکری کا ان ذکری خانوں میں داخل ہونا ممنوں ہے کہ جس میں منبر ومحراب نہیں ہوتے کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھتے' اور نہ ان میں مینار ہوتا ہے' اور یہ ایک نغمہ گاتے ہیں جسے چوغان کہا جاتا ہے' جس میں محمدؐ اور مہدؑ کی مدح سرائی ہوتی ہے یعنی ایک طرح سے نعت ومنقبت ہوتی ہے خصوصاً ان کے مرکزی مقام کوہ مراد میں یہ گایا جاتا ہے جو ۲۷ رمضان' ۱۵ شعبان اور عید الضحیٰ پر گائی جاتی ہے ۔کوہ مراد کو یہ بیت اللہ یا خانہ کعبہ سے زیادہ مقدس مانتے ہیں کہتے ہیں جس پر جانا یہ حج سے زیادہ معتبر مانتے ہیں ۔اس طرح اس گروہ کے تمام اعمال طریقہ اسلام مخالف تو ہیں مہدویہ مخالف بھی ہیں ۔اور جو حقیقی مہدویہ برصغیر ہند واپس آئے انہوں نے اپنی مرکزیت کے لے مخصوص صحابؓ مہدی کو خلیفہ تسلیم کرکے ان کے اطراف جمع ہوئے اوران کے دایروں سے منسلک ہوکر ان ذکریوں سے اپنا تعلق منقطع کرلیا' اس طرح ان سے دوری بنائے رکھی اور کچھ مہدوی تقسیم ہند کے بعد جو پاکستان میں رہ گے اور جو ہندوستان سے نقل وطن کرگے انہوں نے بھی ان سے دوری بنائے رکھی ۔کیونکہ تمامتر شعاریر مہدویہ شریعت محمد ﷺ اور قرآن کی بنیاد پر ہیں جسے کچھ ان ذکریوں نے یرغمال کرکے اپنا الگ گروہ بنالیا ۔اگر دیکھا جائے تو اسلام کے حقیقی اعمال مہدویہ دایروں کی زینت زیادہ بنے رہے بہ نسبت

دوسرے فرقوں کے۔اس طرح مہدویت پر اس گروہ بندی نے بہت منفی اثر ڈالا اور ہندوستان میں مہدویوں پر بھی اس گروہ بندی کا اثر ڈالا جس کی وجہ سے مہدویہ میں خاندانی وموروثی نظام رائج ہوگیا۔مہدی موعودؑ جونپوری کی تعلیمات اور اعمال کا دوگروہوں نے غلط استعمال کیا ایک ذکریوں نے دوسرے تبلیغی جماعت کے بانیوں نے'انہوں نے تعلیمات مہدی کو توڑمروڑکر تبلیغی جماعت کا حصہ بنایا۔مثلاً صحبت صادقین کو جوڑ کا نام دیا'ہجرت کے بجائے چلہ چلی کا طریقہ بنایا'مہدویہ کی اصلاح کو تبلیغ کا نام دیا'عزلت از خلق کو بے علم مسلمانوں کو چلوں میں لے جاکر تعلیم اور تربیت دینے کی کوشش کی جو مہدویہ کا دایروں کا نظام تھا مہدویہ کے دایروں کے اجماع کو اجتماع کا نام دیا ذکر دوام اور نوبت کا اہتمام تو نہ کرسکے البتہ ذکر کا طریقہ اختیار کیا جو مہدویہ میں خاص اور صوفیا میں عام طور پایا جاتا تھا۔مگر وہ طلب دیدار کی تعلیم کی حدود میں اپنی علمی قابلیت نہ آزماسکے یہ ان کے لئے ناممکن بات تھی۔اسطرح ان گروہ نے مہدویت کو قبول کرنے کے بجاے مہدویہ تعلیمات کو غلط ڈھنگ سے اپنا کر اپنی جماعت اور طایفے بنالئے۔اس طرح ان جماعتوں سے مہدیت کا کوئی تعلق نہیں ہے اور مہدویت عین اسلام کے اُصولوں پر قایم ہے'حالانکہ آج مہدویہ کے رہبروں رہنماؤں نے ان اعمال صالحہ پر عمل چھوڑکر ظاہر اعمال کو مہدیت بنالیا ہے اگر مہدویت کا قرآن وسنت رسول ﷺ کی بنیاد پر تجزیہ کیا جاے تو حقیقی مہدویت عین اسلام ہے'نبی کریم ﷺ ان کے صحابہؓ خصوصاً اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہ اجمعین کے طریق اور اعمال پر قایم ہے۔

سورہ عنکبوت کی اس آیت کو دیکھیں۔اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ آپ پڑھیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے کتاب۔اور نماز قایم کریں بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی سے۔اُتْلُ کے معنی تو پڑھ ہے۔تلاوت کر جس کے معنی پڑھنے اور تدبر۔غور وفکر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔معنی کسی کام کا کرنا یا عمل کرنا ہے۔تو اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ قرآن پڑھو تدبر سے تفکر سے فہم وادراک سے۔لوگوں نے قرآن کو صرف تلاوت کرنے پڑھنے یا رٹا مارے کا طریقہ بنالیا سوچنے غور کرنے تدبر کرنے پر کوئی تیار نہیں۔قرآن کو صرف پڑھ کر غلاف میں سجا کر طاق میں رکھنا دین مان لیا ہے مگر قرآن اس پر غور کرنے کی تاکید کررہا ہے۔لوگوں نے قرآن کو پڑھ کر طاق میں رکھ دیا اور حوالے ہوگئے ولی پیر فقیر علما محدثوں مرشدوں کے۔مہدویت نے یہی تعلیم دی کہ عمل کرو مہدی موعودؑ نے فرمایا ''تصدیق بندہ عمل است''۔مہدی موعود کے وصال کے بعد صحابہؓ اور اسلاف کے ادوار کے بعد مہدوی اس وقت کے ولی پیر فقیر عالم فاضل کے طور طریقوں پر

چل پڑے جس سے مہدی نے منع کیا تھا اس طرح مہدویوں میں گروہ بندی پیری مریدی کا طریقہ چل نکلا، تحقیق کریں صحابہؓ مہدی اوراس کے بعد کے مہدویہ بزرگوں کے پاس یہ طریقہ نہیں تھا اسے بعد میں اپنا گیا۔ البتہ دایرے کی نظامت تارک الدنیا مرشد کے تابع تو تھی مگر اس کا وہ نظام نہیں تھا جو آج اپنایا گیا ہے۔ ادب احترام ہونا چاہے مگر جب اللہ کے احکام اور سنت نبویؐ اور فرامین مہدی کا کھلا انکار اور مخالف طریقے اپنائے جارہے ہوں تو اس کا انکار کرنا ایمان ہے۔ جن میں اعمال صالحہ نہیں طریقہ مہدویت باقی نہیں اُسے شخصی تقدس اور احترام کا درجہ دینا صریح بدعت اور بے دینی ہے، جو نہ مہدویت ہے نہ اسلام ہے نہ ایمان ہے۔

ہمیں اس وقت کے مہدویہ خاندانی وموروثی نظام سے کوئی مخاصمت ومخالفت نہیں ہے وہ اسے خود سنبھالیں اور خدا کو جواب دیں۔ مگر سنت رسول اور قرآن پر عمل اور تعلیم کو اختیار کر کے حقیقی دین کی تجدید کریں صرف دکھاوا ظاہری اعمال کی نشو نما شہرت کی طلب اور متاع دنیا کی طلب ظاہری رکھ رکھاؤ کو چھوڑ کر باطنی اور حقیقی اعمال دین کو اپنائیں۔ یہ گروہ بندی اور رسہ کشی کا خاتمہ کریں اور چھوٹی عمر کے لڑلوں کو منصب مہدی پر بٹھا کر من گھڑت بیان اور واقعات بیان کر کے مہدویوں کو رسوانہ کریں، اور جو مدارس سے فارغ ہو کر آتے ہیں وہ مہدویت کی بنیادی باتوں سے واقف نہ ہوتے ہوئے بھی دین کے ٹھیکے دار بن کر آتے ہیں اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اپنی من مانیاں کرتے ہیں وہ بند کرائیں۔ ایسا مہدویہ ماحول نہ سہی جو ہمارے اسلاف او بزرگوں کا طریقہ تھا کم از کم تعلیمات مہدی کی تجدید کریں اس کی سب سے بڑی پہل نوبت شروع کرنے اور ذکر دوام کی محفل ہر دن آراستہ کرنے میں ہے۔ مذہب دین ایمان کی جو اصل بنیادیں اوران میں عمل صالحہ کے طریقے ہوتے ہیں اس سے بندگان خدا محظوظ ہوتے ہیں اور خدا کو پانے کی کوشش کرتے ہیں نہ کہ انہیں تماشہ بنا کر ظاہری قد وقال کو اپنانے سے لوگ متوجہ ہوتے ہیں۔ نقل اصل کی متبادل کبھی ہرگز نہ بن سکی، اصل میں جو کشش اور حقانیت ہوتی ہے وہ انسانی فطرت کو متاثر کرتی ہے۔ قرآن کا یہی تو معجزہ ہے کہ وہ شرک اور بت پرستی رسم وبدعت کے تمام حجابات کو تار تار کر دیتا ہے اور انسانوں کو حقیقت آشنا بنا دیتا ہے، جو کوئی حق جاننے کے لے قرآن پڑھتا ہے وہ دوبارہ پلٹ کر شرک وبت پرستی کے قریب نہیں جاتا ہمیشہ کے لے خدا کا بندہ بن جاتا ہے۔

ہم نے بارہا کہا ہے اور کہیں گے کہ مہدویت کی تعلیمات میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ حقیقی اسلام ہے۔ حضورﷺ نیا اللہ کے حکم سے فرایض کے احکام تو بتاے اس کے علاوہ جن باتوں کی سب سے زیادہ تلقین کی

وہ تقوی اورتو کل اللہ کا ذکراور متاع دنیا سے بے رغبتی اوراچھے لوگوں کی صحبت ہے آپؐ کے صحابہؓ کی زندگیوں میں یہ اصول بدرجہ اتم پائے گئے‘اس دور کے بعد اسلام میں یہ تعلیم صرف مہدی موعودؑ نے ہی دوبارہ دی بلکہ دین کا احیا اور تجدید انہیں خطوط پر کی‘ حالانکہ صوفیا کے یہاں ایسی باتیں کہی گئیں مگر انمیں سے کوئی ایک طریقہ یا تعلیم ہی ان میں بیان ہوئی۔حضورﷺ کے تمام اعمال مخصوصہ کو اگر کسی نے عام طور بیان کیا اور تربیت اپنے مصدقوں کو دی تو وہ مہدی ہی ہیں۔قرآن میں اللہ تعالی نے سیدھے سادھے احکام بیان کئے ہیں بعد میں انہیں پیچیدہ بنا دیا گیا‘ کبھی تفسیریں لکھ کر کبھی احادیث کے بیانوں میں‘ایک آسان سیدھے سادھے مذہب کو عالموں نے اپنی اطاعت لوگوں سے کروانے کے لئے اس میں مشک باتیں داخل کردیں۔نفس اور ابلیس کس طرح اہل اسلام میں اپنی چال چلتا ہے اسے سمجھنے کے لئے کچھ باتوں کا جاننا صروری ہے۔

تاریخ انبیاء مرسلین میں صرف تین نبی ایسے ہیں جنہیں حکومت اور بادشاہت دی گئی ‘ایک حضرت یوسفؑ جنہیں عزیز مصر نے بادشاہ بنایا دوسرے داؤدؑ جنہوں نے طالوت بادشاہ کے سب سے بڑے دشمن جالوت کو ایک وار میں مار گرایا جو اتنا قوی ہیکل لحیم شحیم تھا کہ اسے دیکھ کر فوجیں بھاگ جاتی تھیں‘تو طالوت نے داؤدؑ کو بادشاہ بنایا‘تیسرے حضرت سلیمانؑ جنہیں اللہ نے مخلوق جیسے چرند پرند کیڑے مکوڑے انسان جنات پر حکومت عطا کی۔باقی تمام نبی رسولوں کی زندگی مشقت محنت مصیبتوں پریشانیوں آزایشوں سے بھری رہی۔اکثر حکومت و بادشاہت کافروں مشرکوں اللہ کے نافرمانوں میں ہی چلی آئی‘اسلام میں بھی خلفائے راشدہ کے بعد مسلمانوں میں حکومر اور سلطنت آ گئی ایسا کوئی حاکم نہیں بنا جو خالصتاً اللہ کی حکومت کا حاکم ہو یا نایب ہو۔رسول نبی کریمﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں نہ کبھی بادشاہ ہونا یا حاکم ہونا ظاہر کیا‘اکثر مسجد نبوی میں صحابہؓ کے درمیان فیصلے ہوا کرتے۔اور یہ حقیقت ہے کہ ابلیس نے آدمؑ کو جنت سے نکلوایا ورغلا کر‘ مگر زمین پر کسی نبی رسول سے باضابطہ مکالمہ کیا ہو مقابلہ کیا ہو ایسا کوئی مستند واقعہ یا روایت نہیں ہے۔یہ ایک ایسا راز ہے کہ کیوں وہ ظاہر نہیں ہوا صرف وہ اپنے لشکروں جیسے نفس بدکاری برائی سے ہی اپنا مقصد حاصل کرتا رہا‘ دنیا میں وہ موجود ہے باوجود اس کے اسی کے قبیلے یا قوم کے جنات نے بجائے اس کے کبھی حضرت سلیمان کی غلامی قبول کی کبھی حضورﷺ کے پاس آ کر ایمان اسلام قبول کیا‘اس کا مطلب ہے کئی جنات ابلیس سے متفق نہیں ہوے جیسے کئی انسان ایمان اسلام سے کوسوں دور ہیں‘اور یہ بات اللہ نے بھی قرآن میں ظاہر کردی جنوں اور انسانوں کو ملا کر خطاب کرکے‘اور اس کی وجہ بھی بتا دی کہ انسانوں میں بھی شیطان خصلت لوگ

ہوتے ہیں لٰہذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کئی انسانوں نے جتنی برائی بدکاری زمین پر پھیلائی اتنی جنوں نیں بھی نہیں پھیلائی' انسانوں میں زیادہ تر وہی لوگ حاکم بادشاہ بنے جو عیاشی ظلم جبر بربریت بدبختی اور خدا کی نافرمانی میں مشہور ہیں۔ امام حسنؓ کو شہید کرنے والے' امام ابوحنیفہ کو زہر دینے والے امام احمد بن حنبل کے ہاتھ پاؤں تڑوانے والے مسلمان بادشاہ تھے مہدویہ میں بندگی سید خوندمیرؓ کو شہید کرنے والے اور میاں عبداللہ خاں نیازی کو ہاتھی کے پاؤں سے کچلنے اور لاش کا مثلہ بنانے والے مسلمان بادشاہ اور ان کے رفیق تھے۔ حالم ظالم غاصب صفت کے لوگ ہی مسلمانوں میں بادشاہ بنے اکبر نے ہندوستان میں دین کو بگاڑ کر دین الٰہی نافذ کیا' ہم صرف یزید کو برا بھلا کہتے ہیں کہ یزید کی مخالفت میں جنہوں نے حکومت بنائی وہ بھی ظالموں اور دین میں بگاڑ پیدا کرنے سے پیچھے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ والوں یا اللہ کے چاہنے والوں پر مصیبتیں آزمائش آنا ایک فطری امر ہے۔

مہدویہ میں دیکھیں ابتدائی دور کے صحابہؓ مہدی تابعین تبہ تابعین کو بحث مناظرہ مباحثہ دلیل حجت جلسہ تقریر سے کوئی دلچسپی نہ تھی انہوں نے اپنے اعمال سے دین ایمان اور قرآن کے احکام کو عملاً پیش کیا' بعد میں جب مہدویہ رہبروں عالموں میں عمل نہیں رہا تو انہیں دلیل حجت کی ضرورت پیش آئی' تب اُن کے پاس علم تو نہیں عمل بھی نہیں تھا اپنا مدعا پیش کرنے تو انہوں نے ہڑبڑاہٹ میں اپنے موروثی و خاندانی منصب کو بچانے دوسرے بدعقیدہ جماعتوں گروہوں کے حوالے ہو گئے' اور مہدویت کو اسی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ مہدئ موعودؑ نے لوگوں کو خدا کا بندہ بنایا تھا انہوں نیانہیں اپنا مرید بنالیا' انسانوں کو ازلی پیر کسی کے آگے جھکنے اطاعت سے ہے سوائے جاہلوں انپڑوں کے ہمارے یہاں یہی طریقہ رائے کیا گیا آداب کورنش بجالا وقدمبوسی کر و خدا کو پانا بھی ہے تو ہمارے ذریعہ ہی پاسکتے ہو' مہدویہ اسلاف میں مرشد کا مقام مساوات پر قایم تھا جو تسویت اور تقسیم میں بتایا گیا' سویت معنی برابر تقسیم اور رواداری اسے چھوڑ کر معتقدوں کا جماوڑا بنانے کی کشوشش کی ہم جو کہیں بس اتنا کرو والا راگ اپنایا' آج مہدوی عمل کے بجائے فروعی مسایل میں اُلجھے ہوئے ہیں' قدمبوست' زیارت' مرشد کا مقام' کے علاوہ نہ عمل ہے نہ صحیح تعلیم۔ جن کے ذمہ علم اور تربیت تھی وہی بےعلم اور غیر تربیت یافتہ ہیں' آج مرشد باپ کی خلیفہ بیٹا نہیں سنتا اپنی من مانی کرتا ہے۔ اس لئے آج پڑھے لکھے مہدوی بھیڑ کے ساتھ چلنے والوں سے الگ تنہا چلنے میں اپنا مذہب بچانا ضروری سمجھ رہے ہیں۔

آج مہدویہ میں مرید بس آلہ کار ہیں جن کی حیثیت ایک معاشرتی اثاثہ کی ہے انہیں رہبروں کے

چھوٹے چھوٹے بچے بھی ایک حقیر قبیل سمجھتے ہیں' ایسے میں کوئی نیا انسان مہدوی کیسے بن سکتا ہے لگتا ہے انہیں حقارت سے خاکروب بنا دیا جائے' مہدی موعودؑ نے مشصق یعنی سچے اللہ کے بندے بنائے' انہوں نے ماپنے معتقد بنالئے ۔مہدویت کی تبلیغ ترقی اور وسعت میں یہ تمام صفات نے بہت منفی کردار ادا کیا ہے۔

خلیفۃ اللہ میں مہدی موعودؑ کی خصوصیت

اَلرَّحْمٰنُ , عَلَّمَ الْقُرْ اٰنَ , خَلَقَ الْاِنْسَانَ , عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی ،خلق میں ایک انسان کو پیدا کیا' اور اس کا بیان سکھایا۔اس سورۃ مبارکہ میں اللہ جو رحمٰن ہے فرما رہا ہے کہ میں نے قرآن کا علم دیا عَلَّمَ الْقُرْ اٰنَ نبی کریم محمد ﷺ کے ذریعہ۔(اس کے بعد) خَلَقَ الْاِنْسَان خلق میں ایک انسان کو پیدا کیا' اسے (اس کا) عَلَّمَهُ الْبَيَان بیان سکھایا۔اگر حضور نبی کریم ﷺ کو مبین کلام اللہ فرمانا تھا تو اللہ یوں کہتا اَلرَّحْمٰنُ , عَلَّمَ الْقُرْ اٰنَ , عَلَّمَهُ الْبَيَان درمیان میں خلق میں ایک انسان کو پیدا کرنے کی بات کیا معنی؟ نبی کریم بھی تو خلق میں انسان تھے۔صرف یہ کہہ دیا جاتا کہ' رحمٰن نے قرآن کا علم دیا اور اس کا بیان سکھایا۔ درمیان میں خلق میں انسان کو پیدا کرنے کی بات بعد نبوت ایک انسان کو پیدا کر کے قرآن کا بیان سکھانا ہے' اور جس طرح قرآن کا علم ایک نبی معصوم عن الخطا کے ذریعہ دیا اسی طرح اس کا بیان بھی ایک معصوم عن الخطا کے ذریعہ دینے کی بات کہی۔اور ایسے کسی معصوم عن الخطا کے متعلق یا تو اللہ نے کہنا تھا یا اس کے رسول ﷺ نے سو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''المهدی منی يقفو اثری ولا يخطی مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کرے گا۔اب اس اعلان کے بعد جو کوئی مہدی موعودؑ ہو گا اسے پہلے ثابت کرنا ہو گا کہ وہ وہی مہدی موعودؑ ہیں جن کا وعدہ رسول ﷺ کے ذریعہ کیا گیا' رسول اللہ ﷺ نے تو وعدہ کیا اس کے بعد ہر کوئی خود مہدی موعودؑ ہونے کا دعوی کر سکتا ہے ایسا ہوا بھی کئی جھوٹے لوگوں نے دعوے کے مگر ان دعوؤں کی بنیاد احادیث اور روایات پر کی گئی ہے,اور احادیث میں کمی زیادتی کا ہونا علمائے اسلام کا متفقہ خیال ہے۔تو پھر مہدی کے مدعی ہونے کا دعوی صرف قرآن کی گواہی پر ہونا چاہئے۔قرآن کی بنیاد پر عالم اسلام میں سوائے مہدی جونپوری کے کسی نے دعوی مہدی نہیں کیا' اور یہ بھی نہیں کہ صرف ایک آیت یا دو آیات میں نشاندھی کردی ہو کہ میں اس آیت کی رو سے مہدی ہوں' بلکہ ۱۸ اٹھارہ آیات سے اپنا مہدی ہونا ۔وارث قران ہونا۔تابع رسول ﷺ ہونا۔مبین کلام اللہ ہونا۔ابراہیمؑ کی ذریت کا امام ہونا۔اور ایک قوم کے ساتھ آنا۔اور اس قوم کے افراد کا اولی الباب میں ہونا۔اور اس کا قرآن کی دلیل پر ہونا۔اس کے اصحاب کا صفات صحابہ

ؐرسول پر ہونا۔اور دلیل روشن ہونا۔ بیان کیااور اسے علم سے عمل سے ثابت کیا ہے۔اور کیابس یہی خصوصیات مہدی کے مہدی موعودؑ ہونے کے ہیں یعنی جن کا وعدہ مخبر صادقؐ نے کیااور کیا یہی کافی ہیں کہ بس مہدی آئے ان صفات پر عمل کرے یا کرائے وہ مہدی ہوگے اور انہیں مان لیا جانا چاہے؟۔ بلکہ نہیں ہر اللہ کے نبی رسول خلیفہ کی بعثت کا ایک مقصد ایک ذمہ داری اور مشن ہوتا ہے اور مہدی کی بعثت کی ضرورت کا بھی ایک مقصد ہے,وہ مقاصد کیا ہیں ان کا دیکھا جانا ضروری ہے۔

ہر نبی رسول پیمبر اور خلیفۃ اللہ کی بعثت کسی مقصد یا کسی قوم کی اصلاح یا خاص پیغام پہنچانے کے لئے ہوئ ہے۔ایسا نہیں کہ مسلمان ہوگے اور مقصد ختم ہوگیا!۔نوحؑ کی قوم کو کفر کرنے پر طوفان کی ہولنا کی کا عذاب دیا، قوم ھودؑ قوم عادقوم لوطؑ قوم صالحؑ قوم مداین اور قوم شعیب کو کفر پر عذاب دیا گیا، حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے بچنے کا معجزہ عطاہوا اسماعیل کو ذبح ہونا سے بچایا اور آب زمزم دیا، موسی کو بہت سارے معجزے اور توارات دی سلیمانؑ کوانسان جانور پرندے اور جنات پر حکومت دی اور عیسیؑ کو کوڑیوں کی شفایابی مردوں کو زندہ کرنا اور اس کے سات انجیل دی، دوسرے انبیا کو بھی کسی کو صحایف دے کسی کو کتاب کسی کو معجزہ کسی کی قوم کو عذاب یہ نبوت و رسالت کے لوازم ہیں جو دے گے کہ اللہ کے یہ مبعوث کے ہوے ہیں یہ اللہ کے نایب ہیں اگر ان کی بات نہیں مانو گے تو عذاب ہوگا اور اس طرح نصیحت کا دور چلتا رہا پیغام رسانی ہوتی رہی کہ اللہ عظمت والا ہے قدرت والا ہے شان والا ہے بروز محشر حساب لیگا اور جنت بھی دیگا اور جہنم بھی اس کے علاوہ وہ بندوں کے احوال سے صرف باخبر ہی نہیں واقف ہی نہیں بلکہ دیکھ رہا ہے حرکت اور عمل کو اور ان کے دلوں کے حال کو اور ان میں گزرنے والے خیال کو بھی جانتا ہے۔**مگر مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کو نہ صحیفہ دیا نہ کتاب دی نہ معجزہ دیا اور ان کے انکار کرنے والوں پر نہ عذاب آیا تو پھر مہدی موعودؑ آخرالزماں کی خصوصیت اور ضرورت کیا ہے؟** کہ صرف خاتم ولایت محمدیہ مقیدہ مخصوصہ ہونا یا مبین کلام اللہ ہونا تو نہیں ہوسکتا؟۔اس طرح اگر دیکھا جائے تو حضرت آدمؑ اور انبیاء مرسلین کے احوال میں دیکھیں تو تاریخ نبوت رسالت انسانیت میں خدا کو دیکھنے کی بات سب سے پہلے محمد الرسول اللہ ﷺ نے کی معراج میں، اس کے بعد صرف اور صرف خدا کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے کی بات یا طلب دیدار کی بات میراں سیاد محمد مہدی موعود خلیفۃ اللہ مراد اللہ مبین کلام اللہ نے کی ہے۔**یہی سب سے بڑی خصوصیت مہدی موعودؑ کی بعثت کی ہے**۔یعنی دعوت دیدار دینا خدا کی حتمی موجودگی کی شہادت دینا بلکہ اسے دیکھنے کی تعلیم اور تربیت دینا ہی مہدیؑ کی خصوصیت ہے، باقی سب دین ایمان کی

باتیں ہیں احسان کی تعلیم اور تربیتی مہدی موعودؑ کی خصوصیت اور ضرورت بعثت ہے۔ یہ الگ بات ہے کون اس پر یقین کرکے عمل کرتا ہے کون نہیں حضورﷺ نے اسلام ایمان کی تعلیم دی اصول اور احکام بتادے اُس پر کون عمل کرتا ہے کون قبول کرتا ہے اس ذمہ داری سے اللہ کے رسول بری الذمہ ہیں انہوں نے جو پیغام احکام پہنچانا تھا پہنچادیا۔ سر کی آنکھوں سے دیدار کے ہونے کا دعوی تمام عالم اسلام میں یا دور انبیا مرسلین میں پہلے حضور نبی کریمﷺ نے کیا اس کے بعد ان کی اتباع میں ان کے تابع تام مہدی موعود آخرالزماں نے کیا یہی مہدی کے خلافۃ اللہ کی خصوصیت ہے جس پر لوگوں کو دعوت دینے کے اللہ نے رسول کو حکم دیا اور کہا کہ یہی دعوت بصیرت اور بصارت کو آپ کی اتباع میں آپؐ کے تابع تام کو بھی ذمہ دینے کا کہا جس کا ذکر سورہ یوسف آیت ۱۰۸ میں ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے معراج سے واپس آکر اس بات کا اعلان کردیا کہ میں اپنے رب کو دیکھا جو نور ہے۔ اس کے بعد مہدی نے بیان قرآن میں اس کی وضاحت کرکے اس کا حق ہونا چ ثابت کیا کہ اللہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا جانا چاہیے **قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ** (انعام۱۰۴) **دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت** (نظر۔ بینائی۔ نگاہ۔ آنکھوں کی روشنی) کی روشنیاں (نشانیاں) آگئی ہیں اب جو بینائی سے کام لیگا (دیدار کی طلب کریگا) اپنا ہی بھلا کریگا' اور جو اندھا بنے گا (دیدار کا انکار کریگا) خود اپنا نقصان اٹھائے گا (کہ ایسی نعمت اعظمی کا انکار کیا') میں تم پر کوئی پاسبان یا نگران نہیں ہوں) ہم نے جو پیغام دینا تھا دے دیا اب تمہاری مرضی ہے قبول کرو یا نہ کرو) یہ پیغام دینے سے پہلے اللہ تعالی نے اسی سورہ انعام کی آیت ۱۰۳ میں بتادیا کہ **لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۔ نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں (تم اُسے نہیں دیکھ سکتے !) اور "وہ" نگاہوں کو پالیتا ہے (وہ اگر چاہے تو تمہیں دکھائی دے سکتا ہے' نظر آسکتا ہے)**۔ اس طرح مہدی موعودؑ حضور نبی کریمﷺ کے معراج مقدس میں دیدار کے شاہد ہیں۔ یہ ایک طرح سے جو رسولؐ کے معراج میں دیدار خدا کے منکر ہیں ان کے لئے کفر کے گواہ مہدی ہیں۔ اس طرح بھی مہدی کی خصوصیت ظاہر ہوتی ہے ضروری نہیں کہ مہدی کو صحیفہ دیا جائے ضروری نہیں کے کتاب دی جائے ضروری نہیں کہ معجزہ دیا جائے ضروری نہیں

کہ مہدی کے انکار پر عذاب نازل ہوا جائے۔جس طرح اللہ کے ہر خلیفہ کی ایک خصوصیت رہی ہے **مہدی کی خصوصیت دعوت دیدار** ہے۔مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ" بندے کا بھیجا جانا ہی طلب دیدار کی دعوت کے لئے ہے"۔مہدی موعودؑ نے عالم الغیب و الشھادۃ کومعنوی اور حقیقی اعتبار سے اُمت کو روشناس کرایا کہ جس طرح غیب پر ایمان لانا اسلام اور ایمان ہے اسی طرح دیدار کی طلب کا قبول کرنا "احسان" ہے۔یہی ہے حقیقی 'امَنَّا وَ صَدَّقْنَا ہم ایمان لائے اور حق مانا یا سچ مانا ہمیں یقین ہے مہدی کی اس دعوت پر۔قرآن مجید کے ساتھ مہدی کو امام ماننے میں یہی بات ہے کہ قرآن نے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَار کا جو علم حضور نبی کریمﷺ کو دیا اُسے اُنہیں حقیقی معنوں میں بیان کیا ہے۔اسطرح دعوت دیدار مہدی کی حقیقی خصوصیت ہے۔بے شک نبوت رسالت کا خاتمہ ہو گیا 'باوجود اس کے اللہ کے رسول کا یہ فرمانا کہ "مہدی اللہ کا خلیفہ ہے" بہت کچھ بیان کرتا ہے 'مسلم عالموں نے مہدی کا انکار کر کے ایک عظیم انعام کی حقیقت کا انکار کیا ہے یہی بات اللہ نے ایسے لوگوں کے لئے ' عَمِيَ اندھے کہا جبکہ ان کی آنکھیں ہیں وہ نور بصیرت سے اندھے ہیں دینی لحاظ سے معذور ہیں۔ان کے علم نے انہیں معذور کر دیا ہے وہ معرفت الٰہی کو اپنے علم کے ترازو میں تولنا چاہتے ہیں۔جب تمام مخلوقات کا علم چڑیا کی چونچ میں سمندر کے پانی کے قطروں کی طرح ہے تو یہ کس شمار و قطار میں ہیں ان کے علم کی حیثیت ہی کیا ہے اللہ کی قدرت کے سامنے۔عالموں نے قرآن کو سمجھنے کیلئے اُصول اور ضابطے بنائے ہیں جو ان کے علم کے مطابق ہیں مگر اللہ کے خلیفہ مہدی نے ان کے اُصولوں یکمشت رد کر دیا فرمایا "برائے فہمیدن قرآن نور ایمان بس است" کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے نور ایمان کافی ہے۔اسے سمجھنے کے لئے اللہ کے نور کی ضرورت ہے نہ کہ انسانوں کے علم کے تابع رکھنے انہیں کے اُصولوں پر رکھنے کی۔یہ علمی موشگافیاں 'یہ معنی مطالب کے جھگڑے کہ ایسا نہیں ویسا 'یہ لغات صرف ونحو یہ عقاید فاصدہ سے قرآن کو پڑھنے سمجھنے کی کوشش سبھی ان عالموں کی اپنی اختراع ہے۔یہی بات تھی کہ حضور نبی کریمﷺ کے دور میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا کہ جو صرف تقوی توکل کی بنیاد پر خدا کی قربت چاہتا تھا جنہیں اصحابؓ صفہ کہا گیا۔انہیں میں حضرت ابو ہریرہؓ ہیں جنہوں نے کہا کہ "میں حضورﷺ سے دو علم حاصل کئے ایک کو ظاہر کر دیا اگر دوسرے کو ظاہر کروں تو میری گردن اُڑادی جائے گی" یعنی کچھ احوال کو اس وقت بیان کرنا مصلحت خداوندی کے خلاف بات تھی۔جبکہ اللہ نے اپنے رسولﷺ سے اس بات کا وعدہ کر دیا تھا ثم ان علینا بیانہ ہمیں ہیں جو دوبارہ اس کا بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی حکم مطلق ہوتا ہے اس میں کسی قسم کی تنگی یا قید نہیں ہوتی' وہ کسی فرد واحد کے لئے

نہیں ہوتا وہ افراد یا انسانیت کے لئے ہوتا ہے۔آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں (تم اُسے نہیں دیکھ سکتے!) اور''وہ'' نگاہوں کو پالیتا ہے (وہ اگر چاہے تو تمہیں دکھائی دے سکتا ہے' نظر آ سکتا ہے)۔ میں یہ دیکھا جا سکتا ہے چاہے عبادت ہو کامیابی' ناکامی جنگ معرکہ ایمان غریبی فقیری تونگری کوئی بھی معاملہ اللہ کی رضا کے بغیر ممکن نہیں البتہ یہ کبھی آزمائش کے لئے ہوتا ہے کبھی بندوں کے اعمال کی سزا کے طور پر آج جو دو سو کروڑ مسلمانوں کے مقابل چھ سو کروڑ کافر مشرک ملحد ہیں وہ آزمائش ہیں اہل اسلام کے لئے اسی طرح اہل اسلام کے معاملات دوسروں کے لئے مثل اور آزمائش ہیں کہ ایک دوسرے کی اچھائی برائی سے سبق حاصل کر کے راہ مستقیم کو اپنائیں۔خود مسلمانوں میں کئی لوگ راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں کچھ ایک کفر و شرک اکے باوجود اسلام کی اچھائی خوبی کو دیکھ کر اسلام قبول کرتے ہیں۔اس طرح انسان کو آزماتا ہے اللہ تعالیٰ ابلیس اور فرشتوں کو بھی تو آزمایا گیا تھا!۔اکثر برائی اور بدی کے راستے میں کامیابی جلد مل جاتی ہے کیونکہ اس میں انسان مخالف طاقتیں ہوتی ہیں جو انسان کو خدا کے سامنے ذلیل و اخوار دیکھنا چاہتی ہیں' جنہیں اللہ نے قیامت تک چھوٹ دے رکھی ہے اگر میرے مخلص بندوں کو بگاڑنا چاہتے ہو تو بگاڑلو تمہارے ساتھ انہیں بھی سزا دونگا۔اللہ نہیں چاہتا کہ ہر بندے کو وہ چیز حاصل ہو جائے جو وہ چاہتا ہے کیونکہ اللہ جانتا ہے وہ اس کے قابل نہیں یا وہ چیز بندے کے قابل نہیں اگر اس کے باوجود بندہ اس کی کوشش کرے تو یا تو اسے ملے گی جس کا اسے حساب دینا ہوگا یا عذاب سہنا۔ دنیا میں ایسے ایسے بادشاہ گزرے جنہوں نے بندوں کو دبائے غلام بنائے رکھا اور اتنی دولت حکومت اکھٹا کی کے دوسرے ان پر رشک کرتے تھے۔آج ان کا یا تو نام ونشان نہیں یا پھر انہیں برائی سے یاد کیا جاتا ہے' انبیاء کو پاس لئے یا کیا جاتا ہے خصوصاً حضور ﷺ کو کہ انہوں نے اپنے لئے کچھ نہیں مانگا یا چاہا بندوں کی بھلائی کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی آج ان کے نام لیوا کروڑوں ہیں باوجود وقت کے گزرتے رہنے کے دن بدن ان میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ غیر مسلم آپ کو مانتے ہوں کہ نہ مانتے مگر آپؐ کے کئی معنوں میں معتقد ہیں۔ دنیا کی آزمائش ایک امتحان ہے کہ انسان کتنا خدا کا مخلص بندہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی اور خوشنودی کے لئے کیا کرتا ہے کسن چیزوں کی قربانی دیتا ہے اسی بنیاد پر عقبی کا انعام ہے جو بہت بڑا ہے' جبکہ دنیا کی محبت کا تمام اثاثہ یہیں پر خرچ ہو جاتا ہے باقی عقبی کے لئے کچھ نہیں بچا رہتا' اس کی ایک بہت اچھی مثل ہے۔یوروپ اور امریکہ کے جو شہری ہوتے ہیں وہ اپنی آمدن یا کمائی کو خرچ کر دیتے ہیں بلکہ کبھی زیدہ لون لے

کرخرچ کردیتے ہیں ویک ینڈ میں انہیں پھر سے ادھار لینا پڑتا ہے' جبکہ ایشائی ممالک کے لوگ اپنی آمدن کا ایک حصہ برے وقتوں کے لئے بچا کرر کھتے ہیں تاکہ وقت ضرورت کسی سے مانگنا نہ پڑے۔اس طرح ان کے پاس کافی روپیہ جمع رہتا ہے بینکوں میں اور یوروپ وامریکہ کی بینک ایشائی لوگوں کو لون یا قرضہ دینے کی کوشش کرتے ہیں انہیں معلوم ہے یہ پیشہ واپس لوٹا دیں گے۔دوسری طرف خود اپنے شہری ہم وطن کو وہ لون نہیں دیتے کیونکہ انہیں معلوم ہے انہیں دینا نہیں ہے جو بھی ملے گا عیاشی میں اڑادیں گے اور کسی شہری آج وہاں انہیں عادتوں کے وجہ سے سڑکوں فٹ پاتھوں پر ہوم لیس ہو Homeless کر پڑے رہتے ہیں۔اوران کی فطرت میں یہ عادت اتنی رچ بس گئی ہے کہ کوئی کچھ دیتا بھی ہے تو وہ فوراً خرچ کردیتے ہیں۔یہی حال متاع دنیا والوں کی طلب کا ہے وہ حاصل تو کرتے ہیں دنیا مگر اسی دنیا میں خرچ کردیتے ہیں یا اولاد کے حوالے کرکے مرتے ہیں اور مرنے کے بعد عقبی کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا دنیا سے خالی گئے عقبی میں خالی اعمال کے آئے۔اور مومن کا معاملہ دنیا میں اعمال سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے دولت یا روپیہ صرف زندگی گزارنے کے لئے ہے۔عربوں اور مسلم ممالک کا ہی معاملہ لیں دور نبوت کے بعد اسلام کا عروج ایسا رہا کہ دولت کے انبار لگ گئے لیکن اس کے ایک ہزار برس کے اندر مسلمانوں کی حالت پتلی ہوگئی غربت وافلاس نے قدم جمالئے۔عرب جو کسی زمانے میں مرکز حکمرانی تھا ایک وقت ایسا آیا کہ عرب کے بدو حاجیوں کے قافلوں کو لوٹ لیتے' ان میں عبدالوہاب نجدی بھی تھا۔اس لئے ساری دنیا کے مسلمانوں نے اوقاف ادارے قایم کئے تاکہ انہیں مالی مدد کریں اور حاجیوں کو نہ لوٹیں' اور وہ رقم انہیں پہنچائی جاتی۔آج دوبارہ تیل کی دولت نے انہیں سب کچھ بھلا دیا اب دنیا کی تزین وآسایش میں لگے ہیں عقبی تو کیا حیات بعد الموت کا تصور ہی انہوں نے دھندھلا کردیا ہے

خلیفۃ الارض اور خلیفۃ اللہ !

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۔بقرہ ۳۰۔میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والوں ہوں۔
خَلِیْفَةٌ معنی جانشیں۔قایم مقام۔نایب۔کیا اللہ رب العزت کو کوئی قایم مقام ہوسکتا ہے؟ مگر اس کے معنی اردو میں یہی ہیں' کیونکہ اولاد آدم یا انسان اللہ کی مخلوق ہے وہ کیسے خدا کا جانشین ہوسکتا ہے۔اگر ایسا مانا گیا تو اس میں شرک کے اشکال پیدا ہوجاتے ہیں اس پر کفر کا اطلاق ہونے کا گمان ہوجائے گا' قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ۔توبہ۔تم تو اپنے کو مومن کہکر کفر کرنے لگے۔البتہ اگر نایب کہا جائے تو یہ موزوں لفظ ہوگا معنوی اعتبار سے' کیونکہ دنیا میں انبیا مرسلین

مبلغ و مصلح آئے انہوں نے اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچانے کا کام کیا۔ اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کہ وہ کسی نبی رسول کے بھی اپنی بات اپنے بندوں کو پہنچائے' چونکہ حجاب ہی وہ لکیر ہے جو مخلوق اور خالق کے درمیان عبد و معبود کی تمیز قایم کرتی ہے اس لئے اللہ تعالی نے جس طرح جنات میں عزازیل کو درمیان رکھا فرشتوں میں مقرب فرشتوں کو اسی طرح انسانوں میں نبی رسول پیغمبر کو جو اللہ کے نایب تھے خلیفہ تھے انہیں درمیان میں رابطہ کے لئے رکھا' نایب ہونا سفیر ہونا بھی ہے کہ مالک نہ آیا نایب کو بھیجا' سفیر بادشاہ کے ہوتے ہیں وہ اپنا پیغام یا سفارت اپنے نوکروں غلاموں کے ذریعہ احکام بھیجتے ہیں۔ کیونکہ ان کا رعب و جلال اس بات کا متقاضی نہیں کہ رعایا اور بندوں اور غلاموں کے در پر جا کر اپنا حکم بتائیں' زمین پر انسان سے پہلے جو مخلوق جنات یا حیوانات نباتات جمادات تھے ان پر تسلط حکومت ان کے استعمال کے لئے اللہ تعالی نے ارادہ فرمایا تو جنات کو اس کا مستحق نہیں پایا یا ان میں قابلیت نہیں تھی کہ وہ خدا کی دنیا کو مزیں کریں آباد کریں بسائیں ترقی کریں اس کا اُس طرح استعمال کریں جیسا کہ اس کا خالق و مالک اللہ چاہتا ہے۔ اس لئے اسی زمین کی مٹی سے آدمؑ کی تخلیق کی' اللہ تعالی نے دنیا پیدا کی تو اگر چاہتا تو کُــــنْ کہتا تو یہ محلات یہ عظیم تعمیرات یہ چمن گلزار یہ دنیا کی رونقیں یہ آسانیاں یہ حیرت انگیز ایجاد قایم ہو جاتے' مگر ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا جو اپنے اطراف و اکناف کے ذرایوں سے اس دنیا کی رونق سجاوٹ کی پیدا کرے' کیونکہ انسان سے پہلے فرشتے ملایکہ کو یہ کمال نہیں دیا تھا اور جنات کو دنیا میں بسایا امن سکون کے لئے تو انہوں نے اس کا غلط استعمال کیا ترقی و ترویج تو نہ کی بلکہ فساد اور خونریزی کی آماجگاہ بنا دیا زمین کو۔ آدمؑ کی تخلیق پر فرشتوں نے اسی اندیشے کا اظہار کیا تھا ' مگر اللہ تعالی کے علم قدیم میں یہ بات تھی کہ انسانوں میں بھلے شر و فساد پیدا کرنے والے ضرور ہونگے مگر اسے امن آشتی ترقی سکون آرایش سے خوشنما بنانے والے بھی ہونگے اور اس کی خوشنمائی صرف تعمیر و ترقی میں نہیں بلکہ عبادت ریاضت اطاعت بندگی میں ایسے باکمال بندے بھی پیدا ہونگے جو کامیابی ان کی اپنی ہوگی مگر اس کامیابی کو خدا کی کامیابی اور اس کی رضا کے لئے حیات دنیا کو بنا سنوار کر پیش کریں گے۔ انسان شر و فساد تو کرتا ہے مگر امن اور آشتی کی بھی وہی کوشش کرتا ہے یہ بات جنات میں نہیں ہے نہ پہلے تھی۔ اس طرح انسان ملایکہ فرشتوں جنات نباتات جمادات حیوانات میں ایک مختلف حالت اور کیفیت کے ساتھ پید کیا گیا' اور اس نے ثابت کیا کہ وہ دنیا کو چمن گلزار سے عمارتوں سے سواریوں سے نئی نئی ایجادات سے دنیا میں سہولت اور ترقی کے منازل طے کئے ہیں۔ ملایکہ فرشتوں جنات میں کسی چیز کی تخلیقی فطرت یا خوبی نہیں ہوتی ' خدا کے بعد اگر کسی چیز کی تخلیق میں کمال حاصل ہے تو خلایق میں

صرف انسان کو حاصل ہے یعنی خالق کے بعد کسی چیز کی تخلیق کا کمال ہے تو انسانوں میں ہے البتہ خالق اللہ کے تخلیق ناپایداری اور نہیں ہوتی جبکہ انسان کے تخلیق ناپایدار کمزور اور وقتیہ ہوتی ہے۔ یہی بات انسان کے خدا کا نایب یا خلیفہ ہونے کی دلیل ہے۔ زمین پر اسی خلافت کے لئے اللہ تعالی جب آدمؑ کو زمین پر اتارا تو، خوشبویں، جنتی درخت، لوہے کے اوزار اور اسباب اور مصالحے اور خوش ذایقہ پھل پھول دے کر بھیجے، یہ ہے حضرت آدمؑ کی خلافت کی ابتداء زمین پر۔ اور انسان دنیا میں پیدا ہوئے ترقی کی ہر شعبہ میں کمال حاصل کیا، جنھوں نے بگاڑنا تھا بگاڑ پیدا کیا جنھوں نے سنوارنا تھا انہوں نے اسے سنوارا۔ اور جہاں کہیں انسان کے پوری طرح بہک جانے راہ حق سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہوا اللہ کے نایب نبی رسول پیغمبر مصلح بھیجے جاتے رہے رہنمائی کے لئے اس طرح زمین پر یا دنیا میں بھلائی اور برائی ساتھ ساتھ چلتی رہی، اور ہمیشہ جیت بھلائی اور ترقی کرنے والوں کی ہوتی رہی، چاہے وہ ترقی ظاہری اسباب کی ہو یا روحانی اسباب کی، مگر اللہ تعالی ان تمام اسباب کے باوجود انسان کو ہر زمانے میں بتایا کہ جتنی ترقی کرنا ہے کرو سہولت پیدا کرو مگر مغرور و متکبر نہ ہونا اور میری عظمت ربوبیت کو نہ بھلانا زمانے کی ترقی کے ساتھ جو ضروری قوانین دنیا میں بندوں کی اصلاح کے لئے میرے دوسرے نایب بتاتے رہیں گے ان میں کمی زیادتی نہ کرنا نہ مغرور ہونا اور تکبر کرنا اور میرے احکام سے انحراف کرکے اپنے سے حقیر مخلوق کے آگے سر نہ جھکانا اور میری قدرت اور عظمت کے برابر میری مخلوق کو نہ سمجھنا اور میری صفات کو ان میں شامل کرکے میری قدرت میں ان کو شریک نہ سمجھنا اگر ایسا کروگے یہ کفران نعمت اور میری قدرت میں شرکت گناہ عظیم ہوگا اور میں اس کا حساب لوں گا اور عذاب دونگا، بجائے حیات دنیا میں ترقی کے ساتھ میری عبادت عظمت اور بندگی کو نہ بھولنا، اور ایسا نہیں کہ میں تم سے دور اور غایب رہوں گا بلکہ تم سے قریب بھی رہونگا دیکھوں گا نگرانی کروں گا پل پل کی، اور میرے نبی رسول خلیفہ اس بات کے گواہ ہونگے۔ یہ ہے خلفۃ الارض۔ اس خلافت کا ذکر اللہ نے اپنے کلام کیا۔

جب دنیا اپنی ترقی کی منہاج پر پہنچ گئی تو نبوت رسالت پیغمبری کے سلسلے کو بند کرکے اعلان کیا کہ اب تمہاری اصلاح کرنے والا کوئی آنے والا نہیں یہ محمد ﷺ آخری نبی رسول اور پیغمبر ہیں اور یہ حکم نامہ شریعت اور قانون خداوندی قرآن ہے اس پر عمل کرو اور دین و دنیا کی کامیابی کرو مگر مجھ کو نہ بھلانا، کیونکہ تمہاری عمر حیات زندگی مختصر ہے مجھے آکر اپنے اچھے برے کا تم کو حساب دینا ہے۔ مگر اپنے نبی رسول پیغمبر آخرالزماں کے ذریعہ بتایا کہ اب صرف ہدایت قرآن کی ہوگی مگر اس کا صحیح بیان کرنے اس کے حقیقی احوال اور کیفیات کو بیان کرنے ایک آخری ہادی ومہدی

کو بھیجا جائے گا جو تم نے دنیا کی ترقی کی ہے اب معرفت الٰہی کی ترقی کی منہاج کے لئے وہ تعلیم اور تربیت دے گا دنیا کی ترقی میں تمہیں دین کی ترقی کی منہاج کا بھی طریقہ اور علم دیا جائے گا تا کہ تم جب ہمارے سامنے حاضر ہو تو معرفت الٰہی کی ترقی میں بھی کمی نہ محسوس نہ کرو اور دنیا میں جس ترقی کو دیکھا سمجھا اس سے بڑی ترقی مالک و خالق کل کو اسی حیات دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیکھنا تا کہ تمہیں بعد حیات الموت جنت میں داخل نہ ہونے تک انتظار نہ کرنا پڑے اس طرح اگر تم دوسری ترقیوں کے ساتھ دنیا میں یہ ترقی حاصل کرلو باری تعالی کے حضور حاضر ہونے کی تو تم سب سے کامیاب انسانوں میں شمار ہوگے' اس کی مثال اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے صحابہؓ میں انہیں عشرہ مبشر بنا کر پیش کردی کہ اگر دنیا میں خدا کو راضی کرلوں تو جس طرح عشرہ مبشر دنیا میں جنتی قرار پائے' اور بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونگے ایسا مرتبہ تمہیں بھی مل سکتا ہے بشرطیکہ تم وہ اعمال اختیار کرو جیسا کہ میرے رسول ﷺ نے اختیار کئے' اور ان کے تابع مہدی موعود خلیفۃ اللہ نے اختیار کئے' اور وعدہ کیا کہ اگر تم کوشش کرو تو طلب دیدار حقیقت میں دیدار ہوسکتا ہے ورنہ جس طری معرفت الٰہی کے حصول میں تم دنیا میں اندھے تھے اسی طرح آخرت میں اندھے ہوگے۔ دنیا میں اتنے نبی رسول پیغمبر اللہ کے خلیفہ آئے' جو معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے مگر اللہ نے انہیں جنتی نہیں قرار دیا البتہ اپنے چنے ہوئے بندے ضرور کہا ہے' تو پھر اللہ کے رسول ﷺ کا انہیں دنیا میں ہی قطعی جنتی قرار دینا بہت ساری باتوں کا خلاصہ کرتا ہے کہ ان جیسے اعمال اختیار کرنا یہی بات صحابہؓ مخصوص کے ساتھ ہے' اور قرآن میں مسلمانوں کے ارتداد کے بعد ایک دوسری قوم کو لانا' اور اس قوم کا اللہ سے محبت کرنا اور اللہ کا ان سے محبت کرنا اور ان کے اعمال صحابہؓ جیسے ہونا کہ جس کا ذکر سورہ واقعہ میں ہے اور ایک وارث کتاب کو پیدا کیا جانا اور قرآن کی مراد بیان کیا جانا اُمت محمدؐ میں ایک خاص طبقہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کے رہبر ہو اللہ کے رسولؐ نے ہادی یعنی ہدایت کرنے والا کہا' المھدی منی من یقفو اثری و لا یخطی ۔ ایک قطعی جنتی کے اعلان کو سمجھنے سے بہت سارے شکوک رفع ہوجاتے ہیں جو بات یا مقام اگلی کسی اُمت کے لوگوں کے لئے بیان نہیں ہوئی ہے۔ اگر یہاں اللہ کی رحمت سے مایوس ہوئے' وہاں بھی تمہارے لئے مایوسی ہوگی۔ حضرات عشرہ مبشر کا قطعی جنتی دنیا میں قرار دیا جانا دیدار کے حصول کا یقینی ہے' کیونکہ آدمؑ سے محمد ﷺ تک ایسا رتبہ کہ دنیا میں جنت ملنا قطعی ہوجائے کسی قوم ملک یا گروہ کو عطا نہیں ہوا جیسا کہ ان دس صحابہؓ رسول کو ہوا۔ تو دیدار کیوں نہیں؟۔ یہی بات ہے کہ حضور ﷺ نے مہدی موعودؑ آخر الزماں کو خلیفۃ اللہ کہا۔ جیسے پہلے کہا اللہ نے سورہ بقرہ آیت ۳۰ میں **آدم کو خلیفۃ الارض کہا اور اللہ کے رسول ﷺ**

نے مہدی کو خلیفۃ اللہ کہا۔ مشکواۃ اور ابن ماجہ میں حضرت ثوبانؓ سے حدیث بیان ہے ثُمَّ یَخرُج خَلِیفۃُ اللّٰہ المھدی ۔اور یہ خلیفۃ اللہ کا لفظ یا مرتبہ تاریخ عالم میں سوائے مُہدی کے رسول ﷺ نے کسی کا بیان نہیں کیا اسی سے مہدی کا مقام ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ کے بعد خلفائے راشدہ کو خلیفۃ الرسولؐ کہا گیا اور بعد کے دوسرے حکمرانوں نے اسلامی مملکت کے لحاظ سے اپنے لئے خلیفۃ المسلمین کا لفظ استعمال کیا یعنی نائبین۔ رسولؐ کے نائب مسلمانوں کے نایب۔ اس طرح آدمؑ کا خلیفۃ الارض ہونا ہی ان کا خلیفہ اللہ ہونا ہے۔ پھر دوبارہ دہرادیں کے اللہ تعالی نے آدمؑ کو خلیفۃ الارض کہا اور اللہ کے رسو ﷺ نے مہدی موعود اور آپؐ کے تابع تام کو خلیفۃ اللہ کہا۔ جب اُمت کو مہدی کے خلیفۃ اللہ ہونے کی بات کہی تو اللہ کے رسول ﷺ اس مقام مرتبہ کی حقیقت سے واقف تھے کیونکہ آپؐ کو اللہ کی طرف سے بتایا گیا ہوگا جبھی تو آپؐ نے خلیفہ کہا' اور آپ اس حقیقت سے بھی واقف تھے کہ مہدی آپ ﷺ کے تابع تام ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کرے گا''۔ اور مہدی کی یہی خصوصیت تھی کہ آپؐ نے طلب دیدار کی دعوت دی ورنہ رسولؐ کا تابع خلیفۃ اللہ ایسی کیسے تعلیم دے سکتے تھے جو تاریخ عالم میں کسی نے نہیں دی تھی' حالانکہ اس کی ابتداء حضور ﷺ نے کر دی تھی اللہ کے حکم سے کہ'' آپ بھی بصیرت کی راہ پر لوگوں کو بلائیں اور آپؐ کا تابع بھی بلائے گا''۔ جو سورہ یوسف آیت ۱۰۸ میں بیان ہے۔ بصیرت بصارت سے ہے جس کے معنی دیکھنا' لوگوں نے اس لفظ کی اہمیت گھٹانے میں بڑا کردار کیا ہے' عقل سمجھ بوجھ پتہ نہیں کیا معنی لے آئے' جب بصارت دیکھنا ہے تو بصیرت یعنی دیدار میں اتنا گھماؤ پھراؤ کیوں؟۔ یہ ایسی دعوت تھی کہ قدما علماء صوفیا اولیا ہکا بکا رہ گئے' نہ اس کا انکار کر سکے نہ اقرار' مگر جنہوں نے آپ کی تعلیمات پر عمل کیا صدق سے انہوں نے اس کی گواہی دی کہ ہم نے دیکھا۔ ایسی ہی حیرت انسانیت کو تب بھی ہوئی تھی جب اللہ کے رسول ﷺ نے معراج کا واقعہ بیان کیا اور کہا میں نے اللہ کو دیکھا اس کے نور کو دیکھا' جب لوگوں نے نہیں مانا ہکا بکا رہ گئے' تب اللہ تعالی نے سورہ نجم میں کہا کہ وَ مَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۔ نجم آیت ۳۔ وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۔ پھر وہ قریب ہوا اور اوپر معلق ہوگیا۔ ۷۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا۔ ۹۔ یہ لوگوں کی حیرانی اس لئے تھی کہ کسی نبی رسول نے خدا کو دیکھنے کی بات نہیں تھی اس لئے مشرک تو مشرک تھے یہود و نصاری بھی نہیں مانے۔ وحدانیت کے تمام مذاہب اور کتابوں کیمطابق آدمؑ تخلیق آدمؑ کے بعد سے خدا کو دیکھے ایسا بیان نہیں ملتا اور نہ ملایکہ فرشتوں نے یا ابلیس نے دیکھا کوئی روایت نہیں البتہ

اللہ سے کلام کرنے کی بابت سبھی متفق ہیں۔اُمت محمدؐ میں کئی علما حق اولیا صوفیا نے عرش دیکھنے لوح محفوظ دیکھنے عالم کشف ومراقبہ میں خدا سے کلام سننے کے دعوے کے گفتگو کی ہے ایسی باتیں اسلام سے پہلے کی قوموں کے نیک صفت انسانوں سے سننے کو نہیں ملتی۔حضرت سلیمانؑ کا تمام مخلوق وحیوانات سے بات کرنا' حضرت عیسیٰؑ کا مردے زندہ کرنا' کوڑیوں کو شفا کرنا' اندھوں کی بینائی لانا' آسمانوں پر اُٹھالئے جانا حیران کرنے والی باتیں ہیں۔مگر احادیث میں مہدی کے متعلق کو ماورائی حالات کی باتیں ہیں ایسا کسی کے متعلق نہیں ہجیسے آسمان پر سیڑھی لگا کر عیسیٰؑ کو اتارنا' جھولی بھر کر مسلمانوں کو مال تقسیم کرنا' خراساں کے لشکر میں کالی جھنڈیوں کے ساتھ ہونا' اور مہدی کا ساری دنیا کو مسلمان بنا دینا اور حاکم ہونا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کی کوئی سند اور دلیل نہیں ہے۔

جیسے کہا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو خلیفۃ الارض کہا اور اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کو خلیفۃ اللہ کہا' اور مہدی نے خود کو کیا کہا؟ آپ علیہ السلام نے خود اپنے آپ سے کچھ نہیں کہا بلکہ قرآن کے الفاظ دہرادے مَنِ اتَّبَعَنِیْ , اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ , بَیِّنَةً , اِمَامٍ ....مِنْ ذُرِّیَّتِی.... ان الفاظ کی خصوصیت کو بیان کر دیا قرآن کی آیات سے اپنا دعویٰ مہدی پیش کرتے ہوئے۔اور دعویٰ مکہ میں کہا کہ میں لسان شریعت کا وہی مہدی موعودؑ ہوں جن کا وعدہ مخبر صادق ﷺ نے کیا ہے اور احمد آباد کی مسجد میں برسر عام دعوت دی کہ میں وہی مہدی موعودؑ ہوں مجھ سے اس تعلق سے سوال کر سکتے ہو اور ڈیڑھ برس وہں رہے کسی نے آپؑ سے نہ سوال کیا نا مناظرہ و مباہلہ کیا' اس کے بعد بڈولی/بڑلی میں اللہ کے حکم سے دعویٰ مہدی کے ساتھ منکر مہدی پر حکم تکفیر جاری کیا اور یہاں ڈیڑھ برس قیام کیا' اس کے بعد سفر ہجرت جاری رکھا۔حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ میں ایذا رسانی کی حد کر دی اور آپؐ کو جب شہید کرنے کی سازش کی گئی تو آپؐ مدینہ کو ہجرت کر گئے' اور اُس زمانے کے حالات سفری صعوبتوں کے لحاظ سے پندرہ دنوں میں مدینہ پہنچے۔مگر مہدی موعودؑ نے جونپور سے ہجرت فرمائی تو کبھی کئی یوم کبھی کئی ماہ کبھی ڈیڑھ برس کا قیام بھی کیا' اسے ہجرت اس لئے کہا گیا کہ جب آپ علیہ السلام عازم ہجرت ہوئے تو کسی منزل یا قیام کا ارادہ یا مقصد نہ تھا بلاح اصلاح اُمت اور تبلیغ و بیان قرآن تھا اور جہاں قیام کیا وہاں دایرہ باندھا تو جانوروں کی حفاظت اور حدود کی خاطر کانٹوں کی باڑ باندھی اور اسکے اندر جھانپے اور جھگیاں ہوتیں اور جب رخت سفر ہجرت کا باندھا جاتا تو اس دایرہ کی باڑ کو بند کر کے جماعت خانہ کے دروازے کو پاٹ دیا جاتا' اس دایرے کے اندر صرف تارک الدنیا اور ذکر دوام میں منہمک فقراء کا مسکن ہوا کرتا' اور جو کاسب یا روزگار کھیتی کسانی میں خاندان و کنبہ کے کفالت کے لوگ ہوتے وہ اس دایرے

کے باہراپنی رہایش اور آبادیاں بنالیتے اور جب تک فقراء تارک الدنیا کا قیام ہوتا ان کے لئے قوت حلال یا سویت کا بقدرضرورت خیال رکھتے' اس تفصیل کے ساتھ ایسا کہیں نہیں بیان ہے البتہ جو مختصر حالات کے درمیان ایک دو باتیں یا احوالکلمات اور جملے ہیں ان سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ سفرِ ہجرت میں مہدی اور ان کے صحابہؓ کی روزمرہ کی زندگی کیسی ہوگی۔

دوبارہ خلفتہ الارض اور خلیۃ اللہ کی بات پر لوٹتے ہیں' جب اللہ تعالی نے آدمؑ کو شرف خلایق سے سرفراز کرنے کے بعد اور زمین پر تمام مخلوق کو انسان کے تصرف میں دینے اور انہیں انسان کے تابع کرنے کے ہزاروں سالوں تک انبیاء مرسلین کے ذریعہ بتایا کہ صرف میری اطاعت وعبادت کرو اور میرے نبی رسول پیغمبروں کی پیروی کرو مگر قرآن میں واضح الفاظ میں کہا کہ وَاطِیعُو اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اگر تم حقیقی ایمان والے ہو۔ انفال ا۔ یہاں نبی رسول کے خلیفتہ اللہ یا نایب ہونے کی بات واضح کردی گئی اور کہا اللہ کی اطاعت تو کرنا ہے مگر نبی رسول کی اطاعت کرنا ہی ایمان ہے یعنی اللہ کی بات ماننا یقین کے ساتھ وگرنہ مومن نہیں۔ اگر تم مومن ہو' یہ تاکیدی حکم ہے۔ پہلے تمام خلایق سے سجدہ کرواکے انسان کے تابع کروایا اس کے بعد انسان یا اولادِ آدمؑ کو حکم دیا کہ میری اطاعت کرو اور تم میں میرے جو خلیفہ ہیں ان کی بھی۔ لہٰذا گویا اللہ کے خلفا کی اطاعت کرنا بھی اللہ کی اطاعت کرنا ہے جو جزِ ایمان ہے' کیونکہ وہ اپنی مرضی سے نہیں کہتے بلکہ اللہ کے حکم سے کہتے ہیں جو کہتے ہیں' یعنی وہ اللہ کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں' ایسے ہی باتوں اور اعمال پر یقین کرنے کو عَالِمُ الْغَیْبِ کہا گیا جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے کہا وہی ایمان ہے وہی علم غیب ہے جو اطاعت ہے۔ علم غیب صرف یہ نہیں کہ اللہ پر ملا یکہ فرشتوں پر جنت جہنم پر یقین کرلیا بلکہ انبیا مرسلین اور اللہ کے خلیفوں کا کہا ماننا بھی علم غیب کا حصہ ہے کیونکہ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ اللہ کے خلیفہ ہیں وہ کیسے حکم دیتے ہیں کیوں دے رہے ہیں کس لئے دے رہے ہیں' اس پر یقین نہ کرنا علم غیب کا انکار ہے جو پیغام اللہ کے نبی دے رہے ہیں اس کا انکار ہے لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۷۹ تَنْزِیْلٌ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۸۰ واقعہ۔ جسے انتہائی مطہر لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھوسکتا 'یہ وہ رب العالمین کا نازل کردہ صحیفہ ہے۔ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۔ پھر کیا اس کتاب کے ساتھ یا کلام اللہ کے ساتھ بے اعتنائی برتتے ہو؟ ۸۱۔ واقعہ۔ یعنی عالم غیب پر یقین نہیں کرتے معنی اللہ کا کلام عالم غیب سے ہی تو ہے؟۔ یہ دنیا کی تمام پیش بندی یہ نظم وضبط یہ پیدایش آدم یہ انبیاء کا سلسلہ سبھی ایک مخلوق انسان کو پیدا کرکے اسے

شرف مخلوق بنا کر اسکا امتحان لینے کے لئے ہے کہ دیکھیں یہ اس شرف پر کون کون کھرا اُترتا ہے' آزمائشوں مصیبتوں تکالیف فقر و فاقہ جہاد ہجرت تقوی توکل کے اعمال سے گزر کر' تاکہ اسے بعد محشر انعام و اکرام دیا جاسکے' تخلیق آدم کے وقت جنوں اور ابلیس کو آزمایا گیا تھا حیات دنیا میں انسان کو آزمایا جائے گا کہ کون خلیفتہ الارض کے مقام سے گزرتا ہے کون خلیفتہ اللہ کے اور کون ان دونوں کی بات مان کر جو عالم غیب سے بتائی جاتی رہیں ان پر خلوص عمل کر کے خالق و رب السموات کی اطاعت و بندگی کی شرائط کو پورا کرتا ہے تاکہ اسے انعام و اکرام سے نوزا جائے, ورنہ اللہ کے لئے یہ مشکل نہ تھا کہ تخلیق آدمؑ پر ہی انہیں آزمالیا جاتا' مگر دوسری جو مخلوقات ہیں جنہیں عالم غیب کا علم نہیں انہیں بتانا مقصد و تھا کہ انسان حیات دنیا میں کس دور سے کن حالات سے گزر کر اس انعام و اکرام کا مستحق ہوا ہے۔ بھلے اولاد آدم میں اطاعت گزار چند ہی کیوں نہ ہوں کروڑوں میں۔ یہی بات سورہ واقعہ میں بتائی کہ ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ .... و قَلِيْلٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ بہت سارے اولین یعنی صحابہؓ رسول میں اور قلیل یا چند صحابہؓ مہدی میں۔ علم غیب پر یقین کرنے کی بات ایسی ہے کہ جب تک غیب کے احول کا علم نہ ہو معلومات نہ ہو یقین کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی لئے اللہ تعالی انبیا' مرسلین کے ذریعہ کچھ علم غیب کے احوال بندوں کو بتاتا ہے تکہ یقین پیدا ہو ورنہ بغیر علم کے غیب پر کیسے یقین ہوگا اس کی مثال حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے واقعہ میں ہے حضرت موسیٰؑ جلیل القدر پیغمبر تھے مگر انہیں کچھ اعمال غیب کا علم نہیں تھا اور وہ جاننے کے لئے اللہ تعالی نے ''ہمارے ایک بندہ'' سے ملاقات کرنے کو کہا جو فلاں جگہ رہتے ہیں تو موسیٰؑ اپنے ساتھ حضرت شمعونؑ کو لے کر گئے' جس کا ذکر سورہ کہف میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کو چند ایک احوال کا علم نہیں تھا وہ بتایا اللہ نے ایک اور بندے خضرؑ کو دے رکھا تھا۔ کہنا ہے کہ کچھ قابلیت اور اوصاف حمیدہ پیدائشی ہوتے ہیں کچھ بندوں کو کوشش سے محنت سے حاصل کرنا پڑتا ہے' انسان اپنے لئے جتنا کوشش کرتا ہے وہ حاصل کرتا ہے' دنیا کی جد و جہد کوشش کبھی ختم ہونے والی نہیں' ۔ عالم غیب پر ایمان لانا صرف اللہ پر اللہ کے رسولؐ پر ملایکہ فرشتوں جنت جہنم قیامت حشر روز حساب پر ایمان لانا یقین کرنے تک نہیں ہے! بلکہ جو واقعات جو اللہ نے بتائے' ان پر بھی ایمان لانا ہے' تقدیر پر ایمان لانا عالم غیب پر ایمان لانا ہے' قرآن مجید کی آیات معاملات احکام میں شک و شبہ کرنا عالم غیب سے انحراف ہے۔

''یہ رات دن کے آنے جانے میں اور دن رات کے بدلنے میں عقل مندوں کے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں'' یہ بات قرآن کہتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالی نے طلوع اسلام کے وقت ہی کائنات میں غور کرنے کی دعوت دے

دی تھی جبکہ اہل عرب بدو جاہل اُمی اوران باتوں سے نا آشنا تھے'اس کا مطلب ہوا اُمت محمد کو پہلے علم سے روشناس ہونے کا سبق دیا گیا۔ جب قرآن مجید نازل ہوا زمین کا سورج کے گرد گھومنا' چاند کا زمین کے گرد گھومنا' اور ہماری کہکشاں میں ستاروں سیاروں کا نظام شمسی ہونا ہماری کہکشاں کے علاوہ اور کہکشاں ہونا جیسی معلومات انسانوں کو نہیں تھیں' جب ترقی کا دور شروع ہوا دوربین راکٹ ٹیلسکوپ کی ایجاد کے بعد اندازہ ہوا کے خلائے بسیط میں کیا کچھ ہے اوراب جا کے اندازہ ہوا کے یہ زمین یعنی ہماری دنیا کی حیثیت اس نظام شمسی میں مٹر کے دانے کے برابر ہے۔ مگر اللہ تعالی چودھ سو برس پہلے سورہ بقرہ آیت الکرسی میں بتا دیا کہ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ نہیں احاطہ کر سکتے (انسان) اس کے علم میں سے کسی چیز کا مگر وہ جتنا وہ (اللہ) چاہے' معنی انسان اللہ تعالی کی قدرت وسعت اوراس کائنات کا اندازہ نہیں لگا سکتا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۔اس کی کرسی (قدرت) سمائے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو۔ یعنی آج اس بات کا اندازہ ہو رہا ہے کہ اس خلائے بسیط یا کائنات کتنی وسیع و عریض ہے۔اور اللہ کی قدرت ہمارا اوراس نظام شمسی کو اپنی پناہ میں لئے ہوئے ہے۔اور ہماری دنیا یا زمین کی اس میں کوئی حیثیت اور حقیقت ہی نہیں اس خلائے بسیط یا Outer Space۔ کہ جس میں سارا نظام شمسی تیر رہا ہے۔اس طرح انسان دوسری مخلوق کی طرح اس کی قدرت رحمت میں تیر رہی ہے۔

کہکشاں یا کائنات میں اللہ کی نشانیوں میں غور کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور اسے ذکر کہا ہے دیکھیں سورہ آل عمران آیت ۱۹۱۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ , رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا , سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ جو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی ساخت میں غور کرتے ہیں (وہ بے اختیار بول اُٹھتے ہیں)پروردگار ! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا؛ تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے پس اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اگر بندہ صرف اس کائینات ستاروں کی گردش خلایق کے انتظام پر نظر کرتو کرلے کسی کفر شرک بت پرستی میں مبتلاء نہیں ہوگا اور نہ ہی پیر فقیر ولی یا کسی عالم یا مرشد سے کوئی توقع رکھے گا' کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی ایک گھاس کا تنکا اُگانے کی توفیق نہیں کہ اللہ تعالی اس تنکہ کو زمین سے کیسے اُگاتا ہے'اللہ کی قدرت عظمت چاروں اطراف سے اس کائینات کو گھرے ہوئے ہے جو کچھ ہماری دنیا یا زمین میں تبدیلی آتی ہے وہ اسی گھراؤ میں موجود خدا

کی مرضی اور گرفت کی وجہ سے ہے یہ قوس وقزع کے رنگ موسموں کا بدلنا یہ دنیا کی نیرنگی یہ سیلاب یہ زلزلے یہ تباہ کاریاں یہ خوشنمائی یہ دنیا کی جاذب نظری جو خالق کی موجودگی دعوت نظارہ دیتی ہیں' اتنا سب ہونے کے انسان کیسے خود کو خدا کا بندہ نہیں مانتا یہ حیران کن ہے اور اس سے زیادہ اپنے ہاتھوں بنائے بتوں کی بت پرستی کرنا خدا کے ذات میں شرک ماننا اور فقیروں ولیوں سے مدد طلب کرنا حیران کن ہے۔جس طرح آسمانوں میں سبھی کچھ خلائے بسیط میں تیر رہا ہے باہر اور اندر سے اس کا اثر ہو رہا ہے' آج سائنس کہتی ہے کہ سمندری لہریں چاند اور سورج کی کشش کی وجہ سے بڑھتی گھٹتی ہیں تو ظاہر ہے موسموں پر دنیا کی تبدیلیوں پر زندگی پر اس کے اثرات بھی مرتب ہو رہے ہونگے۔اسلام میں کعبہ کو مرکزیت دینے کے متعلق ایک حدیث میں ہے کہ کعبہ وہاں ہے جہاں بیت المعمور ہے جس کا طواف ان گنت فرشتے ہر لحہ کرتے ہیں کسی فرشتے کو طواف کر کے واپس اس مقام کو آنے میں ستر ہزار برس لگتے ہیں تو کسی فرشتے کو اس مقام پر آنا نصیب ہی نہیں ہوتا۔اگر اس پر غور کیا جائے تو سورہ بقرہ میں آیت الکرسی کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے **ولا یحیطون بشي ء من علمه الا بماشآء** کوئی چیز انسان کے عقل وفہم میں نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ نہ بتائے۔اس سے پہلے بتایا کہ **اللـه لا اله الا هو الحيی القيوم** اللہ ہمیشہ زندہ ہے قایم ہے جو تمام کاینات کو سنبھالے ہوئے ہے۔آج کے دور میں اس کو بہتر سمجھنے کے ذرائع ہیں سائنس دان کہتے ہیں کہ تمام کاینات جس میں ہزاروں کہکشاں ہیں وہ خلائے بسیط میں تیر رہے ہیں ان میں ہمارے نظام شمسی کے چاند سورج ستارے وغیرہ بھی اور ہماری یہ دنیا یا زمین بھی خلائے بسیط میں تیر رہی ہے جس خلا کی عمیق گہرایوں اور وسعتوں کا ہمیں اندازہ ہی نہیں ہے۔ہم کعبہ کی سمت قبلہ جان کر نماز پڑھتے ہیں جبکہ ہم آٹھ پہر یا چوبیں گھنٹوں میں اپنی جگہ کھڑے ہو کر کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہیں لیکن گردش زمین کا اندازہ کریں تو ہم دن اور رات میں خدا کے مغرب مشرق شمال جنوب کو اندر سے اطراف کی طرف سجدہ ریز ہو چکے ہوتے ہیں۔ہمارے لئے گردش زمین چکر ہے مگر خالق کاینات کے احاطہ میں انسان اپنی ہی گردش میں دن بھر گھوم چکا ہوتا ہے اسے معلوم بھی نہیں' اس طرح ہر رخ ہم اللہ کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں۔اور پتہ نہیں کیا کیا مناظر سے ہم گزرتے ہیں مگر اس پر غور نہیں کرتے یہی بات مہدی موعود نے فرمائی ''ہر شخص خدا کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں''۔ان باتوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں تقوی توکل اور معرفت الٰہی کا فہم درکار ہوتا ہے جو ذکر خفی سے حاصل ہوتا ہے۔کچھ مسلمان جہالت میں یہ کہتے ہیں کہ یہ سائنس یہ کہکشاں کی باتیں یہ آسمانوں میں سیارچے بھیجنا سب خیالی باتیں ہیں' جبکہ اللہ نے ان باتوں کو پہلے مسلمانوں کو بتایا انہوں نے سمجھا نہیں علم حاصل نہیں کیا یقین

پیدا نہیں کیا غیب پر اور کوشش نہیں مسلے مسایل آپسی مسلکی جھگڑوں اور بدعتوں میں اُلجھے رہے تو دوسری قوموں نے قرآن کے بیانوں پر غور کر کے اس حقیقت کو بتایا ہے۔اس طرح مسلمان خدا کے کلام میں غور کرتے ہیں نہ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ اپنی خود کی ذاتی جہالت کو دین وایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔

تقوی توکل کیا ہے؟ دراصل جسم اور قلب کی پاکیزگی ہے جو خدا کے خوف اور عظمت کے اعتراف سے انسان میں پیدا ہوتی ہے۔بزرگان دین جو فقر و فاقہ اختیار کرتے تھے وہ یونہی نہیں تھا کہ خوامخواہ بھوکے پیاسے رہیں' بلکہ انسان کے اندر جو جلا اور روشنی اس کے دل ودماغ میں پیدا ہوتی ہے اسے مزید جلا بخشیں۔اس لئے شریعت میں آدھا پیٹ کھانے اور آدھا ذکر وعبادت کے لئے مختص کیا ہے۔پیٹ بھر کھانے سے جسم کے اعضاء کو بڑی محنت مشقت لگتی ہے قوت اور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے' اس طرح جسم کے تمام اعضاء کو جو حرارت درکار ہوتی ہے وہ معدہ یا پیٹ کی طرف منتقل ہوجاتی ہے' اور باقی جسم میں سستی اور غنودگی پیدا ہوجاتی ہے کہ جس سے کاہلی بھی پیدا ہوتی ہے۔پیٹ بھر کھانے سے جسم میں وافر مقدار میں غذایت جمع ہوجاتی ہے' جس کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ غذا ہضم نہ ہوکر جسم میں جمع ہوتی ہے اور غذاء ہضم نہ ہونے کی وجہ سے جسم فربہ ہوجاتا ہے اور تغذیہ کا جسم میں جمع ہونے سے جراثیم زیادہ پیدا ہوتے ہیں ان سے غلیظ اور فاصد مادہ پیدا ہوتا ہے جو کئی بیماریوں اور آزار کو پید کرنے کا سبب ہوتا ہے۔جو محنت کش ہوتے ہیں وہ دیکھنے میں دبلے پتلے ہوتے ہیں مگر چاق وچوبند ہوتے ہیں جبکہ جو محنت نہیں کرتے وہ کاہل اور سست تو ہوتے ہی ہیں اور بیماریوں اور عارضوں مے ں مبتلا ہوتے ہیں۔اعتدال کے ساتھ کھانے سے جسم کے دوسرے اعضاء بھی کام میں لگے رہتے ہیں جیسے دل دماغ ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔بزرگوں نے اسی لئے فاقہ کشی کو ترجیح دی تاکہ وہ اللہ کی بھرپور عبادت کرسکیں۔جتنا زیادہ فقر وفاقہ ہوگا جسم سے فاصد مادہ جل کر باہر آجائے گا۔فقر وفاقہ ہی تقوی وتوکل کا سبب بنتا ہے۔اللہ تعالی انسان کی اس لاپرواہ فطرت سے واقف ہے اس لئے سال میں ایک مہینہ روزے رکھنے کا حکم دیا جس سے کہ معاشرے اور سماج کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو اور صحت بھی بنی رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی رسول تھے۔آپؑ کی حیات میں ان کے فرزند حضرت اسماعیلؑ نبی تھے' حضرت اسحاقؑ نبی تھے آپؑ کے بھتیجے لوط علیہ السلام نبی تھے' حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب خدا نازل کرنے سے پہلے فرشتے حضرت ابراہیمؑ کو آکر بتاتے ہیں کہ ہم اس قوم پر عذاب نازل کرنے جارہے ہیں۔اس طرح حیات

ابراہیمؑ میں نہ جانے کتنے اور نبی اور اللہ کے خلفاء زمین کے دوسرے قطعوں پر موجود رہے ہونگے ؟جن کے متعلق ہمیں معلوم نہیں۔ایسا حضرت عیسیٰ کے دور تک ہوتا رہا مختلف زمانوں میں ایک ہی وقت میں کئی نبی اور اللہ کے خلیفے زمین پر ہوا کرتے تھے۔حضور نبی کریم محمد مصطفی ﷺ خاتم الانبیاء ہوئے تو یہ سلسلہ روک دیا گیا' اور رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک خلیفۃ اللہ کے آنے کا وعدہ کیا جو مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہوگا' اور نوصدیوں بعد آئے گا۔ باوجود اُمت میں اتنی پریشانی اور تضاد ہے'حضرت ابراہیمؑ کے وقت میں جو نبی رسول تھے کیا انہیں اور ان کی قوموں کو معلوم نہیں تھا کہ فلاں فلاں نبی یا خلیفۃ اللہ اس وقت موجود ہیں؟۔آسمانی کتابوں پر عمل کرنے والے مذاہب تین ہیں یہودی عیسائی جن میں بت پرستی داخل ہوگئی اور اسلام' ان تینوں مذاہب یا ادیان میں انسانیت کی عمر آدمؑ سے حضرت محمد ﷺ تک آٹھ یا نو ہزار برس بتائی جاتی ہے'مشرک و کافر تو ہزاروں لاکھوں برس کے افسانے گھڑتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ان کی سوچ دیومالائی ہے۔اگر آسمانی مذاہب کے ماننے والوں کا تخمینہ لگائیں تو ایک لاکھ چوبیں ہزار نبی رسول پیغمبر کی جو روایت اسلام میں ہے اس کے حساب سے ہر برس زمین پر 14 سے 15 نبی رسول یا خلیفۃ اللہ کہیں نہ کہیں زمین پر موجود رہے ہیں اولاد آدم کی اصلاح و تبلیغ کے لئے۔ظاہر ہے عرب کنعان شام اعراق ایران و مصر جہاں نبیوں کی آمد آمد تھی انہیں چھوڑ بھی دیں تو دنیا کے دوسرے قطعوں پر بھی تو نبی اور اللہ کے خلیفے اور مصلح موجود رہے ہیں' یہ الگ بات ہے کہ انہیں نہیں مانا گیا یا ان کی باتوں کو غلط رنگ اور طریقے میں پیش کر دیا گیا ہو۔ یہ اس لئے دیکھنا پڑے گا کہ آج اُمت مسلمہ کا مہدی موعودؑ کے بعثت کا اختلاف دیکھ کر لگتا ہے کہ پچھلے انبیاء و مرسلین کے ساتھ بھی ایسا ان کی قوموں نے کیا ہوگا' کہ ہمارے لئے سونے کے پہاڑ بنادو' ہمارے لئے ندیاں بہادو' صحرا کو ہمارے لئے ہرا بھرا کرو' دشمنوں کو ہمارے قابو میں کردو۔ یہی توقعات تو مہدی کے ساتھ لوگ لگائے بیٹھے ہیں کہ جھولیاں بھر بھر کے مال دیں گے'مسلمانوں کی حکومت زمین پر قایم کردیں گے' اور تمام مسلمانوں کو ظالموں سے بچالیں گے۔ جو باتیں روز ازل سے کسی نبی کے ساتھ پیش نہیں آئیں اس کی توقع مہدی سے ہے۔مہدی کے معنی ہدایت کرنے والے کے ہیں جو اللہ کی طرف سے آیا ہو' یہاں تو مہدی کا انتظار ہی نرالا ہے۔ جبکہ آج قرآن جیسی راہنما کتاب سامنے ہے سنت رسول سامنے ہے اُس وقت انسانوں کا کیا حال ہوگا جب علم کتابیں تھی ہی نہیں' دور کیوں جائیں آج مسلمانوں کے گروہ اور فرقے کے بانیوں عالموں رہبروں اور جھوٹے ولیوں صوفیوں نے جو جہالت کے اسباب پیدا کئے ہیں وہ کسی سے چھپے نہیں ہیں۔ ہر گروہ اور فرقہ دوسرے کا کافر مانتا ہے ایسے کس کا اسلام کونسا ایمان صحیح ہے کون فیصلہ کرسکتا

ہے؟اگر اس طرح دیکھا جائے تو مہدویت میں ہادی ومہدی خلیفۃ اللہ کے کوئی رہبر عالم صوفی بانی نہیں ہے مہدوی موعود علیہ السلام نے معاملہ صاف کردیا ہے۔"مذہب ما کتاب اللہ واتباع محمد رسول اللہ" اور فرمایا خدا اور بندے کے درمیان جو حایل ہو وہ اس کا بت ہے۔اور یہ بھی بتایا کہ" دنیا میں صرف دو مذہب ہیں ایک ایمان اللہ کا دوسرا شرک شیطان کا"اس طرح قرآن واتباع رسول کی بنیاد پر مسلمانوں کا کوئی فرقہ جماعت طایفہ دعوت نہیں دیتا جو حقیقی اسلام ہے۔

ذات خدا کے سواء ہر شے مخلوق ہے !

ذات خدا کے سواء ہر شے کا مخلوق ہونا اللہ تعالی نے سورہ حدید کی آیت میں فرمادیا هُـــــوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِـرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ , وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔حدید۳۔وہی اول ہے (وہی) آخر ہے اور (وہی) ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔انہیں باتوں کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالی نے انسان کو تمام خلایق میں علم کے اصلی جوہر سے انسان کو نوازہ ہے' وَ عَـلَّمَ آدَمَ الْاَسمَاءُ كُلَّهَا اللہ تعالی نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھلائے کہ جسے عقل۔فہم۔ادراک۔سمجھ۔تخلیق۔معلومات۔جستجو کچھ بھی کہا جاسکتا ہے۔جس کا حقیقی محور تو دماغ ہے جو بغیر دل کی شرکت کے مکمل نہیں' دل اور دماغ گوشت کے لوتھڑے ہیں جوانسانی جسم کے اعضا ہیں مگران کی مدد جسم کے وہ اعضا کرتے ہیں جو حواس خمسہ کے لئے ہیں وہ اپنی صلاحیت کو بروے کارلاکر دل دماغ کو نتیجہ اخذ کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔سننا کانوں سے ہوتا ہے مگر وہ بتاتے ہیں کیا سنا' دیکھنا آنکھوں سے ہوتا ہے مگر وہ بتاتے ہیں کہ کیا دیکھا'سونگھنا ناک سے ہوتا ہے مگر ناک بتاتی ہے کیا سونگھا'چکھنا زبان سے ہوتا ہے مگر زبان بتاتی ہے کہ کیا چکھا' کیا بولا' ہاتھوں کا کام محسوس کرنا ہے مگر ہاتھ بتاتے ہیں کے کیا محسوس کیا ,ان تمام کا مجتمع رابطہ دل اور دماغ سے ہوتا ہے جیسے دل اور دماغ کے مجتمع فیصلے کو قلب کی تحریک کو قلب کہتے ہیں' یہی قلب علم کا مرکز ہے جس میں نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے' یہ خصوصیت انسان کی ہے جو فرشتوں جنوں جانوروں میں نہیں ہوتی 'اس لئے جانور اور حیوان جانتے تو ہیں مگر اس کا استعمال نہیں جانتے' جانوروں کو اس کا تھوڑا حصہ دیا گیا ہے کیونکہ جانور انسان کی مدد اور ضرورت پورا کرنے کے لئے دنیا میں ہیں اور وہ اندازہ کرسکیں کہ انسان کیا چاہتا ہے۔علم سے انسان فایدہ حاصل کرتا ہے اچھے برے اعمال کے نتایج اخذ کرتا ہے یہ علم ہی ہے جس سے کہ انسان نفس کی اطاعت سے باز رہ سکتا ہے اور روح کی بالیدگی اور معرفت الٰہی کی پرواز کا متحمل ہوسکتا ہے' یہی علم کا جو ہر انسان کو ودیعت کیا گیا ہے۔علم کے حاصل کو خیال فکر کہتے ہیں

'جب خیال اور فکر اتھاہ گہرایوں کی سوچ اختیار کرتے ہیں تو انسان بڑے سے بڑا کام کرگزرتا ہے۔کشف ومراقبہ علم کی تحریک کا سبب بنتے ہیں یعنی کسی شے کو حاصل کرنے کا خیال کرنا سوچنا' چاہے وہ موجود ہو یا غیر موجود' انہیں شاہنیس میں انوئشن اور ڈسکوری کہتے ہیں ان کے ذریعہ انسان اعمال بد اور قبیہہ نقصان اور نفع حاصل کرنے کے قابل بنتا ہے۔انسان کی عقل اسے انفرادی تجسس کی طرف متوجہ کرتی ہے جب وہ کامیاب ہوکر کوئی چیز بناتا ہے تو اسے اجتماعی سہولت اور ضرورت کا ذریعہ بنا دیتا ہے' یہی ہے نئی نئی ایجادات کی وجہ' جب انسان کسی کھوج یا ایجاد کی کوشش کرتا ہے تو وہ اس کا اپنا علم ہی ہوتا ہے جو اسے تحریک دلاتا ہے کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔جب وہ ممکن ہوجاتا ہے اُس سے خلقت انسانیت کو خاطر خواہ فایدہ ہوتا جس سے تمام انسان کما حقہ مستفیض ہوتے ہیں' تاکہ سہولت اور سکون حاصل ہو یہ دنیاوی علم ہے۔مگر جب یہی علم دین کے لئے درکار ہو تو اس کا ذریعہ اللہ کے نبی و رسل اور اس کی نازل کردہ کتابیں اس کی راہ نمائی کرتی ہیں' اسی بات کو اللہ تعالی نے سورہ الرحمٰن میں کہا کہ **الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البيـــــان** ۔رحمٰن نے قرآن کا علم دیا (نبی مکرم ﷺ کے ذریعہ) پھر خلق میں ایک انسان کو پیدا کرکے بیان کیا جاے ا(مکمل اور تفصیلی) اللہ تعالی نے اپنے خلیفہ آدمؑ کو علم کا جوہر دیا' اور خاتم رسول محمدؐ کے تابع مہدی کو اس علم کے جوہر کے استعمال کی انتہا بتائی کہ اس کلینات کے خالق کو ہر جگہ تلاش کرکے دیکھ سکتے ہو وہ ہر جگہ موجود ہے **هُـــوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِـرُ وَالـظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ** اور اس کے بعد وضاحت بھی کر دی کہ **وهو معكم اين ما كنتم** تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔یہ علم کی منتہی ہے کہ اس کا جوہرا سے تلاش کرے جس نے خلایق کو پیدا کیا' جب اس راہ کو بندہ اختیار کرتا ہے تو اس راہ مستقیم پر نکل پڑتا ہے جس علم و ہنر کی منزل روشنی' نور کا سرچشمہ ہے اس نور کو حق۔خالق۔رب۔خدا۔اللہ رحمٰن۔رحیم۔کہا گیا ہے۔مگر جب انسان سطحی باتوں اور علم کی خستہ کوششوں میں لگ جاتا ہے تو وہ راہ حق سے بھٹک کر گم گشتہ راہ ہوجاتا ہے اور خلایق کو خالق سمجھ کر حقیر اور بے جان اشیاء کی پرستش میں لگ جاتا ہے جسے شرک کہا گیا' اور ایسے انسانوں کا ہی اللہ نے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن نے انسانوں کے کسی چیز کے انکار کرنے یا نہ کرنے پر برہان پیش کرنے کو کہا ہے۔**قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** تم دلیل لاؤ اگر سچے ہو؟۔(نمل ۶۴) یعنی دلیل کی فوقیت اور اہمیت اسلام میں ہے جس کے ذریعہ صحیح اور غلط سچ اور جھوٹ' اچھے برے کا پتہ چل جاتا ہے۔دلیل تبھی دی جاتی ہے جب حق کا یقین ہو اور علم میں پختگی ہو۔علم صرف کتاب پڑھ لینے یا معلومات حاصل کر لینے سے نہیں بڑھتا پختگی تبھی علم میں پیدا ہوتی ہے

جب انسان بات کی تہہ اور حقیقت کو سمجھے۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَعْلَمْ , وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔نساء ۱۱۳۔تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمہیں معلوم نہ تھا اور اس (اللہ) کا فضل تم پر بہت ہے۔اور جب علم القرآن..... علمه البیان کہکر وضاحت کردی کے نہ صرف قرآن کا علم دیا اس کے بیان کا انتظام بھی کیا ثـم ان علينا بيانه پھر ہم اس کا بیان کریں گے کہہ کر اور جب انسانیت میں پختگی پیدا ہوگی علم میں سوچ میں معرفت میں تو بصیرت کا بیان بھی دہرایا اور اس بصیرت کو حاصل کرنے کی تعلیم اور طریقہ بھی بتایا۔اسی علمی جوہر کو آدم میں ڈالے جانے کا بیان فرشتوں سے اللہ نے کیا تھا علـم آدم الاسـمـاء كلها اس طرح جوہر علم کی رفتہ رفتہ وضاحت ہوتی گئی۔اسی جوہر علم کے مسکن یا ٹھکانے کے لئے انسان کا جسم روح اور نفس کی قیام گاہ بنایا' تاکہ وہ علم ارض وسما کے خالق کی ثناء حمد وتمجید کا موجب بنے۔یہی دلیل برھان ہے جب ابراہیم نے نمروف کو پیش کیا کہ ''میرا رب مشرق سے سورج نکالتا ہے اگر تو سچا ہے تو مغرب سے سورج طلوع کر کے دکھا۔''اور نمرودلا جواب ہوگیا اور کھسیانے پن میں ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کا انتظام کردیا۔ایک نبی کو آگ میں ڈالنے کے لئے اتنا کروفر شان وشوکت اس لئے تھا کہ دوبارہ کوئی ایسی ہمت نہ کرسکے ناحق کے مقابل میں۔آج دنیا سائنس ترقی راکٹ سیارہ اسپیس اسٹیشن چاند فریج پر کمند ڈالنے کی بڑی بڑی باتیں کرتی ہے اور خلائے بسیط کو فتح کرنے کی باتیں کی جاتی ہیں اگر ایسا ہی ہے جو ثقل کشش Gravitatinal force کے درمیان سے ایک چھوٹا سا چاند ستارہ یا کوئی شہابہ کیوں نہیں اتار لاتے؟۔لوگوں کو دوسرے سیاروں ستاروں پر بسائے جانے کی باتیں کرے ہیں 'پچھلے آٹھ نو ہزار سالوں میں چاند پر سے صرف ایک پتھر کا ٹکڑا اُٹھا لائے۔چاند لانا زمین کی گردش روکنا بہت دور کی باتیں ہیں۔ہوا کا رخ بدل کر دکھاؤ؛ ندی کا بہاؤ روک دو' سمندر کی لہریں پلٹ دو' یہاں انسان کا علم بے بس ہے لاجواب ہوجاتا ہے'اور لامحالہ انسان کی نظر آسمان کی جانب اُٹھ جاتی ہے' کیونکہ اللہ تعالی نے جتنا ضروری تھا انسان کے لئے اتنا ہی علم دیا ہے باقی اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے کہ انسان بے لگام نہ ہوجائے'اور اپنی عاجزی حقارت اور کمتری کو دھیان میں رکھے۔مگر انسان تو انسان ہے قدرت خداوندی میں مٹی پتھر شجر حجر چاند سورج کو حتی کے حقیر انسانوں کو شریک کردیتا ہے یہی شرک ہے جس کا حساب حشر میں دینا ہوگا اور خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

اور مخالفت انسان کی فطرت میں ہے' چاہے وہ حق کی ہو یا ناحق کی'بغیر مخالفت اس کے پاس کوئی معروضہ نہیں ہے کے وہ حق کو ناحق کہے۔جس طرح حق کے حامی ہوتے ہیں ناحق کے حامی بھی ہوتے ہیں۔مگر ناحق

کی حمایت دم توڑتی تو ہے معدوم نہیں ہو جاتی' حق کو حق بنائے رکھنے کے لئے ہمیشہ چاق و چوبند رہنا جد و جہد کرتے رہنا پڑتا ہے ورنہ ناحق دبے پاؤں بدعقیدگی کی اندھیری گلیاروں سے زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور حق کو بنائے رکھنے کے لئے ہمیشہ قربانی دینی پڑتی رہے گی' یہی انسان کی زندگی کا امتحان ہے کہ انسان حق کو اختیار کرنے میں صدیاں لگا دیتا ہے اور ناحق کو لمحوں میں اختیار کر لیتا ہے۔ حق کی راہ میں دنیا۔ لوگ۔ خاندان۔ بیوی بچے۔ حالات ۔اسباب۔ ماحول۔ معاشرہ۔ سبھی آڑے آتے ہیں جبکہ ناحق پوری دلفریبی۔ خوشنمائی۔ دلکشی۔ جاذبیت اور موالات باہمی کے ذریعہ خراماں خراماں زندگی میں شامل ہو جاتا ہے اور محسوس نہیں ہوتا کہ ہم کب بہک گئے بھٹک گئے کب راہ مستقیم سے اعراض کر لیا خدا کو کب ناراض کر لیا اس کے قہر و غضب کا کب شکار ہو گئے۔

ہم خالق عالم کو اللہ تو کہتے ہیں اس کے ساتھ **"تعالیٰ"** کیوں کہتے ہیں۔ تعالیٰ کے معنی برتر' بلند تر ہے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غایب۔ اور تعالیٰ کے معنی عَوْلٌ سے بھی ہیں جس کا معنی انصاف کرنا' عَالَ میزان یا ترازو کو بھی کہتے ہیں۔ معنی اللہ میزان قایم کرنے والا' انصاف کرنے والا۔

مظاہر علم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو علم دیا ہے اُس کا اظہار کئی طرح سے ہوتا رہتا ہے۔ ایک عملی جس کے ذریعہ ترقی و ایجادات ہوئی جس سے کہ انسان کو سہولتیں دستیاب ہوئیں' زمان سے علم کا اظہار ہوتا ہے استاد' معلم' مقرر رہبر رہنما' صحافی ادیب محرر کے ذریعہ علم دیا جاتا ہے معلومات پہنچائی جاتی ہیں' تیسرا کتابوں اخبار جراید کے ذریعہ ثبوت دلایل مثالیں پیش کی جاتی ہیں' چوتھا باقاعدہ لکھایا پڑھایا سکھایا جاتا اور تربیت دی جاتی ہے' یہ تمام علم کے ذرایعہ اور اسباب ہیں۔

حضورؐ پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے اس کا طریقہ ہم نہیں جانتے تھے نہ پہلے کی اُمتیں مگر اللہ تعالیٰ نے رسول پر درود و سلام بھیجنے کا ہمیں طریقہ و سلیقہ سکھایا اور قرآن میں بتایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے جو رسولؐ پر بھیجتے ہیں وہ تم بھی بھیجو ,باوجود اس کے اُمت کو نہیں معلوم حضورﷺ پر اللہ اور اس کے فرشتے کیا بھیجتے ہیں اس لئے ہم اللہ سے استدعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جو کچھ تو اور تیرے فرشتے بھیجتے ہیں وہی سب کچھ ہماری طرف سے رسولؐ کو بھیج دے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ "تم بہترین اُمت ہو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو" مگر یہ بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ اسی اُمت کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ "اگر تم دین سے مرتد ہونا' پلٹنا چاہو تو پلٹ جاؤ

(اللہ کوتمہاری پرواہ نہیں)اللہ ایک قوم کولائے گا جن اللہ محبت کریگا اور وہ قوم اللہ سے محبت کریگی‘اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریگی‘وہ مومنوں پر نرم ہونگے اور کافروں پر سخت‘‘۔(مایدہ)۔اللہ تعالی کی محبت کا انداز بھی نرالا ہےوہ انسانوں جیسا نہیں ہے جس سے محبت کرتا ہےانہیں آزمایشوں میں مبتلا کرتا ہے کہ دیکھیں ان میں میرے قربت کی قابلیت ہے کہ نہیں۔آدمؑ کو پیدا کیا آزمایش میں ڈالدیا‘نبیوں کوآزمایشوں سے گزرنا پڑا۔ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انبیا مرسلین صرف انسانوں کی اصلاح وتبلیغ کے بھیجے گے؟ جبکہ جنات کی اصلاح وتبلیغ بھی نبیوں سے کی گی حضرت سلیمانؑ کی اطاعت‘حضورﷺ کے پاس جنوں کے وفود کا آنا اسلام قبول کرنااورخصوصًا قرآن میں جنوں سے اللہ کا خطاب کے اے جن وانس یہ بتاتا ہے کہ قرآن جنوں کے لئے بھی ہدایت ہے۔اس لئے کے تمام جن شیطان نہیں ہوتے جیسے تمام اولاد آدمؑ انسان نہیں ہےان میں شروفسادشرک وکفر ہوتا ہےاور یہاں تک کہ اللہ نے قرآن میں کچھ انسانوں کوشیطان خصلت کہا ہے۔جن بھی تو اللہ ہی کی مخلوق ہیں اسی نے انہیں پیدا فرمایا ہےان پر بھی رحم کرم فرماتا ہے‘ایک کے ابلیس بن جانے اوراسکے کچھ ساتھی ہوجانے سے تمام جن تو معتوب نہیں گردانے جائیں گے۔ایسا تو انسانوں نے زمین پر برائی بدکاری پھیلائی خدائی کے دعوے کے فرعون ونمرود کوچھوڑ دیں آج ہمارے سامنے کئی انسان مشرک کافر خدائی کے مدعی ظالم اور فسادی ہیں اورتو اور مسلمانوں میں کئی مغرور متکبر لوگ ہیں جنہیں اپنی حکومت دولت علم قومیت کاغرور ہے کیاوہ کسی نفس ابلیسیت سے کم ہیں؟ جوصرف جنوں کومغضوب مانا جائے۔دینی عالموں کی بھی قسمیں ہوتی ہیں کچھ واقعتاً دین کا کام کرتے ہیں ہرآسانی پریشانی میں اپنے مقصد سے لگے رہتے ہیں۔کچھ صرف اس لے پارسا بنے رہتے ہیں کہ انہیں لوگ خدائی خدمت گارسمجھ کر تحفے تحایف اور دولت دیں‘ کچھ مقام مرتبہ شہرت کےغرض سے دین کے کام کرتے ہیں کچھ دین کو سمجھارہے ہوتے ہیں مگرخوددین ان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہوتا ہے۔

حضورﷺ نے کئی باتیں دنیامیں پہلی بارانسانیت کو بتائیں‘واقعہ معراج کہ جس میں آسمانوں کی سیر کی باتیں ہیں‘ جوقومیں اس بات کااعتراف نہیں کرتی تھیں وہی آج آسمان چاندستاروں خلائےبسیط اورآسمانوں کی سیر کی باتیں کررہی ہیں۔آپؐ نے ایک ایسی سواری کا ذکر کیا جوتاحدنگاہ اپنا قدم اُٹھاتے ہوئےآسمانوں پر لے گی براق۔آج ٹایم مشین تیز رفتار راکٹوں کی باتیں ہورہی ہیں۔حضورﷺ نے دوسروں کے درمیان ہورہی گفتگو کومن و عن بیان کیااور دور درام ہونے والے واقعات کا ذکر کیا آج فون موبایل انٹرنیٹ موجود ہے۔آپؐ کی جن باتوں کا

اس وقت انکار کیا آج وہ پیش آرہی ہیں زمانے کے گزرنے کے ساتھ اور زیادہ حقیقت واضح ہوتی جا ئیگی۔

اگر بغور دیکھا جائے تو حضورﷺ کی نبوت کی آدھی زندگی واقعہ معراج کے پہلے کی ہے ساڑھے گیارہ برس 11.6 اور آدھی زندگی 11.6 بعد معراج کی ہے اس طرح حضورﷺ کی نبوت کے تیئیس 23 برس برابر آدھے آدھے معراج کے پہلے اور بعد میں بٹے ہیں حالانکہ حضورﷺ نے شب معراج کے متعلق کوئی خاص اعمال کی تاکید نہیں کی کیونکہ وہ آپؐ کے نبوت کے ذاتی احوال سے متعلق بات تھی جبکہ واقعہ معراج کے بالکل بعد لیلۃ القدر کا بیان ہوگیا کہ جس میں ایک رات عبادت کرنا ہزار مہینوں کے برابر ہونا' کیونکہ معراج کا بیان پہلے سورہ نجم میں ہوا جو نزول کی 23 ویں سورہ ہے اور لیلۃ القدر کے بیان کی سورہ کا نزول 25 ہے۔ جیسا ہم نے بار بار کہا کہ نبوت کے ساڑھے گیارہ برسوں میں صرف 23 سورہ نازل ہوئیں جن میں 335 آیات ہی تھیں یعنی ہر ایک ماہ میں چھوٹی چھوٹی صرف 30 آیات ہی نازل ہوتیں رہیں جبکہ معراج کے بعد صرف ڈیڑھ برس کی مکی زندگی میں 63 سورتیں نازل ہوگئیں جو بڑی بڑی سورہ تھیں اور ان میں تقریباً 4145 آیات کا نزول ہوگیا یعنی ان 18 مہینوں میں ہجرت سے پہلے ہر دن آٹھ آیات نازل ہونے لگیں یعنی مہینے کی 240 آیات۔ کہاں مہینے کی 30 آیات کہاں مہینے کی 240 آیات ہر دن کی 8 آیات۔ ہمارے نزول اور ترتیب قرآن کے تجزے کو کچھ نا پختہ کم زور ذہنوں نے بلا تحقیق صحیح غلط کا فرمان سنایا بعض باتیں طفل مکتب کے لئے نہیں ہوتیں ان کے ذہن بالغ نہیں ہوتے علم میں بلاغت اور سنجیدگی مطالع اور تجربہ سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے کہا حضورؐ کا دور نبوت آدھا معراج کے پہلے کا ہے آدھا معراج کے بعد کا ساڑھے گیارہ برس میں صرف سورہ نجم 23 سورہ ہی نازل ہوئی' ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے قبضہ قدرت میں اس بات کو پوشیدہ رکھا کہ پہلے اپنے حبیبﷺ کو دیدار اور ملاقات سے مشرف کیا جائے' بعد میں نبوت کی تمام تر ذمہ داری ڈالدی جائے لہٰذا ہم دیکھتے ہیں ان ساڑھے گیارہ برسوں میں جو مصیبتیں تکالیف اور آزمائشیں تھی وہ نبی کریمؐ سے وارد ہوگئیں۔ اور اس کے بعد مکہ میں معراج کے بعد ہجرت سے پہلے صرف ڈیڑھ برس میں یعنی 18 ماہ میں 63 سورتیں نازل ہوگئیں اس طرح مکہ مکرمہ میں سورہ المطففین تک کل 86 سورہ نازل ہوئے' بعد ہجرت مدینہ میں پہلی سورہ 87 بقرہ نازل ہوئی۔ اس طرح مدینہ منورہ میں کل 28 سورہ نازل ہوئے' اور یہ بڑی سورتیں ہیں' معراج کے بعد مکہ اور مدینہ میں کل 91 سورہ نازل ہوئے۔ یہی وہ دور نبوت مصطفیٰﷺ ہے کہ جس میں معراج ۔ ہجرت۔ 29 معرکے غزوات جنگیں ہوئیں' صلح نامے۔ وفود غیر اقوام کی آمد۔ غیر مسلم بادشاہوں کو خطوط دعوت

اسلام۔فرایض اسلام کا نفاذ اعلان۔شریعت کا نفاذ۔استحکام اسلام سب کچھ ہوگیا'اس طرح آخری دورنبوت میں بعض مصدقہ روایات کے مطابق حضورﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے 81 دن پہلے حدیث احسان بیان ہوئی جس میں اسلام ایمان کی کشید معرفت الٰہی کا نقشہ پیش کردیا گیا اور قیامت کے آثار بھی بتادے کہ اس کے بعد قیامت کے آثار کا ظہور ہوگا۔اور نزول قرآن کی بھی کچھ نشانیاں آخری نازل کردہ سورتوں جیسے سورہ فتح نزل 111 اور سورہ المایدہ 112 میں بیان ہوئیں۔سورہ فتح میں کہا گیا کہ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ , ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ ۔سورہ محمد ۳۸۔اگر تم منہ موڑوگے (اللہ کے احکام سے) تو اللہ تمہاری جگہ کسی اورقوم کولائے گااوروہ تم جیسے نہ ہونگے۔اور مایدہ میں کہا کہ'' اے لوگو جوایمان کائے ہواگر تم میں سے کوئی دین سے پلٹ گیا (تو پلٹ جائے) اللہ ایسے لوگوں کولائے گا جن کو اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کرینگے' جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہونگے' اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے کسی ملامت کرنے ولے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔المایدہ ۵۴۔یعنی دور اسلام کے آخر میں اللہ اور اس کے حبیبؐ نے کچھ باتوں کو واضح' کچھ کو پوشیدہ انداز میں بیانکر دیا کہ لوگ جان لیں۔**اسلام میں تمام فرایض کا حکم زمین پر دیا گیا سوائے نماز کے۔نماز کا حکم عرش پر اللہ نے اپنے حبیب کو دیا پانچ نمازوں میں پچاس نمازوں کے ثواب کے ساتھ'اس سے نماز کی اہمیت اور اس کی خصوصیت ظاہر ہوتی ہے**۔لگتا یوں ہے حضورﷺ کو صرف نماز کی اہمیت بتانے کے لئے ہی آسانوں پر بلایا گیا تھا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھتے ہیں اندازہ نہیں ہوتا کہ روزہ ہے' زکواۃ دیتے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ زکواۃ دی کہ نہ دی' حج کا قبول ہونا نہ ہونا اللہ پر ہے رہی نماز اس کا اعلانیہ مظاہر ہوتا ہے کہ بندہ اللہ واحد ولاشریک کی عبادت کررہا ہے۔بس اس میں خشوع وخصوع کا خاص خیال ہونا چاہئے۔خشوع وخضوع کے معنی اللہ کی طرف توجہ انہاک کا ہونا' تمام تر احساسات وخیالات کا مجتمع ہوکر معبود اعلی کی طرف سمٹ جانا اس کی طرف رجوع ہوجانا' اس میں کسی قسم کالا ابالی پن لاپرواہی کا نہ ہونا جب خدا کے حضور دست بستہ کھڑے ہوں تو تمام خوشیاں غم پریشانیاں جذبات سوائے اس کی ذات کے نہ ہو۔اس کا تقدس احترام تمام احساسات پر غالب آجائے' وہی خشوع وخصوع ہے۔جب اُمت کو اس حالت کو اختیار کرنے کا حکم ہے تو اندازہ لگایئے رسول نبی کریمﷺ کی نماز کی کیا کیفیت کیا حالت ہوتی ہوگی جبکہ آپؐ نورٌ اعلی نور کو دیکھ کر آئے ہوئے تھے۔صوفیوں کے ہاں ایک بات کا اکثر بیان ہوتا ہے کہ فلاں کو ذات محمدؐ میں سیر حاصل ہے کہ فلاں کو ذات خدا میں سیر حاصل ہے' دراصل اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ کسی نے نبوت ورسالت کی حقیقت کو کماحقہ سمجھ لیا ہے یا کسی نے

ذات خدا کی خلایق میں اللہ کو سمجھ لیا ہے' کیونکہ ذات خدا کو ہرکوئی مکمل نہیں سمجھ پایگا یہ ناممکن بات ہے اللہ کی وسعت کا اندازہ کسی مخلوئی کو نہیں ہوسکتا' حقیقت میں طلب دیدار میں یہی تعلیم اور دعوت پیش کی گئی ہے کہ جس نے نور کے ایک زرہ کو بھی سمجھ لیا دیکھ لیا پالیا اس نے خدا کی طلب کو حاصل کر لیا۔ دراصل مخلوق خدا کو حاصل نہیں کرسکتی مخلوق خدا کے وسیع و بے کنار لامحدود قدرت میں خود کو کھو سکتی ہے اس کی رعنایوں وسعتوں اور بیش بہا نور کے سمندر میں غوطہ زن ہوسکتی ہے یہی ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ , وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اس کے بعد وضاحت بھی کر دی کہ وهو معكم اين ما كنتم تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔ جس نے اس حقیقت کو سمجھا وہ کفر کا ارتکاب ہرگز نہیں کرے گا چہ جا یکہ شرک میں ملوث ہو۔ یہی بندہ کہتا ہوا نظر آیگا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بے شک میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ ورنہ یہ کیا بات ہوئی کہ دنیا میں بھیجے گے اللہ کو پہچاننے کے لئے عالم غیب میں ,اور صرف سجدہ سجود نماز روزہ حج کیا چند اچھے اعمال کئے کچھ برے اور مر گئے' حقیقت میں خدا کو جاننا پہچاننا ہی دنیا میں حیات کا مقصد ہے' یہی بندگی ہے صرف اُٹھک بیٹھک کرانا انسان سے اللہ کا مقصد ہرگز نہیں ہوسکتا ۔حضرت ابراہیم نے اللہ کو جانا پہچانا' حضرت موسیٰ نے اللہ کو جانا پہچانا' تمام انبیا مرسلین نے اللہ کو جانا پہچانا اور بندوں کو بتایا کہ خالق اور مخلوق کی حقیقت کیا ہے خالق ایک ابدی حقیقت ہے اور مخلوق ایک فانی حقیقت ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا شرک ''انا'' یعنی ''میں'' ہے' اگر میں نہ ہوتا تو شرک ہی نہ ہوتا' یہ میں ہی ہے جو سمجھتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں وہی صحیح ہے میں جو بت پرستی کر رہا ہوں وہ صحیح ہے میں خود کو جو سمجھ رہا ہوں وہی صحیح ہے۔نمرود فرعون ابو جہل ابو لہب 'چنگیز خاں بادشاہ اکبر' ایک لمبی فہرست ہے میں کی۔اور اس فہرست میں ہم خود کے ''میں'' کو شامل نہیں کرتے' یہ بالکل ایسا ہے کہ دوسروں کا میں ''میں'' ہے اور میرا ''میں'' تو ہے یعنی دوسروں کو خود سے استشناء کر رکھا ہے یہی ہماری ذلت و خواری کا سبب ہے جسے ہم سمجھ نہیں پاتے ہم سبھی اپنے اس میں سے واقف ضرور ہوتے ہیں مگر قبول کرنا نہیں چاہتے۔ اور اگر اس ''میں'' کو نکالدیں تو صرف ''تو'' باقی رہتا ہے اور تو کو قرآن میں ''هُوَ'' کہا گیا یعنی ''وہ''، جس کی تعلیم مہدی موعودؑ نے دی ہے کہ صرف تو کہتا رہے تیرے میں کو خدا اپنائے گا کہے گا ۔ یہ وہ بندہ ہے جس پر ناز کرتا ہے کرم میرا۔اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی ''میں'' نہیں کہا' ایک بار اللہ نے کہلوایا کہ 'اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي مگر اس کے فوراً بعد کہدیا کہ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

مہدیٔ موعود علیہ السلام کے بعد گروہ اور فرقے

حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت میں خوارجیوں کا زور ہوگیا' جن کا سرغنہ عبداللہ ابن سباء تھا جو بظاہر مسلمان تھا مگر تھا یہودی' جو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ کے خوف سے ڈر کر مصر بھاگ گیا تھا' حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں واپس مدینہ آکر آپؓ کا محرر یعنی سکریٹری بن گیا اور سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالدی اور اس پر سے جھوٹی احادیث بھی گھڑ دی اور بات کو خوب شہرت دی کے حضرت علیؓ کا حق خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنے نام کرلیا' اس طرح مسلمانوں میں دوگروہ پیدا ہوگئے' ایک شیعان علی یعنی علی کے ہمدرد و غمگسار اور دوسرے اُن کے مخالف بنادیا۔ یہ بات حضرت علی کے طرف داروں اور عثمان غنیؓ کے خاندان بنو اُمیہ کے درمیان دن بہ دن تنازعہ کی شکل اختیار کر گے اور آخر میں حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوگئی۔ حضرت علیؓ اس دوران مدینے کی اس سیاسی مذہبی ہل چل سے دور ایک قصبے میں عبادت وریاضت میں منہمک ہوگئے' عثان غنیؓ کی شہادت کے بعد خوارجی حضرت علیؓ کے پاس جاکر زبردستی انہیں مدینہ لائے اور خلافت کا اعلان کردیا' یہ بات حضرت عائشہؓ اور حضورﷺ کے چند صحابہؓ کو معلوم ہوگئی تو انہوں نے اسے اچھا نہیں سمجھا اور دونوں گروہ میں مقابلے کی تیاری ہوگئی اور جنگ جمل واقعہ ہوئی جس کے بعد صلح ہوئی تو حضرت علی نے فرمایا میں ابھی اسی وقت خلافت سے سبکدوش ہوتا ہوں مجھے نہیں چاہئے میں نے صرف اس لئے یہ منصب سنبھالا تھا کہ مدینہ خوارجیوں کی قبضہ میں تھا کوئی مملکت کا سربراہ نہ تھا جو عثمان غنیؓ کا قصاص لے سکے' اب یہ مسلہ سلجھ گیا ہے میں سبکدوش ہوتا ہوں مگر حضرت عائشہ اور دوسرے صحابہؓ نے نہیں مانا اور آپؓ کی خلافت کی بیعت کا اعلان کردیا' یہ دیکھ کر عبداللہ ابن سبا بھاگ گیا مگر اس نے جاکر یہودیوں سے کہا کہ میں نے مسلمانوں میں ایسی نفرت کا بیج بودیا ہے کہ اب قیامت تک وہ ایک دوسرے سے دست و گریباں رہا کریں گے۔ اور ہوا بھی یہی اس کے بعد امیر معاویہ نے خلافت کا اعلان کردیا اس کے بعد امام حسینؓ کی شہادت نے مسلمانوں میں گہری دراڑ ڈالدی اور سنی اور شیعہ دوفرقوں میں اسلام بٹ گیا۔ بنو اُمیہ کی حکومت ایک سو بیس یا تیس برس رہی اس کے بعد بنو عباس جو حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے خاندان سے تھے خلافت اسلامیہ ان کے پاس آگئی تقریباً چھ صدیوں تک بنو عباس کی خلافت رہی اس کے بعد چنگیز خان نے بنو عباس کی خلافت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ چنگیز خاں کے بعد اس کے ایک بیٹے نے اسلام قبول کرلیا اور ایران میں پھر اسلامی حکومت بنی وہ چلتی رہی لیکن یہاں شیعہ آہستہ آہستہ اپنی قوت بڑھاتے رہے پھر عباس پہلوی ۱۵۸۷۔۱۶۲۹ کو شیعہ عقاید کا معتقد بنا کر ایران

پر قابض ہوئے اور سنیوں کا قتل عام کیا۔ پچھلے چار سو برسوں سے شیعہ ایران پر قابض ہیں۔

یہ جو حالات ہم نے بتائے ہیں اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ حضرت مہدی موعودؑ کے دعوی تقریباً 1496 مطابق 900 ہجری کے دور کے بعد کا زمانہ ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دعوی مہدی کے بعد مسلمانوں میں اپنے اپنے انفرادی گروہ بنانے کا دور شروع ہو گیا جو آج تک چلا آ رہا ہے۔ پہلے شیعہ نے دعوی مہدی کے تقریباً ایک سو برس بعد ایران میں حکومت بنالی۔ اس کے ایک سو برس 1740 عیسوی کے بعد ابن عبدالوہاب نجدی نے عرب میں وہابی حکومت بنالی، جس طرح انہوں نے سنیوں کو قتل کیا اس طرح شیعوں پر زیادتی کی اور بی بی فاطمہؓ کے علاوہ بہت سارے روزے مسمار کردئے۔ ان کے تقلید میں ہندوستان میں اہل حدیث جماعت بنی جنہوں نے شاہ اسماعیل کے ذریعہ افغانستان میں اپنی حکومت بنانے کی کوشش کی، اور ہندوستان میں دیوبندی تحریک شروع ہوئی جنہوں نے مغل بادشاہوں کے خاتمہ کے بعد ایک اپنی طرز کی اسلامی حکومت بنانے کی کوشش کی جدوجہد کرتے رہے اور عبیداللہ سندھی کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہا جب بات نہیں بنی تو انگریزوں کے سامنے منہ دھونے کے لئے عبیداللہ سندھی کو عقیدے میں اختلاف کا بہانہ بنا کر الگ ہوئے حالانکہ ان سب کا عقیدہ وہی تھا مگر انگریزوں کے قہر سے بچنا تھا۔ جب کام نہیں بنا اور ہندوستان میں انگریزوں کا راج قایم ہو گیا تو ان کی حکومت کو تسلیم کر کے اسے دارالحرب سے مستغنی کرنے عرب سے فتوی منگوایا اور اسی کے ساتھ تبلیغی جماعت بنا کر انگریزوں کے خلاف ہندوستان کے دوسرے گروہوں سے مل کر اپنی حکومت بنانے کی کوشش کی، اور ساتھ ساتھ انگریزوں کے وظیفہ خور بھی بنے رہے۔ ان کی دیکھا دیکھی ۱۹۲۶ میں مصر میں اسلامی برادرہوڈ نام کی تنظیم بنی جو وہاں اپنی حکومت بنانا چاہتی تھی اس کی طرز پر ہندوستان میں ۱۹۴۱ میں ابوالاعلی مودودی نے اسلام کے نام پر سندھ خیبر پختونخاہ میں اسلامی حکومت بنانے کی کوشش کی اس دوران ہند پاک بٹوارہ ہو گیا تو جماعت اسلام اور تبلیغ ایک دوسرے میں گتھم گتھا ہو گئے، اپنی اپنی اسلامی حکومت بنانے کے لئے جو آج تک دونوں نظام مصطفیٰ کے نام پر مرے پڑے جا رہے ہیں۔

ان تمام حالات میں جایزہ لیں ان جماعتوں فرقوں کا شیعہ۔ وہابی۔ اہل حدیث۔ دیوبندی تبلیغی سبھی کسی نہ کسی طرح اسلام کے نام پر حکومت اور دنیاداری کے لئے مقابلہ کرتے آئے ہیں اور آج دیوبندی طالبان کے نام پر افغانستان میں کامیاب ہیں، ہندوستان میں اس کا چرچا اس لئے نہیں کرتے اپنی چھاتی اس لئے نہیں ٹھوکتے کہ یہاں پہلے ہی ہندو انتہا پرست ان کے خلاف ہیں بات نہ بگڑے اس لئے خاموش ہیں۔ **اس طرح مہدی موعود**

آخرالزماں میراں سید محمد جونپوری کی تحریک مہدویت کے بعد مسلمانوں کا ہرفرقہ گروہ اسلام کے نام پر حکومت کا مدعی ہوگیا' کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق مہدی کو دنیا پر حکومت کرنا تھا اس لئے کیوں نہ ہم ہی' سوائے مہدویہ کے انہیں نہ حکومت مطلوب تھی نہ دنیا وہ اپنے دایروں کی جھگیوں میں فاقہ مست خدا کی طلب میں سرگرداں ہو چکے تھے۔اس طرح بلا مبالغہ یہ بات کہی جائے گی کہ مہدویت ہی عین اسلام ہے۔جنہیں دنیا سے نہیں دین سے اور اپنے خدا کے سوا کسی سے سروکار رہا نہ ہی وہ کسی حکومت وبادشاہ کے کبھی متمنی نہیں رہے۔اور تعلیمات مہدی موعودؑ نے ان فرقوں اور جماعتوں کے سامنے ایک انتہائی دینی چیلنج رکھ دیا تھا وہ تھا قرآن کی بنیاد پر عمل اس کے سوا کچھ اور نہیں اور یہی ان جماعتوں کے لئے مشکل ترین کام تھا' تعلیمات مہدی میں تقوی توکل اور ترک دنیا اور نبوت و ذکر دوام کی فرضیت تھی وہ ان سے ممکن نہ تھی اس لئے دوڑ بھاگ کر اسلامی مملکتیں بنانے کی درپے ہوگئے حالانکہ برصغیر میں اس وقت کے دو ایک جید عالموں نے خود کو مہدی کے بطور پیش کرنے کی کوشش کی مگر امت ان کے تعلیمات کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ ان کے ذاتی نظریات تھے جس میں امداد خداوندی شامل نہیں تھی' لے دے کر مہدی کی مخالفت کرنے آپؑ کا مرتبہ گھٹانے تک محدود ہوگئے۔باوجود اس کے مہدویت کے سکڑنے اور محدود ہونے کی وجہ مہدویہ میں بعد صحابہؓ مہدی اور تابعین وتبہ تابعین مہدیہ کے مہدویہ کی رہبری میں صوفیوں کے دیکھا دیکھی خاندانی وموروثی نظام رائج ہوگیا' جس میں یہ کہا گیا کہ عوام کو دین کو سمجھنے کی ضرورت نہیں اس کے لئے ہم ہیں' اور خود بھی مہدویت کو تار تار کر دیا نہ مہدویہ تعلیم رہی نہ اعمال مہدویہ۔اور آج ہر طرف انتشار پھیلا رکھا ہے دوسرے بے دین فرقوں کے مدارس سے تعلیم حاصل کرکے۔ورنہ مہدویت صرف معرفت الٰہی اور عین قرآن وسنت رسول ﷺ پر عمل درآمد کا مذہب رہا ہے۔دنیا کا مشکل ترین کام ہے خود کی پہچان' اپنی شناخت کو بنائے رکھنا' اور وہی آج مہدویوں میں غایب ہے۔کوئی شیعہ کی تعریف کرتا ہے کوئی دیوبندی کی کوئی اہل حدیث کی کوئی تبلیغی کی تعریف نہیں ہوتی تو صحابہؓ مہدی کی اسلاف مہدویہ کی' اب تو تعلیمات مہدی عوام تو کیا خواص کو بھی نہیں معلوم کتنی فرض ہیں' کوئی سات کوئی نو کوئی گیارہ بتاتے ہیں جبکہ ہیں سات ہی۔اور ہر کوئی عشر کو اس میں شامل کرنا نہیں بھولتا جبکہ عشر صرف اس وقت کے لحاظ سے کا سبوں سے لے کر بیوا یتیم اور حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کے لئے تھا' آج کون ہے جو ڈھنگ سے زکواۃ حقداروں کو پہنچاتا ہے جو عشر پہنچائے گا؟۔جو تاریخی حقایق ہم نے بتائے ہیں وہ تاریخ میں درج ہیں اور مہدویت کی تاریخ کو غیروں نے تو مٹانے کی کوشش کی خود مہدویوں نے یہ کام کیا ہے۔یہ اللہ کا کرم رسول ومہدی کا صدقہ ہے کہ آج مہدویت باقی ہے, مہدی موعودؑ نے

فرمایا ''مہدی ومہدویاں تا قام قیامت باقی رہیں گے''۔ ورنہ ہمارے عالموں رہبروں نے ہماری قوم کی نماز جنازہ کا بھرپور انتظام کردیا تھا۔ یہ سب کچھ سوسوابرس کے لوگوں کا کیا دھرا ہے اس کے پہلے کے لوگوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اپنے اعمال صالحہ سے۔

بہت سارے احوال اور واقعات کا علم مطالع سے حاصل ہوتا ہے بس یوں ہی اقوال زریں نصیحتیں کاپی پیسٹ کرنے سے نہیں۔ آج کے مہدویہ نوجوان بغیر محنت کے بہت کچھ حاصل کرلینا جان لینا چاہتے ہیں جبکہ ایسا ممکن نہیں۔ چنندہ قسم کی کتابیں پڑھنے مطالع کرنے سے حق اور سچائی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ہم نے اس سے پہلے لکھا کہ مہدیٔ موعودؑ کی بعثت کے بعد ہرراہ گیر گدڑیہ علامہ محترم بن گیا۔ اور ایسے لوگوں کی باتیں سن کر فصایل اعمال پڑھ کر آج کے مہدویہ نوجوان احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں دوسروں کی چکنی چپڑی باتوں کو سن کر' حالانکہ یہ وہ جماعتیں گروہ اور فرقے ہیں جن کے بانی بیکار کے مباحث اور بدعتوں کا شکار ہوئے پڑے تھے بعثت مہدی کے بعد اچانک محدث مفسر دامتہ برکاتہ بن گئے۔ حضورﷺ کی نبوت کے بعد تقریباً چھ سات لوگوں نے آناً فاناً اپنے نبی ہونے کا اعلان کردیا' لیکن صحابہؓ رسولؐ اور علمائے اسلام نے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا' مہدی موعودؑ کے بعد ایسے ہی لوگوں نے جماعتیں فرقے بنالے صرف خود کو مہدی اس لے نہیں کہا کہ علمائے حق نے تمام آثار وشواہد مہدی کو اُمت کے سامنے پیش کردیا تھا' باوجود اس کے ان علمائے سو نے مہدی حق میراں سید محمد جونپوری علیہ السلام کی مخالفت کی لیکن خود کو آپؑ سے سوال جواب کرنے مناظرہ کرنے حق کی تحقیق کرنے سے انکار کردیا' وہ تو کچھ گجرات اور بہت سارے علمائے قندہار۔ فراہ۔ اور خراساں کے علماء نے تحقیق بھی کی سوال جواب کے مُباحث بھی کئے اور تصدیق مہدی سے مستفیض ہوئے۔ دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے سولہ سے بیس اور اس سے زیادہ کا عرصہ لگتا ہے تو کیا دینی علم یوں ہی بیٹھے بٹھائے جھوٹی سندوں اور بیدین مدرسوں سے حاصل ہوجایگا۔ مہدویوں کا جان لینا چاہئے کہ قوم کا مذہبی ودینی سرمایہ اُن کا اپنا ہے جو مہدی موعودؑ کے ذریعہ خدا کا عطا کردہ ہے کسی سے نقل کیا ہوا یا مستعار لیا ہوا نہیں ہے۔ یہ تو ہے مہدی موعودؑ ان کے صحابہؓ تابعین وتبہ تابعین کے حالات' مگر کاسبین اور مہدویہ عوام یا عام مہدویہ نے بھی کبھی اپنے مذہب وعقیدے سے کبھی انحراف نہیں کیا' یہ تو پچھلے سوا سو برس کے لوگوں کی کارستانیاں ہیں کہ عقاید میں نفاق اور اعمال میں جھول پید کردیا اور ہر کوئی مجدد مجتہد مفتی مشہور ہونے کے غم میں لوگوں میں بے دینی منافرت منافقت پھیلائی ہے چند جہلاء اور نام نہاد لوگوں کو پکڑ دھکڑ کر' ان میں کچھ ایسے لوگ شامل ہوجاتے ہیں جو ئی دولت

شہرت اور مقام حاصل کر لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں وہ قوم میں محترم وعزیز ہوگے وہ جو کہیں گے وہی مذہب وعقیدہ بن جائے گا' اس کے لئے چند رفاہ عام کے کام کردئے' چند پیسے دے کر دینداریاں وفاداریاں خرید لیں لوگوں کو اپنے اطراف جمع کر کے ہوگے قوم کے معتمد بن گئے' یہ سب تماشے قوم میں بہت دیکھ چکی ہیں ان کے بہکاوے میں نہیں آتے' تنگ آ کر اپنے نام سے مہدویہ آبادیوں میں ایک فنکشن ہال بنالیا ایک روڈ بنالیا اسکولوں میں کہیں کھانا کھلا دیا کہیں کتابیں کپڑے دے دے اور سمجھ لیا کہ لوگ اندھے ہیں' یہ سب وقتی ٹوٹکے ہیں دیرپا نہیں ہوتے۔

خلیفۃ اللہ مہدی کے مذہب کے بعد جو بے دین اور بدعتی فرقے معرض وجود میں آئے انہوں نے آج کے مہدویوں کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہوگئے ہیں کہ ان کی بے دینی ہی دین اور اسلام ہے۔ مگر وہ خود آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے جاری کرتے رہتے ہیں' اکثر دیکھا گیا ہے کہ مہدویوں کو نچلی سطح کے کم ظرف قسم کے بے کار مفتی فتوے جاری کرتے ہیں تا کہ ان کا مفتی کا قلمدان بچا رہے۔ جنہوں نے زندگی میں ایک ڈھنگ کا فتوی نہیں دیا وہ بھی مفتی ہیں' یہ حالات کی ستم ظریفی ہے کہ اسلام میں ایسے بدقماش لوگوں کو مفتی فاضل علم محدث مفسر مانا جاتا ہے جن کا اُمت کے لوگوں میں کوئی وقار نہیں ہے۔

مہدویوں کے لئے اب کوئی حل اور چارہ نہیں رہ گیا کہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام اور وقار حاصل کر سکیں **سوائے اس بات کے کہ تعلیمات مہدی موعودؑ آخرالزماں پر قرآن وسنت رسولؐ کی بنیاد پر عمل کیا جائے** ۔ اب یہ افضل العلما مفتی مجدد کا ڈھکوسلہ پن عوام پر ظاہر ہو چکا ہے کہ یہ ایک کاغذ کی بے کار سند کے کچھ نہیں جس سے انہوں نے نہ دین حاصل کیا اور نہ عمل میں کمال پیدا کیا ہے' اور آئے دن لوگوں کے سامنے اپنی ناتمام کارکردگی کا مذاق خود اُڑائے جاتے ہیں۔ یہ جلسے ۔ یہ تقریریں ۔ یہ وعظ وبیان ۔ یہ سوال جواب کی محفلیں ۔ یہ انجمن کے ڈھکوسلے ۔ یہ اجماع کا ناکارہ پن ۔ یہ ظاہری رکھ رکھاؤ کا کھوکھلا پن ۔ یہ طلب دنیا کی شدت ۔ سب کچھ لباس گفتار تک سمٹ کر رہ گئی ہے ۔ نہ اب ان کا تقدس رہا نہ ادب ۔ بہ لحاظ ادب کوئی علیک سلیک کرتا بھی ہے تو بے رخی اور مجبوری کے ساتھ کیونکہ لوگوں نے اپنا وقار خود کھویا ہے ۔ جب بھی کاسبوں اور عوام نے انہیں تھامنے کی کوشش کی انہوں نے انہیں دھتکارا اور انہیں کمتر سمجھا' اس طرح جو دوریاں اور دراڑ اور خلیج پیدا کرلی ہے اسے اب ہمارے بزرگوں کے اطوار پر چلنا چلانا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے ۔ یہ سطور آج ہم لکھ رہے ہیں اس کے بعد میں آنے والا وقت اور سنگین اور ذلت آمیز ہوگا ۔ اب نہیں لگتا کہ اصلاح ہوگی یا کوئی محرک ایسا ہوگا کہ احساس ذمہ داری جگادے جو وقار کو قایم کرلے ۔ کچھ پرانے لوگ اور بے علم مجبور

نااہل لوگ ہی اس منصب کی دہائی دیتے نظر آتے ہیں' ورنہ ہر نظر اور رویہ تحقیر آمیز ہوتا جا رہا ہے۔ معاشرے کی یہ گراوٹ کس مقام پر رکے گی معلوم نہیں۔ نوکری پیشہ کاروباری کاری گر اپنے وجود کے خالی پن کو دین کے اعمال میں پناہ ڈھونڈ نے کی کوشش میں ہیں اور وہاں پر نفرت حقارت لاپرواہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس بات کا کھلا اظہار ہو رہا ہے کہ ضرورت ہے تو تم خود اپنا دین سنبھال لو ہم چند رسوم اور ضروریات کے لئے مختص ہیں اس سے زیادہ کی ہم سے اُمید مت رکھنا مگر ! خیال رہے ہمارے احترام وادب میں کمی نہ ہونے پائے ,ورنہ جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔ آج کا نوجوان جو سوشیل میڈیا کی چکاچوند میں خود اپنی زندگی بیٹھے بیٹھے جلائے جا رہا وہ کہاں بھسم ہونے کے خوف میں مرا جا رہا' ہلکی سے تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کا جواب دیتا ہوا نظر آئیگا۔ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ اِيمَانِكُمْ ۔توبہ۔ تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔

عمر بھر کے سجدوں سے مل سکتی نہیں جنت ‌ ‌ ‌ خلد سے نکلنے کو اک گناہ کافی ہے ‌ ‌ عنبر

روزہ کے حقیقی معنی تقویٰ وتوکل ہے

تقویٰ وتوکل حقیقی روزہ ہے' عام طور رمضان میں تقوی وتوکل اختیار کئے جانے کی تربیت کو ہی روزہ قرار دے لیا گیا ہے کہ بس رمضان میں لہو ولعب' معاصی وگناہ سے دور رہنا ہے۔ بلکہ رمضان کے ایک مہینے میں باقی کے گیارہ مہینے خدا کے احکام پر کیسے چلا جائے اس کی تربیت ہوتی ہے جسے قرآن تقوی وتوکل کہتا ہے۔ رمضان میں جسمانی وروحانی تربیت کے ساتھ صفات ظاہری وباطنی کی طہارت کا طریقہ سکھایا جاتا ہے خدا کی جانب سے۔ اس طرح سے جو صفات کی طہارت روزے کے ذریعہ ہوتی ہے وہ تاحیات کرنے پڑتی ہے' تقوی وتوکل کے ذریعہ ۔رمضان میں بندہ ہر وہ عمل کرنے سے رک جاتا ہے جو باقی اوقات میں جایز ہوتے ہیں مثلاً کھانا پینا وغیرہ اور روزے کا فلسفہ یہ ہے کہ برائی سے درگزر کرنا۔ بری باتیں نہ کرنا۔ برائی نہ دیکھنا۔ برائی نہ کرنا۔ حتی کے کوئی جھگڑا کرے تو اسے یہ کہنے کا حکم ہے کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔ روزے میں دل دماغ زبان کان ہاتھوں کو ہر قسم کی برائی سے روکنے کا حکم ہے' یہاں تک کہ جس میں جو فاصد مادہ زیادہ خوراک کی وجہ سے جمع ہو کر بیماری اور برائی کا سبب بنتا ہے اسے کم کرنے خشک کرنے میں روزہ فایدہ مندہ ہوتا ہے۔ اس تمام تربیت کے باوجود مسلمان رمضان کے بعد ان باتوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے یہی بات اللہ نے قرآن کے ابتدا میں کہی ہے کہ ذالک الکتاب لا ریب فی ھدی اللمتقین یہ کتاب (قرآن) انہیں کو (سیدھا) راستہ دکھاتی ہے جو متقی ہوتے ہیں معنی پرہیز گار ہوتے

ہیں۔معنی گناہوں اور برائیوں سے بچتے ہیں۔روزہ اعلانیہ پرہیم ہے معاصی وگناہ سے تقوی وتو کل کے صفات اختیار کرنا باطنی روزہ ہے جوتا حیات انسان کو رکھنے کا حکم اللہ نے قرآن کے شروع میں دے دیا ہے۔اس طرح تا حیات طبیعت۔فطرت۔عادت۔کی نگرانی کرتے رہنا تقوی وتو کل ہے۔اور یہ اعمال صرف صرف اللہ کے پسندیدہ بندے ہی اختیار کرسکتے ہیں جنہیں اللہ توفیق دے۔انسان کو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے دل دماغ کو تیار کرنا پڑتا ہے تا کہ وہ نفس کو بے قابو ہونے نہ دیں اسی کو نیت کہا گیا' کسی بات کے مسمم ارادہ کی مضبوطی کو نیت کہتے ہیں کہ میں اچھائی ہی کروں گا برائی نہیں کروں گا' رمضان میں ہر خاص عام یہ کوشش کرتا ہے۔اسی ارادہ کی مصبوطی کو نیت کہتے ہیں اِنَّــمَـا الْاَعْمَالُ بِالنِّیّٰاتِ حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

لوگ چند ایک اعمال کرنے کے بعد چوڑے ہوجاتے ہیں کہ اب ہم کو جنت ضرور مل جائے گی' ایسا بالکل نہیں ہے۔جنت طہارت اور پاکیزگی کا مقام ہے وہاں پر اعمال فاصدہ میں مبتلا مخلوق نہیں رہ سکتی۔حضرت آدمؑ سے نجاست ہوئی تو زمین پر اتار دیا' گناہ معاصی فسادِ اللہ کے احکام سے انحراف کرکے کوئی جنت کی خواہش کیسے کرسکتا ہے؟ جنت میں جو ارواح محوئے پرواز ہونگیں وہ شفاف اور مطہر ہونگی' اللہ تعالی کی حکومت تمام مخلوق اور عالموں کے لئے ہے۔حیات دنیا ایک ایسی جگہ یا عالم ہے جہاں گناہ و معاصی احتمال ہے اسی لئے آدمؑ کی اولادوں کی تطہیر کے لئے انبیا مرسلین اور خلافت اللہ کا یعنی نا بیبن خدا کا ایک سلسلہ رکھا کہ اولاد آدم کی طہارت قلب ہوتی رہے۔جب نبوت رسول اللہ ﷺ کے بعد ختم ہوگئی تو مہدی موعودؑ کے بعد خلافۃ اللہ بھی ختم ہوگئی اسی لئے مہدویہ تسبیح میں القرآن و المہدی امامنا کہا گیا کہ قیامت تک اب قرآن ہی امام ہے اور خلافت کے آخری امام مہدی موعودؑ نے اپنی تعلیمات میں تقوی اور توکل کو فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ میں شامل رکھا کہ جو خدا کو پانا چاہے وہ تقوی وتوکل اختیار کرے ذکر دوام ترک متاع دنیا اور صحبت صادقین کے ساتھ۔جو مومن کہلائے جاتے ہیں وہ تمام مکمل طور پر مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ متقی پرہیز گار نہ بن جائیں۔یہی بات اللہ نے کہی ہے سورہ حجرات آیت ۱۴ میں۔قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا , قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا , اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۴) یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہو' تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہوں کہ ہم نے اطاعت قبول کی ہے۔ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمابرداری اختیار کرلو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا

یقیناً اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے۔

بندہ کو مومن بننے کے لئے پہلے اپنی حیثیت جاننا ضروری ہے لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہر کوئی اپنی حیثیت سے نہیں اپنے کمال سے متعارف ہونے کی کوشش کرتا ہے 'مثلاً ڈاکٹر۔ انجنیر۔ادیب۔ مصنف۔جرنلسٹ۔تاجر۔ڈائرکٹر۔سیاست دان۔فلاں فلاں عالم ۔فاضل۔ مفتی۔محدث۔ شیخ ۔صوفی۔مہدیٔ موعودؑ نے بندہ کو بندہ بنے رہنے کا علم دیا صحابہؓ مہدی نے خود کو حقیر فقیر کہلوانا گوارہ کیا' زیادہ سے زیادہ بندگی۔ کیونکہ صحابہؓ مہدی جان چکے تھے کہ یہ کمالات اور خوبیاں خطاب والقاب عارضی ہیں'انسان کی بندگی اور حقارت حقیقی ہے ۔حالانکہ مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں فقیر لکھ لیا جاتا ہے مگر !حقیر فقیر اور بندگیمیاں صرف صحابہؓ مہدی نے کہا خودکو۔مسلمانوں کے کسی فرقہ یا گروہ میں اس طرح اپنی انانیت اور خودی کی نیستی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا یہ ہے حقیقی تعلیم بیان قرآن مہدیٔ موعودؑ کا تحفہ۔اور آج یہ طریقہ مہدویہ میں بھی موقوف ہے بلکہ اب مہدویوں میں ایسے لمبے چوڑے القاب رکھے جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ اور جو کبھی تعلیم حاصل نہیں کی اور کبھی مدرسہ نہ گئے' وہ بھی اپنی فضیلت اس طرح گناتے ہیں کہ جیسے آسمان سے ٹپکے ہوں۔جس کسی نے زندگی میں ایک فتویٰ نہیں دیا وہ مفتی۔آج مہدویوں میں دکھاوا اور خود کی ستایش دوسرے گروہوں سے بڑھکر دکھائی دیتی ہے۔

انکارِ حق میں انسان کی فطرت

حق کا یا کسی بھی سچائی کا انکار انسان اس لئے کرتا ہے کہ دراصل وہ اس کی عقل اور مرضی کے خلاف ہوتی ہے۔انسان کی سمجھ میں غلطی کم ہوتی ہے اس کے عقل میں غلطی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے کیونکہ انسان اپنی عقل ہی کو مقدم مانتا اور جانتا ہے'عقل کا تعلق نفس سے سمجھ کا تعلق روح سے ہوتا ہے'عقل حاضرات کو تسلیم کرتی ہے روح محسوسات کو'عقل کے لئے سامنے بت چاہئے اور روح کے لئے عالم غیب کافی ہے۔انسان نہیں چاہتا کہ کوئی شے اس کی مرضی اور آرزوؤں کے خلاف ہوں وہ بتوں کی پوجا اس لئے کرتا ہے کہ وہ اُس کی مرضی کا ہے اُس نے اپنی مرضی کے مطابق اُسے تراشا ہیوہ اسے سجا سکتا ہے بنا سکتا ہے خوشنما بنا سکتا ہے اپنی مرضی کی جگہ رکھ سکتا ہے اپنی مرضی سے پھول میوے سامنے رکھ سکتا ہے بھلے وہ کھائے یا نہ کھائے یا کوئی اور اس بت کا نام لے کر کھا جائے اسے اطمینان ہوتا ہے کہ اس نے اپنی مرضی سے کسی پر چڑھاوا تو کیا چاہے وہ بتھر مٹی کیوں نہ ہو۔بت پرست کو معلوم ہے کہ مٹی پتھر کچھ اچھا بھلا برا کرنے پر قادر نہیں وہ خود اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں سکتا باوجود اس کے اسے اپنی مرضی سے بٹھا کر خوش ہوتا

ہے کہ میں نے اسے جہاں بٹھایا بیٹھا ہے صرف اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے وہ تصوراتی ماورائی قصہ کہانیوں کا سہارا لیتا ہے وہ خوش ہوتا ہے کہ اپنے تخیل اور تصور کو معبود مالیا' یہی ہے عقل' حالانکہ اس کے لاشعور کی سمجھ اسے بتاتی ہے کہ یہ سب چھلاوا ہے مگر اسے مانتا نہیں کیونکہ اسے اپنی مرضی کی زندگی جینا ہے جب تک جینا ہے یہی ضد اسے حق سے دور اور ناحق کے جانے پر مجبور کرتی رہتی ہے۔ وہ کسی غایب کو معبود اسے لئے نہیں مانتا کہ میں موجود ہوں غایب نہیں موجود ہے اس لئے میرا ماننا ماننا غیب کا انکار عقل کو تسلیم کرنا ہے۔ اصل امتحان یہ ہے کہ انسان کائنات میں غور کرے اسے بنایا کس نے ہے اور وہ یہی نہیں چاہتا اس امتحان میں جانا ہی نہیں چاہتا؛ اتنا سب کون کرے بس سامنے بت سجالیا اسے معبود مان لیا زندگی کو آسان بنالیا بس من دگی گزار لی جیسے تیسے کر کے' اس میں اپنے سوا کسی اور قانون اور معاشرت کی ضرورت نہیں۔ ارتداد میں یہی عناصر کام کرتے ہیں اپنی جماعت اپنا فرقہ اپنی مرضی کا انتخاب کرو زندگی گزار لو۔ جبکہ حق کو قبول کرنے میں احکام ہیں اطاعت ہے بندگی ہے اعمال ہیں پابندیاں ہے۔

یہی حال مسلمانوں کی جماعتوں فرقوں کا ہے چند احادیث اور آیات ازبر کرلو مبلغ بن جاؤ, مدارس میں جاؤ رٹا مارو عالم فاضل مفتی بن جاؤ قرآن کا اللہ کے احکام کا انکار کرو وہابی اہلحدیث بن جاؤ کہیں کسی کی قبر سجاؤ چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ رضاخانی بن جاؤ بھلے دین و مذہب سے آگاہی ہو کہ نہ ہو۔ بہت سارے علموں اور من مرضی کے لوگوں نے جو کہا وہی دین وہی مذہب جس طرح بت پرستی میں بہت بتوں کی پرستش ہوتی ہے اسی طرح بہت سے عالموں شخصیتوں کی پرستش۔ ان تمام فرقوں جماعتوں کا ایک ہی مقصد ہے دوسروں کی تکذیب کرنا فتوے دینا' اس کے علاوہ اسلام ایمان اعمال سے ان کا دور کا واسطہ بھی نہیں دوسروں کی تکذیب ہی ان کا مذہب ہے۔ ہاں! البتہ انہوں نے قرآن وحدیث کا سہارا لے رکھا ہے۔ مہدویت کسی عالموں صوفیوں مفتیوں کی جماعت نہیں ہے' یہ مذہب اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتی زندگی کے اعمال اختیار کرنے والوں کا ہے جسے خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ مہدئ موعود آخر الزماں نے رسول ﷺ کی اتباع میں پیش کیا ہے اس میں علمی موشگافیاں مسلے مسایل کشف و کرامات نہیں ہیں اس میں صرف وہ اعمال ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے ذاتی زندگی سے متعلق ہیں۔ یہی بات ہے ان فرقوں کے مترجموں عالموں نے اپنے ہر خاطی گنہگار کو اللہ کے رسول ؐ کا تابع بنا دیا' جبکہ رسول ﷺ کا تابع مخصوص ہے خدا کا خلیفہ مہدی موعودؑ من اتبعنی میں (اللہ کے رسول) اور میرا تابع (مہدی)۔

شیعہ محمدؐ کو اللہ کا آخری نبی ماننا نہیں چاہتے۔ وہابی اہل حدیث دیوبندی محمدؐ کے احکام کو ماننا نہیں

چاہتے کہتے ہیں ''محمدؐ مٹی میں مل گئے'' اب جو بھی ہم عالم فیصلہ کریں گے یہ انہوں اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔تبلیغی اپنی طرز کا آسان اسلام دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں'جیسے طالبان کا اسلام کہ جس میں اسلام بھی ہو حکومت بھی ہو۔ اگر وہ حق کی اتباع کرنا ہی چاہتے تو اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق مہدی کی تحقیق کر چکے ہوتے انہیں ماننا ہی نہیں ہے تو کونسا اسلام کونسے مہدی۔ مہدی کو ان کے خیال کے مطابق ہونا چاہئے جو وہ چاہیں وہ کرے۔ یہ کیا کہ تقوی توکل صحبت صادقین ذکر دوام ترک دنیا'اس میں حکومت اور متاع دنیا عیش وعشرت کا سامان ہی نہیں ہے یہ کیسا دین ہے جس میں ہماری ضروریات پوری نہ ہوئیں نہ اپنی مرضی نہ ارادہ' یہی تو مشرکین مکہ چاہتے تھے'بہت سارے بتوں اور خیالات کے ساتھ اپنی مرضی سے رہنا چاہتے تھے۔ الگ الگ قبایل میں اپنے بنائے ان اُصولوں کے تحت۔ یہ جماعتیں فرقے کیا ہیں؟ یہ بھی قبایلی نظام ہے مگر بڑے پیانے پر۔ دیوبندیوں کا قبیلہ جو مدرسوں میں ہے'تبلیغی قبیلہ جو بنگلے والی مسجد میں ہے۔ بریلیوں کا قبیلہ جو رضا خاں کے مرکم میں ہے'جماعت اسلامی کا قبیلہ جو ان کے مراکم میں ہے جو سلطنت اسلامی کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ وہابیوں کے قبیلے اب حکومتوں میں بدل چکے ہیں اور سعیہ کی مرکزیت آیت اللہ میں ہے۔ مہدویوں میں یہ نظام رائج اس لئے نہ ہوسکا'مہدیٔ موعودؑ کے بعد بندگی سید محمود کے گرد لوگ رہے ان کے بعد بندگی سید خوندمیر کے گرد لوگ رہے'ان کے بعد بندگی شاہ نعمت کے گرد لوگ رہے ان کے بعد بندگی شاہ دلاور کے گرد لوگ رہے۔ اس طرح مہدوی کسی ایک نظامت میں متحد نہ ہو سکے'بعد میں ایک گروہ نے خاتم مرشدؓ کو مرکز بنانے کی کوشش کی ایک گروہ نے شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کو مرکم بنانے کی کوشش کی مگر کسی کا ان پر اتفاق نہ ہوا۔ **مہدویوں میں اتفاق کی بات یوں ہے کہ سبھی کو مانتے ہیں مگر کسی کو نہیں مانتے۔** البتہ سیادت مہدی کو ہر کوئی تسلیم کرتا ہے'مگر آج کل کچھ لوگ اس تکذیب میں پہل کر چکے ہیں'یہ مہدویہ تاریخ میں پہلا موقع ہے۔ حالانکہ اسلام میں اللہ کے رسول ﷺ کے مرکم پر سبھی جمع تو ہوتے ہیں مگر اپنے عقیدہ خیال جماعت اور تنظیم کی بنیاد پر' کیونکہ مرکز اسلام پر وہابی قبضہ جمائے ہوئے ہیں'وہ اب تک اپنا عقیدہ مسلط کر چکے ہوتے مگر حجاج سے ہونے والی کروڑوں عربوں کی آمدنی ختم ہو جائیگی اسلئے خاموشی سے اپنا کام کئے جارہے ہیں۔ اس طرح اسلام میں گردش اجتماعیت Polarisation ہر جگہ دیکھنے کو ملے گی۔ آج اسلامی حکومتیں'جماعتیں فرقے نہیں ہیں بلکہ حکومتوں جماعتوں فرقوں کا اسلام ہے جس قرآن وسنت رسول سے کوئی واسطہ نہیں رہا'انہیں واسطہ اپنی حکومت جماعت مدرسہ خانقاہ تنظیم سے ہے۔ حالانکہ مہدویہ میں خاندانی وموروثی نظام رائج ہے مگر یہ نظام اتنا پختہ اور قوی نہیں ہے' کہ مہدویت کو نقصان پہنچا سکے۔ یہی

بات مہدیؑ موعود نے فرمائی ''مہدی و مہدویاں قیامت تک رہیں گے''۔ مہدی موعودؑ نے **مہدویاں** کہا ہے میری آل یا اولا داور خاندان نہیں کہا۔ **رسول اللہ ﷺ نے مہدی کے لئے میری عترت سے مخصوص کیا۔**

اس افراتفری انتشار میں ایک حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا وہ ہے حق۔ حق نہ کسی تصور میں سجایا جاسکتا ہے، نہ کسی فرقے میں نہ جماعت میں نہ خانقاہ مدرسے میں، نہ کسی حمیت میں نہ کسی فرضیت میں۔ حق اس کائنات کی لازوال وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے جو قرآن اور سنت رسول ﷺ کا بتایا ہوا حق ہے، جو پوشیدہ تو ہے مگر حاضر و موجود ہے خلق کا احاطہ کئے ہوئے، اگر وہ موجود نہ ہوتو یہ تغیرات یہ تبدل درہم برہم ہوگئے ہوتے جس نے حق کی وسعتوں میں غوطے لگائے ہوں اس کی وسعتوں میں تیرنا سیکھا ہو وہی حق کو محسوس کرسکتا ہے، اس نیرنگی میں قوس وقزاع میں بلندی گہرائی میں حادثات میں روشنیوں میں اندھیروں میں اجالوں میں چلچلاتی دھوپ میں موسلا دھار بارش میں ندی نالوں میں سمندر کی اتھاہ گہرایوں میں برف کی سفید یخ بستہ میدانوں کی خاموشی میں جنگلوں کی سبزہ زاری میں صحرا کی خاموش تنہائی میں کھیت کھلیان میں شہروں کی ہلچل گہما گہمی میں ہر مخلوق اپنا کردار نبھاتی نظر آئے گی اس کے اشاروں پر۔ اگر کوئی ذی ہوش اندھیرے میں آنکھیں بند کر کے حق کو ٹٹولنے کی کوشش کرے گا تو وہ محسوس کرے گا کہ وہ ہماری انگلیاں تھامے ہوئے ہے، جس کے لئے منزل عرفان سے گزرنا پڑے گا، جو لگتی مشکل ہیں مگر ہیں اتنی ہی آسان صرف نیت اور خلوص کی ضرورت ہے کہ جانیں یہ شاہکار کس نے کیوں اور کس کے لئے بنائے ہیں، اسے کیا ضرورت ہے کہ عبادت کرائے اطاعت کرائے سجدہ سجود کرائے جبکہ وہ ان باتوں سے بے نیاز ہے۔ اس طرح اگر انسان اپنی فطرت اور حقیقت کو پہچان لے تو یہ دنیا اتنی وسیع ولامحدود نظر آئے گی۔ یہی بات ہے کہ صرف عبادت سے اللہ نہیں ملتا اسے تلاش کرنا پڑتا ہے محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے اس تک پہنچنے کے لئے۔ جسے نورٌ اعلیٰ نور کہا گیا'۔ جو سورہ نور میں بیان ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ، اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ ، مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ، يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ، نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ، يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۔سورہ نور ۳۵۔ اللہ نور ہیم زمین اور آسمانوں کا اس کے نور کی مثال (ایسی) ہے جیسے ایک طاق ہو اس میں ایک چراغ ہو چراغ ایک شیشہ (کی قندیل) ہو وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہو وہ روشن کیا جاتا ہے مبارک درخت میتوں ن سے (جس کا رخ) نہ شرق ہے مغرب، قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے

'خواہ اسے آگ نہ چھوئے نُورٌ علیو نور (سراسر روشنی) اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

حضورﷺ کی حیات نبوت کا مطالع کریں تو معلوم ہوگا ک آپؐ نے بہت سارے دور مکہ کے اعمال کو بعد میں دورمدینہ میں ترک کیا ہے یا انہیں مزید بہتر اعمال سے پیش کیا' یہی بات ہے کہ آپؐ کو مکہ مکرمہ میں مہدی موعودؑ کے متعلق بتائے جانے کو مدینہ میں بیان کیا احادیث میں۔ایسی کوئی حدیث یا روایت تو نہیں ہے مگر دور نبوت کا غور سے جایزہ لیں تو معلوم ہوگا اس کے لئے حضوﷺ کی مکی اور اور مدنی زندگی کے حالات کو بغور مطالع کرنا ہوا۔اس بات کو حضورﷺ کے صحابیؓ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے بھی اختیار کی جو حضورؐ کے سفر حضر قیام میں ہمیشہ ساتھ رہا کرتے تھے معنی جو اقوال و اعما آپؐ نے مدینے میں اختیار کئے اسی کو اختیار کیا۔اسی طریقہ کو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے بھی اختیار کیا' انہوں نے اپنے مسلک کے اُصولوں میں حضورﷺ کے آخری حیات نبوت کے ایام سے مسایل کو پیش کیا ہے۔اور معرفت الٰہی کے زیادہ قول و بیان حضورؐ سے مدینہ میں روایت ہوئے ہیں جب مدینہ میں سکون اور اطمینان کا ماحول پیدا ہوگیا۔اس بات کی شہادت نزول قرآن کی شہادت میں ہے' سورہ المایدہ نزول کی 112 ویں سورہ ہے جو مدینہ منورہ میں حضورﷺ کی حیات اور دور نبوت کے آخری دور میں نازل ہوئی جس کی تیسری آیت ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسلامَ دِيْنًا ۔میں (اللہ) نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بہ حیثیت دین قبول کرلیا۔مایدہ ۳۔کچھ باتیں حضرت موسی اور بنی اسرائیل کے مابین جو ہوئیں اس میں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ جو کمزوری اور عاجزی بنی اسرائیل کی مصر اور فرعون کے دور میں رہی ہجرت کے بعد وہ نہیں رہی بعد میں بنی اسرائیل میں دوبارہ ضد ہٹ دھرمی اللہ کے احکام سے انحرافی دوبارہ عود کر آ گیئ تو موسیؑ نے بھی سخت رویہ اختیار کیا۔ہجرت کے بعد صحرائے سینا میں جو بنی اسرائیل کا رویہ بدل گیا تو حضرت موسی نے بھی اپنے طریقہ کار اور اقوال کو بدل کر سخت روش اختیار کی ہے' معنی اعمال اور احوال کو مختلف بیان کیا ہے۔یہی بات حضورؐ کے مکی اور مدنی دور میں دیکھنے کو ملے گی' مکہ میں قریش کے ساتھ نرمی اور درگزر فرماتے رہے مگر جب کفار مکہ مدینے پر چڑھ دوڑے تو آپﷺ نے سخت مقابلہ ہی نہیں کیا بلکہ ان کی شرک و بت پرستی کو بکھیر کر رکھ دیا۔اور جو احکام و اعمال مدینہ میں بیان کئے وہ مکہ میں نہیں کئے انہیں میں معرفت الٰہی کے احوال ہیں اور مہدی کی بعثت کے متعلق باتیں ہیں۔روم و ایران کے فتح کی باتیں غزوہ

ہند کے متعلق اور ہند سے ٹھنڈی ہوا آنے کے متعلق اقوال مدینے کے ہیں' یہاں تک کہ نجران کا عیسائی وفد آپ کی نبوت کے متعلق دریافت کرنے مکہ نہیں آیا جو نجران سے بالکل قریب تھا بلکہ بہت دور مدینہ جانا گوارہ کیا۔

کیا اسلام اور مہدویت اپنے حقیقی بنیادوں پر قایم ہیں؟

اس کا جواب ہے بالکل نہیں آج قرآن کا اسلام رسول کا اسلام اور صحابہؓ کا اسلام نہیں ہے بلکہ وہابی اسلام۔ طالبانی اسلام۔ دیوبندی اسلام۔ تبلیغی اسلام۔ اہل حدیث کا اسلام۔ جماعت اسلامی کا اسلام' دنیا میں رایج ہے۔ حقیقی اسلام گم ہے۔ ہر کوئی اپنے عقیدے اور نظریے کے اسلام پر چل رہا ہے' نماز روزہ زکواۃ حج دیکھنے میں سبھی کے ایک سے ہیں مگر ان کا تفرقہ اور تضاد بالکل ظاہر ہے۔ اسلام کا ہر گروہ دوسرے کو کافر ثابت کر چکا ہے' اب ہر گروہ میں ظاہری عبادات طور طریقوں کا دور دورہ ہے' سب اکائیاں اپنے آپ میں سمٹی ہوئی اور محدود ہیں۔ مہدویت اسحاقی مہدویت۔ محمودی مہدویت۔ ابراہیمی مہدویت۔ نظامی مہدویت۔ خوندمیری مہدویت۔ میں بٹی ہوئی ہے یہی نہیں حیدرآبادی مہدویت۔ گجراتی مہدویت۔ چن پٹنی مہدویت۔ کی الگ الگ بنیادیں حصار عقیدت اور سوچ ہے جو ایک دوسرے سے ہرگز میل نہیں کھاتی۔ آج سے سواسو برس پہلے مہدویہ میں جو اسلاف میں تارک الدنیا متقی پرہیز گاروں کا طبقہ تھا وہ ناپید ہو چکا ہے۔ اب اس طبقے کے وارث متاع دنیا میں گلے تک غرق ہو چکے ہیں' اور عوام نے دایروں کی زندگی سے دوری بنالی ہے کیونکہ وہاں سے دین علم تربیت کے ملنے کے آثار معدوم ہیں وہاں انتشار ہے۔ البتہ اب مہدویت صرف مخلص عوام کے خاص طبقے میں باقی ہے جو دین کو دین سمجھ کر عمل کر رہے ہیں یہ طبقہ نہ دنیا میں ملوث ہے اور ترک دنیا کے اعمال بھی نہیں اپنائے ہوئے ہے صرف اپنی مہدویت کو بچانے کے جتن میں ہے۔ مہدویت خانقاہیت تو نہ تھی مگر ترک علایق ضرور تھی۔ اب مہدویت نفاق۔ بدعات۔ کفر۔ بداخلاقی۔ بدزبانی کے حلقوں میں سمٹ کر باقی ہے۔ آج جو دایرہ۔ مسجد۔ جماعت خانے ہیں صرف مہدویہ علامت Symbolism کے طور پر باقی ہیں وہاں نہ مہدویہ تعلیم ہے نہ اعمال مہدویہ ہیں' صرف مہدویت کے چند رسم و رواج اور طریقے رہ گئے ہیں باقی سب زوال پذیر ہے جیسے کہ اسلام میں بہت ساری چیزیں زوال پذیر ہیں۔ نماز اب اطاعت خداوندی نہیں رہی صرف ایک عبادت ہے' روزہ محض ایک عادت ہے جو سالانہ اختیار کرنا پڑتا ہے جس میں تقوی توکل بالکل نہیں۔ زکواۃ سرے سے غایب۔ حج اب صرف ایک مذہبی سفر رہ گیا ہے اسلام کا رکن نہیں' لوگ ہر طرح کی بے ایمانی کرکے حج پر جاتے ہیں اور عربی حکومت پیسہ کمانے عالیشان محلات بنانے کے لئے حاجیوں کے رکھ رکھاؤ کا انتظام

کرتی ہے اب حج ایکونامی،فرسٹ کلاس،سوپر کلاس اور لکثری کلاس کا ہوگیا ہے،اس کا جذبہ ایثار وقربانی اور یکجہتی ندارد ہے۔آج جومہدویت کے خودکووارث سمجھ رہے ہیں وہ عین مہدویت،اوصاف مہدویہ،اعمال مہدویہ سے اعلانیہ بغاوت کر چکے ہیں اب ایسے مقام پر ہیں جہاں سے واپسی ناممکن ہےPoint of No return۔

ہم نے بار بار اپنی تحریروں میں بتایا کہ جوقوم جس قابل سمجھی گئی اس کو وہی صفات دی گئیں، جب اہل اسلام نے قرآن سنت رسول ؐکو چھوڑ کر علم وہنر کرامات بدعات بدرسوں جماعتوں کو اسلام سمجھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی حال میں مبتلا کردیا۔وہ دوبارہ قربت الٰہی معرفت الٰہی کی صفات کو اختیار کرنے کے قابل نہیں رہ گئے۔ یہی حال مہدویوں کا ہے جب تک مہدویوں میں خداترسی تقویٰ توکل ذکر کا اہتمام ہوتا رہا جنگلوں بیابانوں کو بھی معمور کردیا لیکن جب سے مسند اور معتقدین کا جماوڑا اور جمگھٹا اپنے اطراف کرکے خدا سے فارغ ہوگئے اللہ نے انہیں معتقدوں مریدوں کے حوالے کردیا۔اب بغیر مرید کے مرشد نہیں مگر مرشد کے بغیر مہدویوں میں مرید عام ہونے لگے ہیں، جس کی وجہ سے خدا کے تابع ہونے کے بجائے مُریدوں کے تابع ہونا زیادہ آسان ہے۔ پہلے صرف مرشد ہوا کرتا تھا اب مرشد بھی میں افضل العلما بھی میں مفتی بھی میں عالم بھی میں مفسر بھی میں خطیب بھی میں واعظ بھی میں مُقرر بھی، رہبر بھی رہنما بھی لیڈر بھی میں انجمن کے صدر بھی سیاست کے استاد بھی تنظیموں کے سربراہ بھی میں نکاح کے خطیب بھی قبر کے متولی بھی میں ۔اتنے سارے القاب کے باوجود عمل کچھ بھی نہیں،لوگ ان باتوں کو اچھی طرح جان گئے ہیں مگر چلتی کا نام گاڑی والا معاملہ ہے۔مریدوں کا کام بھیڑ بکری کی طرح میدان میں گھاس چرنا اور طویلے میں آکر دودھ دینا رہ گیا ہے۔اب ہماری چراگاہوں سے دوسرے عقیدے کے بھیڑیے ہماری بکریاں اُٹھا کرلے جارہے ہیں مگر کسی کے سر میں جونک بھی نہیں رینگتی بلکہ انہیں کے گھروں میں نفاق اور کفر کا بول بالا ہورہا ہے باوجود اس کے عالم یہ کہ ہمارے خلاف بولو گے تو جل کر خاک ہوجاوگے کا تاثر ہے۔مرض کو جتنا چھپایا جائے گا اتنا لاعلاج ہوتا جائے گا۔اللہ کے رسول ﷺ نے کفر وشرک کے مرض کوطشت از بام کردیا اور لوگوں کو اس بیماری سے نجات دلوائی، مہدئ موعودؑ نے دین وایمان میں جھوٹے علوم اور بدعات کا جومرض داخل ہوگیا تھا اسے آشکار کردیا اور بیماری کی وجہ علمائے سُو اور بدعتی صوفیا کو قرار دیا اور معرفت الٰہی میں لوگوں کو مبتلا کردیا یہی بات تھی کہ لوگ فقر وفاقہ ہجرت کے باوجود کشاں کشاں دایروں کی طرف کھنچے چلے آنے لگے اور تقویٰ توکل اختیار کیا۔

آدمی انسان اور بندہ ہونا !

آدمیت حیوانیت سے متعلق ہے غذا۔ پانی۔ خواہشات۔ شہوات۔ من مانی۔ لاپرواہی۔ مہذب یا غیر مہذب۔ آرام ۔لاپرواہی۔ صرف اپنی ذات تک سوچنا۔ رونا دھونا۔ خوش ہونا غمگین ہونا۔ خوشی اور غم محسوس کرنا آدمیت کے فعال ہیں۔ انسان متمدن اور مہذب ہونا ہے' معاشرت اور تہذیب یافتہ ہونا۔ ترقی اور اور ترویج کرنا دنیا بسانا آباد کرنا۔ کچھ اپنے لئے کرنا کچھ دوسروں کے لئے۔ علم وعقل کا معقول استعمال کرنا۔ سمجھ بوجھ سے کام لینا جیسی صفات ہونا انسانیت ہیں۔ بندہ ''عبد'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی غلام' معنی بندہ معنی اللہ کا غلام۔ عبد کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک عبد' اللہ نے جسے عدم سے وجود عطا فرمایا ایک عبادت وخدمت کی بدولت عبد ہے ایک عبد وہ ہے وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں۔ بندے یا بندہ کے معنوں میں اہل لسان العرب نے بہت کلام کیا ہے یہاں طوالت کی وجہ سے مختصر کیا۔ اس طرح بندہ ہونا ایک الگ حقیقت ہے بندہ کا تعلق صرف خالق ومعبود سے ہونا ہے' بندگی آدمیت اور انسانیت سے اعلی مقام ہے' جوانسان نفس اور روح کو پاک اور مطہر کر کے اپنے جسم سے الگ رکھے وہ بندہ کہلاتا ہے ایسے ہی انسان میں اعلی اقدار پیدا ہوتے ہیں جسے بندگی کہتے ہیں' مومن جب پنج وقتہ نمازوں کے ذریعہ اپنی روح کو بارگاہ ایزدی میں حاضر کرنے کی صلاحیت پیدا کرلے وہ بندہ ہے' جوانسان اپنے نفس سے جدا ہوکر کاینات کا مشاہدہ کرے اس میں نور کی شعاوں سے لطف اندوز ہو وہ بندہ ہے۔ جوانسان جسمانی آسایشوں آلایشوں سے پاک ہوکر خدا کے حضور اپنی روح کو پیش کرے وہ بندہ ہے حضورﷺ نے علم کو روح کی غذا کہا ہے۔ بندہ وہ ہے جو نفس بھوک پیاس فقیری تنگ دستی ڈر خوف بیم ورجاء متاع دنیا کی اُلفت سے آزاد ہو وہ بندہ ہے۔ جو متاع دنیا کے شوق میں خود کو الجھا لے وہ صرف ایک انسان ہوتا ہے پھر وقت پر آدمی بن جاتا ہے جو محض حیوان ہونا ہے' جو جانوروں کی طرح شہوت لالچ عیش کوشی راحت کی طلب میں محو ہو جاتا ہے۔ جو آدمی اور انسان کے درمیان سے ہوکر روح کو عالم بالا تک کی سیر کرائے' وہ بندہ ہے ۔آدمی اور انسان ایک مجسم پیکر ہے جبکہ بندہ مجسم ہوتے ہوئے بھی روح کے ذریعہ محو پرواز عالم ہو۔ بندگی صرف انسان اور آدمی کو ملی ہے ملا یکہ اور فرشتوں کو بھی نہیں ملی ہے انسان ہے تو لاغر وکمزور مگر اس کی پرواز آسمان کی بلندیوں سے آگے ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ رب کو راضی کرلے۔ انسان کو بندہ بننے کے لئے صرف اطاعت وعبادت ہی نہیں ترک علایق اور ترک مولات کرنا ضروری ہے تا کہ حجاب نہ ہو۔ جیسے کہا بندگی اعلی مقام کو کہیں گے' اُدمؑ سے ابراہیمؑ کا دور

آدمیت کا تھا' ابراہیمؑ سے حضور نبی کریم ﷺ کا دورانسانیت کا اور حضور ﷺ کے بعد بندگی کا دور ہوا ہے' یہی بات ہے کہ مہدی موعودؑ کے صحابہؓ نے خودکو بندگی کہا حقیر فقیر کہا۔ مفتی مفسر محدث اُصل علما ہونا ان کے لئے بے معنی تھا بندگی کے آگے۔

اللہ تعالی نے اپنے نبی رسول پیغمبروں کو نبوت رسالت تو دی حکومت اور بادشاہت نہ دی' سوائے ذات محمد ﷺ کے کسی نبی نے غار میں جا کر خدا کی تلاش نہیں کی' اپنے دشمنوں کے درمیان رہ کر مصیبت پریشانی کا مقابلہ نہیں کیا مخالفوں کی اذیت نہ سہی کسی نے چاند کے دوٹکڑے نہیں کے کسی نے آسمانوں کی سیر نہیں کی' کسی نے خدا کے لئے معرکے اور جنگ نہیں کے کسی نے شریعت خداوندی نافذ کرنے کے لئے وطن کو نہیں چھوڑا' کسی نے تہجد نہیں گزاری فاقے نہیں سہے' کسی نبی نے دیکھ کر قیامت کے احوال نہیں بیان کے حشر کے معاملات نہیں بتائے ۔یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۔پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرم سے مسجد اقصی تک جس کے ماحول کو برکت دی تا کہ اسے (بندے) کو کچھ (اپنی قدرت کی) نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ یہاں بِعَبْدِهٖ آیا ہے یعنی بندہ کہا نبی رسول انسان اولا د آدم نہیں کہا۔ اور جہاں کہیں اللہ تعالی نے بندہ سے خطاب کیا لب ولہجہ نرم اور شفقت بھرا رکھا جیسے میرے بندوں سے کہدوں۔ میرے بندے پوچھتے ہیں۔ خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ جہاں انسان اور اولا د آدم کہا وہاں کبھی غضب کا اظہار بھی کیا اور پھٹکار بھی لگائی' معنی بندہ ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ آدمی انسان اور بندہ ہونے میں فرق یہ ہے کہ بندہ مالک آقا کے ماتحت ہوتا ہے اس کی اپنی کوئی مرضی یا خواہش نہیں ہوتی جبکہ آدمی اور انسان میں مرضی اور نفس کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ جس نے خودکو اللہ کا بندہ غلام بنالیا اس نے اپنی انا یا خودی سے گویا خودکو آزاد کرلیا ایسی بے خودی جب اللہ کے کی جانب سے ہوتو بندہ معصوم عن الخطا کہلاتا ہے اور خود بندہ اپنی طرف سے طاری کرلے تو وہ مالک کی مرضی کا پابند ہوتا ہے' پریشانی مشکل مصیبت غم خوشی سبھی حالتوں میں۔ بندگی میاں سید محمودؓ کو قید و بند کی وجہ سے پاؤں کے زخم میں ناسور ہو گیا بڑی تکلیف ہوتی' کسی نے پوچھا خوندکار کیا حال ہے تو فرمایا کہ ''اگر کہوں تکلیف ہے تو یہ اللہ کا شکوہ شکایت ہوگی' اگر کہوں کہ تکلیف نہیں تو یہ جھوٹ ہوگا' اس لئے کہتا ہوں الحمد لله علی کل حال کہ جس حال میں ہوں اللہ کی حمد وشکر ہے۔ امام بغوی اور شوکانی نے کہا کہ ''عبد'' کو عبد اس کی

فروتنی اور عاجزی کے لے کہا گیا ہے۔اللہ نے بندگی کی اس خصوصی اپنانیت کی وجہ سے ابلیس سے کہا اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔نحل ۱۶۔وہ جو میرے (خاص) بندے ہیں ان پر تیری حکومت (یا مکاری) نہیں چلے گی وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔لہٰذا بندہ خدا ہونا اعزاز ہے جبکہ آدم ہونا مشیت الٰہی اور انسان ہونا معاشرے کی ضرورت ہے‘اس طرح اللہ کی رضا انسان کا دنیا میں بندہ بنے رہنے میں ہے ۔ایسے بندوں کے تعلق سے فرمایا وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر۔بجائے اس کے جب تک وہ خود اپنے لے ظلم کے سبب نہ بنالیں۔

احادیث وروایات میں احتیاط کیوں؟

احادیث نبویؐ عمل اور قول رسولؐ کو کہا جاتا ہے۔روایات کسی بات کی نقل کو بھی کہتے ہیں اور حکایات کو بھی اور حکایت‘ بیان۔قصہ۔کہانی۔داستان کو بھی کہتے ہیں جو بطور مثل یا دلیل بیان ہو۔احادیث کا معاملہ یہ ہے کہ حضورﷺ نے مکہ میں کبھی اپنے قوم وعمل اور بیان کو لکھنے کی اجازت نہیں دی اور مدینہ میں کچھ معتبر صحابہؓ کو اجازت دی یہ احتیاط اس لے ہوئی کے لوگ کہیں نزول وحی اور حدیث کو ایک نہ سمجھ لیں۔لیکن احادیث یعنی قول وعمل رسول صحابہؓ میں زبان زد عام تھیں جو اطاعت رسول میں بیان کی جاتی تھیں۔حضورﷺ کے وصال کے بعد جب احادیث کے صحیح غلطیاں آنے لگے تو صحابہؓ مقتدر کو تشویش ہوئی انہیں نے انہیں قلمبند کرنا شروع کیا‘اس میں پہلے ناموں میں مجموعہ سعد بن عباد ۱۶ ہجری میں ضبط تحریر ہوئی یعنی حضورﷺ کے وصال کے چھ برس بعد‘مجموعہ عبداللہ ابن مسعودؓ ۳۲ھ ۔مکتوبات عاز بن حزم ۵۱ ہجری میں۔سمر ابن جندب ۵۴ھ۔عبداللہ ابن عمر بن عاص کی شفاء الصالحین ۶۵ھ۔صحیفہ جابر بن عبداللہ ۷۴ھ۔بشر ابن ناحک ۹۱ھ۔انس بن مالک ۹۳ھ۔عروہ بن زبیر ۹۴ھ۔سعید بن جبیر ۹۶ھ۔ہمام بن منبہ ۱۳۰ھ۔مسند ابو حنیفہ ۱۵۰ھ۔مسند ابن جریج ۱۵۰ھ۔معمر بن رشید ۱۵۰ھ۔عبدالرحمٰن اوزائی ۱۵۸ھ۔موتہ ابن مالک ۱۷۹ھ۔کتاب الزہد عبداللہ ابن مبارک ۱۸۱ھ۔کتاب الخرج ابو یوسف ۱۸۲ھ۔کتاب الاثار الشیبانی ۱۸۹ھ۔کتاب الزہد وکیع بن جراح ۱۹۷ھ۔یحیی بن آدم ۲۰۳ھ۔مسند شافعی ۲۰۴ھ۔مسند الطیالسی ۲۰۴ھ۔مسند عبدالرزاق ۲۱۱ھ۔مسند عبدالرحمٰن بن عوف ۲۲۸۔مصنف ابن شیبان ۲۳۵ھ۔سنن دارامی ۲۵۵۔

اس کے بعد صحیحین کا دور ہے صحیح اس لے کہا جاتا ہے کہ احادیث میں غلط بیانی ہونے لگی تھی تو ان محدثوں نے حدیث کو جانچنے پرکھنے کے کچھ اُصول مرتب کے جیسے سلسلہ اسناد‘ راوی کی علمی قابلیت اور صداقت نیک

باز ہونا' اور سلسلہ اسناد کا کم یا زیادہ ہونے میں ہر راوی کی زندگی کو دیکھنا کہ ان کے عادات و خصائل کیا تھے۔ اس کی بنیاد پر حدیث صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ کرنا اور متفقہ علیہ یعنی دوسرے صحیحین نے بھی اسے انہیں اسناد پر قبول کیا ہے۔ اور یہ کام کیا گیا حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کے دنیا سے گزرنے کے تقریباً دوسو برس بعد۔ مگر ہوا یہ کہ کچھ لوگ اور فرقے جماعتیں بعد میں ایسی آ گئیں جو پہلے کے مجموعہ احادیث کو صحیح اور غلط مانتی تھیں اور کچھ ان صحیحین کو صحیح اور غلط مانتی تھیں مگر صحیحین کو ماننے والوں کا غلبہ خلافت عباسیہ میں زیادہ ہو گیا انہوں نے دوسروں کو غلط اور صحیحین کو ہی صحیح قرار دے دیا تو کیا پہلے کے تمام محدثین غلط تھے جنہوں نے یہ عظیم کام کی شروعات کی اور ان کے ایک ڈیڑھ برس بعد آنے والے صحیح ہو گئے؟ محدثین کی یہ تنا تنی ایک سو برس بعد شروع ہو گی وہ اس لئے کے امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبلؒ نے ان بادشاہوں کے مسند قضا قبول کرنے سے اس لئے انکار کر دیا کہ اس میں حکمرانوں کے مرضی کے مطابق شرعی فیصلے نہ دینا پڑے۔ اس طرح پہلے کے محدثین کی مخالفت بڑھا دی گئی۔ جبکہ صحیحین میں بھی علماء نے کئی ایسی احادیث کی نشاندہی کی ہے جو غلط ہیں اور ان میں صرف ظاہری اعمال کے مسایل کے حل کو ہی بیان کیا گیا ہے۔ یہاں ذیل میں دیکھیں صحیحین کے محدثین کتنے زمانہ بعد آئے۔ امام بخاریؒ ۲۵۶ھ یعنی صحابہؓ کے ڈیڑھ سو برس بعد ادب المفرد ۲۵۶ھ۔ تاریخ کبیر ۲۵۶۔ مسلم قشیری ۲۶۱۔ سنن ابن ماجہ ۲۷۳ھ۔ سنن ابو داود ۲۷۵ھ۔ عیسی ترمذی ۲۷۹ھ۔ سنن نسائی ۳۰۳ھ۔ طبری ۳۱۰ھ۔ ابن حیان ۳۵۴ھ۔ معجم الکبیر ۳۶۰ھ۔ طبرانی ۳۶۰ھ۔ دار قطنی ۳۸۵ھ۔ حاکم نیشاپوری ۴۰۵ھ۔ رازی ۴۱۴ھ۔ ابونعیم اصفہانی ۴۳۰ھ۔ بیہقی ۴۵۸ھ۔ اس طرح معلوم محدثین کی تعداد ۱۷۱ ہے ان کے بعد مشکواۃ۔ بلغ المرام کا زمانہ ہے۔ قرآن حضور ﷺ کے زمانے میں محفوظ ہو گیا لیکن احادیث کے امام آج بھی پیدا ہوئے جا رہے ہیں' حضور ﷺ کا قرآن کا محفوظ کرنا خدا کے حکم سے تھا' لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ' اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ' ۔ اے نبیؐ اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ اس کو یاد کرا دینا اور جمع کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔ قیامہ ۱۷-۱۶۔ یہ احتیاط بہت ضروری تھی ورنہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ احادیث کے کلام و بیان میں کیسی کیسی دخل اندازیاں ہوئیں۔ ایسا پہلے ہوا ہے عیسایوں کی بائبل کے آج اسی ۸۰ سے زیادہ نسخے ہیں یہی حال ہندوں کی کتابوں کا ہے رامائن کے تقریباً ۳۰۰ تین سو الگ الگ کتابیں ہیں بھگوت گیتا کو ہندو ہزاروں سال پرانی بتاتے ہیں مگر اصل کتاب کہیں نہیں ہے اس کے ۶۰ مختلف کا پیاں ہیں جو ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتیں' آج جو بھگوت گیتا ہے وہ ۱۴۹۲ کی آکسفورڈ میں محفوظ کاپی ہے اس میں ارجن اور کرشن کے مکالمے ہیں' جبکہ ایک

دوسری سری مد بھگوت گیتا ہے جس میں صرف کرشن کے واقعات ہیں اور وہ میک ملان کی چھاپی ہوئی ہے ان تمام میں ۱۹۷۲ میں چھپی بھگوت گیتا کو صحیح مانا جا رہا ہے۔عیسایوں کی بائبل چار گوسپل مارک۔ گوسپل لیوک۔ گوسپل متی۔اور گوسپل یوحنا ہیں ان میں گوسپل یوحنا یا جان کو آخری لکھی ہوئی بائیبل مانا جاتا ہے پہلے کی ان میں پہلے کی گوسپل میں عیسی کو ابن اللہ نہیں کہا گیا یہ بات خود عیسائی مان رہے ہیں آخری گوسپل یوحنا یا جان میں عیسی کے ابن اللہ ہونے کی بات ہے۔اس کا مطلب ہے انہیں میں تضاد واضح ہے ان کے علاوہ ایک گوسپل تھامس ہے جو مصری قبطی زبان میں ہے ایک گوسل برنا باس ہے عیسائی اس کا ذکر کرنا گوارہ نہیں کرتے کیونکہ اس میں عیسایوں کے عقیدہ تثلیث کو غلط اور کفر یہ بتایا گیا ہے۔اس لئے احادیث کے بیانوں کو باریک بینی اور پرکھ کے سے دیکھا جاتا ہے ایسا نہیں کہ کوئی بھی حدیث کہیں دیکھی اسے پیش کر دیا۔مہدی موعودؑ نے حدیث کی صحت کو قرآن پر جانچنے کا حکم دیا اگر وہ قرآن کے بیان پر صحیح ہے تو ٹھیک ورنہ غلط، یہی بات اللہ کے رسولؐ نے بتائی ہے کہ جو حدیث قرآن کے مطابق ہو وہ صحیح ہے۔

اللہ تعالی نے کوئی بھی کام بندوں کے لئے ترتیب اور لحاظ سے کیا ہے جس میں کجی اور بد نظمی نہ ہو۔نماز میں ہم التحیات میں درود ابراہیم پڑھتے ہیں کہ جس میں آل ابراہیم کو بھی درود بھیجا جاتا ہے۔حضرت آدمؑ سے ابراہیم تک بھی انبیا مرسلین آئے وہ اس سے کیوں مستثنی ہیں؟۔دراصل اولا د آدم میں پہلے آگ کی پرستش آئی بعد میں بت پرستی، اور ان کے بعد کی قومیں ہٹ دھرم ضدی تھیں جیسے قوم صالحؑ نے اللہ کے حکم کے باوجود اللہ کے بھیجی ہوئی اونٹنی جو پہاڑ سے درآمد ہوئی اس کی کونچیں کاٹ دیں تو عذاب آیا۔لوطؑ کی قوم بدکاری میں مبتلاء ہوئی تو عذاب آیا۔ھودؑ کے قوم شہ زور طاقتور اڑیل اور ضدی تھیں جو پہاڑ کاٹ کر مکان بناتے تھے ان پر عذاب آیا۔شعیبؑ کی قوم ناپ تول میں کمی زیادتی کری تھیں تو عذاب آیا۔یہ قومیں احکام الہی سے انحراف کیا کرتی تھی ان کی صفات کی وجہ سے عذاب آیا، لیکن حضرت ابراہیم کی قوم جو نمرود کو خدا مانتی تھی اور بت پرستی بھی کرتی تھی یعنی کفر و شرک کا یہاں سے بول بالا ہو گیا حضرت ابراہیم کو قوم کی صفات سے نہیں شرک کفر سے مقابلہ تھا، اس کے بعد فرعون نے خود کو خدا کہلوایا، رومیوں نے ستاروں کی پرستش کی، حتی کے عیسایوں نے خدا کا بیٹا ہی قرار دے دیا عیسیؑ کو۔آدمؑ سے ابراہیمؑ تک جو قومیں احکام الہی سے منحرف رہیں وہیں حال آج اہل اسلام کا ہے خدا کو مانتے ہیں مگر اس کے احکام کو نہیں مانتے اور خدا کی مرضی میں اپنی مرضی شامل کرنا علمی قابلیت جانتے ہیں کر دلیل حجت منطق میں مبتلاء ہیں، بھلے شرک نہ کرتے ہوں کفر میں مبتلاء ضرور ہیں۔کفر معنی اللہ کے احکام کا انکار۔

مہدویوں میں اللہ دیا۔فتوح۔سویت کی اصطلاحات

اللہ دیا یہ لفظ صرف مہدویہ میں معروف ہے اس میں انفرادی امداد روپیہ پیسہ اناج دیا جاتا ہے' جو مستحق تارک الدنیا' خصوصاً حلقے کو مرشد کو دیا جاتا ہے جس کی کوئی متعین مقدار نہیں ہے جو جتنا جیسا چاہے دے یہ ایک طرح سے مالی کفالت ہے نہ یہ صدقہ ہے نہ زکواۃ یا چندہ ہے' اور اس کا کوئی موقعہ مقام بھی متعین نہیں۔اس مالی مدد یا کفالت میں کسی قسم کی حقارت یا دینے والے کی برتری کا پہلو نمایاں نہ ہو اس لئے اللہ دیا کہا جاتا ہے تاکہ دینے والا برتری نہ محسوس کرے اور لینے والے کو احساس کمتری نہ ہو کہ اور احساس ہو کہ محض اللہ کی جانب سے آیا ہے اس کا چلن آج بھی ہے۔**فتوح** کے معنی امداد۔مفت آمدنی۔یا آمدنی کے علاوہ حاصل ہونا۔یہ بھی نہ صدقہ ہے نہ خیرات نہ زکواۃ یا متعین مدد البتہ کاسبین یا معتقد یا مرید کی طرف سے یہ ایسی مالی مدد ہے جو تارک الدنیا اور ترک علایق لوگوں کو بطور پیسہ غذا اناج یا مالی مدد کے دیا جاتا ہے اس کا طریقہ کار یہ ہوا کرتا تھا کہ جو معتقد فارغ البال ہوا کرتے اور دایروں سے قریب یا دور ہوتے وہ فتوح کرتے تاکہ عبادات ریاضات ذکر واذکار میں فقراء ومشایخ کو تنگی پریشانی نہ ہو یہ غلہ یا تجارتی مال کا سامان لباس کپڑے بھی ہوا کرتا جو ضروریات زندگی کے لئے ہو اس میں انفرادی مدد کے بجائے دایرے کے اجتماعی ضروریات کا خیال رکھا جاتا' یہ اس لئے دیا جاتا کہ ذاکرین کی عبادت ریاضت میں خلل نہ ہو یہ فتوح پہلے مہدویہ کے علاوہ غیر مہدوی معتقدین بھی دیا کرتے' جب سے دایروں کی نقل وحمل ختم ہوئی دایرے آبادیاں بن گئیں اسباب معاشرت کا حصول مشکل نہ رہا تو یہ طریقہ خود بخود ختم ہو گیا۔اس فتوح کو برادران دایرہ میں برابر تقسیم کئے جانے کو سویت کہا جاتا تھا۔البتہ صدقہ فطر۔زکواۃ۔صدقہ چونکہ سعادات کے لئے صدقہ اور صدقہ فطر اور زکواۃ لینا جایز نہیں اس لئے یہ امداد دایرے کے اور دایرے کے باہر کاسبین میں جو نادار مسکین یا یتیم بیوا ہوا کرتے انہیں تقسیم کر دیا جاتا ۔اس کو تقسیم کرنے کی ذمہ داری سرپرست دایرہ کی ہوتی۔مہدویوں میں عشر کا بھی چلن رہا۔عشر خصوصاً کھیتی زراعت کی آمدن کو کہتے ہیں جس میں مال کا دسواں حصہ نکالا جاتا یہ نہ صدقہ نہ زکواۃ نہ فطرہ ہے بلکہ مالی امداد ہے اہل دایرہ کی یا کاسبین کی کفالت اور مدد کے لئے۔اب یہ بھی رایج نہیں ہے عشر کے نام پر تجارت یا نوکری پیشہ سے کچھ لینا عشر کے مقصد کے خلاف ہے۔چونکہ مہدوی ہجرت میں ہوا کرتے زاد راہ کے مد میں عشر کا اہم حصہ تھا۔یہ سب اہل دایرہ یا کاسبین میں مفلوک الحال لوگوں کے امدادی طریقے تھے تاکہ لینے والے شرمندگی محتاجی نہ محسوس کریں اور دینے والا فخر نہ کرے حق سمجھ کر دے۔ان میں صدقہ زکواۃ فطرہ سبھی سعادات کے لئے منع ہیں حضور ﷺ نے فاقہ کی حالت میں

ایک چھوہارا کھالیا بعد میں احساس ہوا کہ کہیں صدقہ کا نہ ہوتو آپ ﷺ نے حلق میں انگلیاں ڈالکر اُلٹی کر کے نکال دیا۔ ایسا اس لے کہا گیا ہے کہ عبادت ریاضت ذکرواذکار میں مال کی گند کا اثر نہ ہو۔ چونکہ زکواۃ صدقہ فطرہ مال کی گند ہیں۔ یہ تمام انتظام مصدق غربا مساکین کی مدد کے لئے ہیں جن کی کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں ایک لقمہ حرام سے چالیس دن کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ لقمہ حرام تو نہیں مگر مال کی گند ہیں جو خدا اور بندے کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں۔ جیسے جسم پر یا کپڑے پر نجاست یا گندگی لگ جانے سے طہارت اور پاکیزگی نہیں رہتی اسی طرح ایسی غذا اور آمدن جسم میں جانے سے روح کی طہارت ختم ہوجاتی ہے۔ ظاہری گند اور پراگندگی کو وضو غسل یا تیمّم سے صاف کیا جاسکتا ہے مگر جسم میں داخل گند غذا کو نہیں صاف کیا جاسکتا۔ یہ بالکل ایسا ہے جیسے کچھ اناج اور غذائیں انسان کی صحت اور طبیعت کے لے ٹھیک نہیں ہوتیں اسی طرح روح کے لئے پاکیزہ آمدنی اور غذا کا ہونا ضروری ہے۔ مہدیؑ موعود علیہ السلام نے فقرا تارک الدنیا اہل اللہ کے لے "تعین کولعین" قرار دیا یعنی مقررہ آمدنی اور طے شدہ آمدنی اہل اللہ کے لے حرام ہے لعین معنی لعنت۔ اور لعنت وہ ہے جو بندے کو بارگاہ خداوندی سے دور کردیتی ہے جیسے ابلیس کو دھتکار کر نکال دیا گیا۔ یہ تمام صفات تقوی توکل قرب خداوندی معرفت الٰہی کے منافی ہیں۔ مہدویت صرف رضائے الٰہی کے مقصد کے حصول کا مذہب ہے اس میں کسی قسم کی گندگی چالاکی مکاری کی جگہ نہیں ہے اگر کوئی یہ کر گزرے تو اس کے لے حیات بعدالموت تو کوئی حصہ نہیں مگر دنیا میں بھی ذلت وخواری سے گزارا جاتا ہے اس باب میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ مشہور نقل ہے جو آپؓ کو آخر کے اہل رشد وہدایت دکھائے جن کے گلے میں آگ کے طوق تھے۔ اس لئے اس میں منافقت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کو دیکھنے دکھانے کی تعلیم اور تربیت کا مذہب ہے ظاہر اللـه سبحان یعنی پاک ہے جس کے یہاں کسی قسم کی گندگی کی گنجایش نہیں یہی بات ہے کہ حدیث احسان میں جہاں اللہ کو دیکھنے یا اللہ کے دیکھنے کی بات ہے اس میں قیامت کے آثار کا ذکر اسی حقیقت کا اشارہ کرتا ہے۔ جب آدمؑ سے جنت میں نجاست ہوگئی تو زمین پر اتار دیا گیا' اگر خدا کی قربت کا دعوی کر کے منافقت کرے تو بارگاہ الٰہی سے دور کردیا جاتا ہے۔

حقیقت میں اسلام کی درجہ بندی تین باتوں پر ہے ۱) **اسلام**: خدا اور رسولؐ کی بتائی عبادتوں اعمال صالحہ احکام پر عمل کرنا اور اپنی ذمہ داریوں کو جاننا ۲) **ایمان** : پہلے خود کو جاننا یا اپنے اعمال افعال احکام خداوندی کے مقصد کو اور ان کی ضرورت کو حق کے ساتھ وقت پر ادا کرنا۔ ۳) **احسان** : اسلام ایمان کو کیوں جاننا کس لئے جاننا

کیسے جاننااور جاننے کے طریقے اوراسباب تلاش کرنا جس نے انہیں جان لیا اس نے خودکو جان لیا اور جس نے خودکو جان لیا اس نے خدا کو جان لیا۔ یہی ہے یا مجھے دیکھوں یا میں دیکھ رہا ہوں یقین وایمان رکھو۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا , اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا سورہ الدھر آیت ۹۔۸۔اور (وہ) اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور اُن سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں؛ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر۔ یہ آیت مبارک مہدویوں کے اللہ دیا کی صریحاً تائید کررہی ہے۔

مہدی کا نام قرآن میں ہونا!

سب سے پہلے یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ کسی بھی آسمانی نزول صحیفہ میں یا کتاب میں سوائے حبیب خدا محمدﷺ کے کسی کے متعلق پہلے نہیں بتایا گیا کہ اللہ کسی نبی رسول پیغمبر یا خلیفۃ اللہ کو بھیج رہا ہے یا بھیجے گا۔اور یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ کس قوم قطعہ پر بھیجا جائے گا۔ یہ صرف عظمت محمدﷺ کا اعجاز ہے جو آپؐ کا نام مقام مرتبہ پہلے سے بتایا گیا یہاں تک کہ مدینہ میں آپؐ کا آنا بنی اسرائیل کو بتایا گیا' سوائے حضور کے کسی نبی کے متعلق نہیں بتایا گیا تو قرآن میں مہدی کے متعلق کیسے بتایا جاسکتا ہے؟ جبکہ آپؑ تابع تام رسول اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں اگر بتایا جاتا تو اس سے انبیاء کا مرتبہ اور تقدس کیسے رہتا۔البتہ قرآن میں حضورﷺ کو بتایا گیا کہ مہدی کو بھیجا جائے گا' آپ قرآن کو جلد جلد یاد کرنے کی کوشش نہ کریں اس کا جمع کرنا محفوظ کرنا اور ''بیان کرنا'' ہمارے یعنی اللہ کے ذمہ ہے تو ظاہر بات ہے جو بات تاریخ انسانیت میں جس طرح چلی آئی اسی طرح انسانوں کے درمیان انسانوں کو ہی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا' اور قرآن میں مہدی کی نشاندہی اللہ کے رسول نے بھی نہیں کی یہ آیت یا حکم مہدی کے متعلق ہے' کیونکہ یہ بات اللہ کی سنت کے خلاف ہے' مگر جو بھی نبی رسول خلیفۃ اللہ مبعوث ہوا انہوں نے خود بتایا یا اپنا دعویٰ پیش کیا کہ میں وہی ہوں جس کا سابقہ کتب میں ذکر ہے اور جس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہوا ہے' اس طرح مہدی نے خود اپنے القاب و خطابات کی نشاندہی خود سے کی کہ اس میں غور کرو کیونکہ اللہ کا مجھے حکم ہورہا ہے کہ اے سید محمد یہ تیری ذات مہدی ہے۔اور سب سے تعجب خیز بات یہ کے اللہ کے رسولؐ نے کہا مہدی میرا ہم نام ہوگا اس کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے ہمنام ہوگا۔اور مہدی موعودؑ نے بعثت کے بعد فرمایا قرآن میں جہاں جہاں نام محمد ہے وہیں بندے کا نام ہے' یعنی مہدی موعودؑ نے حضورﷺ کی بات کی تصدیق کی کے ہاں میرا نام محمد ہے اور مجھے اللہ نے رسول

ﷺ کا تابع بنا کر بھیجا ہے۔ یہ خدائی ضابطہ ہے کہ کوئی فرشتہ نہیں ظاہر ہو کر کہتا کہ یہ فلاں ہیں، بلکہ مدعی نبوت رسالت پیغمبری یا پھر خلیفۃ اللہ کو یا تو صحیفہ نزول کی بنیاد پر یا کتاب نزول کی بنیاد پر ثابت کرنا پڑتا ہے کہ ہاں ! میں وہ ہوں جس کا وعدہ کیا گیا ذکر ہوا ہے۔ایسا بھی نہیں کہ میں وہ ہوں جس کا نبی نے وعدہ کیا یا رسول نے، بلکہ دلیل حجت یا معجزہ یا عذاب کے ذریعہ وہ اپنا نبی رسول ہونا ثابت کرتے آئے ہیں۔ چونکہ رسول مقبول نبی کریم ﷺ کے بعد صرف قرآن ہی حجت دلیل اور برہان ہے۔ یہی بات ہے کہ مہدی موعودؑ نے اپنا دعوی قرآن کی دلیل حجت اور برہان سے ثابت کیا ہے۔تاریخ اسلام میں دیکھیں کسی عالم مفسر محدث صوفی و سالک یا ولی نے یہ نہیں کہا کہ میں قرآن کی ان آیات کی بنیاد پر فلاں فلاں ہوں۔یا علم کی بنیاد پر عالم ہوئے یا عمل کی بنیاد پر خود کو کہا جو بھی کہا، یہاں تک کہ اہل تشیع جنہیں علیہ السلام یا امام بتاتے ہیں وہ یوں ہی خطابی ہیں قرآن سے ان کا علیہ السلام یا امام ہونا ثابت نہیں۔ مہدی موعودؑ نے اپنا امام ہونا سورہ بقرہ آیت ۱۲۴ سے ثابت کیا امـامًا ..... مـن ذریـعتـی 'اور تابع رسولؐ ہونا سورہ یوسف آیت ۱۰۸ سے ثابت کیا مـن اتبـعنـی مبین کلام اللہ ہونا سورہ رحمٰن آیت ایک سے ثابت کیا روشن دلیل یا بینہ ہونا معنی اللہ کا خلیفہ ہونا سورہ بینہ سے ثابت کیا۔ کیونکہ بینہ قرآن میں سابق نبیا کو کہا گیا جس کے معنی دلیل روشن ہیں اور حضور سرورکونینؐ کو بھی سورہ بینہ میں ''بینہ'' کہا گیا جو صحیفہ پڑھ کر سنانے والے کفار و مشرکین کو اور مہدی بینہ ہیں اُمت میں تفرقہ پیدا ہونے کے بعد دلیل روشن یا خلیفۃ اللہ ہیں۔عربی لغت میں بینہ کھلی دلیل، واضح دلالت کو کہتے ہیں چاہے وہ عقلیہ ہو یا محسوسہ۔ جیسے قرآن یا محسوسہ نبی رسول اور اللہ کے پیغام پہنچانے والے مامور من اللہ۔اور مہدی نے اپنے دعوی کی شناخت اٹھارہ آیات میں نشاندہی سے کی اور اپنا دعوی پیش کیا۔ چونکہ آپؑ تابع رسولؐ تھے اس لحاظ سے حضور ﷺ کی عظمت کے ساتھ آپؑ کی توقیر اس طرح کی کہ سورہ بقرہ آیت 124 میں ایک امام کو اللہ تعالی نے بھیجے جانے کا وعدہ کیا جو حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں ہوگا، اور پوری تاریخ اسلام اور نبوت میں سوائے میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کے کسی نے نہ اس بعثت کی نشاندہی کی اور نہ ہی اپنے دعوی میں اس کو پیش کیا۔صرف میراں مہدی موعود نے ہی اسے اپنے دعوی مہدی میں پیش کیا کہ یہ وہ امام جس کا وعدہ اللہ نے حضرت ابراہیم سے کیا وہ میں ہوں یہ اللہ کا حکم ہو رہا ہے۔اور اس کے بعد بقرہ آیت 129 میں ایک رسول کو بھیجے جانے کی دعا حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کے ساتھ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ربـنـا فیھـم رسولاً منھم ۔اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں ایک پیغمبر بھیج جو انہیں میں سے ہو اور انہیں تیرے احکام پڑھ کر سنائے''۔ یہاں اس فرق کو جاننا ضروری ہے کہ جب آپ علیہ السلام

رسول کو بھیجے جانے کی دعا کرتے ہیں تو اسے ایک کتاب کے ساتھ بھیجنے کی دعا کرتے ہیں اور جب امام کی دعا کرتے ہیں آیت ۱۲۴ میں تو کتاب کا ذکر نہیں ہے' اور اللہ نے ابراہیمؑ سے کہا ہے کہ میں ظالموں میں امام نہیں بناؤں گا معنی کسی معصوم عن الخطا کو تمہاری ذریت کا امام بناؤں گا خاطی و گنہگاروں کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا مقام امام یا معصوم عن الخطا سے اللہ کے خلیفہ سے بڑا اور اونچا ہے۔ اور اس سے پہلے ابراہیمؑ کے متعلق پہلے کے نبی رسولوں کو نہیں بتایا گیا' موسیٰؑ کے متعلق پہلے نہیں بتایا گیا' عیسیٰؑ کے متعلق پہلے نہیں بتایا گیا' اگر بتایا گیا تو صرف محمد الرسول اللہ ﷺ کے متعلق اور یہ سلسلہ ابراہیمؑ کے دور سے شروع ہوا' ابراہیمؑ نے سب سے پہلے دعا کی ایک رسول کی جب وہ اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر کعبہ تعمیر کر رہے تھے جس کا ذکر بقرہ کی آیت ۱۲۹ میں ہے۔ ان سبھی کے بعد ہی حضور کے متعلق موسیٰؑ کو بتایا گیا' حصرت عیسیٰؑ کو بتایا گیا۔ اس طرح حضور ﷺ کے سوا کسی نبی رسول پیغمبر کے متعلق نہیں بتایا گیا تو مہدی کے متعلق قرآن میں بتایا جانا کیوں ضروری ہے؟ جب کہ مہدی خلیفۃ اللہ اور تابع تام رسول اللہ ہیں۔ اور مہدی کا خلیفۃ اللہ ہونا اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا اور یہ بتانا اللہ کا بتانا ہی ہوا۔ میراں سید محمد ہی مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ اللہ ہیں اس بات کو قرآن میں دوجگہ آپؑ نے نشاندہی کی کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ علیہ السلام کا ذکر ہوا ہے 1) سورہ بقرہ آیت 124 میں امام کا جو آپؑ ہیں 2) بقرہ آیت 129 میں جس میں ایک رسول کتاب کا جو حضرت ابراہیم کی دعا ہیں۔ دوسرا ذکر سورہ بینہ ہے جس میں 1) پہلے بینہ نبی کریم ﷺ جو کفر و شرکین کو صحیفہ پڑھ کر سنانے والے 2) دوسرے بینہ جو اُمت کے فرقوں کو دعوت اتحاد اور دعوت کلام اللہ کا بیان کرنے والے۔ دونوں سورتیں مکی ہیں سورہ بقرہ کا نزول 87 ہے جبکہ سورہ بینہ کا نزول 100 ہے یعنی بقرہ میں امام اور رسول کتاب کا ذکر کرنے کے تیرہ 13 سورتوں بعد پہلے بینہ کو کفار و مشرکین کو کتاب پڑھ کر سنانے والے اور دوسرے بینہ کو اُمت میں تفرقہ ہونے کے بعد قرآن کا بیان کر کے اسلام کی تجدید کرنے والے بینہ کا ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح کی مطابقت اور مسابقت سورہ انفال آیت ۶۴ میں ہے یَآیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے نبی تمہارے لئے اور تمہارے تابع کے لئے مومنین میں اللہ کافی ہے۔ کچھ ایسی ہی مسابقت سورہ یوسف میں بیان ہے بصیرت پر بلانے اور سورہ رحمٰن میں معلم قرآن اور مبین کلام اللہ کے' اور کہا سورہ آل عمران آیت ۲۰ میں فَاِنْ حَآجُّوکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۔ اگر وہ آپؐ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیں میں اپنا منہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور میرا تابع بھی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ چھ جگہ متبوع و تابع کا بیان ایک ساتھ ہوا ہے۔ اور قوم موعود دہ اور رسولؐ کے جیسے اصحابؓ جو بعد میں آئیں گے

اس کا ذکر بھی دو دو2+2ہوا ہے جیسے سورہ المایدہ میں ایک قوم کولانا جواللہ سے محبت کرنے والی' دوسرا سورہ محدمؐ میں ایک قوم یا لوگوں کا آنا جوانکار کرنے والے نہیں ہونگے' اور سورہ انعام ۸۹ میں کہنا کہ ہم نے مقرر کردے ہیں ایسے لوگو جو (مہدی) کا انکار نہیں کریں گے۔ اور سورہ واقعہ میں کہانا کہ صحابہؓ رسول کی طرح بعد میں ایک جماعت کا آنا جو چند ہونگے۔ ایسی کچھ واضح دلیلیں اور نشانیاں قرآن میں بیان ہوئی ہیں جو مہدی اور ان کے قوم کے متعلق ہیں' جسے اس سے پہلے سوائے مُہدی موعودؑ کے کسی نے متعلق کرکے یا نشاندہی کرکے نہیں بتایا' یہی اس بات کی دلیل ہے کہ میراں سیدمحمد جونپوری ہی مہدی موعودخلیفۃ اللہ ہیں۔ اتنے واضح دلایل دینے کے بعد اللہ تعالی نے مہدی کو رسول یا نبی نہیں کہا' اللہ کے رسول نے مہدی کو اللہ کا رسول نبی نہیں کہا' اور خود میراں سیدمحمد مہدی موعودؑ نے خود کو نبی رسول نہیں کہا' البتہ اللہ نے تابع رسول کہا اللہ کے رسول نے خلیفۃ اللہ کہا اور مہدی نے خود کو نبی رسول نہیں کہا۔ یہ قابل غور حقیقت ہے۔

اور یہ تاریخ اسلام میں نشاندہی اپنے دعوی کے ثبوت میں صرف میراں سیدمحمد مہدی موعودؑ جونپوری نے کی ہے۔ کسی اور نے نہیں اور تابع تام ہونا اللہ نے قرآن میں بتایا۔ **کسی نے بھی دعوی مہدی کیا تو یا تو صرف یہ کہا کہ میں حدیث کے مطابق مہدی ہو یا میں وہ مہدیٔ ہوں جن کا احادیث میں ذکر ہے۔ مگر !اتنے ثبوت دلایل قرآن حالات سنت اعمائل تعلیم تمثال ہجرت سے مباحث سے قومی حالات سے قوم کے اعمال سے جو قرآن میں بیان ہیں صرف واحد ذات میراں سیدمحمد جونپوری کی مدعی مہدی ہے یہی آپؑ کے مہدیٔ حق ہونے کا واضح ثبوت اعتراف ہیں۔** جب اللہ کے رسول ﷺ پر قرآن نازل ہوا تو اللہ نے قرآن میں محمد ﷺ کو اپنا نبی رسول اور پیغمبر بتایا' جیسا کہ توریت میں موسیٰؑ کا پیغمبر ہونا بتایا انجیل میں عیسیٰؑ کا پیغمبر نبی رسول ہونا بتایا اور یہ اس وقت بتایا جب ان پر صحیفہ نازل ہوا اس سے پہلے نہیں۔ اور توریت باب ڈیوٹر نومی 18:18 ` میں بنی اسرایئل کو حضورؐ کے متعلق بتایا کہ: میں تمہارے بھایوں کے درمیان ایک پیغمبر بھیجوں گا' بے شک اور میرا کلام اس کی زبان پر رکھوں گا' وہ وہی بتاے گا جو میں نے اسے بتایا ہوگا (وحی کے ذریعہ)۔ اس طرح توریت میں ''تمہارے درمیان نہیں کہا' بلکہ **تمہارے بھایوں میں کہا**' کیونکہ بنی اسرایئل حضرت اسحاق کی اولادوں میں تھے جبکہ حضرت اسماعیل حضرت اسحاقؑ کے بڑے بھائی تھے۔ اس لے ´Brethren کا لفظ آیا ہے تمہارے درمیان کا نہیں اور انجیل حضرت عیسی پر نازل ہوئی جو آل اسحاق میں تھے اس لئے آل اسماعیل میں جو قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں صرف محمد ﷺ پیدا ہوئے' پوری ڈھائی ہزار سالہ تاریخ میں' جبکہ آل اسحاق میں ہزاروں نبی رسول آئے' وہ سب آل اسحاق کے درمیان آئے۔ اس طرح حضرت اسحاق کے حقیقی بھائی

حضرت اسماعیلؑ تھے ان کے برادر حقیقی۔قرآن میں ایسی مہین اور معجزانہ بہت باریکیاں ہیں اسی لئے اللہ نے کہا تم فہم وادراک کیوں نہیں کرتے غور کیوں نہیں کرتے حالانکہ انجیل میں حضورﷺ کے متعلق خبر دی۔حضورﷺ اور موسیٰؑ کے ماں باپ تھے اور انہوں نے شادیاں بھی کیں رشتہ ازدواج بھی رہے بچے بھی ہوئے جبکہ عیسیٰؑ معجزاتی طور پر پیدا ہوئے اور بیوی یا بچہ بھی نہیں تھا اور صرف تیس برس زمین پر رہے اور آسمانوں پر اٹھالئے گئے جبکہ محمدؐ اور موسیٰؑ کی طبعی اموات ہوئیں۔اور حضرت عیسیٰ کو نیا قانون شریعت نہیں دیا گیا بلکہ شریعت موسیٰؑ کی پیروی کا حکم تھا موسیٰ اور محمد کو ان کی حیات میں لوگوں نے نبی رسول مانا جبکہ عیسیٰ کے حواریوں نے خود ان کی زندگی میں انہیں قبول نہیں کیا کئی موقعوں پر شک وشبہ کا اظہار کیا اور کئی کام ان کی مخالفت میں کئے۔اور اس بات کا گلہ حضرت عیسیٰ کو بھی تھا کہ ان کے حوارین انہیں خدا کا بیٹا بنا کر پیش کرر ہے ہیں جس کی وجہ سے انہیں حشر میں خدا کو جواب دینا ہوگا' یہ بات انجیل برناباس میں ہے جو عیسیٰ کا حقیقی معتقد تھا' جس کی حق گوئی کے خاطر عیسایوں نے اسے نظر انداز کر دیا اور اس کی لکھی بائبل کو بھی چھپا دیا۔اور باب ڈیوٹرونومی 33:2 میں حضورﷺ کے متعلق کہا گیا کہ "اور اس نے کہا کہ خدا سینا سے ظاہر ہوا سعیر سے چمکا' ان کے درمیان' اور فاران سے طلوع ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ' جس کے سیدھے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہوگی۔حضورﷺ کی سوانح نگاروں نے توریت کے ان حوالوں کو پیش کیا ہے اور فاران کی پہاڑیاں مکہ میں ہونے کی بات بھی اسی توریت میں بیان ہوئی ہے۔توریت کا یہ بیان اسے توریت ثابت تو کرتا ہے مگر اب ذرا دیکھیں اس میں یہود و نصاری نے دخل اندازی کس طرح کی اور کیسے ہوئی ہے یعنی بنی اسرائیل نے اپنے الفاظ و خیال توریت زبور اور انجیل میں کیسے داخل کئے آگے اس بیان سے صاف اندازہ ہوجاتا ہے کہ **یہ توریت کا بیان نہیں** ہے کیونکہ اس میں بنی اسرائیل کی حضرت حاجرہ و اسماعیل کے خلاف چھپی حقارت و نفرت کو صاف دیکھا جا سکتا ہے اور لگتا ہے کہ یہ خدائی کلام نہیں ہے دیکھیں آگے۔توریت 21:14, 20:21 میں اس طرح ہے "اور ابراہیمؑ صبح سویرے اُٹھے اور روٹی لی' اسے حاجرہ کے تھیلے میں کندھے پر لگا دیا اور حاجرہ کے بیٹے کے ساتھ انہیں بھیج دیا' وہ چلی گئیں اور صحرا کے تنہایوں میں کھوگئیں اور خدا ان کے لڑکے کے ساتھ ہولیا' پروان چڑھا اسی صحرا میں فاران کی پہاڑیوں میں اور ان کی ماں نے مصر سے ان کے لئے ایک بیوی لی (اس واقعہ کو بنی اسرایل نے مخالفت اور نفرت میں جھوٹی بنیادوں پر بیان کیا جبکہ اسلامی روایات میں حضرت ابراہیم بی بی سارہ کے کہنے پر بی بی حاجرہ و اسماعیل کو ساتھ لے کر مکہ گئے تھے جو اللہ کا حکم بھی تھا۔اور حضرت اسماعیل کی دو بیویاں تھیں دونوں عرب تھیں پہلی کو ابراہیمؑ کے کہنے پر

طلاق دی تھی یہود و نصاریٰ نے اسماعیل کی بی بی کو مصری بتایا ہے جبکہ حضرت اسماعیل نے مکہ میں نکاح کیا تھا' بی بی حاجرہ اور اسماعیل کے بغض میں اس واقعہ کو توریت کا حصہ بنا دیا خدا کا کلام بنا کر)اور بائبل کے اشایہ 60 کی آیت 8 میں ہے کہ ''قیدار (اسماعیل کے بیٹے)جمع ہونگے نبطیوں (نبطی پرانے یا اسلام سے پہلے کے عرب لوگوں کو کہتے ہیں جنہیں عرب مستربہ کہا گیا جو حضرت اسماعیل کے مکہ آنے کے بعد کے عرب ہیں) کی جگہ' اور قبول کرتے ہوئے مقام منیٰ میں خدا کے گھر (کعبہ) کو آباد کریں گے اللہ کی عبادتوں سے جو بادلوں کی طرح ہواؤں میں اڑیں گے اور فاختاؤں کی طرح کھڑکیوں پر بیٹھیں گے''۔اور اس کے بعد اسی اشایہ 42 کے 10-12 میں ہے کہ'' وہ وہ ایک نئے خدا کا ترانہ گائیں گے (یعنی قرآن کا تلاوت کرنا)اور زمین کو خدا کی تعریف سے معمور کردیں گے' وہ تمام سمندروں میں پھیل جائیں گے زمینوں پر بکھر جائیں گے'۔ان کی صدائے بندگی سے تمام زمین وصحرا گونج اُٹھیں گے' جو مقام قیدار (فرزند اسماعیل) کے متوطن ہونگے اس (طرح فاران) کی چٹانیں خدا کا ترانہ گائیں گی' کہ وہ (قیدار کی نسل جن میں حضورؐ پیدا ہوئے)اور پکار اُٹھیں گی پہاڑیاں کہ خدا کی حمد وثنا سے' اور تمام عالم اللہ کی حمد سے گونجے گا''اور ہوا یہی کہ حضورﷺ کو غار حرا میں ہی پہلی وحی نازل ہوئی۔اور حضورؐ کا اُمی ہونا بھی اسی اشایہ 29: 12: میں بیان ہے ''جو کتاب اسے دی جائے گی وہ اُمی ہوگا' اس سے کہا جائے گا پڑھ وہ کہیں گا '' میں پڑھا لکھا نہیں ہوں''۔اور حضرت عیسیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا اس بات سے ثابت ہے کہ عیسائی آج جو بائبل رکھتے ہیں اس میں توریت کے پانچ ابواب یا سورہ ضرور ہوتے ہیں Genesis'Duetronomy,Exodus,Leviticus'Numbers توریت میں یہودی کل 24 کتابیں بتاتے ہیں لیکن ان کی اہم کتابیں 5 پانچ ہیں باقی زبور کو انہوں نے اس میں شامل کیا ہے اور عیسائی بھی انہیں پانچ کتابوں کو بائبل میں شامل رکھتے ہیں یہ یہود و نصاریٰ کی ملی جلی مذہبی ثقافت ہے یہی ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ موسیٰؑ کی شریعت کے تابع تھے۔اگر عیسیٰؑ موسیٰ کے تابع نہیں تھے تو عیسائی جنہوں نے بعد الگ الگ بائبل لکھی ہیں جو مختلف غلط جھوٹے بیانوں سے تو کیوں توریت کی ان پانچ کتابوں کو بائبل میں شامل رکھتے ہیں' کیوں نہیں انہیں نکالدیا؟ کیونکہ عیسایوں کو معلوم ہے یا کہ ان کے علم میں یا لاشعور میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسیٰ صاحب کتاب تھے مگر ! موسیٰ یعنی توریت کی شریعت کے پابند تھے' اور عیسائی پہلے یہودی ہی تو تھے۔اس لے کسی بھی بائبل میں یا جسے وہ نیوٹسٹامنٹ کہتے ہیں ان پانچ کتابوں کو شامل رکھنا بتا تا ہے کہ عیسیٰؑ شرعیت موسیٰ کے پابند تھے۔حضرت ابراہیم کی اولاد اسحاقؑ اور اسماعیلؑ

تھے مگر بنی اسرائیل کہلانے والے حضرت اسحاق کی اولا دیں ہیں' حضرت اسماعیل کی اولا دوں میں نہ کوئی نبی آئے نہ ہی کوئی قوم کہلائی جو بنی اسرائیل جیسی ہو۔ مکہ جہاں ان کے بیٹے قیدار کی اولا دیں بسیں یا قبیلے بنے وہ نہ یہودی تھے نہ نصاری کچھ پہلے عرب تھے جنہیں نبطی عرب کہا گیا جن میں شرک بھی تھا آتش پرستی بھی مگر حضرت ابراہیم واسماعیل کی وجہ سے وحدت کا عقیدہ بھی تھا۔ ایسا ہی کچھ اسلام میں ہے حضورﷺ کو قرآن مجید دیا گیا' اور مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کو محمدﷺ کا تابع کہا گیا ہے مہدی خلیفۃ اللہ تابع رسول اللہ اور معصوم عن الخطا تو ہیں مگر اللہ کے رسولﷺ کے تابع ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں میں اتنے فرقے اور طبقے ہیں مگر کسی کو بھی مکمل اتباع رسول کا دعوی نہیں ہے اگر کہیں ہے بھی تو وہ یہ مانتے ہیں کہ ایسا دعوی کرنے کا ہمیں اختیار نہیں ہے۔ اور رسول مقبولﷺ کے متعلق بائبل کے کئی ابواب میں بیان ہے جیسے Jhon16:7 میں تم سے (عیسایوں سے) جو کہنا چاہتا ہوں اب تم اس کی سمجھ نہیں رکھتے' اس لئے یہ باتیں جب تک کے لئے موقوف ہیں' جب میں چلا جاؤں گا تو وہ حق کی روح آئے گی (احمدؐ) میرے جانے کے بعد' وہ ہر بات بتائیں گے جو انہیں خدا بتائے گا"۔ مسلم علماء نے فاران سے خدا کے ظاہر ہونے کو خدا کے رسول کا ظاہر ہونا بتایا 'آتشیں شریعت قرآن کو کہا' دس ہزار قدسیہ صحابہؓ رسول کو کہا جو فتح مکہ کے دن آپؐ کے ساتھ تھے اور فاران کی پہاڑیاں مکہ کی پہاڑیاں ہیں۔ جس طرح قرآن کے بیانوں کو ترجموں میں اپنے عقاید کے مطابق آج خلط ملط کیا جارہا ہے بالکل اسی طرح یہود و نصاری نے توریت وانجیل کو کیا جس کو جو سمجھا وہی کتاب اللہ بنادیا۔ اس میں فرق یہ ہے کہ عبرانی اور یونانی زبانوں کے زمانے میں کاغذ دستیاب نہیں تھا کچھ پتھروں پر کچھ زبانی ہی محفوظ کیا جاتا اس سے ان میں بہت دخل اندازی ہوگی مگر !قرآن کے ساتھ یہ کام صرف ترجموں میں ہورہا عربی کلام مجید میں نہیں عربی کا متن بالکل محفوظ ہے' البتہ آج کی سعودی خاندان کی عرب حکومت قرآن کو قریش کی لغت سے بدل کر نجد کی لغت میں پیش کررہی ہے یہ بات سعودی عرب سے چھپنے والی قرآنوں کے نسخوں میں دیکھی جاسکتی ہے کیونکہ بہت سارے الفاظ آج نجدی لغت کی تحریروں کے ساتھ چھاپے جارہے ہیں۔ اور یہ سازش خاموشی سے کی جارہی ہے اس پر دنیا کے مسلمانوں کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

قوم عرب کو اہل انساب تین حصوں میں بانٹتے ہیں ۱) عرب بایدہ جن کی نسلیں قوم ثمود عاد سے ملتی ہیں۔ اور قرآن تصدیق کرتا ہے کہ یہ عرب نسلیں عذابوں کی وجہ سے مٹ گئیں ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ ۲) عربیہ ۔ یہ دوسری نسل کے عرب ہیں جنہیں قحطانی عرب کہا جاتا ہے جو قحطان کی نسلوں سے تھے جو عرب کے علاقوں میں

قبیلوں کی شکل میں پھیلے ہوئے تھے۔۳) عرب مستربہ۔ یہ عدنان بن قیدار کی اولادیں ہیں جو اسماعیل کے فرزند تھے ہوازان کے قبیلے اور قریش انہیں سے ہیں جو معد بن عدنان وقیدار سے ہیں، جو پہلے ارمیاک زبان بولتے تھے جو بابل ونینوا کی زبان تھی بعد میں انہوں نے عربی سیکھی۔انہیں نبطی عربوں سے بھی جوڑا جاتا ہے جو بدوی ہوا کرتے تھے۔اور آج کے عرب کے حاکم ان تینوں میں سے نہیں ہیں یہ نجدی نسل ہیں جن کی شاخیں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے یہودیوں سے ملتی ہیں۔جس طرح بنوامیہ اور بنوعباس نے آل ہاشم سے اپنا حساب کتاب چکایا اسی طرح اہل نجد تمام حقیقی عربوں سے اپنا بغض اتار رہے ہیں، جس کا خلاصہ حضور ﷺ نے کردیا ہے کہ اہل نجد فتنہ وتنزل ہیں جن کے مقام سے شیطان کی سینگھ ظاہر ہوگی۔اور یہ اہل نجد ہی ہیں جنہوں نے کعبۃ اللہ کی حرمت کو پامال کر کے مکہ میں ایسا مینارہ یا کلاک ٹاور بنایا ہے جو بالکل شیطان کی سینگھ لگتا ہے

جیسے ہم نے کہا کہ سوائے محمد ﷺ کے کسی نبی رسول پیغمبر کے متعلق پہلے کے آسمانی صحایف میں بیان نہیں کیا گیا، یہ عظمت محمد ﷺ کی دلیل ہے۔آپؐ نے جب اعلان نبوت کیا تو قرآن سے اپنا نبی رسول پیغمبر ہونا ثابت کیا، اور قرآن نے اعلان فرمادیا کہ محمد ﷺ پر نبوت رسالت ختم ہوگئی، تا قایم قیامت محمد ﷺ ہی نبی رسول پیغمبر ہیں تو مہدی کی بعثت کا وعدہ حضور ﷺ نے کیوں کیا؟ اس کا وہی جواب ہے شریعت محمد ﷺ میں جو بدعات رسوم اور خرابیاں غلط بیانی اُمت کے علماء صوفیا نے کی ان کی اصلاح کرنا مہدی کا منصب ہے اس طرح مہدی خلیفۃ اللہ ہونے کے تابع تام رسول اللہ ہیں، اور مہدی کا نام نہ لیکر اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول ﷺ کی اتباع کرنے والا بتایا من اتبعنی اور اس کی وضاحت خود مہدی موعود نے اپنے دعوی کی اٹھارہ آیات میں دیا کہ وہ اتباع کرنے والا ''میں'' ہوں جس کا وعدہ مخبر صادقؐ نے کرتے ہوئے فرمایا المھدی منی من یقفو اثری و لا یخطی اس سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کی ہوبہو اتباع کرنے والے یا قدم بہ قدم چلنے والے ہی رسولؐ کے حقیقی اتباع کرنے والے ہیں اور وہ ہیں مہدئ موعودؑ آخرالزماں معصوم عن الخطاء۔اس طرح مہدی نہ کہہ کر اللہ نے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والا کہا ہے۔جس طرح حضرت عیسیٰ کو صحیفہ دئے جانے کے باوجود شریعت موسیٰؑ کا پابند رکھا، مہدی کو قرآن اور محمد ﷺ کا پابند اور تابع رکھا۔

مہدی کا نام قرآن میں نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ مہدی کا وجود نہیں یا مہدی موعودؑ کا حضور ﷺ نے جو وعدہ کیا ہے وہ نعوذ باللہ جھوٹ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ

اللّٰہَ ۔النساء۸۰۔جس کسی نے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی ۔یعنی جو رسول اللہ نے وعدہ کیا وہ اللہ ہی کا وعدہ ہے کہ مہدی کو مبعوث کیا جائے گا جو خلیفۃ اللہ ہوگا اور اس مہدی کی اطاعت اُمت پر فرض ہے جن کا وعدہ مخبر صادقؐ نے کیا رسول اللہ ﷺ کا مہدی کی بعثت کا وعدہ کرنا اللہ کا وعدہ کرنا ہے کیونکہ رسول اللہ کا قول اللہ کا حکم ہے چاہے مہدی کا نام قرآن میں ہو کہ نہ ہو۔اب قرآن میں مہدی کا نام ہونا یا ذکر ہونا دونوں ایک ہی بات ہے۔جب مہدی کی بعثت ہوئی تو انہوں نے اپنا مہدی ہونا قرآن کی آیات میں جو خصوصیات تھیں مہدی کی ان سے ثابت کیا وہ خصوصیات ہیں مَنْ اتَّبَعَنِی (سورہ یوسف ۱۰۸۔آل عمران ۲۰) , بَیِّنَہ (سورہ بینہ) , مَنْ م بَلَغَ (سورہ انعام ۱۹) , خَـلَـقَ الْاِنْسَـانَ (سورہ الرحمٰن ۱) ہیں۔حالانکہ مترجموں نے ان کے معنی غلط بیان کئے مگر قرآن مہدی کے ہادی اور خلیفۃ اللہ ہونے کا گواہ ہے۔اور یہ قرآن کے آیات کی دلیل اور حجت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کے سوا آج تک عالم اسلام میں کسی نے نہیں دی' یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میراں علیہ السلام مہدی برحق ہیں۔

مہدی کا ذکر قرآن میں ہے یا نہیں اس سے قطع نظر یا ہٹ کر دیکھیں مہدی یا ہدایت سے جڑے کیا الفاظ قرآن میں ہیں۔ الْمَهْدِ (مایدہ ۱۱۰۔عمران ۴۶) یہاں بغیر ی کے دال کے نیچے کسرہ یا زیر کے آیا ہے۔جس کے معنی پالنا۔گہوارہ۔ماں کی گود۔شیر خوارگی کے معنوں میں ہے۔ لَـــمْ یَهْـــد (الانعام ۷۷) میرے رب نے رہنمائی کی اَفَـلَمْ یَهْدِ اَوَلَمْ یَهْدِ (اعراف ۱۰۰۔طہٰ ۱۲۸۔سجدہ ۲۶) یہاں ہدایت کے معنوں میں ہے هُدٰی طہٰ ۲۰) راستہ بتانا۔اور مہدی کے لفظ کا مخرج ہادی سے ہے جس کے معنی ہدایت کرنے والا' اب ان تمام الفاظ کو جمع کریں تو ہدایت کی معنیٰ زیادہ موزوں ہوئے۔تو اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کو ہدایت سے موصوف کیا۔مگر ہوا یہ کہ مسلمانوں نے وہی کیا جو بنی اسرائیل یا یہود و نصاریٰ نے کیا فرقے جماعتیں بنائے اور ہر دینی بات کو اُصولوں کے تابع کر دیا۔اس کی مثال عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے جیہواس وٹنس وہ نہ چرچ بناتے ہیں نہ ہسپتال نہ اسکول وہ مانتے ہیں کہ عیسو مسیح کسی وقت دوبارہ آجائے گا یہ انتظار انہیں دو ہزار برسوں سے ہے یہ بلکل مسلمانوں کا مہدی کے انتظار جیسا ہے چودہ سو برسوں میں انتظار کیا اور کئی ایک کو مہدی بھی مان لیا مگر جب حقیقی مہدی کی بعثت ہوئی تو انکار کر دیا کہ یہ وہ نہیں جیسا ہم چاہتے ہیں۔بائبل جان ۲۶ میں ہے کہ ''جب وہ دیکھیں گے عیسو مسیح بادلوں سے پوری تابانی کے ساتھ آئے گا اور فرشتے بھیجے گا اور چنی ہوئی ہواوں کو بھیجے گا دور آسمان سے زمین پر''۔اور مسلمان کہتے ہیں کہ عیسیٰ کو سیڑھی رکھ کر بادلوں سے زمین پر مہدی اتاریں گے۔اور مہدی تمام جدید اسلحہ کے ساتھ کافروں کے ساتھ جنگ کریں

گے اور مسلمانوں کی حکومت قایم کریں گے انسانوں کی ہر خواہش کی انتہی حکومت دولت عیش وعشرت پر ہی جا کر ٹھہرتی ہے ۔اب چودھویں صدی ہجری ہے حضور ﷺ کے مطابق قیامت کا زمانہ ہے اگر اس طرح کا مہدی آنا ہے تو پھر اس میں صدیاں لگیں گی ۔مسلمانوں کے خود ساختہ فرقوں کے جیسے عیسایوں میں گروپ ہیں' چرچ آف ایسٹ ۔اورینٹل آرتھوڈیکس ۔ایسٹرن آرتھوڈیکس ۔رومن کیتھولک ۔پروٹسٹنٹ ۔ان کے علاوہ اینگلکن ۔لتھرن ۔جیہواس وٹنس ۔یہ سب اس لئے ہوا کیونکہ کہا گیا ہے کہ حضرت عیسی کے بارہ ۱۲ حواری خود عیسی سے متفق نہیں تھے یا انہیں عیسی کی باتوں پر یقین نہیں تھا ۔یہ وہ بارہ ہیں ۱) پیٹر ۔۲) جیمس ۳) جان ۴) اینڈریو ۵) فلپ ۶) جوڈاس ۷) اسکاریوٹ ۸) میتھیو ۹) تھامس ۱۰) جیمس الیس ۱۱) بارتھولیمو ۱۲) سایمن زیلوٹس ۔ان کی یہ تفرقہ بازی تھی جس کے بعد میں جو بایبل لکھی گی ان حواریوں نے اپنے خیالات کو ہی بایبل بنا کر پیش کر دیا اور اگر ایک حواری نے اپنے خیال کی بائبل لکھ کر پیش کر دی تو دوسرے نے دوسری اور مسلمانوں نے صحیفہ نزول قرآن میں تو ایسا نہ کر سکے مگر احادیث میں من مانیاں کر دیں اس طرح آج کوئی حدیث رسول نہیں ہے ۔بخاری کی حدیث ۔مسلم کی حدیث ۔ابن ماجہ کی حدیث ۔ترمذی کی حدیث اس طرح بے شمار احادیث ہیں ۔ان تمام میں **حدیث رسول کونسی** کتاب ہے کوئی نہیں بتا سکتا ۔یہی بات عیسایوں کے ہاں ہے یہ کام عیسایوں نے پہلے کر دیا ہے میتھو کی گوسپل ۔جان کی گوسپل ۔مارک کی گوسپل ۔یوحنا کی گوسپل ۔اور مسلمانوں نے یہ کام قرآن کے غلط ترجے کر کے کے جیسے مَن اتبعني یعنی رسول ﷺ کی اتباع کرنے والا ہر مسلمان بدکار گنہگار خاطی سبھی کو بنا دیا ۔جبکہ وہ خاص اتباع کرنے والا مہدی ہے ۔قرآن میں اللہ فرماتا ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ۔الحجر ۹ ۔ہم نے یہ قرآن اپنی طرف سے بھیجا ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡـقُرۡاٰنَ تَنۡزِيۡلًا ۔الدھر ۲۳ ۔یہ ہم ہیں جو قرآن کو زمین پر اتارتے ہیں وقفہ سے ۔ایسی بہت سی آیات ہیں جس میں اللہ نے خود کو "ہم" سے خطاب کیا ہے جبکہ ہم جمع کا صیغہ ہے جیسے انگریزی میں we ہے اللہ تو واحد ہے' یہ قرآن کے خطاب کا انداز ہے جسے انگریزی میں پلورل آف ریسپکٹ plural of respec کہتے ہیں ۔اس کے معنی بہت سارے خدا نہیں ہیں خدا صرف ایک ہے' اور اس طرح مترجموں نے مَنۡ اَتَّبَعَنِيۡ کو جمع میں ترجمہ کر دیا کہ ہر مسلمان رسول کی اتباع کرنے والا' جبکہ اس آیت ۱۰۸ سورہ یوسف میں بصیرت پر بلانے کا حکم رسول اللہ کو دیا گیا اور کہا کہ آپ کا تابع بھی بلاے گا' اس طرح مترجموں نے سارے خاطی گنہگاروں کو حضور ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں شامل کر دیا جب متبوع اللہ کے رسول ؐ ہیں تو تابع کیسے عام اُمتی ہوگا؟ کوئی تو قایم مقام ہونا چاہے' اور قایم مقام عام لوگ تو نہیں

ہو سکتے ۔جبکہ یہ واضح اشارہ مہدی کا تابع رسول ﷺ ہونا ہے۔اور خود اس کی نشاندہی مہدیٔ موعودؑ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کی۔ برصغیر میں نویں صدی ہجری میں مہدی موعودؑ کی آمد گزشت ہو چکی تھی اس کے تقریباً تین صدیوں بعد اردو یہاں کی زبان بنی جب اس میں قرآن کا ترجمہ کیا تو وہی عیسایوں کی من مانیاں یہاں مسلمانوں سے ہوئیں تا کہ بعثت مہدی کو چھپایا جائے یا اس کے انکار میں ایسے ترجے ہوئے جیسا کہ عیسایوں نے رومی بت پرستوں کو خوش کرنے سن گاڈ کو بدل کر عیسیٰ کو سن آف گاڈ بنا دیا' اس طرح رومیوں کو فرق نہیں پڑھا وہ پہلے بھی بت پرستی کرتے تھے بعد میں بھی جیسس اور میری کی بت پرستی ہی کرتے رہے فرق پڑا عیسایت کو جو وحدانیت سے بت پرستی کا مذہب بن گیا۔

قرآن میں مہدی کے نام ہونے نہ ہونے کی بحث صرف مہدی تک محدود نہیں ہے۔یہودی عیسائی اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کا نام نہیں بتاتے جبکہ ان کی کتابوں میں اشارۃً کنایۃً حضورؐ کے متعلق بتایا گیا ہے اور توریت میں تو باقاعدہ نام ہے ''محمدم'' یہود و نصاریٰ نے اس نام کو چھپانے کے لئے ایک نیا معنیٰ گھڑا ہے ''کل کا محبوب'' آل ٹو گیدر لولی یا سب کا محبوب ۔اور رسول مقبول ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد انہوں نے بغض اولاد اسماعیل میں اپنی کتابوں سے حضور ﷺ کے نام اور اشاروں کے باب ہی حذف کردئے۔اور کچھ باقی بھی رہ گئے تو یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ وہ نبی آخر الزماں کوئی اور ہے جو ابھی آیا نہیں وہ آئے گا تو دنیا میں یہود و نصاریٰ کی حکومت قایم کردے گا جو آل اسحاق کی ہوگی۔ نہ کہ آل اسماعیل کے محمد ہیں۔مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کے لئے بھی مسلم عالموں صوفیوں نے یہی گھڑاک اور کھیل رچایا ہے کہ یہ وہ مہدی نہیں جس کا ذکر اللہ کے رسول نے کیا'۔اور تو اور یہودی حضرت عیسیٰؑ کو بھی نہیں مانتے کہ یہ وہ مسیح نہیں جن کا ذکر توریت میں ہے۔یہی وجہ ہے کہ انہیں صلیب پر مصلوب کرنے کی کوشش کی ان کے بجائے کسی اور کو کردیا۔ جتنے انبیا مرسلین آئے انہیں لوگوں نے نبی رسول مانا ہی نہیں بلکہ ان کی مخالفت بھرپور کی'حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کے نبیوں نے اسی لئے عذاب طلب کرلئے جیسے ھودؑ صالحؑ لوطؑ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے تو کتابیں بھی نہیں تھیں صرف چند ایک صحایف تھے جن میں کسی نبی رسول کا نام بتایا جاتا'تو کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی رسول پیغمبر نہیں کہا؟ابراہیمؑ ہارونؑ سلیمانؑ اسماعیلؑ کے وقتوں میں کتابیں نہیں تھیں کہ جن کے نام پہلے یا بعد میں بتائے ہوں مگر قرآن نے انہیں نبی رسول کہا ہے' جبکہ ان کی قوموں نے انہیں ستایا نقل وطن ہونے پر مجبور کیا'ان میں سے کئی ایک نے تنگ آکر عذاب طلب کرلیا'سوچو اگر حضور ﷺ کو جس طرح تنگ کیا گیا اور یہود و نصاریٰ نے انہیں نبی رسول مانا ہی نہیں تو اگر حضور ﷺ عذاب طلب کرتے تو کیا آج دنیا کی آبادی ہوتی ؟۔یا

پھر مہدی عذاب طلب کرتے تو کیا ہوتا' جبکہ مہدی نے تو اپنی مصدقوں میں کشف وکرامات ہی نہ ہو پائیں اس کے لئے اللہ سے دعا کی اور تین دن کے روزے رکھے' تاکہ مصدق عمل کریں صلہ کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں' جو مقدر میں ہو اللہ ہی دیگا یا پورا کریگا۔

دور ولایت مخصوصہ' کل اور آج !

حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں ہی اصحابؓ صفہ کا طبقہ بن گیا جس نے حضور ﷺ کی زندگی کو اپنا لیا انہیں یقین تھا کہ یہی انسان کی حقیقی اور اصلی زندگی ہے جو آپ گزار رہے ہیں جو بندگی کی کا اعلیٰ معیار ہے۔ خدا کی طرف سے آپ ﷺ کو بتا دیا گیا کہ قیصر وکسریٰ روم و یونان فتح ہونے والے ہیں۔ آپؐ نے اپنی زندگی کو اولاد آدم کی مثالی زندگی بنا کر پیش کیا' اسی زندگی کو خلفائے راشدہ نے اپنایا' آئمہ اربعہ اور تابعین نا اپنایا۔ مگر وقت کے چلتے دولت کی فروانی اور حکومت جاہ وحشمت نے کے غرور میں مسلمان بھی مبتلا ہوگئے' جس کی انتہا خلافت عباسیہ اور اسپین کے زوال کے طور پر ظاہر ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی مسلمان نے دنیاوی عیش وآرام کی زندگی کو نہیں چھوڑا بلکہ مذہب میں بھی عیش وآرام کو اپنا لیا جس کے لئے بادشاہوں حکمرانوں کے درباروں میں اپنا مقام بنائے رکھنے کے لئے انسانیت کی تمام حدیں پار کردیں' اور خانقاہوں مدرسوں کو بھی عیاشیاور دولت کے اسباب کے ذرائع بنالئے تاکہ دولت اور عزت میں کمی نہ ہو۔ پھر نویں صدی ہجری میں بعثت مہدی نے اسلام کے اس حقیقی دور کی تجدید کی جو علمائے سُو اور جھوٹے صوفیا کو پسند نہ آئی اور مخالف پر کمر بستہ ہوگئے۔

مہدی موعودؑ کا گھرانہ امراءِ وقت کا تھا جنہیں حکومت میں مقام اور منصب حاصل تھا' مگر میراں سید محمد مہدی موعودؑ کی اس میں رغبت نہیں دکھائی دیتی' رائے دلپت سے جہاد سنت رسول ﷺ کی بنیاد پر کیا' اور جب سلطان حسین شرقی نے جاگیر اور منصب دیا تو لینے سے انکار کردیا کہ یہ ہمارے کس کام کی۔ اسی جہاد میں جذبہ حق لاحق ہوا جب بارہ برس کے بعد افاقہ ہوا تو ہجرت اختیار کی جس میں مال واسباب ساتھ تھا ہی نہیں اللہ کے بھروسے سفر مکہ شروع کیا یا سفر ہجرت کہیں۔ راستے میں جہاں دایرہ باندھا اللہ دیا اور فتوح ہی آپؑ کے ذریعہ مال یا غذا تھے۔ اس سفر کی کامیابی دایروں میں ذکر دوام کا اہتما متقوی توکل اور ترک علایق تھا جیسے اصحاب صفہ متوکل تھے اسی طرح دایروں کی زندگی تھی کہ جس میں فقر وفاقہ اور تقوی اور زہد کا بول بالا تھا اسی طریقہ کار کو لوگوں میں کشش پیدا ہوگئی کہ یہ تو حضور ﷺ کی زندگی کے ایام دوبارہ لوٹ آئے ہیں جو ہم سنا اور پڑھا کرتے تھے' اور اس کی تجدید ہوئی نو سو برسوں میں

اس طرح دایروں کی زندگی حضور ﷺ کی مثالی زندگی تھی جس میں اصحاب صفہ کے تمام آثار موجود تھے۔ان تمام نوسو برسوں میں مدرسہ خانقاہ اسلام ایمان تصوف ولایت اور خدا ترسی کی جو شہرت ہوئی تھی اس کے بالکل خلاف یہ عین حیات رسول ﷺ کی زندگی کا نمونہ تھی۔ یہ وہ خدا سے محبت اور قربت حاصل کرنے کا طریقہ تھا جو حضور نبی کریم ﷺ سے مخصوص اور معلوم تھا لٰہذا لوگوں کا اس کی طرف متوجہ ہونا ضروری تھا کہ رسالت مآب ﷺ کی زندگی کو اپنانے کا دوسرا دور تھا جو صرف آپ ﷺ سے مخصوص تھا' کہ خدا کا قرب اور معرفت کیسے حاصل کی جائے۔

مہدیٔ موعودؑ کی حیات میں تین طبقے تھے' مہاجرین۔تارک الدنیا۔کاسبین۔بعد میں صحابہ مہدی کے دور میں صرف تارک الدنیا اور کاسبین تھے۔ان کے بعد دور اخراج ونقل مکانی میں شدت آ گئی ۔پھر ایک دور آیا جس میں تارک الدنیا۔مرشد۔اور کاسب رہ گئے۔آج سے سو برس پہلے صرف مرشد اور کاسب ہی رہ گئے تارک الدنیا برائے نام۔آج کا دور تارک الدنیا کا نہیں فقرا۔مرشد۔کاسبین۔منافقین ۔مرتدین۔اور مصالحین کا دور ہے۔یہ مصالحین کیا ہے؟ یہ کونسا طبقہ ہے یہ وقت کے ساتھ اپنا چہرہ اور لبادہ بدلنے بالوں کا طبقہ ہے' جب انہیں مہدویوں میں فایدہ نظر آتا ہے تو مہدویوں کے ساتھ رہتے ہیں اور منکروں اور غیروں میں فایدہ نظر آتا ہے تو ان کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ان کا کوئی مذہب عقیدہ یا اُصول نہیں ہے چاہے نماز ہو روزہ ہو دین ہو دنیا ہو شادی بیاہ ہو جہاں فایدہ وہیں یہ۔جب ایسے لوگوں کو دولت بھی حاصل ہا جائے تو دین ایمان تو خریدتے ہیں اپنے گھروں شادیانوں میں رقص وسرور کی محفل بھی سجاتے ہیں جہاں جام وصبو بھی شامل ہوئے جارہے ہیں۔اس طبقے میں مرشد وکاسب کی قید نہیں دونوں اس عیش کوشی کے لئے روپیہ کیسے کہاں سے حاصل کرنا ہے جانتے ہیں۔ یہ طبقہ لین دین۔اقتدا۔فرض کو سنت۔سنت کو فرض یا نفل واجب بنانے میں ماہر ہیں' یہ ہر رنگ میں رنگ جاتے ہیں جیسے ہاتھ میں شیرہ ہو یا شیرے میں ہاتھ دونوں حالتوں میں انہیں فایدہ ہونا چاہئے' سیاست کے مواقعہ ہوں شادی یا موت کا موقع انسے چاہے جو کروالو۔ یہ محفل میں بطنگوار رقص کرنے یا سیاست دانوں کی جوتیاں اُٹھانے میں بھی عیب نہیں محسوس کرتے۔مہدویہ تاریخ کا سب سے بدترین دور آج کا ہے۔نہ دین نہ ایمان نہ اسلام نہ مہدویت نہیں' یہ کچھ بھی بن سکتے ہیں بس انہیں دولت متاع دنیا اور شہرت چاہئے۔کوئی بھی انہیں شیعہ۔رافضی۔دیوبندی ۔تبلیغی۔ جماعتی۔سلافی۔اہل حدیث ۔حتی کے کفر یہ محفلوں میں یہ کفر کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔مگر میرے مرشد میرے مرشد کا ڈھول اور سینہ کوبی بڑے ماہرانداز میں کرتے ہیں۔آج حقیر فقیر اور مصدق کہنا حقارت کو دعوت دینا ہے اگر عزت چاہتے ہو تو مفتیاں' رحمۃ اللہ علیہ' مفسر' محدث' مجتہد

'افضل العلماء ,وغیرہ وغیرہ کہنا پڑے گا' آج کا سب اور مرشد بھی نہیں رہے مہدویوں کے اب مرشد اسرا راحمد۔طارق جمیل۔انجینیر ۔ذاکرنا یک ہیں ان کا دین ایمان یہی لوگ ہیں قرآن اور سنت رسول نہیں۔ یہ سب کچھ تو ہیں مہدوی نہیں ہیں'ان میں کئی قادیانیوں کے ہمنوا بھی ہیں,مہدویوں میں بے دینی کی گندگی اور نجاست پھیلانے میں ان کا بڑا کردار ہے'ان میں کچھ قرآن قرآن'حدیث حدیث۔مہدی مہدی کی ہردم رٹ لگاتے ہیں مگر اُن کی عقل سمجھ ہی ان کا دین اور مذہب ہے'ان کے لئے نہ قرآن اہم ہے نہ سنت رسول نہ مہدی۔قرآن کو سمجھنے لئے نور ایمان کی ضرورت ہےاور وہی ان میں نہیں ہے۔حدیث سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے احادیث کا علم اور ان کے صحیح غلط ہونے کا علم ضروری ہے وہی ان کے پاس نہیں ہے۔اور مہدی مہدی کرنے کے لئے تعلیمات مہدی پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور یہی وہ نہیں کرنا چاہتے۔کوئی بھی چیز حاصل کرنے کے لئے توجہ انہاک محنت مشقت صحیح ایمان اور عقیدہ ہونا چاہئے'وہ ان میں ہے نہیں۔اس طرح آج کا دور مہدویت بدترین دور ہے'یہی حال مسلمانوں کا بھی ہے ۔آج انہیں اسلام ایمان سے نہیں ان کی جماعت فرقے سے متعارف ہونا پسند ہے ورنہ وہ ناراض ہوجاتے ہیں۔اس سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالی مسبب الاسباب ہے وہ جس سے جو کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے بھلے انسان اپنی مرضی سے کرے یا مجبوری میں یا اپنی ضرورت کے تحت کرے'جیسے درندوں کا کام افزود چرندوں کو کھانا ورنہ وہ زمین پر اتنی تعداد میں ہونگے کہ دوسری مخلوق کا کھانا اور ضروریات کو کھاجائیں گے'شہد کی مکھی کا شہد جمع کرنا' کچھ خاص جانوروں کو انسانوں کی غذا بنانا'انسان کا کھیت کھلیان میں اناج اُگانا تا کہ وہ بھی کھائے'چرند پرند کیڑے مکوڑوں کو بھی غذا ملے۔اسی طرح مشرک کافر منافق یہ سب مومنوں کے لئے بطور مثال ہیں کہ دیکھوں ان جیسے نہ بنو کیونکہ انہیں جہنم میں فنا ہونا ہے' کہ دنیا میں تمہارے نیک اعمال جنت میں تمہاری بقا کے لئے ہیں۔اور جب ان اعمال کو انسان اپنا کمال یا خوبی اور قابلیت سمجھنے لگے تو وہیں سے اس کا زوال ہونا ہے جیسے ابلیس نے خود کے آگ سے پیدا ہونے کو اپنا کمال سمجھ لیا اور راندہ درگاہ ہوگیا۔اس لئے دنیا میں انسان کو ہر خوبی کو خدا کی طرف پھیرنا ہے جو خالق عالم ہے اسی لئے اسے قرآن میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ سکھائی گئی تا کہ وہ اللہ کی حمد وثنا کرنا سیکھے نا کہ اپنی تعریف توصیف میں مبتلا ہوجائے۔اللہ تعالی کی حمد وثناء کی انتہا طلب دیدار ہے کہ ایسی حسین کاینات کا خالق کیسا ہے کہ میں اسے لمحہ بھر دیکھ لوں تا کہ تسکین ہو۔یہ بات حضرت ابراہیم نے سکھائی ہے جنہوں نے اللہ سے کہا کہ تو موت وحیات کا معاملہ کس طرح کرتا ہے تو اللہ نے کہا کیا تجھے یقین نہیں تو ابراہیم نے کہا کہ یقین ہے مگر دل کی تسکین کے لئے دیکھنا چاہتا ہوں تو

اللہ نے کہا کہ چار پرندے لوانہیں خوب خود سے مانوس کرو پھر انہیں ذبح کر کے ان کا گوشت ملا دو اور چاروں مقامات پر رکھ کر انہیں آواز دو تو ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا تو وہ پرندے نام لینے پر اڑتے چلے آئے۔طلب دیدار انسان کی صدیوں پرانی خواہش کا ثمرہ ہے۔اگر غور کیا جائے تو انسان کا شرف مخلوق ہونا دیدار پر ہی ہے‘جو کسی مخلوق کو میسر نہ ہوئی وہ حبیب خدا ﷺ کو میسر ہوئی مہدی موعودؑ نے طلب دیدار کو فرض گردانا ہے‘یعنی جو عمل اللہ کی رضا کا ہے وہ فرض ہوتا ہے۔فرایض کیا ہیں؟ نماز روزہ زکواۃ حج یہ اللہ کی رضا کا سبب ہیں اور طلب دیدار بھی اللہ کی رضا ہے کہ میں دیکھوں میرا خالق کیسا ہے؟۔ جب بندہ شرک اور ظلمت سے بلند ہو جاتا ہے یعنی اس کا یقین مستحکم ہو جاتا ہے کہ کاینات کا خالق اللہ ہے جو واحد ولاشریک ہے تبھی وہ اس وحدت کی قدرت سے روشناس ہونے کی کوشش کرے گا۔اسی کو طلب دیدار کہیں گے کہ میں تجھے دیکھنا تجھ سے قریب ہونا چاہتا ہوں یا تیری معرفت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ میں تجھے چاہوں تو‘ تو بھی مجھے چاہے۔یہی ہے حدیث احسان یا تم اللہ کو دیکھو یا جان لو کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔دیکھ نہیں پایا جان لیا کہ وہ تو موجود ہے میرے آس پاس ساری کاینات کا اس نے احاطہ کیا ہے اتنا جان لینا بھی احسان کی طلب ہی ہے۔اور مہدویہ اسلاف نے اسے ثابت کر دکھایا‘باوجود اپنے فقر و فاقہ تنگدستی کے اپنی حالت فناء کے۔اور آج ہم ان کے نام لیوا ان کی رمق کو پانا تو دور اسکے سمجھنے سے قاصر ہیں اور آج طلب دیدار کی بات تو دور ہے تقوی توکل ذکر دوام کا عمل اور طریقہ ہی نہیں معلوم اور نہ اس کا علم ہے آج کے مہدوی خواص ہو کہ عوام اس طرح مصدق نہیں ہیں مصدق مہدوی نہیں محسن ہوتا ہے خدا کے احسان کا طلب گار‘نہ کہ متاع دنیا میں ملوث‘یہ ظاہری جھول جھال دکھاوا احسان تو دور کی بات ایمان بھی نہیں ہے جنہیں خدا پر یقین اور بھروسہ نہ ہو وہ مومن کیسے ہو سکتے ہیں‘چاہے وہ خود کو مسلمان کہہ لیں یا مہدوی۔مہدوی مصدق تبھی بنتا ہے جب وہ خود کو معدوم یا فنا کر لیتا ہے ”تو ہی تو ہے میں نہیں ہوں“ خود کی نفی خدا کا اثبات ہے۔

پروں کو کھول زمانہ اُڑان دیکھتا ہے زمیں پہ بیٹھ کے کیا آسمان دیکھتا ہے شکیل اعظمی

مسجد ضرار ایک مثل !

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا م بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَا دًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ , وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى , وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔سورہ توبہ ۱۰۷۔کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض سے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں (خدا کی بندگی

کرنے کے بجائے) کفر کریں، اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں، اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اُس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور رسولؐ کے خلاف برسر پیکار ہو چکا ہے وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کچھ اور چیز کا نہ تھا، مگر اللہ گواہ ہے وہ قطعی جھوٹے ہیں۔ دراصل کچھ لوگوں نے مدینہ منورہ میں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے ارادے سے ایک مسجد ضرور بنائی ان کے اراعدے نیک نہیں تھے تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ یہ ایک مثل ہے کہ ہر مسجد میں عبادت کی نیت سے لوگ جمع ہوں ضروری نہیں اپنے عقاید کے لئے فتنہ فساد کے لئے دین میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بھی مسجدیں بنائی جاتی ہیں اس لئے ہر مسجد کو خدا کا گھر سمجھ کر جانا ٹھیک نہیں، جیسے شیعہ سنیوں کا مسجد میں آنا ٹھیک نہیں سمجھتے، انہیں شیعہ میں بوہرہ ایک گروہ ہے اگر کوئی مسلمان غلطی سے ان کی مسجد میں جا رنماز پڑھ رہا ہے تو وہ پانی کی بالٹی لے کر پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اس نے ہماری مسجد گندی کر دی بعد میں اس میں پوچہ لگاتے ہیں۔ آج کے مہدویہ نوجوان جو بدعقیدہ لوگوں سے متاثر ہیں انہیں قرآن کے اس بیان اور رسول ﷺ کے واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ دوسروں کی بات ہی کیا آج ہمارے دایروں کے اندر کچھ منافق قسم کے لوگوں نے دوسروں کی مدد سے عالیشان مسجدیں بنوا کر بدعقیدگی انتشار اور نفاق کا بول بالا کیا ہے۔ آج ہر کوئی خود کو مسلمان دوسروں کو کافر سمجھ رہا ہے، اسی لئے قرآن میں غور و خوص کرنا چاہے دیکھا دیکھی میں قرآن کا من مانی بیان نہیں کرنا چاہئے، آج سے عرصہ پہلے جب اہل حدیث کا غلغلہ ہوا تو اس جماعت نے فوٹو کھنچوانے پر اتنے فساد مچائے کے خدا کی پناہ اور آج انہیں کی جماعت سب سے زیادہ فوٹو اور ویڈیو یوٹیوب پر ڈال رہے ہیں۔ جو جب انہیں اچھا لگے وہ وہی دین دوسروں کو سمجھاتے ہیں۔ اس لئے آج ان کے ویڈیو اور بیانات مہدوی واٹس ایپ پر ڈال کر خود کو عالم اور ایمان والے ثابت کرنے کی کوشش کرر ہے وہ ذرا سوچیں کے انجانے میں وہ بے دینی اور نفاق پھیلا رہے ہیں۔ ایسی باتیں جب انسان اپناتا ہے جب وہ دین میں غور نہیں کرتا آس پاس کے ماحول سے متاثر ہو جاتا ہے مطالع کرنے کے بجائے کا پی پیشٹ نصیحتیں اور دوسروں کے اقوال کو ہی دین سمجھ بیٹھتا ہے۔

مہدویت ایک مکمل طریقہ حیات اور مذہب ہے یہ فرقہ نہیں ہے جو چند ایک عالموں صوفیوں نے مل کر بنالیا ہو مہدویت کو نبی کریم ﷺ کے مبشر مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ نے با قاعدہ اللہ سے راست احکام کے بعد قایم کیا اس کی تعلیم دی اور تربیت کی۔ اس کے بعد دوسری جماعتوں فرقوں اور بے دین لوگوں سے متاثر ہو کر ان کی ہاں میں ہاں ملانا ان کے عقاید کو مہدویوں پر تھوپنے کی کوشش کرنا منافقت اور بے دینی کی علامت ہے جس میں عوام میں چند ایک

لوگوں کے سوا خواص کے کچھ خاندان اپنی ذاتی منفعت اور فایدے کے لئے کرتے چلے آئے ہیں جس کا صلہ انہیں مقام مرتبہ اور مالی امداد کے طور پر بے دین عقیدے اور جماعت والے کرتے آئے ہیں، کبھی کبھی انہیں اس کا سیاسی فایدہ بھی پہنچایا ہے۔ ایمان کی بقا کے لئے بڑی عالیشان اور سجی سجائی مسجد کا ہونا اور وہاں شیخ المشائخ کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایمان کا ہونا ضروری ہے اور مہدویہ کی مسجد میں مشائخ کا ایمان کے ساتھ احسان کی کوشش میں عمل کا ہونا ضروری ہے۔ مدہو یہ دایرے گھاس پھوس کے ہوا کرتے تھے جہاں فتوح اور اللہ دیا سویت ہوتا جس پر دایرے کے مکیں خدا کی یاد میں رہتے تھے انہیں نمایش یا شہرت سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا، دایروں کی کی طرف لوگ کھنچ کر چلے آتے تا کہ ایما سے مستفیض ہوں۔ آج اُلٹا ہے شاندار مسجدوں میں نماز پڑھنا بڑی جماعت کا ہونا اسلام سمجھ لیا گیا ہے 'مسجد ضرار کا واقعہ قرآن میں اللہ نے بیان کرتے ہوے حضور ﷺ کو تاکید کی کے اُس مسجد میں نہ جائیں اور ان کی امامت بھی نہ کریں تو ایسی بے دین مساجد میں جا کر دوسرے بے دین لوگوں کی اقتدا کرنا صرف بے دینی اور نفاق نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن میں ہر قسم کے مسلمانوں کا ذکر کیا اور ان کی بے دینی سے مومن بندوں کو آگاہ کیا باوجود اس کے دوسروں کی تعریف توصیف اور ان کی حمایت کھلا کفر ہی کہلاے گا۔ حالانکہ مسجد ضرار کا واقعہ قرآن میں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ ایسی بے دینی کو پسند نہیں کرتا بھلے وہ مسجد منبر و محراب کے نام پر ہی کیوں نہ ہو۔ دین کے نام پر کسی بھی نظرے عقیدے کو آنکھ بند کر کے قبول کر لینا ہی کفر ہے' ایک جھوٹا نبوت کا مدعی حضور نبی کریم کے وقت میں مسیلمہ کذاب پیدا ہو گیا اس نے لوگوں کو مغالطے میں رکھنے کے لئے اپنی اذان اسلام کی آدان کی طرح دلوائی تا کہ لوگ اسے حضور ﷺ کی نبوت کا شریک مان لیں اور لوگ اس کے مغالطے میں آگئے، اور اس کا دعوی بھی یہی تھا کہ میں محمد ﷺ کی نبوت میں برابر کا شریک ہوں۔ یہی بات ان بے دین جماعتوں فرقوں کی ہے کہ مہدیٔ موعود کا انکار کیا مگر تعلیمات مہدی کو توڑ مروڑ کر اپنے نام سے مشہور کر دیا اور نئے طایفے اور جماعتیں بنا لیں، اور آج مہدی ان کی نقل کے لئے مرے جا رہے ہیں جنھوں نے تعلیمات مہدی کی نقل کی ہے اور انکے طریقے اور بیان کے ویڈیو پوسٹ کر کے خود کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرر ہے ہیں۔ جب ہندوستان میں کانگریس بنی تو اس کی شہرت سے مرعوب ہو کر کئی بارٹیاں اپنی اپنی کانگریس کے نام سے مشہور کر دیں' کمیونسٹ بنی تو کئی نئی کمیونسٹ پاٹیاں بن گی۔ آج روس کی کمیونسٹ الگ ہے، چین کی کمیونسٹ الگ' کوریا تایوان کی الگ۔ ایک جنتا پارٹی بنی ہندوستان میں جنتا پارٹی کی باڑ آ گئی اسی نام سے کئی پارٹیاں بنیں۔ یہ انسان کی فطرت ہے دوسروں کی کامیابی پر اپنی عمارت بنانے لگتا ہے

دین ومذہب میں ایسا شروع سے ہوتا چلا آیا ہے۔دنیاوی لحاظ سے بات کچھ بھی دین کے معاملے میں احتیاط ضروری کیونکہ اس کا معاملہ عقبی جنت جہنم اور خدا کے قہر وغضب سے ہے۔آج دنیا میں شیعہ بوہرہ اسماعلی شیعہ قادیانی کی بہت ساری مساجد ہیں کیا وہاں سنی مسلمان نماز پڑھتے ہیں؟حتی کے کی حنفیہ مساجد میں شافعی نماز نہیں پڑھتے اکثر دیکھا ہوگا کہ ملبار کے مسلم اپنی مسجد بناتے اور نماز پڑھتے ہیں' آج مہدویوں کا دین ومذہب ہی نرالہ ہے جس کی مسجد شاندار دیکھی امام دولت مند دیکھا اسی کی اقتدا شروع کردی اب نماز خدا کے لئے نہیں امام اور مسجد کے لحاظ سے پڑھی جارہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا قرب قیامت مسجدیں شاندار ہونگیں نمازی نہیں ہونگے لوگ مسجدوں کی تزین وآرایش کریں گے۔اگر اپنے دین ومذہب میں کسی قسم کا تردد ہو تو خود اس کی تحقیق کرنا چاہے نہ کہ دوسروں کے کہنے پر صحیح غلط کا فیصلہ کرلینا۔جبکہ آج کی تمام جماعتوں فرقوں کے بانیوں کی دنیاداری اظہر المن شمس ہے اور ان کے خدا رسول دشمنی بھی کیا ہے کبھی ان کی تحقیق کی؟۔

متبوع ﷺ اور تابع مہدی میں مماثلت

رسول خدا ﷺ کے تابع تام ہونے کی مماثلت میراں سید محمد مہدی جونپوری میں نہ صرف آثار وشواہد سے ثابت ہے بلکہ قرآن سے اپنا مہدی ہونے کا دعوی کرنا اور رسول نبی کریم ﷺ کے اعمال مخصوصہ کی تعلیم اور تربیت دینا اور اس پر عمل کرنا اور کرانا اپنے صحابہؓ کو اور قربت الہی ومعرفت الہی سے بندوں کو واقف کرانا اور طلب دیدار کی دعوت دینے کے علاوہ کچھ ایسی حقیقتیں ہیں جو مہدویہ روایات اور غیر مہدوی مورخ وقایع نگار اور علماے حق کی وہ بیانات ہیں جو آپؑ کو مہدی موعودؑ ثابت کرتی ہیں ان کے علاوہ کچھ اور حقیقتیں بھی ہیں۔

آج نہ دایرے بسائے جاسکتے ہیں نہ ہجرت کا تصور ہے حالات بدل چکے ہیں مہدویہ معاشرت میں بہت تبدیلی واقع ہوچکی ہے۔لیکن تعلیمات مہدی پر عمل کرنا کوئ ایسا بڑا مسلہ نہیں ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یا لپیٹ کر متاع دنیا کے لئے ہی خود کو وقف کرلیں یا تو راہ مستقیم کا انتخاب کرنا ہوگا یا پھر نفاق کا اقرار کرنا ہوا' دونوں باتیں ایک ساتھ نہیں چلیں گی۔دین بھی میرا دنیا بھی میری' یا تو دین یا دنیا کسی ایک کو چننا ہوگا۔یہ کام دنیا میں رہ کر کیا جاسکتا ہے اسے ہمارے بزرگوں نے ثابت کیا ہے۔



Azmat e Muhammad sas

Aur

Khilafatulla Madhdi e Mauod akhar uz zaman

syedyusufsam92@gmail.com
9242653492